

الأصلية
في
مميز الصلوات
أرذو

تأليف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبۃ رحمانیہ



www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الاصطلاح

فی
الاصطلاح

متین الصلح
(اردو)

(صحابہ کرامؓ کا انسائیکلو پیڈیا)

الاصحاب فی متبذرات الصحابہ (اردو)

(صحابہ کرام علیہم السلام کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۲

تالیف www.KitaboSunnat.com مترجم

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ احسان

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور





مکتبہ احسانیت

اقرا سنٹر، عرفی سٹریٹ، انڈیا بازار، لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الاصول الفی فی تفسیر القرآن (اردو)
تالیف	حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رافضیہ
مسترجم	مولانا محمد عامر شہزاد علوی
ناشر	مکتبہ احسانیت اقرا سنٹر، عرفی سٹریٹ، انڈیا بازار، لاہور
مطبع	نصر جاپوید پرنٹرز

www.KitaboSunnat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)



www.KitaboSunnat.com

- ۸۰۲۳ مطر العنزى //
- ۸۰۲۵ مطعم بن عبيدہ البلوى //
- ۸۰۲۶ مطعم اخر ۳۳
- ۸۰۲۷ المطلب بن ازهر //
- ۸۰۲۸ المطلب بن ابى البختري //
- ۸۰۲۹ المطلب بن حنطب //
- ۸۰۳۰ المطلب بن ربيعه //
- ۸۰۳۱ المطلب بن ابى وداعه ۳۴
- ۸۰۳۲ المطلب السلمي ۳۵
- ۸۰۳۳ مطيع بن اسود //
- ۸۰۳۴ مطيع بن اسود //
- ۸۰۳۵ مطيع بن ذى //
- ۸۰۳۶ مطيع بن عامر ۳۶
- ۸۰۳۷ مطيه بن مالك //

باب میم کے بعد طاء

- ۸۰۳۸ مظہر بن رافع //
- ان شخصیات کا ذکر جن کا نام معاذ ہے
- ۸۰۳۹ معاذ بن انس الجہنی ۳۷
- ۸۰۴۰ معاذ بن جبل //
- ۸۰۴۱ معاذ بن الحارث بن الارقم ۳۹
- ۸۰۴۲ معاذ بن حارث بن رفاعہ ۵۰
- ۸۰۴۳ معاذ بن الحارث بن سراقہ //
- ۸۰۴۴ معاذ بن رباح ۵۱

باب میم کے بعد صاد

- ۸۰۰۳ مصعب بن شیبہ ۳۷
- ۸۰۰۵ مصعب بن عمیر //
- ۸۰۰۶ مصعب ابن امراءۃ الجلاس ۳۸
- ۸۰۰۷ مصعب الاسلمی //

باب میم کے بعد ضاد

- ۸۰۰۸ مضارب بن زید العجلی //
- ۸۰۰۹ مضر ح //
- ۸۰۱۰ مضر بن سفیان ۳۹
- ۸۰۱۱ مضر بن عمرو ثعلبی //
- ۸۰۱۲ مضطجع بن اثانہ //
- ۸۰۱۳ مضطجع //

باب میم کے بعد ظاء

- ۸۰۱۴ مطاع اللخمی //
- ۸۰۱۵ مضر بن جندلہ //
- ۸۰۱۶ مطرف بن یھصل ۴۰
- ۸۰۱۷ مطرف بن خالد //
- ۸۰۱۸ مطرف بن عبد اللہ //
- ۸۰۱۹ مطرف بن کاهن ۴۱
- ۸۰۲۰ مطر بن زراع //
- ۸۰۲۱ مطر بن عکامس السلمی //
- ۸۰۲۲ مطر بن ہلال الفزوی ۴۲
- ۸۰۲۳ مطر اللہی //

- ۸۰۴۵ معاویہ بن رفاعہ انصاری زرقی //
- ۸۰۴۶ معاویہ بن زرارہ //
- ۸۰۴۷ معاویہ بن سعد //
- ۸۰۴۸ معاویہ بن الصّمہ ۵۲
- ۸۰۴۹ معاویہ بن عبد اللہ //
- ۸۰۵۰ معاویہ بن عبد اللہ التیمی //
- ۸۰۵۱ معاویہ بن عبد الرحمن //
- ۸۰۵۲ معاویہ بن عثمان //
- ۸۰۵۳ معاویہ بن عفرا ۵۳
- ۸۰۵۴ معاویہ بن عمرو بن الجموح //
- ۸۰۵۵ معاویہ بن عمرو بن قیس //
- ۸۰۵۶ معاویہ بن ماعص ۵۴
- ۸۰۵۷ معاویہ بن محمود //
- ۸۰۵۸ معاویہ بن الانصاری //
- ۸۰۵۹ معان بن عمرو النهرانی //
- ۸۰۶۰ معافی بن زید الجرشی ۴۴
- ان شخصیات کا تذکرہ جن کا نام معاویہ تھا**
- ۸۰۶۱ معاویہ بن انس السلمی //
- ۸۰۶۲ معاویہ بن ثور //
- ۸۰۶۳ معاویہ بن جاہمہ ۵۶
- ۸۰۶۴ معاویہ بن حارث //
- ۸۰۶۵ معاویہ بن حدیج //
- ۸۰۶۶ معاویہ بن حزن القشیری ۵۷
- ۸۰۶۷ معاویہ بن الحکم السلمی ۵۸
- ۸۰۶۸ معاویہ بن حیدہ //
- ۸۰۶۹ معاویہ بن ابی ربیعہ الجرشی ۵۹
- ۸۰۷۰ معاویہ بن سفیان //
- ۸۰۷۱ معاویہ بن ابی سفیان ۶۰
- ۸۰۷۲ معاویہ بن سويد ۶۳
- ۸۰۷۳ معاویہ بن صعصعہ تیمی ۶۴
- ۸۰۷۴ معاویہ بن عبادہ //
- ۸۰۷۵ معاویہ بن عبد اللہ ۶۵
- ۸۰۷۶ معاویہ بن عروہ الدنلی //
- ۸۰۷۷ معاویہ بن عقیف المزنی //
- ۸۰۷۸ معاویہ بن عمرو //
- ۸۰۷۹ معاویہ بن عمرو الدنلی //
- ۸۰۸۰ معاویہ بن قرمل محاربی //
- ۸۰۸۱ معاویہ بن محضن ۶۶
- ۸۰۸۲ معاویہ بن مرداس //
- ۸۰۸۳ معاویہ بن معاویہ المزنی ۶۷
- ۸۰۸۴ معاویہ بن مغیرہ ۶۸
- ۸۰۸۵ معاویہ بن مقرن المزنی //
- ۸۰۸۶ معاویہ بن نفیع ۶۹
- ۸۰۸۷ معاویہ بن القفی //
- ۸۰۸۸ معاویہ بن العذری //
- ۸۰۸۹ معاویہ بن اللیثی //
- ۸۰۹۰ معاویہ بن الہذلی ۷۰
- ۸۰۹۱ معاویہ //
- ۸۰۹۲ معبد بن اکثم الخزاعی ۷۱
- ۸۰۹۳ معبد بن امیہ //
- ۸۰۹۴ معبد بن حمید //
- ۸۰۹۵ معبد بن خالد الجہنی //
- ۸۰۹۶ معبد بن زہیر ۷۲
- ۸۰۹۷ معبد بن عبّاد //

الاصناف في تبيين الصحابة والوفاء بالدين (الرو)

معتمر الكنانى..... ٨١٢٥	معبد بن عبد..... ٨٠٨
معادن بن ربيعة..... ٨١٢٦	معبد بن عمرو التميمى..... ٨٠٩
معادن..... ٨١٢٦	معبد بن عمرو..... ٨١٠
معادن الكلاعى..... ٨١٢٨	معبد بن عمرو التميمى..... ٨١٠
معبد بن ذهل..... ٨١٢٩	معبد بن عمرو الانصارى..... ٨١٠
معديكرب بن الحارث..... ٨١٣٠	معبد بن عوسجه..... ٨١٠
معديكرب بن رفاعه..... ٨١٣١	معبد بن قيس العبدى..... ٨١٠
معديكرب بن شراحيل..... ٨١٣٢	معبد بن قيس..... ٨١٠
معديكرب بن قيس الكندى..... ٨١٣٣	معبد بن قيس بن صخر..... ٨١٠
معديكرب الهمداني..... ٨١٣٤	معبد بن مخرمه..... ٨١٠
معرض بن علاط السلمى..... ٨١٣٥	معبد بن مسعود السلمى..... ٨١٠
معرض بن معقيب اليمامى..... ٨١٣٦	معبد بن ابى معبد خزاعى..... ٨١٠
معروف..... ٨١٣٦	معبد بن مقداد..... ٨١٠
معقل بن خويلد..... ٨١٣٨	معبد بن ميسرة السلمى..... ٨١٠
معقل بن سنان..... ٨١٣٩	معبد بن نياته..... ٨١٢
معقل..... ٨١٣٩	معبد بن هرثمه..... ٨١٣
معقل بن ابى معقل..... ٨١٤١	معبد بن وهب العبدى العصرى..... ٨١٣
معقل بن مقرن المزنى..... ٨١٤٢	معبد ابن فلان الجزامى..... ٨١٤
معقل بن منذر..... ٨١٤٣	معبد الخزاعى..... ٨١٤
معقل بن الهيثم..... ٨١٤٣	معبد الخزاعى..... ٨١٤
معقل بن يسار..... ٨١٤٥	معتب..... ٨١٨
معلى بن لوذان..... ٨١٤٦	معتب بن عبيد..... ٨١٨
معمر بن الحارث..... ٨١٤٦	معتب بن عمرو الاسلمى..... ٨١٩
معمر بن الحارث..... ٨١٤٨	معتب بن عوف..... ٨١٩
معمر بن حبيب..... ٨١٤٩	معتب بن قيس..... ٨١٩
معمر بن حزم..... ٨١٥٠	معتب بن ابى لهب..... ٨١٩
معمر بن رئاب..... ٨١٥١	معتكد بن مهلهل..... ٨١٩

باب میم کے بعد قاف

باب مہم کے بعد کافی

باب میم کے بعد فہین

باب ميم کے بعد لام

- ۸۲۰۲ ملاعب الاستہ //
- ۸۲۰۳ ملکان بن عبدة انصاری //
- ۸۲۰۵ ملیل ۱۰۶

باب ميم کے بعد نون

- ۸۲۰۶ المنبت الثقفی //
- ۸۲۰۷ المنبت (دوسرے) //
- ۸۲۰۸ المنتجع النجدی //
- ۸۲۰۹ المنذر ۱۰۷
- ۸۲۱۰ المنتشر بن الاجدع الهمدانی //
- ۸۲۱۱ المنتفق //
- ۸۲۱۲ منجاب بن راشد //
- ۸۲۱۳ منجاب بن راشد الناجی ۱۰۸
- ۸۲۱۴ مندوس //
- ۸۲۱۵ المنذر بن الاجدع الهمدانی //
- ۸۲۱۶ المنذر بن الاشوع العبدي //
- ۸۲۱۷ المنذر بن ابی حمیضہ //
- ۸۲۱۸ المنذر بن رفاعه العطفانی ۱۰۹
- ۸۲۱۹ المنذر بن ساوی //
- ۸۲۲۰ المنذر بن سعد ۱۱۰
- ۸۲۲۱ المنذر بن عائذ العبدي //
- ۸۲۲۲ المنذر بن عبدالله //
- ۸۲۲۳ المنذر بن عبدالله //
- ۸۲۲۴ المنذر بن عبدالمدان //
- ۸۲۲۵ المنذر بن عدی //
- ۸۲۲۶ المنذر بن علقمہ ۱۱۱

- ۸۲۲۷ المنذر بن عمرو //
- ۸۲۲۸ المنذر بن قدامہ //
- ۸۲۲۹ المنذر بن قیس ۱۱۲
- ۸۲۳۰ المنذر بن کعب الدارمی //
- ۸۲۳۱ المنذر بن مالک //
- ۸۲۳۲ المنذر بن محمد //
- ۸۲۳۳ المنذر بن یزید //
- ۸۲۳۴ المنذر (بے نسبت) //
- ۸۲۳۵ منظور بن زبان ۱۱۳
- ۸۲۳۶ منظور بن لید ۱۱۵
- ۸۲۳۷ منقذ بن حنیس أسدی //
- ۸۲۳۸ منقذ بن حبان عبدي //
- ۸۲۳۹ منقذ بن زید بن حارث //
- ۸۲۴۰ منقذ بن عائذ //
- ۸۲۴۱ منقذ بن عمرو ۱۱۶
- ۸۲۴۲ منقذ بن نباتہ أسدی //
- ۸۲۴۳ منقذ أسلمی //
- ۸۲۴۴ منقذ بن حصین //
- ۸۲۴۵ منقذ بن مالک ۱۱۷
- ۸۲۴۶ منکدر بن عبدالله //
- ۸۲۴۷ منہال بن اوس نکری //
- ۸۲۴۸ منہال بن ابی منہال //
- ۸۲۴۹ منہال قیس //
- ۸۲۵۰ منیب //
- ۸۲۵۱ منیب ، ابویوب ازدی غامدی ۱۱۸
- ۸۲۵۲ منیق //
- ۸۲۵۳ منیلر //

- ۸۲۸۲) مہاجر بن ابی امیہ //
- ۸۲۸۳) مہاجر بن خلف ۱۱۹
- ۸۲۸۴) مہاجر بن زیاد حارثی //
- ۸۲۸۵) مہاجر بن قنفذ //
- ۸۲۸۶) مہاجر مولیٰ ام سلمہ //
- ۸۲۸۷) مہاجر (بہ نسبت) ۱۲۰
- ۸۲۸۸) مہجع //
- ۸۲۸۹) مہجع العکبی //
- ۸۲۹۰) مہدی عبدالرحمن ۱۲۱
- ۸۲۹۱) مہران //
- ۸۲۹۲) مہران میمون الجزری //
- ۸۲۹۳) مہزوم بن وہب الکندی //
- ۸۲۹۴) مہشم ۱۲۲
- ۸۲۹۵) مہشم //
- ۸۲۹۶) مہشل //
- ۸۲۹۷) مہشد الغفاری //
- ۸۲۹۸) مہیر //
- ۸۲۹۹) مہین بن الہیثم //

باب میم کے بعد واو

- ۸۲۹۳) المحسن //
- ۸۲۹۴) محمد بن ابی بن کعب انصاری ۱۲۹
- ۸۲۹۵) محمد بن اسلم //
- ۸۲۹۶) محمد بن ایاس //
- ۸۲۹۷) محمد بن ابی بکر الصدیق ۱۳۰
- ۸۲۹۸) محمد بن ثابت //
- ۸۲۹۹) محمد بن ابی الجهم ۱۳۱
- ۸۳۰۰) محمد بن خثیم ۱۳۲
- ۸۳۰۱) محمد بن ربیعہ //
- ۸۳۰۲) محمد بن السعدی //
- ۸۳۰۳) محمد بن عامر //
- ۸۳۰۴) محمد بن عبداللہ //
- ۸۳۰۵) محمد بن عبداللہ ۱۳۳
- ۸۳۰۶) محمد بن عبداللہ //
- ۸۲۹۴) موسیٰ بن حارث ۱۲۳
- ۸۲۹۵) موسیٰ انصاری //
- ۸۲۹۶) مؤلہ //
- ۸۲۹۷) مؤمل بن عمرو //
- ۸۲۹۸) مؤمن ۱۲۴
- ۸۲۹۹) مؤنس بن فضالہ //
- ۸۳۰۰) موهب بن رباح الاشعری //
- ۸۳۰۱) موهب بن عبداللہ //

باب میم کے بعد عین

- ۸۲۲۰ معبد بن زھیر //
- ۸۲۲۱ معبد بن عباس //
- ۸۲۲۲ معبد بن عبداللہ //
- ۸۲۲۳ معبد بن مقدار //
- ۱۲۳ معمر بن عبداللہ //

باب میم کے بعد سین

- ۸۲۲۵ مغیرہ بن ہشام //
- ۸۲۲۶ منذر بن ابواسید ساعدی //
- ۱۲۴ منذر بن جارود //

باب میم کے بعد ہاء

- ۸۲۲۸ مہاجر بن خالد //
- ۱۲۵ مہلب بن ابی صفرة ازدی //
- ۸۲۲۹ موسیٰ بن حذیفہ //
- ۸۲۳۱ موسیٰ بن طلحہ //

قسم الثالث

باب میم کے بعد الف

- ۱۲۶ مالک بن اعر //
- ۸۲۳۲ مالک بن حبیب //
- ۸۲۳۳ مالک بن حارث //
- ۱۲۷ مالک بن حرّی //
- ۸۲۳۶ مالک بن حارث ہذلی //
- ۸۲۳۷ مالک بن حارث //
- ۸۲۳۸ مالک بن حنطب //
- ۸۲۳۹ مالک بن ذی مشعار //
- ۱۲۸ مالک بن زینہ //

۸۲۰۷ محمد بن عبداللہ //

۸۲۰۸ محمد بن عبدالرحمن //

۱۳۳ محمد بن عبدالرحمن //

۸۲۰۹ محمد بن عہد //

۸۲۱۱ محمد بن عطیہ سعدی //

۱۳۶ محمد بن عمارہ //

۸۲۱۲ محمد بن عمرو //

۱۳۷ محمد بن قیس //

۸۲۱۵ محمد بن مندر //

۸۲۱۶ محمد بن نبط //

۸۲۱۷ محمد بن نفیر //

۸۲۱۸ محمد کنانی //

باب میم کے بعد خاء

۸۲۱۹ مخارق بن شہاب //

۱۳۸ المختار بن ابی عہد //

باب میم کے بعد داء

۸۲۲۱ مروان بن حکم //

باب میم کے بعد سین

۱۳۹ مسرع بن یاسر //

۱۴۰ مسعود بن حکم //

۸۲۲۲ مسلم بن امیہ //

۸۲۲۵ مسلم بن قرظہ //

۸۲۲۶ مسہر بن عباس //

باب میم کے بعد طاء

۸۲۲۷ مطرف بن عبداللہ //

۱۴۱ مطہر //

۱۴۲ المطیب ابن النبی //

- ۴۴۵۱ مالک بن ابی سلسلہ ازدی //
- ۴۴۵۲ مالک بن شراحیل //
- ۴۴۵۳ مالک بن ضحار //
- ۴۴۵۴ مالک بن ضمیرہ الضمری ۱۳۹
- ۴۴۵۵ مالک بن طفیل //
- ۴۴۵۶ مالک بن عامر //
- ۴۴۵۷ مالک بن عبداللہ کنذی //
- ۴۴۵۸ مالک بن عامر ۱۵۰
- ۴۴۵۹ مالک بن عیاض //
- ۴۴۶۰ مالک بن قدامہ //
- ۴۴۶۱ مالک بن مالک ۱۵۱
- ۴۴۶۲ مالک بن مسمع //
- ۴۴۶۳ مالک بن ناعمہ صدفی //
- ۴۴۶۴ مالک بن یزید //
- باب میم کے بعد خاء**
- ۴۴۶۵ مفتی بن لاحق عجلی ۱۵۲
- باب میم کے بعد جیم**
- ۴۴۶۶ مجاہدین جبر //
- باب میم کے بعد حاء**
- ۴۴۶۷ محارب بن قیس //
- ۴۴۶۸ محاضر بن عامر //
- ۴۴۶۹ محرز بن اسید باہلی ۱۵۳
- ۴۴۷۰ محرز بن حریش //
- ۴۴۷۱ محرز بن قتادہ //
- ۴۴۷۲ محرز بن قصاب ۱۵۴
- ۴۴۷۳ المحرق //
- ۴۴۷۴ محقبہ بن نعمان عتکی ازدی //
- ۴۴۷۵ محمد بن حارث //
- ۴۴۷۶ محمبہ بن زئیم //
- باب میم کے بعد خاء**
- ۴۴۷۷ مخیرم بن شریح ۱۵۵
- ۴۴۷۸ المخبل السعدی //
- ۴۴۷۹ مخیس (بے نسبت) ۱۵۶
- ۴۴۸۰ مخیس نمیری //
- باب میم کے بعد واء**
- ۴۴۸۱ مدرك عبسی //
- باب میم کے بعد راء**
- ۴۴۸۲ مدار بن سلامہ عجلی //
- ۴۴۸۳ مران //
- ۴۴۸۴ مربع بن ابضعة کنذی ۱۵۷
- ۴۴۸۵ مرثد بن حی //
- ۴۴۸۶ مرثد بن عثف //
- ۴۴۸۷ مرثد بن قیس //
- ۴۴۸۸ مرثد بن نجیہ ۱۵۸
- ۴۴۸۹ مرثد بن ابی یزید خولانی //
- ۴۴۹۰ مرثد خولانی //
- ۴۴۹۱ مرثد یادی ۱۵۹
- ۴۴۹۲ مر کبود فارسی //
- ۴۴۹۳ مرثہ بن خالد //
- ۴۴۹۴ مرثہ بن صابر //
- ۴۴۹۵ مرثہ بن یشرح معافری //
- ۴۴۹۶ مرثہ بن ہمدان //
- ۴۴۹۷ مرثہ بن واقع فزاری ۱۶۰
- ۴۴۹۸ مرثہ أسدی //

۸۴۲۳ مسهر بن نعمان..... //

۸۴۲۵ مسیب بن نجبه..... //

۸۴۲۶ المسیب بن نجبه..... ۱۶۸

باب میم کے بعد شین

۸۴۲۷ مشجعہ بن نصر بغوی..... //

۸۴۲۸ مِشرح بن عبد کلال حمیری..... //

۸۴۲۹ مشعار بن ذی المشعار ہمدانی..... ۱۶۹

باب میم کے بعد ضاد

۸۴۳۰ مُضَرَّس بن انس..... //

۸۴۳۱ مُضَرَّس بن عُبد..... //

باب میم کے بعد طاء

۸۴۳۲ مُطَرِّف بن مالک..... //

۸۴۳۳ مُطیر بن اشیم..... ۱۷۰

باب میم کے بعد عین

۸۴۳۴ معاذ بن یزید..... ۱۷۱

۸۴۳۵ معاویہ بن جون کندی..... //

۸۴۳۶ معاویہ بن حارث..... //

۸۴۳۷ معاویہ بن حرمیل حنفی..... //

۸۴۳۸ معاویہ بن عمران..... ۱۷۲

۸۴۳۹ معاویہ عقیلی..... //

۸۴۴۰ معاویہ (بے نسبت)..... //

۸۴۴۱ معاویہ بن جعفر..... //

۸۴۴۲ معبد بن مرثدہ عجلی..... //

۸۴۴۳ معدان ثعلبی..... ۱۷۳

۸۴۴۴ معدان بن جواس..... //

۸۴۴۵ معدیکرب مشرقی..... //

۸۴۴۶ معدی بن ابو حمیضہ و ذاعی..... //

۸۴۹۹ مَرُی..... //

۸۴۹۹ مری..... //

۸۴۹۹ مریر ابادی..... ۱۶۱

باب میم کے بعد زاء

۸۴۹۹ مَزْر بن ضَرار..... //

باب میم کے بعد سین

۸۴۹۹ مسافع بن عبد اللہ..... //

۸۴۹۹ مسافع بن عقبہ..... //

۸۴۹۹ مسافع بن نعمان تیمی..... ۱۶۲

۸۴۹۹ مُساور بن ہند..... //

۸۴۹۹ مستظل بن حصن ہارلی..... //

۸۴۹۹ مستوعز..... ۱۶۳

۸۴۹۹ مسروق بن أجدع..... //

۸۴۹۹ مسروق بن اوس..... ۱۶۴

۸۴۹۹ مسروق بن حُجر..... //

۸۴۹۹ مسروق بن ذی الحارث ہمدانی..... //

۸۴۹۹ مسعود بن خالد..... ۱۶۵

۸۴۹۹ مسعود بن مُعْتَب تجیبی..... //

۸۴۹۹ مسعود ثقفی..... //

۸۴۹۹ مسفع..... //

۸۴۹۹ مسلم بن عقبہ..... //

۸۴۹۹ مسلم بن ہانی..... ۱۶۶

۸۴۹۹ مسلم خزاعی..... //

۸۴۹۹ مُسَمَع..... //

۸۴۹۹ مُسَوَّر..... //

۸۴۹۹ مُسَوَّر..... ۱۶۷

۸۴۹۹ مسهر بن خالد..... //

۱۸۱..... منذر بن ابو حميفة وداعي همداني ۸۴۶۸

// منذر بن رومانس کلبی ۸۴۶۹

// منذر بن ساوی ۸۴۷۰

// منذر بن وبرة کلبی ۸۴۷۱

۱۸۲..... منصور بن سُحيم ۸۴۷۲

// منهال تمیمی ۸۴۷۳

باب: میم اس کے بعد حاء

// مهلهل بن زيد خیل طائی ۸۴۷۴

باب: میم اس کے بعد ياء

// ميشم تمار أسدی ۸۴۷۵

۱۸۳..... میمون بن حریز ۸۴۷۶

چوتھی قسم

باب میم کے بعد الف

// مالک بن ابوثعلبة قُرطی ۸۴۷۷

۱۸۵..... مالک بن حارث ۸۴۷۸

// مالک بن حارث ۸۴۷۹

// مالک بن حسن ۸۴۸۰

// مالک بن ذی حمایة ۸۴۸۱

۱۸۶..... مالک بن صِرْمَة ۸۴۸۲

// مالک بن قهطم ۸۴۸۸

// مالک بن کعب انصاری ۸۴۸۹

// مالک بن نُمیر ۸۴۹۰

۱۸۷..... مالک بن وُهیب ۸۴۹۱

// مالک رواسی ۸۴۹۲

// مالک (مقوان کے والد) ۸۴۹۳

// مالک والد عبد اللہ ۸۴۹۴

۱۷۴..... مُعَرَّم حارثی ۸۴۷۶

// معضد بن یزید عجلی ۸۴۷۸

// معقل بن اعشى ۸۴۷۹

// معقل بن خداج طائی ۸۴۸۰

// معقل بن خداج طائی ۸۴۸۰

۱۷۵..... مَعْقِل بن ضرار ۸۴۸۱

// معقل بن قیس ریاحی ۸۴۸۲

// مُعَمَّر بن کلاب زمانی ۸۴۸۳

// معن بن اوس ۸۴۸۴

۱۷۶..... معن بن حاجر ۸۴۸۵

// مَغِیة ۸۴۸۶

باب میم کے بعد فین

۱۷۷..... مغیره بن ابوصُفْرة ازدی ۸۴۸۷

// مغیره بن عبد اللہ ۸۴۸۸

باب میم کے بعد کاف

// مقوقس ۸۴۸۹

باب میم کے بعد گاف

۱۷۸..... مکحول ۸۴۹۰

// مکلبہ بن حنظلہ ۸۴۹۱

باب میم کے بعد لام

// ملحان بن زَنار ۸۴۹۲

۱۷۹..... مُکِیل ۸۴۹۳

// مُکِیح بن عوف سلمی ۸۴۹۴

باب میم کے بعد نون

// مُنازل ۸۴۹۵

۱۸۰..... منذر بن حرملہ ۸۴۹۶

// منذر بن حَسان ۸۴۹۷

باب میم کے بعد باء

۸۴۹۵ مبتدر افریقی ۱۸۸

باب میم کے بعد قیم

۸۴۹۶ معاشع بن مسلم //

باب میم کے بعد حاء

۸۴۹۷ محراب بن زبید //

۸۴۹۸ معریز بن زہیر اسلمی //

۸۴۹۹ معزہ //

۸۵۰۰ محسن انصاری ۱۸۹

۸۵۰۱ محمد بن آخیه //

۸۵۰۲ محمد بن اسامہ //

۸۵۰۳ محمد بن اسلم ۱۹۰

۸۵۰۴ محمد بن اسماعیل انصاری //

۸۵۰۵ محمد بن أشعث //

۸۵۰۶ محمد بن انس انصاری ۱۹۱

۸۵۰۷ محمد بن براء کنانی //

۸۵۰۸ محمد بن ابی برزہ ۱۹۲

۸۵۰۹ محمد بن ثوبان //

۸۵۱۰ محمد بن جزء زبیدی //

۸۵۱۱ محمد بن ابی جہم //

۸۵۱۲ محمد بن حبیب قرشی ۱۹۳

۸۵۱۳ محمد بن ابی حنرہ اسلمی ۱۹۳

۸۵۱۴ محمد بن حرماز //

۸۵۱۵ محمد بن حمران //

۸۵۱۶ محمد بن حمید //

۸۵۱۷ محمد بن حویطب قرشی ۱۹۵

۸۵۱۸ محمد بن خزاعی ۱۹۶

۸۵۱۹ محمد بن خولی //

۸۵۲۰ محمد بن رافع //

۸۵۲۱ محمد بن رکانہ //

۸۵۲۲ محمد بن زہیر ۱۹۷

۸۵۲۳ محمد بن سعید //

۸۵۲۴ محمد بن سفیان ۱۹۸

۸۵۲۵ محمد بن سہل ۱۹۹

۸۵۲۶ محمد بن شرحبیل //

۸۵۲۷ محمد بن شرید //

۸۵۲۸ محمد بن ابی عائشہ ۲۰۰

۸۵۲۹ محمد بن عبداللہ //

۸۵۳۰ محمد بن عبدالرحمن (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) ۲۰۱

۸۵۳۱ محمد بن عتوارہ ۲۰۲

۸۵۳۲ محمد بن عروہ //

۸۵۳۳ محمد بن عطیہ سعدی //

۸۵۳۴ محمد بن عقبہ //

۸۵۳۵ محمد بن عمرو //

۸۵۳۶ محمد بن عمیر ۲۰۳

۸۵۳۷ محمد بن فضالہ //

۸۵۳۸ محمد بن ابی کرمہ ۲۰۴

۸۵۳۹ محمد بن کعب قرظی //

۸۵۴۰ محمد بن محمود //

۸۵۴۱ محمد بن یحییٰ ۲۰۵

۸۵۴۲ محمد بن یزید //

۸۵۴۳ محمد أسدی //

۸۵۴۴ //

۸۵۴۵ محمد کنانی //

۸۵۶۸ مسعود بن عدی لخمی //

۲۱۳ ۸۵۶۹ مسعود بن عمار //

۸۵۷۰ مسعود بن قیس //

۸۵۷۱ مسلم بن سائب //

۸۵۷۲ مسلم بن سلیم //

۲۱۴ ۸۵۷۳ مسلم بن عبید اللہ //

۸۵۷۴ مسلمہ بن شیبان //

۸۵۷۵ مسلمہ بن عبد اللہ عدوی //

۸۵۷۶ مُسَیْل بن صعصعہ //

باب میم کے بعد صاد

۸۵۷۷ مُصَرِّف بن کعب //

۲۱۵ ۸۵۷۸ مُصَدِّق النبی //

باب میم کے بعد عین

۸۵۸۰ معاذ اسدی //

۸۵۸۱ معاذ بن حارث //

۸۵۸۲ معاذ بن رباح //

۸۵۸۳ معاذ بن زہرہ //

۸۵۸۴ معاذ بن سعوہ //

۲۱۶ ۸۵۸۵ معاذ بن معدان //

۸۵۸۶ معاویہ بن ثعلبہ حِمْیَانی //

۸۵۸۷ معاویہ بن حُزَن //

۸۵۸۸ معاویہ بن دِرْہم //

۲۱۷ ۸۵۸۹ معاویہ بن ربیعہ جُشَمِی //

۸۵۹۰ معاویہ بن زُہرہ //

۸۵۹۱ معاویہ بن عبادہ //

۸۵۹۲ معاویہ بن عبد اللہ //

۸۵۹۳ معاویہ بن معبد //

۸۵۶۶ محمد، ابو سلیمان مدنی //

۲۰۶ ۸۵۶۷ محمود بن عمرو //

۸۵۶۸ محمود أنصاری //

باب میم کے بعد خاء

۸۵۶۹ مختار بن ابی عُفیدہ //

باب میم کے بعد واء

۲۰۹ ۸۵۷۰ مُدْرِک بن عمارہ //

باب میم کے بعد ذال

۸۵۷۱ مذکور القبطی //

باب میم کے بعد راء

۸۵۷۲ مُرَّارہ بن سلمی //

۲۱۰ ۸۵۷۳ مُرْذَالکلاع //

۸۵۷۴ مُرْثَد بن ظبیان عبدی //

۸۵۷۵ مُرْذاس عبیری //

۸۵۷۶ مُرْہ بن حبیب فہری //

۲۱۱ ۸۵۷۷ مُرْہ بن مالک داری //

۸۵۷۸ مُرْہ بن مرید //

۸۵۷۹ مُرْہ ہمدانی //

۸۵۸۰ مریح بن یاسر جہنی //

باب میم کے بعد سین

۸۵۸۱ مستورد بن سلامہ //

۲۱۲ ۸۵۸۲ مسعدہ //

۸۵۸۳ مسعود بن اوس //

۸۵۸۴ مسعود بن خلدہ //

۸۵۸۵ مسعود بن سعد //

۸۵۸۶ مسعود بن نسان سلمی //

۸۵۸۷ مسعود بن عبد سعد //

۸۹۱۸ مقولس ۲۲۹

باب: میم اس کے بعد کاف

۸۹۱۹ مکلبہ بن ملک بن خوارزمی //

۸۹۲۰ میکث جُھنی //

باب: میم اس کے بعد لام

۸۹۲۱ ملحان قیسی ۲۳۰

۸۹۲۲ ملفع بن حصین تمیمی سعدی ۲۳۱

۸۹۲۳ ملقام بن تلب //

۸۹۲۴ ملکیہ //

۸۹۲۵ ملیل //

باب: میم اس کے بعد نون

۸۹۲۶ منبہ //

۸۹۲۷ منتذر ۲۳۲

۸۹۲۸ منذر بن ابی راشد //

۸۹۲۹ منذر بن عباد //

۸۹۳۰ منذر بن عرفة //

۸۹۳۱ منفعة //

باب: میم اس کے بعد ہاء

۸۹۳۲ مهاجر بن مسعود ۲۳۳

۸۹۳۳ مهاجر کلاعی //

۸۹۳۴ مہدی جزری //

۸۹۳۵ مہران ۲۳۴

۸۹۳۶ مہلب بن ابی صفرہ آزدی //

۸۹۳۷ مہلب ۲۳۵

باب: میم اس کے بعد واء

۸۹۳۸ موسیٰ بن شبہ ۲۳۶

۸۹۳۹ موسیٰ انصاری //

۸۹۴۰ معبد بن خالد جہنی ۲۱۸

۸۹۴۱ معبد بن صبیح //

۸۹۴۲ معبد //

۸۹۴۳ معدی کرب ۲۱۹

۸۹۴۴ معروف ثقفی //

۸۹۴۵ معلیٰ بن اسماعیل //

۸۹۴۶ معمر ۲۲۰

۸۹۴۷ معمر مدنی //

۸۹۴۸ معمر انصاری //

۸۹۴۹ معمر بن بربک //

۸۹۵۰ معمر ۲۲۱

۸۹۵۱ معن بن یزید خفاجی //

۸۹۵۲ معن بن زائدہ ۲۲۲

۸۹۵۳ معنیق بن معروض یمامی //

باب: میم کے بعد فین

۸۹۵۴ مغیرہ بن حارث //

۸۹۵۵ مغیرہ بن سلمان خزاعی ۲۲۳

۸۹۵۶ مغیرہ بن فلان //

۸۹۵۷ مغیرہ بن عتبہ //

باب: میم کے بعد قاء

۸۹۵۸ مفروق بن عمرو ۲۲۴

۸۹۵۹ مفضل بن ابی الہثم تغلبی //

باب: میم کے بعد قاف

۸۹۶۰ مقطم بن مقدم صحابی //

۸۹۶۱ مقعد ۲۲۵

۸۹۶۲ مقنع ۲۲۶

۸۹۶۳ مقولس //

۸۹۶۲ نافع بن عبد القیس فہری

۸۹۶۳ نافع بن عتبہ

۸۹۶۴ نافع بن عَجِیر

۸۹۶۵ نافع بن علقمہ ۲۵۲

۸۹۶۶ نافع بن غیلان

۸۹۶۷ نافع بن کیسان ثقفی ۲۵۳

۸۹۶۸ نافع بن مسعود غفاری ۲۵۳

۸۹۶۹ نافع جُرُشی

۸۹۷۰ نافع حبشی

۸۹۷۱ نافع

۸۹۷۲ نافع رؤاسی ۲۵۵

۸۹۷۳ نافع

۸۹۷۴ نافع

۸۹۷۵ نافع

۸۹۷۶ نامیہ بن صفارہ ضبعی ۲۵۶

باب نون اس کے بعد باء

۸۹۷۷ نیکش بن زرارہ

۸۹۷۸ نیکل بن حارث ۲۵۷

۸۹۷۹ نہان انصاری

۸۹۸۰ نہان تمار ۲۵۸

۸۹۸۱ نہان (غیر منسوب)

۸۹۸۲ نہان ۲۵۹

۸۹۸۳ نیشہ الخیر الہذلی

۸۹۸۴ نیشہ ۲۶۰

۸۹۸۵ نیبط بن جابر

۸۹۸۶ نیبط بن شُرَیط

۸۹۸۷ نیبہ بن حذیفہ

۸۹۶۰ مَوَیک

باب نیم اس کے بعد یاء

۸۹۶۱ مینا بن ابی مینا جزّار

حرف نون

قسم اول

باب نون کے بعد الف

۸۹۶۲ نابغہ جمعدی ۲۳۸

۸۹۶۳ نابل الحبشی (ایمن کے والد) ۲۳۳

۸۹۶۴ ناجیہ بن أعجم أسلمی

۸۹۶۵ ناجیہ بن جُنْدُب

۸۹۶۶ ناجیہ بن عمرو حضرمی ۲۳۵

۸۹۶۷ ناجیہ بن عمرو خزاعی

۸۹۶۸ ناجیہ بن کعب خزاعی

۸۹۶۹ ناجیہ طفاوی ۲۳۶

۸۹۷۰ ناسج حضرمی

۸۹۷۱ ناعم بن أُجیل

۸۹۷۲ ناعم (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) ۲۳۷

۸۹۷۳ نافع بن بُذَیل

۸۹۷۴ نافع بن حارث خزاعی ۲۳۸

۸۹۷۵ نافع بن حارث

۸۹۷۶ نافع بن زید حمیری

۸۹۷۷ نافع بن سلیمان عیدی ۲۳۹

۸۹۷۸ نافع بن سهل أنصاری ۲۵۰

۸۹۷۹ نافع بن ظُریب

۸۹۸۰ نافع بن عبد حارث

۸۹۸۱ نافع بن عبد عمرو ۲۵۱

- ۸۶۰۸ نصر بن غانم //
- ۸۶۰۹ نصر بن وهب خزاعي ۲۶۲
- ۸۶۱۰ نصر سلمی //
- ۸۶۱۱ نصرہ بن اکثم //
- ۸۶۱۲ نصیب غنوی //
- ۸۶۱۳ نصیر //

باب: نون اس کے بعد ضاد

- ۸۶۱۴ النضر بن حارث //
- ۸۶۱۵ نضر بن سلمہ ہذلی ۲۶۷
- ۸۶۱۶ نضرہ بن اکثم //
- ۸۶۱۷ نضرہ بن خدیج جشمی //
- ۸۶۱۸ نضلة بن طریف ۲۶۸
- ۸۶۱۹ نضلة بن عید اسلمی ۲۶۹
- ۸۶۲۰ نضلة بن عمرو ۲۳۰
- ۸۶۲۱ نضلة انصاری //
- ۸۶۲۲ نضلة انصاری ۲۷۱
- ۸۶۲۳ النضر بن حارث //

باب: نون اس کے بعد ظاء

- ۸۶۲۴ نظیر مزنی ۲۷۲
- باب: نون اس کے بعد عین
- ۸۶۲۵ لغامة الضبی //
- ۸۶۲۶ نعم //
- ۸۶۲۷ نعمان بن أسود کندی //
- ۸۶۲۸ نعمان بن أشیم أسجعی //
- ۸۶۲۹ نعمان بن أوس معافری ۲۷۳
- ۸۶۳۰ نعمان بن بُرزج یمانی //
- ۸۶۳۱ نعمان بن بشیر //

- ۸۶۸۸ نُبہ بن صواب جُهَنی ۲۶۱
- ۸۶۸۹ نُبہ بن عثمان //
- ۸۶۹۰ نُبہ بن وهب //
- ۸۶۹۱ نُبہ ۲۶۲

باب نون کے بعد جیم

- ۸۶۹۲ نجف بن ابی صفرۃ آزدی //
- ۸۶۹۳ نجیح //

باب نون کے بعد حاء

- ۸۶۹۴ نحام عدوی //

باب نون کے بعد دال

- ۸۶۹۵ نذیر غسانی //
- ۸۶۹۶ نذیر سدوسی ۲۶۳

باب نون کے بعد زاء

- ۸۶۹۷ نزال بن سبرہ //
- ۸۶۹۸ نَزیل //

باب: نون اس کے بعد سین

- ۸۶۹۹ نسطاس //
- ۸۷۰۰ نسطاس، مولی صفوان بن امیہ ۲۶۴
- ۸۷۰۱ نُسیر //
- ۸۷۰۲ نسیر بن عبس //
- ۸۷۰۳ نُسیر بن یحیی أنصاری //

باب: نون اس کے بعد شین

- ۸۷۰۴ نشیط بن مسعود ۲۶۵

باب: نون اس کے بعد صاد

- ۸۷۰۵ نصر بن حارث //
- ۸۷۰۶ نصر بن حزن //
- ۸۷۰۷ نصر بن دهر //

- ۸۶۳۲ نعمان بن بیا ۲۷۴
- ۸۶۳۳ نعمان بن ثابت //
- ۸۶۳۴ نعمان بن جبلة //
- ۸۶۳۵ نعمان بن جزء //
- ۸۶۳۶ نعمان بن ابی جَعَال ضَبَّی ۲۷۵
- ۸۶۳۷ نعمان بن ابی الجون //
- ۸۶۳۸ نعمان بن حارثہ انصاری //
- ۸۶۳۹ نعمان بن ابی خذمة ۲۷۶
- ۸۶۴۰ نعمان و مالک //
- ۸۶۴۱ نعمان بن رازیة //
- ۸۶۴۲ نعمان بن ربیع ۲۷۷
- ۸۶۴۳ نعمان بن زید //
- ۸۶۴۴ نعمان بن سنان انصاری //
- ۸۶۴۵ نعمان بن سفیان //
- ۸۶۴۶ نعمان بن شریک شیبانی //
- ۸۶۴۷ نعمان بن عبد عمرو //
- ۸۶۴۸ نعمان بن عبید //
- ۸۶۴۹ نعمان بن عجلان ۲۷۸
- ۸۶۵۰ نعمان بن عدی //
- ۸۶۵۱ نعمان بن عَصْر ۲۷۹
- ۸۶۵۲ نعمان بن عمرو بن انسان //
- ۸۶۵۳ نعمان بن عمرو بن رفاعہ //
- ۸۶۵۴ نعمان بن عمرو بن عمیر ۲۸۰
- ۸۶۵۵ نعمان بن عمرو بن مَقْرَن //
- ۸۶۵۶ النعمان بن عوف //
- ۸۶۵۷ نعمان بن ابی فاطمة انصاری //
- ۸۶۵۸ نعمان بن قوقل ۲۸۱
- ۸۶۵۹ نعمان بن قوقل ۲۸۲
- ۸۶۶۰ نعمان بن قیس حضرمی //
- ۸۶۶۱ نعمان بن مالک //
- ۸۶۶۲ نعمان بن مَقْرَن ۲۸۳
- ۸۶۶۳ نعمان بن مَقْرَن //
- ۸۶۶۴ نعمان بن مُورِق ہمدانی //
- ۸۶۶۵ نعمان بن ناقد انصاری //
- ۸۶۶۶ نعمان بن نُضَیْلہ انصاری //
- ۸۶۶۷ نعمان بن ہلال مَزَنی ۲۸۴
- ۸۶۶۸ نعمان بن یزید //
- ۸۶۶۹ النُعَیْت خُزَاعِی //
- ۸۶۷۰ نعیم بن اثاثہ //
- ۸۶۷۱ نُعَیم بن اوس داری ۲۸۵
- ۸۶۷۲ نعیم بن اوس رهاوی //
- ۸۶۷۳ نعمان بن بدر تمیمی //
- ۸۶۷۴ نُعَیم بن حمار //
- ۸۶۷۵ نُعَیم بن حیان تجبی //
- ۸۶۷۶ نعیم بن زید //
- ۸۶۷۷ نعیم بن سعید تمیمی ۲۸۶
- ۸۶۷۸ نُعَیم بن سلام //
- ۸۶۷۹ نعیم بن عبد اللہ //
- ۸۶۸۰ نعیم بن عمرو ۲۸۷
- ۸۶۸۱ نعیم بن قعب //
- ۸۶۸۲ نعیم بن مسعود ۲۸۸
- ۸۶۸۳ نعیم بن مسعود دُھمَانی //
- ۸۶۸۴ نعیم بن مسعود //
- ۸۶۸۵ نعیم بن مَقْرَن مَزَنی ۲۸۹

۸۸۹۹ نعیم بن ہزال اسلمی..... ۲۸۹

۸۸۹۰ نعیم بن ہمار..... //

۸۸۹۱ نعیم بیاضی..... //

۸۸۹۲ نعیم شغاری..... //

۸۸۹۳ نعیمان..... ۲۹۰

۸۸۹۴ نعیمان بن عمرو..... //

۸۸۹۵ نعیمان بن عمرو..... //

باب نون کے بعد حاء

۸۸۹۶ نہار عبدی..... //

۸۸۹۷ نہشل بن عمرو..... ۲۹۹

۸۸۹۸ نہیر بن ہشام أنصاری..... //

۸۸۹۹ نہیک بن أساف..... //

۸۹۰۰ نہیک بن اوس..... //

۸۹۰۱ نہیک بن تيهان أنصاری..... ۳۰۰

۸۹۰۲ نہیک بن صُریم سکونی..... //

۸۹۰۳ نہیک بن عاصم..... //

۸۹۰۴ نہیک بن قصی..... //

۸۹۰۵ نہیک بن مساحق..... ۳۰۱

باب نون کے بعد واو

۸۹۰۶ نواس بن سمعان..... //

۸۹۰۷ نوبه أسود..... //

۸۹۰۸ نوح بن مخلد صُبَی..... //

۸۹۰۹ نوفل بن ثعلبه..... ۳۰۲

۸۹۱۰ نوفل بن حارث..... //

۸۹۱۱ نوفل بن طلحه أنصاری..... ۳۰۳

۸۹۱۲ نوفل بن عبد الله..... //

۸۹۱۳ نوفل بن عدی..... //

۸۹۱۴ نوفل بن عدی..... //

باب نون کے بعد فاء

۸۹۱۵ نقاده..... ۲۹۲

۸۹۱۶ نفیر بن مالک..... //

۸۹۱۷ نفیر بن مجیب ثمالی..... ۲۹۳

۸۹۱۸ نفیع بن حارث..... //

۸۹۱۹ نفیع بن معلی..... //

باب نون کے بعد قاف

۸۹۲۰ نقاده..... //

۸۹۲۱ نقب بن فروه..... ۲۹۴

۸۹۲۲ نقیده بن عمرو خزاعی کعبی..... //

۸۹۲۳ نقیر..... //

باب نون کے بعد کاف

۸۹۲۴ النکاس..... //

۸۹۲۵ نكرة..... //

باب نون کے بعد میم

۸۹۲۶ نمر خزاعی..... //

۸۹۲۷ نمر بن تولب..... ۲۹۵

۸۹۲۸ نمط بن قیس..... ۲۹۶

۸۹۲۹ نمر بن حارث ظفیری..... //

۸۹۳۰ نمر بن حارث مہمی..... //

441 نعمان بن زید ج. یمانی..... //

M.....

۸۸۹۱ نعیم بن مسری //

۸۸۹۲ نجید بن عمران ۳۲۲ //

باب نون کے بعد سین

۸۸۹۳ نسطور راہب //

۸۸۹۴ نسطور رومی //

باب نون کے بعد صاد

۸۸۹۵ نصر بن حارث أنماری ۳۲۳ //

۸۸۹۶ نصیر //

باب نون کے بعد ضاد

۸۸۹۷ نضله //

باب نون کے بعد صین

۸۸۹۸ نعمان بن بازید لہی //

۸۸۹۹ نعمان بن زراع //

۸۹۰۰ نعمان بن حصن ۳۲۴ //

۸۹۰۱ نعمان بن مرہ زرقی مدنی //

۸۹۰۲ نعمان بن ناقد أنصاری //

۸۹۰۳ نعیم بن ربیعہ ۳۲۵ //

۸۹۰۴ نعیم بن عبدالرحمن آزدی //

باب نون کے بعد قاف

۸۹۰۵ نفع بن حارث //

باب نون کے بعد قاف

۸۹۰۶ نقادہ بن عبد اللہ //

۸۹۰۷ نقیلہ أشجعی //

باب نون کے بعد میم

۸۹۰۸ نمیر بن أوس أشعری ۳۲۶ //

۸۹۰۹ نمیر بن عامر نمیری //

۸۹۱۰ نمیر بن عرب ۳۲۷ //

۸۸۶۲ نعمان بن حمید ۳۱۶ //

۸۸۶۳ نعمان بن صفوان //

۸۸۶۴ نعمان بن محبہ خثعمی //

۸۸۶۵ نعمان رُعینی ۳۱۷ //

۸۸۶۶ نعیم بن صخر //

۸۸۶۷ نعیم خیر //

باب نون کے بعد قاف

۸۸۶۸ نفع صائع ۳۱۸ //

باب نون کے بعد میم

۸۸۶۹ نملہ بن عامر محاربی جبری //

باب نون کے بعد حاء

۸۸۷۰ نھشل بن حُری //

باب نون کے بعد واو

۸۸۷۱ نواح بن سلمہ //

قسم اول

باب نون کے بعد الف

۸۸۷۲ ناجیہ بن خفاف عنزی ۳۱۹ //

۸۸۷۳ ناشرہ بن سُوید جہنی ۳۲۰ //

۸۸۷۴ نافع بن سلیمان عبدی //

۸۸۷۵ نافع بن صبرہ //

۸۸۷۶ نافع بن عمرو مزنی ۳۲۱ //

۸۸۷۷ نافع بن یزید ثقفی //

باب نون کے بعد باء

۸۸۷۸ نباش بن زرارہ تمیمی //

۸۸۷۹ نبیثہ الخیر //

باب نون کے بعد جیم

۸۸۸۰ نجاب //

باب حاء کے بعد پاء

۳۳۶ ۸۹۲۶ ھبار بن اسود

۳۳۸ ۸۹۲۷ ھبار بن سفیان

// ۸۹۲۸ ھبار بن صیفی

// ۸۹۲۹ ھبار بن ابی العاص

۳۳۹ ۸۹۳۰ ھبار بن وہب

// ۸۹۳۱ ھبیب

// ۸۹۳۲ ھبیرہ بن سبل

// ۸۹۳۳ ھبیرہ بن مضاضہ العامری

۳۴۰ ۸۹۳۴ ھبیل

// ۸۹۳۵ ھبیل بن ویرہ انصاری

باب حاء کے بعد واء

// ۸۹۳۶ ھذاج حنفی

// ۸۹۳۷ ھذار کنانی

// ۸۹۳۸ ھدم بن مسعود

۳۴۱ ۸۹۳۹ ھدم منخث

// ۸۹۴۰ ھدیم بن عبداللہ

باب حاء کے بعد زاء

// ۸۹۴۱ ھرماس بن زیاد باہلی

// ۸۹۴۲ ھرماس بن زیاد عنبری

// ۸۹۴۳ ھزم بن حیان عبدی

۳۴۲ ۸۹۴۴ ھرم بن خنیش

// ۸۹۴۵ ھرمز

// ۸۹۴۶ ھرمز بن ماہان فارسی

۳۴۳ ۸۹۴۷ ھرم یا ھرمی بن عبداللہ انصاری

// ۸۹۴۸ ھرم

// ۸۹۴۹ ھرم

باب نون کے بعد حاء

// ۸۹۵۰ نہیک بن مرداس

باب نون کے بعد واء

۳۴۸ ۸۹۵۱ نوفل بن مساحق

حرف الحاء

نسم اول

باب حاء کے بعد الف

۳۴۹ ۸۹۵۲ ھاشم بن ابو حلیفہ

// ۸۹۵۳ ھشام بن صباحہ

// ۸۹۵۴ ھاشم بن عتبہ

۳۵۰ ۸۹۵۵ ھالہ بن ابی مالہ تمیمی

۳۵۱ ۸۹۵۶ ھامۃ

// ۸۹۵۷ ھامۃ بن ھیم

۳۵۳ ۸۹۵۸ ھانی بن جزء

// ۸۹۵۹ ھانی بن حارث

// ۸۹۶۰ ھانی بن حبیب داری

// ۸۹۶۱ ھانی بن حجر

// ۸۹۶۲ ھانی بن عدی

// ۸۹۶۳ ھانی بن عمرو

۳۵۴ ۸۹۶۴ ھانی بن فراس أسلمی

// ۸۹۶۵ ھانی بن مالک ھمدانی

// ۸۹۶۶ ھانی بن ھانی

// ۸۹۶۷ ھانی بن ھبیرہ

۳۵۵ ۸۹۶۸ ھانی بن نیار

// ۸۹۶۹ ھانی بن یزید

// ۸۹۷۰ ھانی مخزومی

باب حاء اس کے بعد لام

- ۸۹۸۱..... ھلال بن امیہ
 ۸۹۸۲..... ھلال بن امیہ خزاعی کعبی
 ۸۹۸۳..... ھلال بن ابی خولی
 ۳۵۳..... ۸۹۸۴..... ھلال بن حارث
 ۸۹۸۵..... ھلال بن سعد
 ۸۹۸۶..... ھلال بن سلیم
 ۸۹۸۷..... ھلال بن عمرو
 ۸۹۸۸..... ھلال بن مرہ اشجعی
 ۳۵۴..... ۸۹۸۹..... ھلال بن مروان اشجعی
 ۸۹۹۰..... ھلال بن معلی
 ۸۹۹۱..... ھلال اسلمی
 ۸۹۹۲..... ھلال
 ۸۹۹۳..... ھلال ، مولی مغیرہ
 ۳۵۵..... ۸۹۹۴..... ھلال ثقفی
 ۳۵۶..... ۸۹۹۵..... ھلب طائی
 ۸۹۹۶..... ھلواب

باب حاء کے بعد میم

- ۸۹۹۷..... ھمام بن حارث
 ۸۹۹۸..... ھمام بن ربیعہ عصری
 ۸۹۹۹..... ھمام بن زید
 ۳۵۷..... ۹۰۰۰..... ھمام بن عروہ
 ۳۵۸..... ۹۰۰۱..... ھمام بن مالک
 ۹۰۰۲..... ھمام بن معاویہ
 ۹۰۰۳..... ھمام بن نفیل سعدی
 ۹۰۰۴..... ھمام بن وابصہ
 ۹۰۰۵..... ھمیل بن دمون

باب حاء کے بعد ذاء

- ۳۴۳..... ۸۹۵۱..... ھزّال بن یزید
 ۸۹۵۲..... ھزّال
 ۸۹۵۳..... ھزان بن عمرو
 ۸۹۵۴..... ھزان رُھاوی
 ۸۹۵۵..... ھزھار بن عمرو عجلی
 باب حاء کے بعد شین - ہشام نامی لوگوں کا بیان
 ۳۳۵..... ۸۹۶۱..... ھشام بن یختری مخزومی
 ۸۹۶۲..... ھشام بن حبیب داری
 ۸۹۶۳..... ھشام بن حُیث
 ۸۹۶۴..... ھشام بن حُیث سلمی
 ۸۹۶۵..... ھشام بن ابی حذیفہ
 ۳۳۶..... ۸۹۶۶..... ھشام بن حکیم
 ۸۹۶۷..... ھشام بن صُباعہ
 ۸۹۶۸..... ھشام بن العاص
 ۳۳۸..... ۸۹۶۹..... ھشام بن العاص اموی
 ۳۳۹..... ۸۹۷۰..... ھشام بن العاص بن ھشام
 ۸۹۷۱..... ھشام بن عامر
 ۸۹۷۲..... ھشام بن عبہ
 ۸۹۷۳..... ھشام بن عقبہ
 ۳۵۰..... ۸۹۷۴..... ھشام بن عُمارہ
 ۸۹۷۵..... ھشام بن عمرو
 ۸۹۷۶..... ھشام بن قُدیك
 ۸۹۷۷..... ھشام بن ولید
 ۳۵۱..... ۸۹۷۸..... ھشام
 ۸۹۷۹..... ھشام (مولی رسول اللہ ﷺ)
 ۳۵۲..... ۸۹۸۰..... ھشیم

باب حاء کے بعد لون

- ۹۰۰۶ ھَنَاد //
- ۹۰۰۷ ھند بن اسماء //
- ۹۰۰۸ ھند بن حارثہ اسلمی ۳۵۹
- ۹۰۰۹ ھند بن صامت //
- ۹۰۱۰ ھند بن ابی ہالہ التمیمی //
- ۹۰۱۱ ھند بن ھند ۳۶۰
- ۹۰۱۲ ھنیدہ بن خالد خزاعی ۳۶۱

باب حاء کے بعد واؤ

- ۹۰۱۳ ھود //
- ۹۰۱۴ ھوذہ بن حارث ۳۶۲
- ۹۰۱۵ ھوذہ بن خالد //
- ۹۰۱۶ ھوذہ بن خالد کنانی //
- ۹۰۱۷ ھوذہ بن عرفطہ حمیری //
- ۹۰۱۸ ھوذہ بن عمرو ۳۶۳
- ۹۰۱۹ ھوذہ أنصاری //
- ۹۰۲۰ ھوذہ //

باب حاء کے بعد یاء

- ۹۰۲۱ ھیاج بن محارب عامری //
- ۹۰۲۲ ھیان //
- ۹۰۲۳ ھیث المخبث ۳۶۴
- ۹۰۲۴ ھیثم أسدی ۳۶۵
- ۹۰۲۵ ھیثم بن ذھر //
- ۹۰۲۶ ھیثم بن ضرار //
- ۹۰۲۷ ھیثم بن نصر //
- ۹۰۲۸ ھیثم ۳۶۶
- ۹۰۲۹ ھیدان بن سیج عسی //

- ۹۰۲۰ ھیکل بن جابر //

قسم اوّل از حرف ھاء

باب ھاء کے بعد راء

- ۹۰۳۱ ھرمی بن عبد اللہ //

باب ھاء کے بعد لام

- ۹۰۳۲ ھلال بن عامر نمیری ۳۶۷

قسم اوّل

باب ھاء کے بعد الف

- ۹۰۳۳ ھاشم بن حرمہ مزی //
- ۹۰۳۴ ھانی بن عروہ ۳۶۸

- ۹۰۳۵ ھانی بن معاویہ صدفی //

باب ھاء کے بعد باء

- ۹۰۳۶ ھبیرہ بن أسعد //
- ۹۰۳۷ ھبیرہ بن أحسن //
- ۹۰۳۸ ھبیرہ بن خالد ۳۶۹
- ۹۰۳۹ ھبیرہ بن مفاضہ عامری //
- ۹۰۴۰ ھبیرہ بن نعمان //

باب ھاء کے بعد جیم

- ۹۰۴۱ ھجّاس ایمادی //
- ۹۰۴۲ ھتالہ بن اللّح //

باب ھاء کے بعد دال

- ۹۰۴۳ ھذیل بن ھبیرہ ثعلبی ۳۷۰
- ۹۰۴۴ ھذیل کاھلی //
- ۹۰۴۵ ھذیم ثعلبی //

باب ھاء کے بعد زاء

- ۹۰۴۶ ھرم بن حبان عیدی //
- ۹۰۴۷ ھرم بن سنان مزی //

باب ہاء کے بعد جیم

۹۰۶۷ ہجیع بن عبداللہ

۹۰۶۸ ہجیع بن قیس حارثی

باب ہاء کے بعد واء

۹۰۶۹ ہذیل

باب ہاء کے بعدراء

۹۰۷۰ ہرماس بن حبیب عبیری

۹۰۷۱ ہرم بن مسعدہ

باب ہاء کے بعد زاء

۹۰۷۲ ہزّال بن مرہ اشجعی

باب ہاء کے بعد شین

۹۰۷۳ ہشام بن عتبہ

۹۰۷۴ ہشام بن قتادہ زہاری

۹۰۷۵ ہشام بن مغیرہ

باب ہاء کے بعد لام

۹۰۷۶ ہلال بن حارث

۹۰۷۷ ہلال بن حکم

۹۰۷۸ ہلال بن ربیعہ

۹۰۷۹ ہلال بن عامر

۹۰۸۰ ہلال بن عامر مؤزنی

باب ہاء کے بعد میم

۹۰۸۱ ہمام

باب ہاء کے بعد نون

۹۰۸۲ ہناد

۹۰۸۳ ہنیدہ بن مغفل غفاری

باب ہاء کے بعد واء

۹۰۸۴ ہوذہ بن قیس

۹۰۳۸ ہرم بن قطبہ

۹۰۳۹ ہرمزان فارسی

۹۰۴۰ ہزیم بن جواس تمیمی

۹۰۴۱ ہزال التمیمی

۹۰۴۲ ہزال بن حارث

۹۰۴۳ ہزیل بن شرحبیل آزدی کوفی

باب ہاء کے بعد لام

۹۰۴۴ ہلال بن علقہ

۹۰۴۵ ہلال بن وکیع

باب ہاء کے بعد میم

۹۰۴۶ ہمدان صنعانی

۹۰۴۷ ہملع بن اعفر تمیمی

باب ہاء کے بعد نون

۹۰۴۸ ہند بن عمرو جملی

۹۰۴۹ ہنتی

باب ہاء کے بعد واء

۹۰۵۰ ہوذہ بن الحارث

۹۰۵۱ ہوذہ بن عبداللہ

۹۰۵۲ ہوذہ

باب ہاء کے بعد یاء

۹۰۵۳ ہیثم بن أسود

۹۰۵۴ ہیثم حنفی

۹۰۵۵ ہیثم بن مالک تنوخی

القسم الرابع

باب ہاء کے بعد الف

۹۰۶۶ الہاد

باب واؤ کے بعد ہاء

- ۳۹۰ ویر بن مشہر حنفی (۹۱۰۶)
 // ویر بن یحسٰں کلیبی (۹۱۰۷)
 ۳۹۱ ویرہ بن سنان جہنی (۹۱۰۸)
 // ویرہ بن قیس خزر جی (۹۱۰۹)
 ۳۹۲ ویرہ بن یحسٰں خزاعی (۹۱۱۰)

باب واؤ کے بعد حاء

- // وحذ بن غالب (۹۱۱۱)
 // وحشی بن حرب حبشی (۹۱۱۲)
 // وروح بن املت (۹۱۱۳)
 ۳۹۳ وروح بن ثابت انصاری (۹۱۱۴)

باب واؤ کے بعد وال

- // وداعہ بن حرام انصاری (۹۱۱۵)
 // وداعہ بن ابوزید انصاری (۹۱۱۶)
 // وداعہ بن ابی وداعہ سہمی (۹۱۱۷)
 // ودان بن زرّ کلیبی (۹۱۱۸)
 // ودقعہ بن ایاس (۹۱۱۹)
 // ودیعہ بن خدام (۹۱۲۰)
 ۳۹۴ ودیعہ بن عمرو (۹۱۲۱)
 // ودیعہ بن عمرو (۹۱۲۲)

باب واؤ کے بعد راء

- // ورد بن خالد (۹۱۲۳)
 // ورد بن عمرو (۹۱۲۴)
 // ورد بن قتادہ (۹۱۲۵)
 ۳۹۵ ورد بن مداس عذری (۹۱۲۶)
 // وردان بن معمر عنبری (۹۱۲۷)
 // وردان بن معمر تمیمی عنبری (۹۱۲۸)

۳۸۳ ہودہ عنصری (۹۰۸۵)

باب حاء کے بعد یاء

- // ہیم بن ربیع (۹۰۸۶)
 // ہیم بن مالک طائی (۹۰۸۷)

حرف واؤ

قسم اول

باب واؤ کے بعد الف

- ۳۸۴ وابصہ بن معبد (۹۰۸۸)
 // وابصہ بن خالد (۹۰۸۹)
 // وائلہ بن اسقع (۹۰۹۰)
 ۳۸۵ وائلہ بن عطاء قرشی (۹۰۹۱)
 ۳۸۶ وائلہ بن عبداللہ (۹۰۹۲)
 // وازع (۹۰۹۳)
 // وازع عبیدی (۹۰۹۴)
 // وازم بن زرّ کلیبی (۹۰۹۵)
 // واسع بن حبان (۹۰۹۶)
 ۳۸۷ واسع سلمیٰ (۹۰۹۷)
 // واقد بن حارث (۹۰۹۸)
 // واقد بن سہل انصاری اشہلی (۹۰۹۹)
 // واقد بن عبداللہ (۹۱۰۰)
 ۳۸۸ واقدی (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) (۹۱۰۱)
 // واقد لیثی (۹۱۰۲)
 // وائل بن حجر (۹۱۰۳)
 ۳۸۹ وائل بن اقلح (۹۱۰۴)
 // وائل بن رباب (۹۱۰۵)

- ۹۱۵۰ ولید بن عقبہ //
- ۹۱۵۱ ولید بن عمارہ ۳۰۴ //
- ۹۱۵۲ ولید بن قاسم ۳۰۵ //
- ۹۱۵۳ ولید بن قیس //
- ۹۱۵۴ ولید بن ولید //
- ۹۱۵۵ ولید بن یزید ۳۰۷ //

باب واؤ کے بعد حاء

- ۹۱۵۶ وہبان بن صیفی غفاری //
- ۹۱۵۷ وہب بن اسود //
- ۹۱۵۸ وہب بن امیہ //
- ۹۱۵۹ وہب بن حلیفہ ۳۰۸ //
- ۹۱۶۰ وہب بن حمزہ //
- ۹۱۶۱ وہب بن خبیش //
- ۹۱۶۲ وہب بن خویلد //
- ۹۱۶۳ وہب بن زمعه //
- ۹۱۶۴ وہب بن ابی سرح ۳۰۹ //
- ۹۱۶۵ وہب بن سعد //
- ۹۱۶۶ وہب بن سماع عوفی //
- ۹۱۶۷ وہب بن عبداللہ ۳۱۰ //
- ۹۱۶۸ وہب بن عبداللہ //
- ۹۱۶۹ وہب بن عبداللہ //
- ۹۱۷۰ وہب بن عبداللہ ۳۱۱ //
- ۹۱۷۱ وہب بن عثمان //
- ۹۱۷۲ وہب بن عمرو اسدی //
- ۹۱۷۳ وہب بن عمیر //
- ۹۱۷۴ وہب بن قابس ۳۱۲ //
- ۹۱۷۵ وہب بن قیس //

- ۹۱۶۹ وردان (موتی رسول اللہ ﷺ) //
- ۹۱۷۰ وردان ۳۹۶ //
- ۹۱۷۱ وردان جتنی //
- ۹۱۷۲ ورقہ بن ایاس //
- ۹۱۷۳ ورقہ بن حابس تمیمی //
- ۹۱۷۴ ورقہ بن نوفل //
- ۹۱۷۵ ورقہ بن نوفل دیلمی ۳۹۹ //

باب واؤ کے بعد زاء

- ۹۱۷۶ وزر بن سدوس طائی //
- ۹۱۷۷ وعلہ بن یزید //

باب واؤ کے بعد قاء

- ۹۱۷۸ ولاء بن عدی //
- ۹۱۷۹ وفرہ بن نافر بعائی ۳۰۰ //

باب واؤ کے بعد کاف

- ۹۱۸۰ وقاص بن حاجب //
- ۹۱۸۱ وقاص بن قمامہ //
- ۹۱۸۲ وقاص بن مجزز مدلی //

باب واؤ کے بعد گاف

- ۹۱۸۳ وکیع بن عدس //
- ۹۱۸۴ وکیع بن مالک ۳۰۱ //

باب واؤ کے بعد لام

- ۹۱۸۵ ولید بن ابی امیہ مخزومی //
- ۹۱۸۶ ولید بن جابر //
- ۹۱۸۷ ولید بن حارث //
- ۹۱۸۸ ولید بن زفر مزنی ۳۰۲ //
- ۹۱۸۹ ولید بن عبد شمس //

قسم الرابع

باب واؤ کے بعد الف

- ۹۱۹۳ وادع //
- ۹۱۹۵ واسع بن حبان //
- ۹۱۹۶ واصله بن حبان ۳۱۷
- ۹۱۹۷ واقد بن عبد الله يربوعى //
- ۹۱۹۸ واقد //
- ۹۱۹۹ وائل قبل //

آخرى حرف ياء

قسم اول

باب ياء کے بعد الف

- ۹۲۱۱ ياسر الغنسى ۳۱۸
- ۹۲۱۲ ياسر بن سويد الجهنى //
- ۹۲۱۳ ياسر ۳۱۹
- ۹۲۱۴ يامين بن عمير //
- ۹۲۱۵ يامين بن يامين اسرائيلي ۳۲۰

باب ياء کے بعد ثاء

- ۹۲۱۶ يثربى البلوى //
- ۹۲۱۷ يعقوب الكندى //
- ۹۲۱۸ يحيى النبال ۳۲۱
- ۹۲۱۹ يحيى بن وبرة الازدى //
- ۹۲۲۰ يحيى بن اسعد بن زرة انصارى //
- ۹۲۲۱ يحيى بن اسد //
- ۹۲۲۲ يحيى بن حكيم ۳۲۲
- ۹۲۲۳ يحيى بن الحنظلية //

- ۹۱۷۶ وهب بن كلد ۳۱۳
- ۹۱۷۷ وهب بن مالك //
- ۹۱۷۸ وهب بن محسن أسدى //
- ۹۱۷۹ وهب (بے نسبت) //
- ۹۱۸۰ وهب //
- ۹۱۸۱ وهيب //
- ۹۱۸۲ وهيب بن سماع //

قسم الثانی

باب واؤ کے بعد لام

- ۹۱۸۳ وليد بن عباده //
- ۹۱۸۴ وليد بن عدی اصغر ۳۱۳
- ۹۱۸۵ وليد بن وليد //
- ۹۱۸۶ وليد بن يزيد //

قسم الثالث

باب واؤ کے بعد راء

- ۹۱۸۷ ابن يسار //

باب واؤ کے بعد عین

- ۹۱۸۸ وعوة بن سعيد ۳۱۵

باب واؤ کے بعد فاء

- ۹۱۸۹ وفاء بن أشعر تميمى //

باب واؤ کے بعد لام

- ۹۱۹۰ وليد بن محسن دريكي //

باب واؤ کے بعد حاء

- ۹۱۹۱ وهب بن اسود //
- ۹۱۹۲ وهب بن اكيدر دومة ۳۱۶
- ۹۱۹۳ وهب بن خالد //

- ۹۲۴۹ یزید بن حاطب //
- ۹۲۵۰ یزید بن حُجْر ۳۲۹ //
- ۹۲۵۱ یزید بن حرام //
- ۹۲۵۲ یزید بن حصین //
- ۹۲۵۳ یزید بن حکیم //
- ۹۲۵۴ یزید بن حویرث الانصاری //
- ۹۲۵۵ یزید بن خارجة انصاری //
- ۹۲۵۶ یزید بن خالد الجرمی //
- ۹۲۵۷ یزید بن خالد العَصْرَی ۳۳۰ //
- ۹۲۵۸ یزید بن خدادة //
- ۹۲۵۹ یزید بن خدام //
- ۹۲۶۰ یزید بن خُوْط //
- ۹۲۶۱ یزید بن رُقَیْش //
- ۹۲۶۲ یزید بن رکانة //
- ۹۲۶۳ یزید بن زمعة ۳۳۱ //
- ۹۲۶۴ یزید بن ابی زیاد ۳۳۲ //
- ۹۲۶۵ یزید بن زید //
- ۹۲۶۶ یزید بن السائب //
- ۹۲۶۷ یزید بن سعید //
- ۹۲۶۸ یزید بن ابی سفیان ۳۳۳ //
- ۹۲۶۹ یزید بن السکن //
- ۹۲۷۰ یزید بن السکن //
- ۹۲۷۱ یزید بن سلمه ۳۳۴ //
- ۹۲۷۲ یزید بن سلمه الضمری //
- ۹۲۷۳ یزید بن سنان //
- ۹۲۷۴ یزید بن سويد الصّدْفِی ۳۳۵ //
- ۹۲۷۵ یزید بن سیف //
- ۹۲۷۶ یحییٰ بن سعد بن زراوة انصاری //
- ۹۲۷۷ یحییٰ بن عبدالرحمن الانصاری //
- ۹۲۷۸ یحییٰ بن عمیر //
- ۹۲۷۹ یحییٰ بن نُفَیْر ۳۳۳ //
- باب پیام کے بعد راء**
- ۹۲۷۸ یربوع بن عمرو //
- ۹۲۷۹ یربوع (الجعد کے والد) //
- باب پیام کے بعد راء**
- ۹۲۸۰ یزید بن الاخنس السلمی //
- ۹۲۸۱ یزید بن اسد بن کُرْز الجلی ۳۳۴ //
- ۹۲۸۲ یزید بن الاسود ۳۳۵ //
- ۹۲۸۳ یزید بن الاسود بن سلمه //
- ۹۲۸۴ یزید بن اسید //
- ۹۲۸۵ یزید بن انیس //
- ۹۲۸۶ یزید بن اوس //
- ۹۲۸۷ یزید بن بُرْذَع ۳۳۶ //
- ۹۲۸۸ یزید بن بهرام //
- ۹۲۸۹ یزید بن تمیم //
- ۹۲۹۰ یزید بن ثابت //
- ۹۲۹۱ یزید بن ثابت انصاری //
- ۹۲۹۲ یزید بن ثعلبه انصاری ۳۳۷ //
- ۹۲۹۳ یزید بن ثعلبه //
- ۹۲۹۴ یزید بن جاریہ //
- ۹۲۹۵ یزید بن جاریہ ۳۳۸ //
- ۹۲۹۶ یزید بن الجراح //
- ۹۲۹۷ یزید بن حمزة بن عوف //
- ۹۲۹۸ یزید بن الحارث //

- ٩٢٤٦ يزید بن شجره
 ٩٢٤٧ يزید بن شراحیل ٣٣٦
 ٩٢٤٨ يزید بن شُرَیح ٣٣٧
 ٩٢٤٩ يزید بن شیبان الازدی
 ٩٢٥٠ يزید بن الصلت
 ٩٢٥١ يزید بن ضرار
 ٩٢٥٢ يزید بن ضمره
 ٩٢٥٣ يزید بن طعمه ٣٣٨
 ٩٢٥٤ يزید بن طلحه
 ٩٢٥٥ يزید بن ظبیان السدوسی
 ٩٢٥٦ يزید بن عامر
 ٩٢٥٧ يزید بن عامر
 ٩٢٥٨ يزید بن عبايه
 ٩٢٥٩ يزید بن عبدالله البجلي
 ٩٢٦٠ يزید بن عبدالله ٣٣٩
 ٩٢٦١ يزید بن عبدالله الكندي
 ٩٢٦٢ يزید بن عبدالمَدَان
 ٩٢٦٣ يزید بن عتر
 ٩٢٦٤ يزید بن عمرو التميمي ٣٤٠
 ٩٢٦٥ يزید بن عمرو
 ٩٢٦٦ يزید بن عميره
 ٩٢٦٧ يزید بن قتاده
 ٩٢٦٨ يزید بن قتافه
 ٩٢٦٩ يزید بن قيس ٣٤١
 ٩٢٧٠ يزید بن قيس
 ٩٢٧١ يزید بن قيس
 ٩٢٧٢ يزید بن قيس
 ٩٢٧٣ يزید بن قيس
 ٩٢٧٤ يزید بن قيس
 ٩٢٧٥ يزید بن قيس
 ٩٢٧٦ يزید بن قيس
 ٩٢٧٧ يزید بن قيس
 ٩٢٧٨ يزید بن قيس
 ٩٢٧٩ يزید بن قيس
 ٩٢٨٠ يزید بن قيس
 ٩٢٨١ يزید بن قيس
 ٩٢٨٢ يزید بن قيس
 ٩٢٨٣ يزید بن قيس
 ٩٢٨٤ يزید بن قيس
 ٩٢٨٥ يزید بن قيس
 ٩٢٨٦ يزید بن قيس
 ٩٢٨٧ يزید بن قيس
 ٩٢٨٨ يزید بن قيس
 ٩٢٨٩ يزید بن قيس
 ٩٢٩٠ يزید بن قيس
 ٩٢٩١ يزید بن قيس
 ٩٢٩٢ يزید بن قيس
 ٩٢٩٣ يزید بن قيس
 ٩٢٩٤ يزید بن قيس
 ٩٢٩٥ يزید بن قيس
 ٩٢٩٦ يزید بن قيس
 ٩٢٩٧ يزید بن قيس
 ٩٢٩٨ يزید بن قيس
 ٩٢٩٩ يزید بن قيس
 ٩٣٠٠ يزید بن قيس
 ٩٣٠١ يزید بن قيس
 ٩٣٠٢ يزید بن قيس
 ٩٣٠٣ يزید بن قيس
 ٩٣٠٤ يزید بن قيس
 ٩٣٠٥ يزید بن قيس
 ٩٣٠٦ يزید بن قيس
 ٩٣٠٧ يزید بن قيس
 ٩٣٠٨ يزید بن قيس
 ٩٣٠٩ يزید بن قيس
 ٩٣١٠ يزید بن المحجل الحارثي
 ٩٣١١ يزید بن مريح
 ٩٣١٢ يزید بن مسافع
 ٩٣١٣ يزید بن معاويه
 ٩٣١٤ يزید بن معاويه البكائي
 ٩٣١٥ يزید بن معبد اليمامي ٣٣٣
 ٩٣١٦ يزید بن المعتمر
 ٩٣١٧ يزید بن المنذر
 ٩٣١٨ يزید بن ابي منصور
 ٩٣١٩ يزید بن مهار خسرو اليمامي ٣٣٣
 ٩٣٢٠ يزید بن نبیشه
 ٩٣٢١ يزید بن نعامه ٣٣٥
 ٩٣٢٢ يزید بن النعمان
 ٩٣٢٣ يزید بن نعيم
 ٩٣٢٤ يزید بن نويرة
 ٩٣٢٥ يزید بن وقش
 ٩٣٢٦ يزید بن يحسن الكوفي ٣٣٦
 ٩٣٢٧ يزید بن ابي اليسر
 ٩٣٢٨ يزید
 ٩٣٢٩ يزید مولا سليم بن عمرو
 ٩٣٣٠ يزید بن شجره
 ٩٣٣١ يزید بن شراحیل ٣٣٦
 ٩٣٣٢ يزید بن شُرَیح ٣٣٧
 ٩٣٣٣ يزید بن شیبان الازدی
 ٩٣٣٤ يزید بن الصلت
 ٩٣٣٥ يزید بن ضرار
 ٩٣٣٦ يزید بن ضمره
 ٩٣٣٧ يزید بن طعمه ٣٣٨
 ٩٣٣٨ يزید بن طلحه
 ٩٣٣٩ يزید بن ظبیان السدوسی
 ٩٣٤٠ يزید بن عامر
 ٩٣٤١ يزید بن عامر
 ٩٣٤٢ يزید بن عبايه
 ٩٣٤٣ يزید بن عبدالله البجلي
 ٩٣٤٤ يزید بن عبدالله ٣٣٩
 ٩٣٤٥ يزید بن عبدالله الكندي
 ٩٣٤٦ يزید بن عبدالمَدَان
 ٩٣٤٧ يزید بن عتر
 ٩٣٤٨ يزید بن عمرو التميمي ٣٤٠
 ٩٣٤٩ يزید بن عمرو
 ٩٣٥٠ يزید بن عميره
 ٩٣٥١ يزید بن قتاده
 ٩٣٥٢ يزید بن قتافه
 ٩٣٥٣ يزید بن قيس ٣٤١
 ٩٣٥٤ يزید بن قيس
 ٩٣٥٥ يزید بن قيس
 ٩٣٥٦ يزید بن قيس
 ٩٣٥٧ يزید بن قيس
 ٩٣٥٨ يزید بن قيس
 ٩٣٥٩ يزید بن قيس
 ٩٣٦٠ يزید بن قيس
 ٩٣٦١ يزید بن قيس
 ٩٣٦٢ يزید بن قيس
 ٩٣٦٣ يزید بن قيس
 ٩٣٦٤ يزید بن قيس
 ٩٣٦٥ يزید بن قيس
 ٩٣٦٦ يزید بن قيس
 ٩٣٦٧ يزید بن قيس
 ٩٣٦٨ يزید بن قيس
 ٩٣٦٩ يزید بن قيس
 ٩٣٧٠ يزید بن قيس
 ٩٣٧١ يزید بن قيس
 ٩٣٧٢ يزید بن قيس
 ٩٣٧٣ يزید بن قيس
 ٩٣٧٤ يزید بن قيس
 ٩٣٧٥ يزید بن قيس
 ٩٣٧٦ يزید بن قيس
 ٩٣٧٧ يزید بن قيس
 ٩٣٧٨ يزید بن قيس
 ٩٣٧٩ يزید بن قيس
 ٩٣٨٠ يزید بن قيس
 ٩٣٨١ يزید بن قيس
 ٩٣٨٢ يزید بن قيس
 ٩٣٨٣ يزید بن قيس
 ٩٣٨٤ يزید بن قيس
 ٩٣٨٥ يزید بن قيس
 ٩٣٨٦ يزید بن قيس
 ٩٣٨٧ يزید بن قيس
 ٩٣٨٨ يزید بن قيس
 ٩٣٨٩ يزید بن قيس
 ٩٣٩٠ يزید بن قيس
 ٩٣٩١ يزید بن قيس
 ٩٣٩٢ يزید بن قيس
 ٩٣٩٣ يزید بن قيس
 ٩٣٩٤ يزید بن قيس
 ٩٣٩٥ يزید بن قيس
 ٩٣٩٦ يزید بن قيس
 ٩٣٩٧ يزید بن قيس
 ٩٣٩٨ يزید بن قيس
 ٩٣٩٩ يزید بن قيس
 ٩٤٠٠ يزید بن قيس
 ٩٤٠١ يزید بن قيس
 ٩٤٠٢ يزید بن قيس
 ٩٤٠٣ يزید بن قيس
 ٩٤٠٤ يزید بن قيس
 ٩٤٠٥ يزید بن قيس
 ٩٤٠٦ يزید بن قيس
 ٩٤٠٧ يزید بن قيس
 ٩٤٠٨ يزید بن قيس
 ٩٤٠٩ يزید بن قيس
 ٩٤١٠ يزید بن قيس
 ٩٤١١ يزید بن قيس
 ٩٤١٢ يزید بن قيس
 ٩٤١٣ يزید بن قيس
 ٩٤١٤ يزید بن قيس
 ٩٤١٥ يزید بن قيس
 ٩٤١٦ يزید بن قيس
 ٩٤١٧ يزید بن قيس
 ٩٤١٨ يزید بن قيس
 ٩٤١٩ يزید بن قيس
 ٩٤٢٠ يزید بن قيس
 ٩٤٢١ يزید بن قيس
 ٩٤٢٢ يزید بن قيس
 ٩٤٢٣ يزید بن قيس
 ٩٤٢٤ يزید بن قيس
 ٩٤٢٥ يزید بن قيس
 ٩٤٢٦ يزید بن قيس
 ٩٤٢٧ يزید بن قيس
 ٩٤٢٨ يزید بن قيس
 ٩٤٢٩ يزید بن قيس
 ٩٤٣٠ يزید بن قيس
 ٩٤٣١ يزید بن قيس

۹۳۵۶ یُسَیر بن عمرو

باب یاء کے بعد عین

۳۵۲ ۹۳۵۷ یَعْفَرُ

۹۳۵۸ یعقوب بن الحصین

۹۳۵۹ یعقوب بن زعمہ الاسدی

۹۳۶۰ یعقوب القبطی

۳۵۳ ۹۳۶۱ یعقوب القبطی (دوسرے)

۹۳۶۲ یعلیٰ بن امیہ

۳۵۴ ۹۳۶۳ یعلیٰ بن جاریہ ثقفی

۹۳۶۴ یعلیٰ سیابہ

۹۳۶۵ یعلیٰ بن مرہ

۹۳۶۶ یعلیٰ العامری

۹۳۶۷ یَعْمَرُ

۳۵۵ ۹۳۶۸ یعیش ذوالقرۃ الجہنی

۹۳۶۹ یعیش بن طحیفہ الغفاری

۹۳۷۰ یعیش

۹۳۷۱ یعیش

باب یاء کے بعد عین

۳۵۶ ۹۳۷۲ یغوث

۹۳۷۳ یغوثان بن یغذ یدویہ

باب یاء کے بعد میم

۹۳۷۴ الیمان بن جابر

باب یاء کے بعد نون

۹۳۷۵ یناق

۹۳۷۶ یناق العمانی

۳۵۷ ۹۳۷۷ ینۃ الجہنی

۹۳۷۸ ینۃ الحمرای

۹۳۸۰ یزید، ابو عمر

۹۳۸۱ یزید

۳۵۸ ۹۳۸۲ یزید (بے نسبت)

۹۳۸۳ یزید الکرخی

باب یاء کے بعد سین

۹۳۸۴ یسار بن ازہر الجہنی

۹۳۸۵ یسار بن الاطول الجہنی

۳۵۹ ۹۳۸۶ یسار بن بلال

۹۳۸۷ یسار بن سبع

۹۳۸۸ یسار بن سوید الجہنی

۹۳۸۹ یسار بن عبد

۹۳۹۰ یسار بن مالک الثقفی

۹۳۹۱ یسار

۳۶۰ ۹۳۹۲ یسار الجہنی الراعی

۹۳۹۳ یسار الخفاف

۳۶۱ ۹۳۹۴ یسار الراعی

۹۳۹۵ یسار

۹۳۹۶ یسار

۹۳۹۷ یَسَار

۹۳۹۸ یسار (بے نسبت)

۹۳۹۹ یسار ابو یزہ

۳۶۲ ۹۴۰۰ یسار مولیٰ عثمان الثقفی

۹۴۰۱ یسار مولیٰ آل عمر

۹۴۰۲ یاسر

۹۴۰۳ یُسَیر بن جابر العتکی

۹۴۰۴ یُسَیر بن حارث العسی

۹۴۰۵ یُسَیر

باب یاء کے بعد واؤ

یزید بن الاسود الجُرَشی ۹۳۹۷

یزید بن اُنَیس الہذلی ۹۳۹۸

یزید بن بشر الصَّبَعی ۹۳۹۹

یزید بن حارث الشیبانی ۹۴۰۰

یزید بن حذیفہ اسدی ۹۴۰۱

یزید بن حمزہ المازنی ۹۴۰۲

یزید بن ذی الاخرۃ الیمانی ۹۴۰۳

یزید بن رثاب الاسلامی ۹۴۰۴

یزید بن السجوح التجیبی العامری ۹۴۰۵

یزید بن شریک ۹۴۰۶

یزید بن ضرار الاسدی ۹۴۰۷

یزید بن عبد اللہ ۹۴۰۸

یزید بن عمرو الریاحی ۹۴۰۹

یزید بن عمیرہ الزبیدی ۹۴۱۰

یزید بن قیس ۹۴۱۱

یزید بن قیس ۹۴۱۲

یزید بن قیسم البهزی ۹۴۱۳

یزید بن قنان ۹۴۱۴

یزید بن قیس ۹۴۱۵

یزید بن محمد ۹۴۱۶

یزید بن مر ۹۴۱۷

یزید بن معاویہ ۹۴۱۸

یزید بن مُغفَل ۹۴۱۹

یزید بن ملجم المرادی ۹۴۲۰

یزید بن ناجیہ اللخمی ۹۴۲۱

یزید بن نعیم ۹۴۲۲

یزید بن یحمد الہمدانی ۹۴۲۳

یوسف بن عبد اللہ ۹۳۷۹

یوسف بن ہبیرہ ۹۳۸۰

یونس بن شداد الازدی ۹۳۸۱

یونس بن عبید ۹۳۸۲

قسم اول

باب یاء کے بعد حاء

یحییٰ بن ثابت ۹۳۸۳

یحییٰ بن خلداد ۹۳۸۴

باب یاء کے بعد زاء

یزید بن الاصم ۹۳۸۵

یزید بن امیہ الذؤلی ۹۳۸۶

باب یاء کے بعد عین

یعلیٰ بن حمزہ ۹۳۸۷

قسم الثالث

باب یاء کے بعد حاء

یحمد الخولانی ۹۳۸۸

یحسین ۹۳۸۹

یحییٰ بن یحمر الرعینی ۹۳۹۰

باب یاء کے بعد راء

یرفا (دربانِ عمر رضی اللہ عنہ) ۹۳۹۱

یرمیم بن عامر ۹۳۹۲

یریم بن معدیکرب ۹۳۹۳

باب یاء کے بعد زاء

یزداد الفارسی ۹۳۹۴

یزید بن احمد المرادی ۹۳۹۵

یزید بن الاسود الغسانی ۹۳۹۶

باب یاء کے بعد سین

یزید بن سلمہ..... ۹۳۲۵ //

یزید بن صحار..... ۹۳۲۶ ۳۷۵ //

یزید بن طلحہ..... ۹۳۲۷ //

یزید بن عبد اللہ بن رکانہ..... ۹۳۲۸ //

یزید بن عبد اللہ بن الشخیر..... ۹۳۲۹ ۳۷۶ //

یزید بن عبد الرحمن..... ۹۳۳۰ //

یزید بن عبد المزیٰ حجازی..... ۹۳۳۱ //

یزید بن عبید السملی ابو جزہ..... ۹۳۳۲ ۳۷۷ //

یزید بن عمرو..... ۹۳۳۳ //

یزید بن عمرو..... ۹۳۳۴ //

یزید بن کعب..... ۹۳۳۵ //

یزید بن محمد..... ۹۳۳۶ ۳۷۸ //

یزید بن المزیٰ..... ۹۳۳۷ //

یزید بن معبد..... ۹۳۳۸ //

یزید بن المعتمر النمیری..... ۹۳۳۹ //

یزید بن نعیم..... ۹۳۴۰ //

یزید بن نمران شامی..... ۹۳۴۱ //

یزید ابو عبد اللہ..... ۹۳۴۲ //

یزید..... ۹۳۴۳ ۳۷۹ //

یزید ابو ہانی الحنفی..... ۹۳۴۴ //

یزید العقیلی..... ۹۳۴۵ //

یزید (حکیم کے والد)..... ۹۳۴۶ //

باب یاء کے بعد سین

یسار بن نمیر ابولیلی..... ۹۳۴۷ //

یسر..... ۹۳۴۸ ۳۸۰ //

الیسع بن المغیرہ المخزومی..... ۹۳۴۹ //

یسیر ابن العنسی انصاری..... ۹۳۵۰ //

یسار..... ۹۳۴۹ ۳۷۹ //

یسار المطلبی..... ۹۳۵۰ //

یسار بن نمیر..... ۹۳۵۱ //

یسر بن عمرو..... ۹۳۵۲ //

باب یاء کے بعد سین

یعقوب بن عمرو..... ۹۳۵۳ //

یعفور بن حسان الذہلی..... ۹۳۵۴ ۳۸۰ //

یعلیٰ بن عمیرہ..... ۹۳۵۵ //

باب یاء کے بعد نون

یناق العمائی..... ۹۳۵۶ //

القسم الرابع

باب یاء کے بعد حاء

یحییٰ بن سعید..... ۹۳۵۷ ۳۸۱ //

یحییٰ بن صفی..... ۹۳۵۸ //

یحییٰ بن عبد الرحمن..... ۹۳۵۹ ۳۸۲ //

یحییٰ بن ابی کریم..... ۹۳۶۰ //

یحییٰ بن ہانی..... ۹۳۶۱ //

باب یاء کے بعد زاء

یزید بن ابی اوفی..... ۹۳۶۲ ۳۸۳ //

یزید بن جاریہ..... ۹۳۶۳ //

یزید بن جاریہ..... ۹۳۶۴ //

یزید بن جاریہ..... ۹۳۶۵ //

یزید بن حصین..... ۹۳۶۶ //

یزید بن حنظلہ..... ۹۳۶۷ ۳۸۴ //

یزید بن خارجہ انصاری..... ۹۳۶۸ //

یزید بن حمیر العرنی..... ۹۳۶۹ //

۹۳۶۱ یسیر بن یزید انصاری..... //

باب یام کے بعد عین

۹۳۶۲ یعقوب بن اوس الثقفی..... ۳۸۱

۹۳۶۳ یعلی بن حازم الثقفی..... //

۹۳۶۴ یعلی بن صفوان..... ۳۸۲

۹۳۶۵ یعلی بن طلق..... //

۹۳۶۶ یعلی (بے نسبت)..... //

۹۳۶۷ یعلی (بے نسبت، دوسرے)..... //

باب یام کے بعد واؤ

۹۳۶۸ یوسف الانصاری..... ۳۸۳

۹۳۶۹ یونس انصاری ظفری ابو محمد..... //

www.KitaboSunnat.com

باب میم کے بعد صاد

www.KitaboSunnat.com

مصعب بن شیبہ ۸۰۰۴

مصعب بن شیبہ بن عثمان ثقی۔ مسلم بن شیبہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

مصعب بن عمیر ۸۰۰۵

نسب: مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد دار بن قصی بن کلاب عبدری۔ کنیت: ابو عبد اللہ۔
یہ بھی شروع میں اسلام لائے والوں میں سے یعنی سابقین اولون میں تھے۔

ابو عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ بہت پہلے اسلام لے آئے تھے جبکہ نبی ﷺ دار ارقم میں تشریف رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی والدہ اور اپنی قوم کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ لیکن عثمان بن طلحہ کو معلوم ہو گیا، اس نے ان کے گھر والوں کو بتا دیا۔ انہوں نے ان کو ہانہ کر قید کر دیا تا آنکہ وہ ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے۔ پھر مکہ واپس آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جنگ بدر و احد میں شریک رہے، بلکہ جنگ احد میں تو لشکر کا جھنڈا بھی ان کے پاس تھا اور اسی غزوہ میں یہ شہید ہو گئے۔

محمد بن اسحاق نے صالح بن کیسان سے اور وہ آل سعد کے کسی آدمی سے اور وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مصعب بن عمیر کے کے خوش پوش اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے نو جوان تھے اور ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ رہتے تھے۔
امام ترمذیؒ نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ حضرت مصعب کو دیکھ کر رو پڑے کہ یہ کس ناز و نعمت میں پلا ہے اور اب اس کا کیا حشر ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ حضرت مصعب نے اپنی وراثت میں صرف ایک کپڑا چھوڑا جس سے سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اگر پاؤں کی طرف کپڑا کیا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کپڑا سر کی طرف کر دو اور پاؤں پر آخر نامی گھاس ڈال کر ڈھانپ دو۔

ابن اسحاق مغازیؒ میں فرماتے ہیں کہ یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ لوگ جب عقبہ اولی سے واپس آئے تو نبی ﷺ نے مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ دین کی تعلیم کے لیے بھیج دیا اور انہوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی پھر مکہ آ کر دوبارہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور صحیح بخاریؒ میں براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم سب سے پہلے ہجرت کر کے ہم

اسد الغابہ (ت: ۹۲۹) استیعاب (ت: ۲۵۸۲) تجرید (۷۸/۲) استیعاب (۸۶/۴)

اسد الغابہ (۱۳۴/۴) سیرۃ النبویۃ (۲۴۲/۲) طبقات کبریٰ (۸۲/۳) مغازی (ص ۱۹۳)

ترمذی مکتب صفة القیامہ باب حدیث علی (الحدیث: ۲۴۷۶)

ترمذی مکتب المناقب، باب مناقب مصعب (الحدیث: ۳۸۵۳) مصنف بن ابی شیبہ (الحدیث: ۳۶۰/۳)

دلائل النبوة (الحدیث: ۷/۴) سیرۃ النبویۃ (۵۹/۲)

بخاری مکتب مناقب الانصار باب مقدم النبی (الحدیث: ۳۹۲۵، ۳۹۲۴)

سے مل گئے۔ ابوداؤد نے یہ بھی اضافہ فرمایا کہ پہلی ہجرت میں ہم سے آ کر مل گئے۔

۸۰۰۶ مصعب ابن امراء الجلاس

عمیر بن سعد کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۰۰۷ مصعب الاسلامیؓ

امام بغوی و طبرانیؒ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے جریر بن حازم کے طریق سے تخریج کرتے ہیں کہ عبد الملک بن عمیر مصعب اسلامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہماری قوم کا ایک لڑکا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما دیجئے جن کی آپ قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس معاملہ میں کثرت بحد کے ساتھ میری مدد کروؓ تو میں تمہاری شفاعت کر سکتا ہوں۔

بزار نے طاہوت بن عباد سے نقل کیا اور وہ جریر سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الملک سے مروی ہے مدینہ میں ایک غلام تھا جس کی کنیت ابو مصعب تھی۔ پھر لمبی حدیث بیان فرمائی اور فرمایا کہ یہ حدیث صرف اسی سند سے مروی ہے اور امام عسکری فرماتے ہیں یہ مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: بزار کی روایت میں بظاہر ارسال ہے لیکن اس میں ابو مصعب کا ذکر ہے اور ان کے علاوہ باقی روایتوں میں وصل ظاہر ہے، لیکن عبد الملک راوی مدلس ہے یعنی اپنے استادوں کو چھپا لیتا ہے۔

باب میم کے بعد ضاد

۸۰۰۸ مضارب بن زید العجلیؓ

انہوں نے بھی دروخت پاپا اور سیف نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ شعی بن حارث کے کماثر روں میں سے ہیں۔ اور جب اہل عراق سے جنگ کرنے کے لیے چلے تو ان کے امراء مقدمۃ الجیش میں تھے۔ اور یہ ۱۳ھ کی بات ہے۔ پھر یہ اس کے بعد جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

۸۰۰۹ مُضَرَح

ان کا ذکر مُضَرَح میں گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۶) تجرید (۷۸/۲)

معجم الکبیر (الحدیث: ۳۶۵/۲۰)

مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۴۷۵/۲) معجم الکبیر (۸۵۱/۲۰) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۶۹/۱۰)

جامع المسانید (۳۲۴/۱۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۳۰) تجرید (۷۸/۲)

۸۰۱۰ مضر بن سفیان

نسب: مضر بن سفیان بن فجاج بن نابذ بن عمر بن حبیب بن وائل بن دھان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔ لقب: نصری۔ بقول ابن کلبی: یہ نبی علیہ السلام کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے تھے۔

۸۰۱۱ مضر بن عمرو ثعلبی

ابو عمرو شیبانی غنی کے انساب میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا ہے۔

۸۰۱۲ مضطجع بن اثاثہ

مضطجع بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب، لقب: قرشی، مطلبی یہ مسطح کے بھائی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۰۱۳ مضطجع

یہ ایک دوسرے شخص ہیں جن کا ذکر منہج کے تحت آئے گا۔

باب میم کے بعد طاء

۸۰۱۴ مطاع اللخمی

مسعود بن ضحاک کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۰۱۵ مطرح بن جندلہ

ان کو جدالہ سلمیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں روایت کی ہے زید قتی کے طریق سے کہ محمد بن سیرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سلیم کا ایک دیہاتی مطرح بن جندلہ نبی علیہ السلام سے پوچھنے لگا، اے اللہ کے رسول! آپ کی امت کو نوح علیہ السلام کی امت پر کتنی فضیلت حاصل ہے؟ تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جتنی فضیلت اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوقات پر ہے... ا۔ ج۔

ابن نقاش نے موضوعات میں اس کی تخریج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کا نام مطرح ابن الاسلام رکھا تھا۔ اور اسحٰب بن ابی زیاد سامی نے لیث بن ابی سلیم کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے لیکن اس میں ان کو مطرح بن جدالہ کہا گیا ہے، ابن مندہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۳۳) تجرید اسماء الصحابہ (۷۸/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۳۲) تجرید (۷۸/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۳۸) تجرید (۷۹/۲)

جامع المسانید (۳۲۵/۱۱) اسد الغابہ (ت: ۴۹۴۰) تجرید (۷۹/۲)

۸۰۱۶) مطرف بن بُهصل

نسب: مطرف بن بهصل بن کعب بن قشح بن دلف بن بهسم بن عبد اللہ بن جرماز بن مالک بن زمان بن عمرو بن تمیم التیمی مازنی۔ اعمش کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے، اور مزید نھلہ بن بهصل کے تحت آئے گا۔ ان شاء اللہ

۸۰۱۷) مطرف بن خالد

مطرف بن خالد بن نھلہ الباہلی۔ ابو احمد عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور نبی ﷺ نے ان کو ایک فرمان لکھ دیا تھا۔ اور بقول رشاطی مطرف اکاہلی فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے ان کو فرمان لکھ دیا تھا جس میں زکوٰۃ صدقات کے فرائض کی تفصیل تھی۔

ابن شامین فرماتے ہیں: مطرف بن کاہن الباہلی جو بنو فریس میں سے ہیں پھر حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عمرو بن مالک نے منذر سے روایت کیا ہے کہ حسین بن محمد بن علی نے علی بن محمد مدائنی سے انہوں نے ابو معشر سے انہوں نے یزید بن رومان سے کہ محمد بن اسحاق اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مطرف بن کاہن الباہلی بنو فریس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے یہ فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم اسلام پر راضی ہیں اور ہم نے اللہ کے دین کا معائنہ کر لیا ہے آسمانوں میں اور یہ بھی ہم نے دیکھ لیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم نے آپ کی ہر اس بات میں تصدیق کی جو آپ کی زبان مبارک سے نکلی۔ لہذا آپ ہمارے لیے فرمان لکھ دیں تو نبی ﷺ نے یہ لکھا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مطرف بن کاہن کے لیے اور باطلہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ہر اس آدمی کے لیے جو ان کے گھر میں رہائش پذیر ہو کہ جو بھی کسی بنجر زمین کو آباد کرے جس میں جانوروں کے لیے چراگاہیں ہوں تو وہ زمین اسی شخص کی ملکیت ہوگی اور اس پر ہر تیس گائیوں میں ایک بوڑھی گائے ہوگی اور ہر چالیس بکریوں میں ایک سالہ بکری ہوگی اور ہر پچاس اونٹوں میں ایک ایک سالہ اونٹنی ہوگی... الخ۔ اور آخر میں یہ بھی ہے کہ مطرف واپس جاتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

شام کے وقت رقص کرتی اونٹنیوں کے رب کی قسم آٹھویں سال اور جوان اونٹ کے ہر جانب۔ چند اشعار میں نبی ﷺ کی تعریف کی۔ اس سے بخوبی یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کا تعلق باہلہ سے تھا۔

ابو عبیدہ الکبریٰ اپنی محکم میں فرماتے ہیں کہ یعقوب نے کہا کہ بیشہ ایک وادی ہے قحامہ کے پہاڑوں کی طرف سے اور بعض نسخوں میں ہے کہ بنی ہلال کے پہاڑوں سے اور بعض نسخوں میں سلول کا ذکر ہے اس سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ یہ باہلی ہیں۔

۸۰۱۸) مطرف بن عبد اللہ

نسب: مطرف بن عبد اللہ بن اعلم بن عمرو بن ربیعہ، لقب: عقیل۔ ابن سعد اور رشاطی نے وفد بنی عقیل میں ان کا بھی تذکرہ فرمایا

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱)

اور ابن سعد تو فرماتے ہیں کہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی روایت کیا ہے کہ بنو عقیل کے ایک آدمی نے اپنی قوم کے مشائخ سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ ہم بنو عقیل کے کچھ آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں ربیع بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل اور مطرف بن عبد اللہ بن اعلم بن عمرو بن نمیل اور انس بن مشفق بن عامر بن عقیل تھے۔ ان سب حضرات نے نبی ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر کے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کے دیگر لوگوں کے لیے جو کسی وجہ سے نہیں آ سکے تھے ان کی طرف سے بیعت کر لی۔ نبی ﷺ نے ان کو عقیق نامی زمین لکھ کر ان کے نام کر دی جو بہت سرسبز و شاداب چشموں اور کھجوروں والی زمین تھی۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے جب تک یہ لوگ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، بات سنیں اور مانیں، اس جیسا حق معلوم نہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے: وہ خط مطرف کے پاس تھا۔

۸۰۱۹ مطرف بن کاہن

مطرف بن خالد کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۸۰۲۰ مطرب بن رزاع

ان کو ابن فہل بھی کہا جاتا ہے، ان کا تذکرہ اگلے نمبر کے بعد آئے گا۔

۸۰۲۱ مطرب بن عکاس السلمي

ان کو کوفیوں میں شمار کیا جاتا ہے اور بقول ابن حبان ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے، لیکن امام طبرانی کے ہاں ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عثمان داری ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ یہ نبی ﷺ سے ملے ہیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے کچھ پتہ نہیں اور ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ صحابی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مشہور تو نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ ان کی کوئی روایت ہے؟ تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ اور بقول بردیجی ان سے صرف ابواسحاق نے روایت لی ہے۔ اور ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں ہے۔ اور بقول ابوالاحمد عسکری بعض ان کے صحبت کی قائل نہیں اور بعض نے ان کو صحابہ میں شامل کیا ہے۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں یہ فیصلہ فرما لیتے ہیں کہ فلاں جگہ پر اس کی روح قبض کی جائے گی تو اس بندے کے لیے اس جگہ کوئی ضرورت اور حاجت پیش کر دیتے ہیں۔ عبد اللہ بن احمد نے زیادات مسند میں اس کی تخریج فرمائی ہے اور امام ترمذی نے تخریج کرنے کے بعد فرمایا یہ حسن غریب ہے اور مطرب کی اس کے علاوہ اور کوئی روایت مشہور نہیں ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔

❖ اسد الغابہ (ت: ۴۹۳۵) استیعاب (ت: ۲۵۸۳) تخرید (۷۹/۲)

❖ مستدرک حاکم (الحديث: ۴۲/۱) معجم الكبير (الحديث: ۷۸۵/۲۰)

❖ مسند احمد (الحديث: ۲۲۷/۵) مجمع الزوائد (الحديث: ۲۱/۶) جامع الباسنيد (۳۲۸/۱۱)

❖ ترمذی کتاب القدر باب ما جاء فی ان النفس تموت حیث ما کتب لها (الحديث: ۲۱۴۶)

۸۰۲۲ مطربن ہلال الغنوی

ان کو مطربن فیل بھی کہا جاتا ہے اور بقول ابن حبان یہ مطربن زراعت ہیں جن کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے یحییٰ بن حماد کے طریق سے مطربن عبدالرحمن اسحق سے روایت کیا ہے کہ عبدالقیس کی ایک عورت نے مجھے بتایا (جن کو ام ابان بنت وازع بن زراع کہا جاتا تھا) کہ ان کے دادا زراع اشج عبدالقیس سے نبی ﷺ کی خدمت میں جانے کے لیے اپنے پیار بیٹے اور ماں شریک بھائی کو لے کر نکلے۔ عبدالقیس میں سے مطربن فیل عنزی نامی کوئی بندہ نہیں۔ تو اشج نے اس سے کہا تو ہمارے ساتھ نکلا ہے، ایک * پاگل شخص کو لے کر اور ایک دوسرا شخص جو ہم میں سے نہیں۔ تو اس نے کہا کہ اس پاگل شخص کے لیے نبی ﷺ دعا فرمائیں گے، امید ہے کہ اللہ اس کو شفا دے دیں اور باقی رہا عنزی تو وہ میرا ماں شریک بھائی ہے جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔

ابن مندہ نے موسیٰ بن اسماعیل کے طریق سے مطرب سے تخریج کی ہے لیکن انہوں نے مطربن ہلال فرمایا ہے۔ اور یزار نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے مطرب سے بسندہ زراعت تک تخریج کیا ہے کہ وہ سفر کے ارادہ سے نکلے اور ان کے ساتھ اشج بھی تھے جو کہ اپنے پاگل بیٹے کو لے کر نکلے جس کا نام مطرب تھا اور ایک اس کا بھائی بھی تھا.... اشج * اور ان کا تذکرہ صحار بن عباس، اور جہم بن قثم کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۰۲۳ مطرب الیثی

ان کا تذکرہ مکمل کے حالات میں ہے۔

۸۰۲۴ مطرب العنزی

یہ عبدالقیس کے اتحادی ہیں اور عقبہ بن جردہ کے بھائی ہیں۔ ان کا تذکرہ صحار بن عباس کے حالات میں ہو چکا اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ وہی مطربن فیل ہیں جن کا تذکرہ ابھی ابھی گزرا ہے۔

۸۰۲۵ مطعم بن عبیدہ البلوی

ابن یونس ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں اور ربیعہ بن لقیط نے ان سے روایت لی ہے۔ ابن مندہ نے ان کی حدیث کو ابن لہیعہ کے طریق سے اسحاق بن ربیعہ بن لقیط سے تخریج کیا ہے کہ ان کے والد ربیعہ نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمرو کے ساتھ ایک فتنے کے معاملہ میں نکلا تو ان کے دروازے پر مطعم بن عبیدہ بلوی سے ملا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا

* اسد الغابہ (ت: ۶۹۳۷) استیعاب (ت: ۲۵۸۴) تجرید (۷۹/۲)

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی قبلة الرجل (الحديث: ۵۲۲۵) معجم الكبير (الحديث: ۵۳۱۳/۵) (۵۳۱۴/۵)

* الاحاد والمثنائی (الحديث: ۳۰۴/۳) (الحديث: ۳۰۶/۳) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۹۰/۹) تاریخ الكبير (۴۴۷/۳)

* ابوداؤد کتاب الادب با فی قبلة الرجل (الحديث: ۵۲۲۵)

* اسد الغابہ (ت: ۳۹۴۲) تجرید (۷۸/۲)

۳۳ جلد ۱ (۱۰۲۶) **الْمَطْلَبُ فِي تَبَيُّنِ الصَّحَابَةِ** (۱۰۲۶)
 تھا کہ میں سنوں اور اطاعت و فرمانبرداری کروں امیر کی اگر چہ وہ کہے ہوئے *۱۱* اعضاء والا کالا سیاہ ہی کیوں نہ ہو۔ بقول ابن مندہ: یہ حدیث فریب ہے۔

۸۰۲۶) **مطلب آخر**

ان کا تذکرہ حارث کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۰۲۷) **المطلب بن ازهر**

مطلب بن ازهر بن عبدعوف زہری۔ عبد الرحمن بن عوف بن عبدعوف کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق نے مہاجر بن حبشہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا کہ یہ وہ ہیں فوت ہو گئے تھے اور ان کا وارث ان کا بیٹا عبد اللہ بنا جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ اسلام میں سب سے پہلا وارث ہے اور بقول والدہ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی تھی تو ان کا بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا۔ اور بقول ابن الکھی انہوں نے اور ان کے بیٹے عبد اللہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور یہ دونوں وہیں حبشہ میں فوت ہو گئے۔ اور مطلب کے ساتھ ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بھی تھی۔

۸۰۲۸) **المطلب بن ابی البختری**

نسب: المطلب بن ابی البختری بن حارث بن اسد بن عبد العزی القرشی الاسدی۔ ان کا والد بدر کے روز کا فرما را گیا۔ اور یہ اس کے بعد زندہ رہے اور یہ اسود کے بھائی ہیں جن کا ذکر الف کی حقیقی میں گزر چکا ہے۔ زبیر بن بکار ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اپنے بھائی کی طرح بھاری جسامت والے تھے۔

۸۰۲۹) **المطلب بن حنطب**

نسب: مطلب بن حنطب بن حارث بن عبید اللہ بن مخزوم، کنیت عبد اللہ بن حنطب کے والد ہیں۔ ابن اسحاق نے بدر کے قیدیوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر یہ مسلمان ہو گئے اور عبد اللہ بن حنطب کے حالات میں ان کی حدیث گزر چکی ہے، جس کی سند میں اختلاف ہے۔

۸۰۳۰) **المطلب بن ربیعہ**

نسب: مطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔ امام بخاری نے عبد اللہ بن حارث کے طریق سے مطلب بن ابی وداعہ سے تخریج کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے گویا کہ کچھ سنتے ہوئے آ رہے تھے۔ پھر پوری حدیث بیان کی جس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا اور سب سے بہترین قبیلہ میں مجھے

۱۱ جامع المسانید (۳۲۹/۱۱) اسد الغابہ (ت: ۱۹۶۳) استیعاب (ت: ۱۹۶۰) تجرید (۷۹/۲)

۱۲ سیرۃ النبویہ (۶/۴) اسد الغابہ (ت: ۱۹۶۴) استیعاب (ت: ۱۹۶۱) تجرید (۷۹/۲)

۱۳ اسد الغابہ (ت: ۱۹۶۵) استیعاب (ت: ۱۹۶۲) تجرید (۸۰/۲)

پیدا فرمایا۔

مغازی ابن اسحاق * میں ہے کہ ابو دواعہ جنگ بدر میں قید ہو کر آیا تھا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس کا ایک غنجد، مالدار، تاجر بیٹا ہے۔

اور انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت لی ہے جو کہ صحیح مسلم میں زہری کی روایت سے موجود ہے کہ سائب بن یزید مطلب سے اور وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں بیٹھ کر * نفل نماز پڑھنے کے بارے میں پھر اس روایت کو ان کے بیٹوں جعفر، کثیر، اور عبد الرحمن اور ان کے پوتے ابوسفیان بن عبد الرحمن نے ان سے روایت کیا ہے۔

امام بغوی اور ابن شاپین نے عکرمہ بن خالد کے طریق سے جعفر بن مطلب بن ابی دواعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو مکہ مکرمہ میں سورہ نجم کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے یعنی آپ نے اس کی تلاوت کے دوران سجدہ فرمایا۔ عبدالمطلب کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ بقول بغوی: مطلب بن ربیعہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عبدالمطلب بن ربیعہ ابن شاپین نے صباح بن یحییٰ کے طریق سے یزید بن ابی زیاد سے ان کی ایک روایت تخریج کی ہے۔ عبد اللہ بن حارث ان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: ”جس نے عباس کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی۔“ *

۸۰۳۱) المطلب بن ابی دواعہ *

حارث بن حیرہ بن سعید بن سعد بن سہم۔ نسبت: قرشی، سہمی۔ ابن سعد نے مسلمانان فتح مکہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ بقول واقدی: یہ مدینہ کے رہائشی تھے اور وہیں ان کی ایک حویلی تھی اور ایک زمانہ تک وہیں رہے۔ اور ابن الکلبی فرماتے ہیں یہ نبی علیہ السلام کے ہم عصر تھے اور بقول ابو عبیدہ ان کو بارگاہ نبوت کی صحبت کا شرف بھی حاصل تھا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے جو کہ مسند احمد * میں عکرمہ بن خالد تک صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔ مطلب بن ابی دواعہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو سورہ نجم کی تلاوت میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے بھی کبھی سورہ نجم میں سجدوں کو نہیں چھوڑا۔ یہ عبدالرزاق کی معر سے روایت تھی، جبکہ رباح بن زید نے معر سے روایت کرتے ہوئے عکرمہ بن خالد اور مطلب کے درمیان جعفر بن مطلب کو بھی داخل کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ میں اس وقت کافر تھا اس لیے میں نے سجدہ نہیں کیا۔ لیکن اب جس کسی سے بھی میں یہ سورہ سنتا ہوں سجدہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

* اتحاف السادة المتقين (الحدیث: ۸۹/۹) مناقب الشافعی للبيهقي (الحدیث: ۴۶/۱)

* سيرة النبوة (۲/۲۱۹)

* مسلم کتاب صلاة المسافرين باب جواز النافلة قائما او قاعدا (الحدیث: ۹-۱۷)

ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الرجل يتطوع جالسا (الحدیث: ۳۷۳) مسند احمد (الحدیث: ۲۸۶/۶)

* معجم الكبير (الحدیث: ۱۸۶/۲۰)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۴۶) استیعاب (ت: ۲۴۴۳) تجرید (۸۰/۲)

* مسند احمد (الحدیث: ۴۲۰/۳) مصنف عبدالرزاق (الحدیث: ۵۸۸۱)

۸۰۳۲) المطلب السُّلَمِيُّ

بزمعونیہ جنگ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے انہوں نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے منذر بن عمر ساعدی کو بھیجا اور ان کے ساتھ مطلب سلمیٰ بھی تھے۔ تاکہ ان کو راستہ بتا سکیں.... پھر پورا واقعہ بیان کیا۔ طبرانی نے اپنے طریق سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

۸۰۳۳) مطیع بن اسود

نسب: مطیع بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ لقب: قرشی، اسدی۔ زبیر بن بکافرماتے ہیں کہ میں نے زبیر بن عوام کو وحی (وصیت جاری کرنے والا) مقرر کیا۔ پھر ہشام بن عروہ کے طریق سے حدیث بیان کی کہ مطیع بن اسود نے کہا کہ میں نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو شخص وحی مقرر کرے تو زبیر بن عوام کو کرے اس لیے کہ وہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔

اور ان کے والد اسود یہ وہی شخص ہیں جس نے عثمان بن حویرث سے قیصر کے دربار میں مقابلہ و معارضہ کیا تھا جبکہ اس نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مجھے مکہ کا گورنر بنا دیا جائے۔

۸۰۳۴) مطیع بن اسود

نسب: مطیع بن اسود بن حارث بن نھله بن عوف بن عبید بن عتوج بن عدی بن کعب بن لوی۔ لقب: قرشی، عدوی۔ پہلے ان کا نام عاصی (بمعنی نافرمان) تھا پھر نبی ﷺ نے تبدیل فرما کر مطیع (فرمانبردار) رکھ دیا یہ عبداللہ کے والد ہیں جن کا تذکرہ عیین کی پٹی میں گزر گیا۔

بقول ابن سعد **فتح** مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ سے روایت کے ہیں جو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ ان کا بیٹا عبداللہ اور عیسیٰ بن طلحہ بھی اس کے روایت ہیں۔

بقول مصعب زبیری یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ کے اندر فوت ہوئے اور ابن البرقی کے بیان کے مطابق یہ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۸۰۳۵) مطیع بن ذی

بنی بکر بن کلاب کلابی میں سے ہیں۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور انہوں نے میمون بن حکم، محمد بن جحثم، اور ابن جریج سے روایت لی ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا حالانکہ اس سے پہلے ان کا نام عاصی تھا۔ **فتح** اور

اسد الغابہ (ت: ۴۹۴۷) استیعاب (ت: ۲۵۸۵) تجرید (۸۰/۲)

طبقات کبریٰ (۵۶/۵)

مسند احمد (الحديث: ۴۱۲/۳) (الحديث: ۲۱۳/۴) معجم الكبير (الحديث: ۲۹۲/۲۰)

جامع المسانید (۳۴۲/۱۱)

الاصطلاح فی فقہ الصحنہ (جلد ۱) ۳۶

زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ جن کا نام عاصی تھا وہ آئندہ آنے والے مطیع بن عامر ہیں۔ اور لفظ ذی غلطی سے تبدیل ہو گیا ہے یہ اصل میں ذی لمحہ (داڑھی والا) تھا۔ لیکن فاکہی کی کتاب کا نسخہ تو بڑا با اعتماد اور یقینی ہے اور ہاں زیادہ کا احتمال ہو سکتا ہے۔

۸۰۳۶ مطیع بن عامر

نسب: مطیع بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بن ذوالحمیہ کلابی کے بھائی ہیں۔ اور طبرانی، دارقطنی نے زائرین نبوت میں شمار کیا ہے اور قحی بن خالد کی مسند میں ان کی حدیث موجود ہے۔ اور ابن الکلبی ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو آپ علیہ السلام نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: عاصی تو آقا علیہ السلام نے فرمایا آج کے بعد تمہارا نام مطیع ہے۔

۸۰۳۷ مطیہ بن مالک

امام طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنی مستدرک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور مجھے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ قطبہ بن مالک ہیں جن کا ذکر قاف کی تختی میں گزر گیا پھر غلطی سے قاف میم سے بدل گیا اور باء یا سے بدل گئی۔ واللہ اعلم

باب میم کے بعد طاء

۸۰۳۸ مظہر بن رافع

نسب: مظہر بن رافع بن عدی بن یزید بن جشم بن حارثہ انصاری، حارثی۔ رافع بن خدیج کے چچا ہیں۔ اور بقول ابن ماکولا ان کا نام مظہر ہے اور ایک ان کا بھائی مظہر ہے جس کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا بھی شرف ملا اور روایت کا بھی ان دونوں سے روایت کرنے والے ان کے بھتیجے رافع ہیں۔

میں کہتا ہوں: صحیح بات یہ ہے کہ رافع کی اپنے دونوں چچا سے روایت مبہم ہے۔ ایک روایت میں مظہر نام ہے اور دوسرے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مظہر تھا۔ اور امام واقدی شرکاء احد میں ان کا ذکر کیا ہے جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہے پھر ان کے کافر غلاموں نے جو کہ ان کی زمین میں کھیتی باڑی کرتے تھے یہود کے ابھارنے پر ان کو خیبر میں شہید کر دیا۔

ان شخصیات کا ذکر جن کا نام معاذ ہے

۸۰۳۹) معاذ بن انس الجہنی *

یہ انصار کے ساتھی ہیں۔ بقول ابوسعید بن یونس: یہ صحابی ہیں جن کو کہ مصر و شام کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کے علاوہ ابودرداء، کعب احبار سے بھی روایت بیان کی ہے اور خود ان سے روایت لینے والے صرف ان کے بیٹے سہل بن معاذ ہیں۔ ابواحمد عسکری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دور حکومت تک زندہ رہے۔ گویا کہ انہوں نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو امام بغوی رحمہ اللہ نے فروہ بن مجاہد کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ سہل بن معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے گرمی کے موسم میں عبدالملک کے زمانہ حکومت میں اپنے والد کے ساتھ جہاد میں شرکت کی ہے اور ہمارا امیر لشکر عبداللہ بن عبدالملک تھا۔ تو میرے والد لوگوں کے درمیان * کھڑے ہو گئے۔ پھر واقعہ ذکر کیا جس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔

۸۰۴۰) معاذ بن جبل *

نسب: معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن حشم بن عدی بن نابی بن تمیم بن کعب بن سلمہ۔ کنیت: ابو عبدالرحمن۔ لقب: انصاری، خزرجی۔ حلال و حرام کے جاننے والے، * بہت بڑے امام و پیشرو تھے۔ بقول ابودرداء لیس خولانی، یہ معاذ انتہائی سفید، خوبصورت چہرے والے، چمکدار دانتوں والے، سر میں آنکھوں والے تھے۔ اور بقول کعب بن مالک خوبصورت نوجوان تھے۔ بہت خفی تھے اپنی قوم کے ایک بہترین سپوت تھے۔

اور بقول واقدی مردوں میں سب سے زیادہ خوبصورت مرد تھے اور تمام معرکوں میں شریک ہوئے۔

انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ اور ان سے روایت کرنے والوں کی کثیر تعداد ہے۔ مثلاً ابن عباس، ابن عمر، ابن عدی، ابن ابی اوفی اشعری، عبدالرحمن بن سرہ، جابر بن انس۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے تابعین بھی ان سے روایت نقل کرتے ہیں۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے، حالانکہ اس وقت ان کی عمر صرف اکیس سال تھی۔ * اور نبی ﷺ نے ان کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا۔ اس کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے صحیح میں حدیث موجود ہے۔

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۵۰) استیعاب (ت: ۲۴۴۴) تجرید (۸۰/۲)

* ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب فی ترک اللباس (الحديث: ۲۴۸۱) مستدرک حاکم (الحديث: ۶۷/۱)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۵۳) استیعاب (ت: ۲۴۴۵) تجرید (۸۰/۲)

* ترمذی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث: ۲۷۹۰) مسند احمد (الحديث: ۲۲۹/۵)

معجم الکبیر (الحديث: ۲۰) توحید لابن خزیمہ (۳۳۷)

* اسد الغابہ (۱۴۳/۴)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۱)

سیف نے فتوح میں اپنی سند کے ساتھ عبید بن صحر سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بنی اللہ کو یمن کی طرف بھیجے ہوئے ارشاد فرمایا: میں دین کے بارے میں تیری آزمائش کو اچھی طرح جان چکا ہوں اور وہ مشکلات جو شخص دین کی وجہ سے تم پر ٹوٹ پڑیں گی، اور میں خوشنودی سے تمہیں ہدیہ لینے کی اجازت دیتا ہوں کہ اگر کوئی ہدیہ پیش کیا جائے تو اس کو قبول کر لینا۔ * بقول راوی پھر جب حضرت معاذ بنی اللہ واپس لوٹے تو قیس غلام ان کو ہدیہ دینے گئے تھے۔ اسی سند کے ساتھ یہ بھی کہا کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو الوداع کرتے ہوئے یوں دعا دی تھی: ”اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، تمہارے اوپر سے اور نیچے سے اور اللہ تعالیٰ تم سے جن وانس کے شر کو دور کر دے۔“ *

سنن ابوداؤد * میں معاذ بن جبل سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: یقیناً میں تم سے محبت کرتا ہوں.... الخ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی ﷺ کے دور میں قرآن جمع کرنے والوں میں شمار کیا ہے یہ روایت بھی صحیح میں ہے۔ اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آقا ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن پڑھنا سیکھو، ان میں سے ایک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

امام شعیب بن علیؒ مسروق سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے یہ پڑھا: اِنَّ مَعَاذًا كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ۔ تو فردہ بن نوفل نے کہا کہ لگتا ہے آپ بھول گئے ہیں تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ میں بھولا نہیں ہوں، ہم تو صرف حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ابونعیم نے حلیہ * میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو یوں بیان کیا۔ وہ فقہاء کے امام ہیں، علماء کا خزینہ ہیں، بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ غزوہ بدر اور دیگر بہت سے معرکوں میں شرکت کی۔ انصار کے تمام نوجوانوں سے بہتر اور افضل تھے، حلیم * تھے باحیا تھے بہت فنی تھے، انتہائی خوبصورت اور خوش چہرے والے تھے۔

ان سے روایت کرنے والے صحابہ حضرت عمر، ابو قتادہ، عبد الرحمن بن سمرہ وغیرہ ہیں۔

عبدالرزاق کہتے ہیں: معمر اور زہری نے کعب بن مالک کے بیٹے سے نقل کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ انتہائی خوبصورت، نخی نوجوان تھے اور بہت بڑے مستجاب الدعوات تھے جو بھی اللہ سے مانگتے اللہ انہیں عطا فرمادیتے تھے۔

بقول اعمش ابوسفیان فرماتے ہیں کہ ہمارے بہت سے بزرگوں نے ہمیں بتایا پھر پورا واقعہ ذکر کیا جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں معاذ جیسا نہ جن سکیں اور اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ * محمد بن مخلد نے اپنے

* کنز العمال (الحديث: ۱۵۰۸۶) * مختصر تاریخ دمشق (۳۷۲/۲۴)

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب الاستفجار (الحديث: ۱۵۲۲)

* بخاری کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی (الحديث: ۵۰۰۳) کتاب فضائل الصحابة باب فضائل

ابی بن کعب (الحديث: ۶۲۹۰) مسند احمد (الحديث: ۲۳۳/۳)

* حلیۃ الاولیاء (۲۳۰/۱) * تاریخ دمشق (۲۷۴/۲۴) جامع المسانید (۳۶۳/۱۱)

فوائد میں اس کی تخریج کی ہے۔

ابو قلابہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو امام ترمذی وغیرہ کے ہاں بعض صحابہ کے تذکرہ میں مرفوع ہے کہ صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم حضرت معاذ ہیں۔

ابو حنوفہ ثقفی کی مرسل میں ہے کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن معاذ لوگوں کے سامنے آئیں گے تاحہ نظر بلندی پر ہوں گے۔ * محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں اس کی تخریج کی ہے اور ابن عساکر * بھی ایک طریق سے محمد بن خطاب سے اس روایت کو لائے ہیں۔

طبقات ابن سعد * میں منقطع کے طریق سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک خط تحریر کروایا جس میں لکھا تھا: اے یمن والو! اپنے لوگوں میں سب سے بہترین بندہ تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔

ان کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے واپس آئے۔ وفات: ۷۷ھ یا ۸۱ھ عند الکثر ملک شام میں طاعون کے مرض سے وفات پائی۔ کل عمر صرف ۳۳ سال تھی۔ * اس کے علاوہ بھی کچھ ضعیف قول ہیں۔

۸۰۴۱) معاذ بن الحارث بن الازرق *

نسب: معاذ بن حارث بن ارقم بن عوف بن وہب بن عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار۔ لقب: انصاری، خزرجی۔ کنیت: ابو حلیمہ اسی کنیت سے یہ زیادہ مشہور ہیں۔ اور ان کو قاری بھی کہا جاتا ہے۔ یا ان کی کنیت ابو الحارث ہے اور لقب ابو حلیمہ۔ بقول ابو عمر * یہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔

ایک قول کے مطابق ان کو نبی علیہ السلام کے ساتھ صرف چھ سال رہنے کا موقع ملا۔ * انہوں نے نبی علیہ السلام سے بھی روایت کی اور خلفاء راشدین میں سے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے۔

ان سے روایت نقل کرنے والے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع، عمران بن ابی انس، سعید المقبری، اور ابو الولید بصری ہیں۔

ابو حنوفہ مرسل بیان کرتے ہیں کہ ابو حلیمہ رمضان شریف میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

بقول امام بخاری رضی اللہ عنہ * یہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور ابو عبیدہ کے ساتھ واقعہ جسر میں شریک تھے۔ جب سب لوگ بھاگ گئے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری جماعت ہوں۔

* معجم الكبير (الحديث: ۴۰/۲۰) (الحديث: ۴۱/۲۰) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۱۱/۹)

کنز العمال (الحديث: ۳۳۳۶۴۱) حلیۃ الاولیاء (الحديث: ۲۲۹/۱)

* تاریخ دمشق (۳۷۳/۲۴) طبقات کبریٰ (۵۹۰/۳)

* مستدرک حاکم (الحديث: ۲۷۷/۳) حلیۃ الاولیاء (الحديث: ۲۴۰/۱)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۵۴) استیعاب (ت: ۲۴۴۶) تجرید (۸۰/۲)

* استیعاب (۴۶۲/۳) * جامع المسانید (۵۲۱/۱۱) * تاریخ کبیر (۳۶۱/۷)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (جلد ۱)

بزار اور ابن مندہ نے ربیعہ بن عثمان کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ عمران بن ابی انس نے فرمایا کہ میں نے معاذ بن حارث سے سنا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے خود یہ ارشاد سنا ہے کہ میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔
وفات: بقول ابن حبان انہوں نے زندگی کی کل ۶۹ بہاریں دیکھیں۔ ابن سعدؒ اور ابوالاحمد حاکم اور ابوالحاکم رازی کے بقول یہ حرہ نامی جنگ میں شہید ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: یہ حرہ نامی جنگ ۶۳ھ میں ہوئی، لہذا ان کی بیان کردہ عمر صحیح ہوئی۔ اور یہ وہی شخصیت ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

۸۰۳۲ معاذ بن حارث بن رفاعہؒ

نسب: معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ نسب: انصاری، خزرجی۔ المعروف: ابن عفرأ۔ بعض حضرات نے ان کے نسب میں موجود دوسرے حارث کا ذکر نہیں کیا۔
عفرأ ان کی والدہ کا نام تھا اسی سے یہ مشہور ہو گئے۔ بیعت عقبہ اولیٰ میں یہ اوس و خزرج کے ان چھ آدمیوں میں سے تھے جو سب سے پہلے نبی ﷺ سے ملے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو جہل کے قتل میں بھی حصہ لیا۔ پھر بعد میں بھی زندہ رہے۔ ایک قول کے مطابق غزوہ بدر میں زخمی ہو گئے تھے پھر اسی زخم سے ان کی وفات ہو گئی۔

ان کی نبی ﷺ سے روایت سنن نسائیؒ وغیرہ میں موجود ہے نصر بن عبدالرحمن قرشی کے طریق سے۔ ان کی سند میں علی بن نصر پر اختلاف ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کے ہاں سند صحیح ہے کہ نصر معاذ سے اور وہ قریش کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے معاذ بن عفرأ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے طواف تو کیا لیکن عصر یا فجر کے بعد کا وقت تھا، لہذا نفل نہیں پڑھے۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ فجر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرماتے تھے.... الخ۔

اور امام بغوی رحمہ اللہ کے ہاں ابونصر سلیمان بن زیاد کے طریق سے معاذ بن عفرأ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کی زیارت کی.... الخ۔

۸۰۳۳ معاذ بن الحارث بن سراقةؒ

لقب: انصاری، سلمیٰ۔ ابن سعدؒ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی شادی براء بن معرور کی بیٹی رباب سے

مسند احمد (الحديث: ۲۳۵/۵) (الحديث: ۳۳۹/۵) معجم الكبير (الحديث: ۵۷۷۹/۶) (الحديث: ۵۸۰۹/۶)

سنن کبریٰ (الحديث: ۲۴۷/۵) مجمع الزوائد (الحديث: ۹/۴) جامع المسانيد (۵۲۲/۱۱)

طبقات کبریٰ (۱۰/۱) اسد الغابہ (ت: ۴۹۵۵) تجرید (۸۷/۲)

معجم الكبير (۱۷۷/۱۰) سيرة النبوة (۲۶۱/۲)

نسائی کتاب المواقیت باب من ادرك ركعتين من العصر (الحديث: ۵۱۷)

مصنف بن ابی شیبہ (الحديث: ۳۴۸/۲) أحاد والمثنائی (الحديث: ۲۱/۴)

تجرید (۸۰/۲) طبقات کبریٰ (۲۰۰/۱)

ہوئی تھی جس سے ان کے بیٹے سعد پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ سعد بن معاذ مشہور صحابی نہیں ہیں بلکہ صرف نام و نسب میں موافقت ہے وہ صحابی تو قبیلہ اوس کے سردار تھے جبکہ یہ تو خزرجی ہیں لہذا دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔

۸۰۳۳ معاذ بن رباح

نسب: معاذ بن رباح بن عمرو بن عبد اللہ بن انمار بن مالک بن یسار بن حطیط بن جشم ثقفی۔ کنیت ابو زہیر اور اسی کنیت سے یہ مشہور ہیں ان کے نام میں اختلاف ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی ہے۔

۸۰۳۵ معاذ بن رفاعہ انصاری زرقی

امام واقدی رحمہ اللہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ غزوہ بنو قریظہ میں شریک تھے اور نبی ﷺ کے ساتھ گھوڑے پر تھے۔ میں کہتا ہوں: تابعین میں ایک اور معاذ بن رفاعہ ہیں جو اپنے والد رفاعہ، حضرت جابر اور حضرت خولہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اور ان سے روایت لینے والے عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہیں۔

۸۰۳۶ معاذ بن زرارہ

نسب: معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن حارث۔ بنو ظفر سے ان کا تعلق ہے۔ بقول ابو عمرؒ یہ اور ان کے والد ابو غلہ، ابو ذرہ غزوہ أحد میں شریک تھے۔

۸۰۳۷ معاذ بن سعد

معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ انصاری۔ صحیح بخاریؒ میں شک کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ موطاؒ میں امام مالک نافع سے اور وہ انصار کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کی ایک لونڈی سلع میں بکریاں چرایا کرتی تھی.... الخ۔

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الذبائح میں نافع کی روایت کے بعد اس کو لائے ہیں، کعب بن مالک کے بیٹے اپنے بھائی سے نقل کرتے ہیں کہ ہاں واقعی ان کی ایک لونڈی تھی۔

ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن فتنون نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

- ابن ماجہ کتاب الزہد باب الثناء الحسن (الحديث: ۴۲۲۱) مستند احمد (الحديث: ۴۱۶/۳) (الحديث: ۴۶۶/۶)
- مسند ترك حاكم (الحديث: ۴۳۶/۴) سنن كبرى (الحديث: ۱۲۳/۱۰) صحيح ابن حبان كتاب اخباره عن مناقب الصحابة باب وصف الجنة واهلها (الحديث: ۷۳۸۴) مصنف ابن شيبه (الحديث: ۵۱۰/۱۴) معجم الكبير (الحديث: ۳۸۲/۲۰)
- أسد الغابه (ت: ۴۹۵۷) استيعاب (ت: ۲۴۴۷) تجريد (۸۱/۲) استيعاب (۴۶۳/۳)
- أسد الغابه (ت: ۴۹۵۹) تجريد (۸۱/۲) بخارى باب ذبيحة المرأة (الحديث: ۵۵۰۵)
- موطاء امام مالك كتاب الذبائح باب ما يجوز في الزكوة (الحديث: ۱۰۸۳) جامع المسانيد (۵۲۳/۱۱)
- أسد الغابه (ت: ۴۹۶۰) استيعاب (ت: ۲۴۴۸) تجريد (۸۱/۲)

۸۰۲۸ معاذ بن الصَّمَّة

معاذ بن صمّہ بن عمرو بن جوح انصاری۔ بقول عدوی یہ غزوہ اُحد میں شریک تھے اسی طرح اس کے بعد کے غزوات میں ناشریک رہے، یہاں تک کہ حرہ میں شہید ہو گئے۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے لکھا ہے کہ معاذ بن صمّہ اور ان کا بھائی خراش دونوں غزوہ بدر میں شریک تھے۔ لہذا لکھ لیا جائے کہ ایہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۸۰۲۹ معاذ بن عبد اللہ

معاذ بن عبد اللہ بن خطاب۔ امام طبری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنی مستدرک میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۵۰ معاذ بن عبد اللہ التیمی

بقول ابن حبان ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

۸۰۵۱ معاذ بن عبد الرحمن

نسب: معاذ بن عبد الرحمن بن عثمان بن عبید اللہ تمیمی، ابن السکن نے ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے یہ دونوں بارگاہ نبوت کے صحبت یافتہ تھے۔ ابن فتحون نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے بحوالہ خلیفہ۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا اور ان سے روایت لینے والے امام زہری ہیں۔ ان کا شمار زکے رہنے والوں میں ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت معاذ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت سنی ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح ن اور یہ معاذ عثمان کے بھائی ہیں۔ ابو حاتم کا بھی یہی قول ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع صحیح بات نہیں ہے۔ لہذا ب حضرت عمر سے سماع صحیح نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا ہو یا ان سے روایت کی ہو۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث بخاری، مسلم اور نسائی میں حمران سے مروی ہے جو کہ اپنے آقا عثمان سے نقل کرتے ہیں پھر ری میں محمد بن ابراہیم تمیمی کے طریق سے ہے جبکہ مسلم اور نسائی میں نافع بن جبیر وغیرہ کے طریق سے ہے۔ یہ سب کی سب معاذ عبد الرحمن سے مروی ہیں جو کہ حمران سے روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد نے مدینہ کے رہنے والوں میں سے طبقہ ثانیہ میں ان کا ذکر ہے۔ ابن حبان نے معتمد علیہ تابعین میں شمار کیا ہے۔

۸۰۵۲ معاذ بن عثمان

یہ معاذ بن عثمان ہیں یا عثمان بن معاذ ہیں۔ حمیدی نے اپنی مسند میں ان کی حدیث کی ابن عیینہ سے روایت کی ہے لیکن اسی بح شک کے ساتھ۔ لیکن معاذ بن عثمان ہونے کو ترجیح دی ہے ان کا تذکرہ عثمان کی تختی میں ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۶) استیعاب (ت: ۲۴۴۹) تجرید (۸۱/۲) تاریخ کبیر (۳۶۳/۴)

نسائی کتاب المناسک باب ما ذکر فی منی (الحديث: ۲۹۹۶)

۸۰۵۳ معاذ بن عفراء *

یہ وہی حارث کے بیٹے ہیں جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

۸۰۵۴ معاذ بن عمرو بن الجموح *

نسب: معاذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن ظنم بن کعب بن سلمہ انصاری، خزرجی، سلمی۔
 بقول امام بخاری رحمہ اللہ: ان کو نبی ﷺ کی محبت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے والد کا تذکرہ بھی پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ معاذ بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے اور غزوہ بدر * میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ ابو جہل کے قتل کرنے والوں میں سے بھی ہیں۔
 ابن اسحاق * معاذی میں فرماتے ہیں کہ ثور نے مجھے بتایا کہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن عمرو بن جموح نے کہا کہ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے لیکن میں اس کی تاک میں رہا آخر میں اس کی طرف لپکا اور ایسی زبردست ضرب لگائی کہ اس کے پاؤں کٹ گئے۔

ابن اسحاق نے بھی ابن ابی شیبہ کی تخریج میں ذکر کیا ہے یوسف بھلول عبد اللہ بن ادریس سے اور وہ عبد الملک بن ابی بکر اور ان کے ساتھ ایک اور آدمی سے نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں عکرمہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معاذ بن عفراء نے کہا کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جتنے کی شکل میں جمع ہو کر کہہ رہے تھے کہ ابو الحکم (ابو جہل) تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میں اس کی تاک میں رہا جیسے ہی مجھے اس پر دسترس حاصل ہوئی تو میں نے اس پر حملہ کر دیا۔ الخ۔ پچھلی حدیث میں معاذ بن عمرو کا نام ہے اور اس حدیث میں معاذ بن عفراء کا۔ ممکن ہے کہ دونوں نے ہی حملہ کیا ہو لیکن راجح وہی ہے جو صحیحین میں ابو جہل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ عبد الرحمن بن عوف کی حدیث میں ہے کہ اس کو عفراء کے دو بیٹوں نے مارا، یکفخت وہ خاموش ہو گیا (یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا) ان کے نام معوذ اور معاذ تھے۔

معاذی میں یہ بھی اضافہ ہے کہ پھر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ بن عمرو پر حملہ کیا اور ان کا ہاتھ کٹ گیا لیکن ابھی ساتھ ہی لٹک رہا تھا کہ انہوں نے اس پر پاؤں رکھ کر اس زور سے کھینچا کہ اس کو بدن سے جدا کر دیا اور پھر جہاد و لڑائی میں مصروف ہو گئے۔ اس کے بعد بھی وہ ایک زمانہ تک حیات رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

۸۰۵۵ معاذ بن عمرو بن قیس *

نسب: معاذ بن عمرو بن قیس بن عبد العزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عدی بن عوف بن مالک بن نجار انصاری، خزرجی۔
 امام بغوی رحمہ اللہ نے ابن القدرح کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ یہ غزوہ اُحد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک تھے اور جنگ

* اسد الغابہ (ت: ۶۹۶۲) استیعاب (ت: ۲۴۵۱) تجرید (۸۱/۲) * تاریخ کبیر (۳۶۰/۴)

* سیرۃ النبویہ (۲۰۸/۲) * سیرۃ النبویہ (۸۰/۲) * تاریخ کبیر (۳۶۰/۴)

* اسد الغابہ (ت: ۶۹۶۳) استیعاب (ت: ۲۴۵۲) تجرید (۸۱/۲)

یامہ میں ان کی شہادت ہوئی۔

۸۰۵۶) معاذ بن ماعص

نام: معاذ بن ماعص یا معاذ بن معاص یا معاذ بن ناعص۔ نسب: معاذ بن ماعص بن میسرہ بن خلدہ بن عامر بن زریق۔ یہ عباد انصاری زرقی کے بھائی ہیں۔

بقول ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ یہ معاذ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ واقدی یونس بن محمد ظفیری سے روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن رفاعہ نے کہا کہ معاذ بن ماعص غزوہ بدر میں زخمی ہو گئے تھے پھر اسی زخم سے ان کی موت واقع ہوئی۔

امام واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر واحد میں ان کی شرکت یقینی ہے اور بزرگ معونہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابن مندہ نے ابراہیم بن منذر کے طریق سے محمد بن طلحہ تبخی سے نقل کیا ہے کہ معاذ بن ماعص ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی اوشیاں بھگالے جانے والوں کا چچھا کیا تھا۔ عیینہ بن حصن کے ساتھ اور ان کے امیر سعید بن زید تھے۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے بھی ابوبکر بن ابی جہم کے طریق سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کے معازی میں ہے کہ یہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ جبکہ اسی کتاب کے ایک نسخہ میں ہے کہ یہ شہید ہونے والے ان کے بھائی عباد تھے۔

۸۰۵۷) معاذ بن محمود

معاذ بن محمود بن عمرو بن حصن انصاری۔ کنیت: ابوالخارث مدینہ کی مسجد کے امام تھے۔ ابن ابی حاتم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ تیس سال مدینہ کی مسجد کے امام رہے اور ۵۳ھ میں وفات ہوئی۔

بقول امام ذہبی رحمہ اللہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ صحابی ہیں جیسا کہ بعض حضرات اس کے قائل ہیں۔

۸۰۵۸) معاذ الانصاری

تجلیات ابوعمر یہ ابوزید ہیں جو کہ جامع قرآن تھے اور یہ اپنی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہوئے ان کے نام کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

۸۰۵۹) معان بن عمرو النهرانی

ابو فتح ازدی نے اسماء المفردة من الصحابة میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابوموسیٰ نے بھی اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اثیر فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے نام کے آخر میں زاء ہے یا نون ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۶۴) استیعاب (ت: ۲۴۵۳) تجرید (۸۱/۲)

سیرۃ النبویہ (۲۵۹/۳) طبقات کبریٰ (۵۹۵/۳) مختصر تاریخ دمشق (۳۸۵/۲۴)

تجرید (۸۲/۲) اسد الغابہ (ت: ۴۹۶۸) تجرید (۸۲/۲) اسد الغابہ (۱۵۱/۴)

۸۰۶۰ معاویہ بن زید الجرشی

ابن مندہ نے عبدالعزیز بن قیس کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے حمید سے اور وہ حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس تہامہ کے لوگوں میں سے ایک آدمی لایا گیا جس کو معافی بن زید جرشی کہا جاتا ہے تھا اس نے آتے ہی سوال کیا کہ آپ نبیؐ کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں.... الخ۔

ان شخصیات کا تذکرہ جن کا نام معاویہ تھا

۸۰۶۱ معاویہ بن انس السلمی

سیف نے فتوح میں ان کا تذکرہ کیا ہے اہل بن یوسف قاسم بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی زندگی میں اسود غسی کے ساتھ جنگ کی تھی۔

۸۰۶۲ معاویہ بن ثور

نسب: معاویہ بن ثور بن عبادہ بن بکاء عامری، بکائی۔ ان کے بیٹے بشر بن معاویہ کے حالات میں اسی طرح عمرو بن کعب کے غلام کے حالات میں نیز ان کے دادا عبادہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے (ابو عمرؒ اور عقیلی کے ہاں یہ عبادہ عین کے زیر کے ساتھ ہے)۔ اور ابن مندہ نے گزشتہ سند کے ساتھ بشر کے حالات میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کچھ زمین لکھ کر دی اور ان کو ایک سال کی زکوٰۃ میں بطور امداد کے مال عطا فرمایا۔ لیکن حضرت معاویہ جب گھر لوٹے تو کہنے لگے میں نے تو آج یا کل مر کر مٹی ہو جانا ہے اور میرے پاس اتنا زیادہ مال ہے جبکہ میرے صرف دو بیٹے ہیں تو اسی وقت نبی ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا اے اللہ! کے رسول! مجھ سے کچھ مال واپس لے لیجئے، اور دشمن کے مقابلے میں خرچ فرمائیے۔ میں تو بہت مالدار ہو گیا ہوں۔ تو آقا ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! تمہیں آزیایا گیا تھا پھر آپ نے اس میں سے کچھ رکھ لیا۔ ابن الکلبی فرماتے ہیں: محمد بن بشر بن معاویہ اپنے دادا کے کارناموں پر ان الفاظ میں فخر کرتا ہے:

- ۱۔ میرا باپ تو وہ تھا جس کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔
- ۲۔ جبکہ ان کو نبی ﷺ نے خاکستری رنگ کے بوجھل قسم کے نیزے تھمائے جو کہ میدان جنگ میں شور و غل کرنے والے تھے۔
- ۳۔ جو ہر شام، قبیلے کے بڑے پیالے کو بھر دیتے ہیں اور صبح کے وقت پھر دوبارہ بھرنے کے لیے لوٹ آتے ہیں۔
- ۴۔ استعمال کے لیے دودھ یا جانور میں بھی برکت ہو اور وہ جانور دینے والے میں بھی اور میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں تمہیں دعائیں ملتی رہیں۔ فیج عامری کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ گزر چکا ہے اور ان کا ایک بھائی عبداللہ بن ثور تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۶۹) تجرید (۸۲/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۰) استیعاب (ت: ۲۴۵۹) تجرید (۸۲/۲)

اسد الغابہ (۴۶۸/۳) * کنز العمال (الحدیث: ۳۶۸۶۰) تاریخ کبیر (۸۲/۲) جامع المسانید (۲۸۰/۲)

۸۰۶۳ معاویہ بن جاحمہ

نسب: معاویہ بن جاحمہ بن عباس بن مرداس سلمی۔ امام بغوی رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ اور ان کی روایت کردہ حدیث کی سند میں اختلاف ہے جو جاحمہ کے حالات میں جیم کی تختی میں گزر چکا ہے۔

۸۰۶۴ معاویہ بن حارث

معاویہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ ابن اسحق نے سیرۃ کبریٰ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کتاب مکہ میں اپنے طریق سے ان کا ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ یہ معاویہ بن حارث اپنی تلوار لٹکائے ہوئے نبی ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ نماز پڑھیے جو بھی آپ کو تنگ کرے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو ابوطالب نے ان کے بارے میں یہ شعر کہا۔
معاویہ نے رُلا دیا اس جیسا کوئی اور معاویہ نہیں ہے۔ وہ بہترین نوجوان تھا نیکی و بھلائی میں نہ کہ برائی میں۔
میں کہتا ہوں: زیر کے بیان کردہ نسب ناموں میں نے ان کا تذکرہ نہیں دیکھا، ہاں البتہ ان کے بھائی عبیدہ، طفیل اور حصین کا ذکر ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ عبیدہ اور ان کے دوسرے بھائی اسلام لے آئے تھے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ چونکہ ان کی نسل نہ رہی لہذا ان کے اپنے حالات بھی مخفی رہے۔

۸۰۶۵ معاویہ بن حذیفہ

معاویہ بن حذیفہ بن جندب بن حبیب کنیت ابو نعیم۔ ان کو ابو عبد الرحمن السکونی بھی کہتے ہیں بقول امام بخاری یہ خولانی ہیں امام زہری نے ان کا نسب بیان کرتے ہوئے ان کو مصر کے رہنے والوں میں شمار کیا ہے۔ اور بقول امام بغوی یہ حضرت معاویہ کی طرف سے مصر کے گورنر تھے۔

میں کہتا ہوں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لشکر کا امیر بنایا تھا جس کو مصر کی طرف جانے کے لیے تیار کیا اور ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بھی تھے پھر جب لوگوں نے ان کو قتل کر دیا تو اس کے بعد حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد پھر مصر کی امارت و حکومت کی باگ ڈور یزید نے سنبھال لی۔
ابن سعد نے مصر کے گورنر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

ابن یونس فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو نعیم ہے، یہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور مصر کی فتح میں شریک تھے، پھر اسکندریہ کی فتح کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت ان کی ایک آنکھ۔ ابن ابی سرح کی ہمراہی میں جنگ نوہ میں شہید ہو چکی تھی۔ اس طرح مغرب کے تمام غزوات میں شریک رہے، سب سے آخری جنگ ۵۰ھ میں ہوئی اور ان کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی۔

الْاِسْتِغْنَاءُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ (جلد ۱)

ابوداؤد اور نسائی نے نماز کے اندر بھول جانے کے بارے میں ایک حدیث ان کی ذکر کی جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بچنے لگوانے سے علاج اور غسل کے بارے میں بھی ان کی حدیث تخریج کی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ ان کی حدیث میں یہ الفاظ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے، سب کچھ سے بہتر ہے۔*

امام احمد رحمہ اللہ نے تینوں احادیث کی یزید بن ابی حبیب کے طریق سے تخریج فرمائی ہے۔ کہ سوید بن قیس معاویہ سے نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے ثابت بنانی کے طریق سے بھی تخریج کی ہے کہ صالح بن حجر ان سے میت کے دفن کے بارے میں مرفوعاً حدیث نقل کرتے ہیں۔ اور ابن لہیعہ کے طریق سے حارث بن یزید سے روایت ہے کہ علی بن رباح معاویہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی اس اثناء میں کہ ہم ان کے پاس تھے..... پھر آب زحرم والا پورا واقعہ بیان کیا۔

بقول اثرم امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف نہیں ملا اور یعقوب بن سفیان اور ابن حبان نے ان کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ لیکن ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔
وفات: بقول امام بخاری رحمہ اللہ ابو عمرو سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔

۸۰۶۶ معاویہ بن حزن القشیری

میں نے خطیب کی تحریر کو پڑھا کتاب الموقوف میں عقلمن کے حالات میں لکھتے ہیں اور بڑی سند۔
عبدالرحمن بن محمد بن عقیل نیشاپوری۔ پھر اپنے طریقے سے حدیث بیان کی۔ ابوحامد حسنی کہ وہ احمد بن یونس سے اور وہ عمر بن عبداللہ سے اور وہ سفیان حسین سے اور وہ داؤد وراق سے اور وہ سعید بن حکیم سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا معاویہ بن حزن قشیری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں جب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے پاس آ کر کھڑا ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہر حال میں نے اللہ سے یہ دعا مانگی ہے کہ وہ تمہارے خلاف میری مدد کرے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

میرا خیال یہ ہے کہ یہ حیدہ کے بیٹے ہیں جن کا ذکر اس کے بعد آئے گا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہاں میں نے احتمال کے ساتھ لکھ دیا ہے لیکن آخری قسم میں میں نے خبردار کیا ہے۔

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب السهو فی السجدين (الحديث: ۱۰۱۰)

نسائی کتاب السهو باب ما یفعل من سلم من رکعتین (الحديث: ۱۲۲۴) مسند احمد (الحديث: ۴۰۱/۶)

معجم الكبير (الحديث: ۴۳۱/۱۹) جامع المسانید (۵۳۲/۱۱)

* مسند احمد (الحديث: ۴۰۲/۴)

* تاریخ کبیر (۳۲۸/۴)

۸۰۶۷ معاویہ بن الحکم السلمي

بقول ابو عمر یہ قبیلہ بنو سلیم میں رہتے تھے۔ انہوں نے مدینہ کو اپنا مسکن بنایا تھا۔
 بقول امام بخاری رحمہ اللہ: ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور یہ اہل حجاز میں شمار کیے جاتے ہیں۔
 بقول امام بغوی: مدینہ کے رہائشی تھے اور نبی ﷺ سے حدیث بھی نقل کی ہے۔
 میں کہتا ہوں: ان کا تذکرہ اور عطاء بن یسار کے طریق سے ان کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو ایک آدمی کو دوران نماز چھینک آئی تو میں نے کہہ دیا ((وہ حَمَلُ اللَّهِ)).... الخ۔
 اس حدیث میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ بے شک یہ نماز ایسی عبادت ہے کہ اس میں لوگوں کی گفتگو اور بات چیت کی بالکل اجازت نہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں نماز کے متعلق پیش آنے والے واقعات ہیں۔
 امام زہری رحمہ اللہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اور انہوں نے معاویہ بن حکم سے فال نکالنے اور غیب کی خبریں بتانے کے بارے میں حدیث روایت کی۔ امام مالک رحمہ اللہ نے عطاء بن یسار کے طریق سے اس باندی کا واقعہ ذکر کیا ہے جس کو انہوں نے تھپڑ مارا تھا۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے معاویہ بن حکم کے بجائے عمر بن حکم لکھا ہے۔ اکثر علماء نے اس کے بارے میں ان سے اختلاف کیا ہے کہ یہ معاویہ ہیں نہ کہ عمر۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے اسد بن موسیٰ سے تخریج کیا ہے۔ وہ عفار بن حمید سے اور وہ معاویہ بن حکم کے بیٹے کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد معاویہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو میرے بھائی علی بن حکم نے جندف پر اپنا گھوڑا چڑھا دیا۔

پھر پوری حدیث بیان کی جو کہ ابن الحکم کے حالات میں عین کی سختی میں گزر چکی ہے۔
 ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معاویہ بن حکم کی حدیث کو سب سے اچھے طریقے سے بیان کرنے والے یحییٰ بن ابی کثیر ہیں۔
 ان کے علاوہ باقی سب نے ان کی احادیث کو کھڑے کھڑے کر دیا ہے۔
 میں کہتا ہوں: لیکن ان کے بھائی علی کا واقعہ یحییٰ کی روایت میں داخل نہیں ہے۔

۸۰۶۸ معاویہ بن حیدہ

نسب: معاویہ بن حیدہ بن معاویہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قشیری۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۴) استیعاب (ت: ۲۴۶۲) تجرید (۸۲/۲) تاریخ کبیر (۳۲۸/۴)

مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلاة (الحديث: ۱۱۹۹)

موطا امام مالک کتاب العتق والوالاء باب ما يجوز من العتق (الحديث: ۱۵۳۴)

استیعاب (۴۶۹/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۵) استیعاب (ت: ۲۴۹۳) تجرید (۸۲/۲)

یہ بہترین حکیم کے دادا ہیں۔ بقول امام بغوی انہوں نے بصرہ کو اپنا مسکن بنایا اور بقول ابن کلبی میرے والد نے مجھے بتایا کہ فراسان میں دیکھے گئے ہیں۔ اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ بقول ابن سعد رحمہ اللہ ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور صحبت میں بیٹھنا دونوں ہت ہیں۔ اور بقول امام بخاری رحمہ اللہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات خود سے ہیں جبکہ حاکم کا خیال یہ ہے کہ ان سے صرف ہاکے بیٹے نے روایت لی ہے حالانکہ عروہ بن زویم بھی نے بھی ان سے روایت بیان کی ہے، اور مزنی فرماتے ہیں کہ حمید یزنی نے ان سے روایت بیان کی ہے۔

اور ان کا تذکرہ ان کے والد حمیدہ کے حالات میں گزر چکا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الطہارۃ اور کتاب النکاح میں ان کی روایت بطور تعلیق ذکر کی ہے اور کتاب الغسل میں یوں سند بیان کی ہے۔ بہترین حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں اور اصحاب السنن رحمہم اللہ نے ان کی حدیث کی تخریج اور تصحیح فرمائی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے زبیر بن بکار کے حوالہ سے تخریج کیا ہے کہ عبد المجید بن ابی رواد معمر سے اور وہ زہری سے نقل کرتے ہیں کہ بنو قیس کے آدمی بہترین حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باہر چرنے والے ہر بچے اونٹوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ رحمہم اللہ بقول بغوی صرف امام زہری نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ معمر کی روایت ہے، بہترین حکیم سے۔

۸۰۶۹ معاویہ بن ابی ربیعہ الجرمی

محمد بن معقل ازدی نے کتاب الترمذی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابو بکر بن درید کی طرف اپنی سند کو منسوب کیا ہے جو کہ ابن ابی نیک پہنچتی ہے کہ ابو بشر جری اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو عقیل، بنو جرم اور بنو جعدہ کی پانی کے بارے میں لڑائی ہو گئی، فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو جرم کے حق میں فیصلہ فرمایا تو ان کے ایک شاعر معاویہ بن ابی ربیعہ نے یہ اشعار کہے:

(۱) جیسا کہ تم جانتے ہو میں جرم قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمام جماعتیں پہنچیں۔

(۲) پس اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر قناعت نہ کرو، بیشک میں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر قناعت کر چکا ہوں۔

چند اشعار ہیں۔

۸۰۷۰ معاویہ بن سفیان

معاویہ بن سفیان بن عبد الاسد مخزومی۔ یہ ابوسلمہ بن اسد کا بیٹا ہے، ان کا والد حالت کفر میں مارا گیا اور ان کے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

الطبقات (۳۵/۷) تاریخ کبیر (۳۲۹/۴)

ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها (الحديث: ۲۱۴۲)

ابن ماجہ کتاب النکاح باب حق المرأة علی زوجها (الحديث: ۱۸۵۰) مسند احمد (الحديث: ۴۴۷/۴)

مسند حاکم (الحديث: ۱۸۷/۲) سنن کبریٰ (الحديث: ۳۰۵/۷)

صحیح ابن حبان کتاب النکاح باب معاشرۃ الزوجین (الحديث: ۴۱۷۵) معجم الکبیر (الحديث: ۱۰۳۵/۱۹)

تاریخ بغداد (۴۶۷/۸)

کے ساتھ جنگ میں شہید ہوئے۔ اور ہاں کا اپنا تذکرہ تو وہ زبیر بن بکارت نے کیا ہے۔

۸۰۷۱ معاویہ بن ابی سفیان

نسب: معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی، اموی، امیر المومنین۔ حضور ﷺ کی بعثت سے پانچ یا سات یا تیرہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ یہ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے لیکن انہوں نے اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھا، یہاں تک کہ فتح مکہ کے موقع پر اس کا برملا اظہار فرمایا۔ نیز یہ کہ یہ عمرہ القضاء کے موقع پر مسلمان تھے۔

یہ حدیث بخاری میں موجود حدیث کے مخالف ہے اس لیے کہ اس میں ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حج کے مہینوں میں عمرہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ہاں ہم نے عمرہ کیا تھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت حالت کفر میں تھے۔

اگر پہلی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کریں تو یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت سعد نے ان کی گزشتہ حالت پر حکم لگا دیا ہے اس لیے کہ ابھی تک ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ اسلام لائے ہیں کیونکہ انہوں نے خود اسلام لانے کو چھپائے رکھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے محمد بن علی بن حسین کے طریق سے تخریج کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے مردہ پہاڑی کے پاس نبی ﷺ کے بال مبارک کاٹے تھے۔

اصل حدیث بخاری میں ہے طاؤس کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان الفاظ میں کہ قَصُرْتُ بِمَشْقَصٍ میں نے استرے سے بال کاٹے۔ یہاں مردہ پہاڑی کا بھی ذکر نہیں ہے۔ لیکن مردہ پہاڑی کے ذکر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ واقعہ عمرے کا ہے اس لیے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر تو آپ نے حلق کروایا تھا اور وہ بھی منیٰ میں جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے محمد بن سلام جمحی کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ ابان بن عثمان فرماتے ہیں کہ معاویہ منیٰ میں اپنی والدہ کے ساتھ ایک لڑکے سے تھے جب کبھی ان سے کوئی لغزش ہو جاتی تو ان کی والدہ کہتی: یہاں سے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تمہیں بلندیاں نہ دے۔ تو قریب میں موجود ایک دیہاتی نے ان کی والدہ سے کہا: آپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟ حالانکہ میرا خیال یہ ہے کہ آپ کے اس بیٹے کو لوگ اپنا سردار بنائیں گے۔ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں ہاں اور کوئی بلند مرتبہ نہیں ملے گا، صرف اپنی ہی قوم کا سردار بن جائے گا۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حساب و کتاب کے بڑے ماہر تھے اور فصیح اللسان تھے، بردبار اور باوقار آدمی تھے۔ خالد بن معدان کہتے ہیں کہ لمبے قد والے سفید گوارنگ انتہائی نرم مزاج رحمہ اللہ آدمی تھے اور نبی ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا اور آپ کے کاتب بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد ان کو شام کا گورنر بنایا تھا۔ پھر

اسد الغابہ (ت: ۹۷۷) استیعاب (ت: ۷۶۶) مختصر تاریخ دمشق (۲/۲۴)

معجم الکبیر (الحدیث: ۳۰۵/۱۹) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۵۵/۹) مختصر تاریخ دمشق (۲/۲۴)

وغیر ہم رضی اللہ عنہم اجمعین کبار تابعین میں سے۔ (۱) مردان بن حکم (۲) عبداللہ بن حارث بن نوفل (۳) قیس بن ابی حازم (۴) سعید بن مسیب (۵) ابوداؤد خولانی اور ان کے بعد کے (۶) عیسیٰ بن طلحہ (۷) محمد بن جابر بن مطعم (۸) حمید بن عبدالرحمن بن نوف (۹) ابوجکولہ (۱۰) جابر بن نفیر (۱۱) حمران مولیٰ عثمان (۱۲) عبداللہ بن محرز (۱۳) علقمہ بن وقاص (۱۴) عمیر بن حانی (۱۵) ہام بن منہ (۱۶) ابوعمیران غنوی (۱۷) مطرف بن عبداللہ بن فہیر اور ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر حضرات ہیں جو ان سے روایت بیان کرتے ہیں۔

ابن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف حضرت معاویہ نے ہی نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

مسند ابی یعلیٰ * میں ہے سوید بن شعبہ عمرو بن یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سعید سے (اور یہ سعید عمرو بن سعید بن عاص کے بیٹے ہیں) کہ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے پیچھے وضو کر رہا تھا جب آپ نے وضو مکمل فرمایا تو میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے معاویہ! اگر کوئی معاملہ (امارت و حکومت) تیرے سپرد کیا جائے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف سے کام لینا۔ فرماتے ہیں کہ بس اسی وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے کسی کام میں آزمایا اور مبتلا کیا جائے گا (اس حدیث کے راوی سوید کے بارے میں علماء نے کلام کیا ہے)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اسی حدیث کو اپنی کتاب دلائل میں دوسرے طریق سے تخریج کیا ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب * تاریخ کبیر میں عمر ہام بن منہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کا لائق و حقدار کوئی نہیں دیکھا۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے زبیر سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ محمد بن علی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے (یعنی اہل عرب میں سے کسریٰ بادشاہ جیسی شان رکھتا ہے)۔

ابن سعد مدائنی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ابوسفیان نے معاویہ کی طرف دیکھا جبکہ وہ لڑکے سے تھے تو کہنے لگے کہ میرا یہ بیٹا بڑا سردار ہوگا اور یہ اس لائق ہے کہ لوگ اس کو اپنا سردار بنائیں۔

ابن مبارک کتاب الزہد میں فرماتے ہیں: ابن ابی ذئب نے مسلم بن جندب سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور حضرت معاویہ انتہائی خوبصورت اور بھرے ہوئے غلام جسامت والے تھے۔ تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کے لیے نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت معاویہ کی طرف دیکھتے تو ان کی خوبصورتی پر تعجب و حیرانگی کا اظہار فرماتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی انگلی ان کی پیشانی پر رکھتے جب اٹھاتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے گھاس کی خوبصورت لائن بنی ہو۔ پھر خوش ہو کر فرماتے: واہ واہ! اس وقت ہم لوگوں میں سے سب سے بہتر ہیں کہ ہمارے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم حماموں والی اور سرسبز و شاداب زمین میں

الإسلام في حياة النبي ﷺ (جلد ۱)

فرت عثمان غوثیؓ نے بھی انہی کو گورنر باقی رکھا۔ حضرت علیؓ کے دور تک یہ گورنر رہے لیکن پھر انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی بلکہ غلط فہمی کی بناء پر ان سے جنگ تک نہ ہوئی۔ پچھلی تو انہوں نے ملک شام پر اپنی خود مختار حکومت قائم کی بلکہ مصر کو بھی ان کے ساتھ ملا لیا اور اس کو خلافت کا نام دے دیا گیا جب حکمین سے فیصلہ کر لیا جا چکا۔ پھر یہ خود مختار امیر رہے یہاں تک کہ حضرت ابن کے ساتھ ان کی صلح ہو گئی اور تمام لوگ انہی کے ہاتھ بیعت کرنے پر متفق ہو گئے۔ اس سال کو عام الجماعة یعنی اکٹھے ہونے کا سال قرار دیا گیا۔

امام بغوی مبارک بن فضالہ کے طریق سے تخریج کرتے ہیں کہ ان کے والد نے علی بن عبد اللہ سے اور انہوں نے عبد الملک مروان کا قول نقل کیا کہ ابن ہند یعنی حضرت معاویہؓ بیس سال امیر رہے اور بیس سال خلیفہ رہے۔ محمد بن اسحق نے تو اسی حدیث پر نقل کر لیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں کچھ وسعت سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت معاویہؓ نے خلافت کے بیس سال بل نہیں کیے بلکہ اگر حضرت علیؓ کی شہادت والا سال اور حضرت حسنؓ سے صلح والا سال بھی شمار کیا جائے تو بھی انیس سال کچھ کم بنتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ حضرت معاویہؓ کی ایک رکعت پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ خود فقیہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صحابی رسول ہیں (تم ان کے بارے کوئی بات نہ کرو)۔

ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں عمرۃ القضا سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا لیکن اس بات سے ڈرتا تھا کہ مجھے مدینہ ہجرت کرنی پڑے گی اور میری والدہ نے کہہ رکھا تھا کہ اگر تو مدینہ گیا تو ہم تیرا خرچہ پانی بند کر دے گا۔

ابن شاپین ابن ابی داؤد سے سندہ حضرت معاویہؓ تک یہ حدیث تخریج کرتے ہیں کہ بھلائی انسانی عادت ہے اور برائی ضد پھیلنا ہے۔ ہند نے کہا: صرف اپنی قوم کا؟ ناس ہو اس کا اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ بنے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ زید بن ثابتؓ وحی لکھا کرتے تھے اور حضرت معاویہؓ نبی ﷺ اور دیگر عرب کے مابین باقی معاملات لکھا دیتے تھے۔ سند احمد میں اور اصل حدیث مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا کہ معاویہؓ کو میرے بلاد۔ اور یہ معاویہؓ حضور ﷺ کے کاتب تھے۔

روایت: حضرت معاویہؓ نے مندرجہ ذیل صحابہ اور صحابیات سے روایت بیان کی ہے:

(۱) ابو بکر صدیقؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت عثمانؓ (۴) اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ۔

اور خود ان سے روایت لینے والے مندرجہ ذیل صحابہ و تابعین ہیں:

(۱) ابن عباسؓ (۲) جریر بن عجلؓ (۳) معاویہ بن حدادؓ (۴) سائب بن یزیدؓ (۵) عبد اللہ بن زبیرؓ (۶) نعمان بن بشیرؓ

رہتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں تمہاری پسندیدہ چیزیں کیا ہیں۔ بہترین کھانا، دن چڑھے تک صبح کے وقت سونا اور حاجت مند لوگوں کا دروازے پر آنا۔ راوی کہتا ہے: جب ہم ایک کنویں کے پاس پہنچے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین جوڑا نکالا اور پہن لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی عمدہ قسم کی خوشبو محسوس کی اور فرمایا کہ جو بھی حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ پراگندہ حالت میں حج کرنے جائے۔ لیکن جب مکہ کرمہ اللہ تعالیٰ کے محترم ترین شہر میں پہنچے تو انتہائی خوشبودار کپڑوں کو پہنے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے تو اہل خانہ کے پاس جانے کے لیے یہ لباس زیب تن کیا ہے اور مجھے آپ کی طرف سے کوفت ہوئی ہے یہاں بھی اور شام میں بھی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کتنی حیا دیکھی ہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ لباس اتار دیا اور وہ کپڑے پہن لیے جس میں انہوں نے احرام باندھنا تھا اور یہ بڑی مضبوط سند ہے۔

ابن سعد احمد بن محمد ازرقی سے تخریج کرتے ہیں کہ عمر بن یحییٰ بن سعید اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے ایک سبز رنگ کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو اپنا دودھ (کوزا) لے کر کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مارنے لگے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بار بار کہہ رہے تھے: اللہ سے ڈریے اے امیر المؤمنین! امیر کیا قصور ہے؟ کیوں مجھے مار رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آپ نے اس نوجوان کو کیوں مارا، حالانکہ اس جیسا لوگوں میں اور کوئی نہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور نہ مجھے کسی نے اس کے متعلق کوئی ایسی بات کی ہے، مجھے تو اس میں تکبر کا خدشہ ہوا جسے میں ختم کرنا چاہتا تھا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: محمد بن عباد نے ہمیں بتایا کہ سفیان اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بعد تفرقہ بازی سے بچتے رہنا اگر تم نے تفرقہ بازی کی تو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ معاویہ شام کے امیر ہوں گے لہذا جب تمہیں تمہاری مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا تو وہ کیسے اس کو تم سے زبردستی جدا کر سکے گا۔

وفات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات رجب ۶۰ھ میں ہوئی، صحیح قول یہ ہی ہے۔

۸۰۷۲ معاویہ بن سوید

معاویہ بن سوید بن مقرن مِزَنی کنیت ابوسوید کوئی۔ ان کے والد کا تذکرہ سین کی تختی میں گزر چکا ہے اور کچھ تذکرہ نعمان بن مقرن کے حالات میں آئے گا۔ یہ مشہور تابعی ہیں اور اپنے والد کے علاوہ براء بن عازب سے بھی ان کی روایت صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔

ابو یعلیٰ، حسن بن سفیان اور امام بغوی نے ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ابن السکن نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ اور ان سب حضرات نے ابوزبید کے طریق سے مطرف سے روایت کیا کہ امام شعبی معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ

معجم الکبیر (الحدیث: ۳۰۵/۱۹) مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۷۱/۱۳) أحاد والمثنائی (الحدیث: ۳۷۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۶) تجرید (۸۲/۲)

مسلم کتاب الایمان باب بیان حال الیمان من قال لاخیه المسلم یا کافر (الحدیث: ۲۱۲)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جب کوئی بندہ اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو یہ کفر ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور منسوب ہوتا ہے۔
امام بغوی رحمہ اللہ نے مطرف کے طریق سے ابوسفہ سے تخریج کیا ہے کہ معاویہ بن سوید نے فرمایا کہ ہمارا یعنی بنو مقرن کا ایک غلام تھا تو کسی نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تو اس نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرمادیا۔ پھر کسی نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اس کے علاوہ ان کا اور کوئی خادم نہیں ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! یہ ان کی خدمت میں رہے جب تک کہ یہ لوگ اپنا اور کوئی انتظام نہیں کر لیتے۔ اسی طرح امام نسائی رحمہ اللہ نے اسی طریق سے اس کو تخریج کیا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ اور اصحاب سنن ہلال بن یساف اور سلمہ بن گھنیل وغیرہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ بن سوید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بنو مقرن.... پھر پورا واقعہ بیان کیا۔
گویا مذکورہ حدیث میں بعض راویوں سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے اور اختلاف کو فقط ذکر کر دیا ہے۔ اس پر کوئی تنبیہ نہیں فرمائی جیسے کہ ان کی عادت ہے۔ اور اختلاف مطرف اور معاویہ بن سوید کے درمیان واسطہ ہے یا نہیں تو فرمایا جو ابوسفہ کے واسطہ کے قائل ہیں یہ زیادہ درست لگتا ہے۔

ابن ابوحاتم رازی نے فرمایا کہ ان کی حدیث مرسئل ہے۔ اور بقول احمد عسکری ان کے نبی ﷺ سے خود حدیث سننے کے بارے میں اکثر حضرات صحت کے قائل نہیں ہیں اور ان کی روایت مرسل ہے۔

ابن حبان نے ان کا تذکرہ فرمایا جبکہ عجمی نے ان کو معتمد اور ثقہ تابعین میں شمار کیا ہے اور ان سے روایت لینے والے سلمہ بن گھنیل، عمرو بن مڑہ اور اشعث بن ابی الشعث وغیرہ ہیں۔

۸۰۴۳ معاویہ بن صعصعہ تیمی

بنو تیم کے اس وفد میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کو حجرے کے باہر سے پکارا تھا۔ ابو عمر ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی روایت نہیں ملی اور مشہور یہ ہے کہ یہ صعصعہ بن مقرن ہیں۔ واللہ اعلم

۸۰۴۴ معاویہ بن عبادہ

بن عقیل۔ یہ کعب بن اخیل بن رحال کے والد ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس آنا ثابت ہے۔

* بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه (الحديث: ۶۱۰۳) مسند احمد (الحديث: ۱۰۵/۲)

معجم الكبير (الحديث: ۱۹۴/۱۸) جامع المسانيد (۵۶۱/۱۱)

* مسلم کتاب الايمان باب صحة الممالیک (الحديث: ۱۲۳)

ابوداؤد فی کتاب الادب باب من حق المملوك (الحديث: ۵۱۶۷) مسند احمد (الحديث: ۴۴۴/۵)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۸) استیعاب (ت: ۲۴۶۵) تجرید (۸۳/۲)

* تجرید (۸۳/۲)

۸۰۷۵ معاویہ بن عبداللہ *

امام بغوی واسامی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کرتے ہوئے جعفر بن ربیعہ کے طریق سے انحراف سے تخریج کیا ہے کہ معاویہ بن عبداللہ نے ان کو بتایا کہ نبی ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ دخان کی تلاوت فرمائی۔ * ابن فتحون نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۷۶ معاویہ بن عمرو الدنلی

یہ نوفل کے والد ہیں، معاویہ نامی شخصیات کے آخر میں ان کا تذکرہ آنے والا ہے۔

۸۰۷۷ معاویہ بن عقیف المزنی

ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالحسن رازی جو کہ تمام کے والد ہیں، ان کے واسطے سے روایت لاتے ہیں کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دجاجہ نامی جگہ میں جنگ ستیفہ کے موقع پر جو گھر تھا وہ ابو قنفذہ اور معاویہ کے گھر کا ایک حصہ تھا اور یہ دونوں عقیف مزنی کے بیٹے ہیں اور ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

۸۰۷۸ معاویہ بن عمرو

یہ ذوالکلاع کے بھائی ہیں۔ بقول رشاطی: یہ سکون نامی جگہ میں رہتے تھے پھر مدینہ ہجرت کر گئے اور وہاں دین کا علم حاصل کر کے اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے۔

دومہ نے مرتدین کے خلاف ہونے والی جنگوں میں ذکر کیا ہے کہ یہ معاویہ کندہ کے بادشاہوں کی طرف جہاد کے لیے کھڑے ہوئے جبکہ وہ مرتد ہو رہے تھے اور انہوں نے زیاد بن لبید سے زکوٰۃ کی اونٹنی چھین لی تھی تو حضرت معاویہ بن عمرو نے کہا کہ اے کندہ کے لوگو! اگرچہ میں غلطی میں تمہارے ساتھ شریک نہیں ہوں لیکن مصیبت میں مجھے بہر حال تمہارے ساتھ شریک ہونا پڑے گا، لہذا تم زیادہ کو واپس بلاؤ اور اپنا کام کرنے دو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے معذرت نامہ بھی لکھ کر بھیجو۔ ورنہ اسی رذت پر اللہ کی قسم بہت سارے خون بہا دیئے جائیں گے لیکن انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نہ مافی ان سے ناراض ہو کر واپس چلے گئے اور اس بارے میں بڑے خوبصورت اشعار کہے۔ ابن فتحون نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۷۹ معاویہ بن عمرو الدنلی

بعض نے کہا: یہ معاویہ بن عمرو ہیں، اس پر کچھ تنبیہ پیچھے گزر چکی ہے۔

۸۰۸۰ معاویہ بن قمرل محاری *

ان کے والد کا نام یا تو قمر مل تھا یا قمر مل۔

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۸۰) تجرید (۸۳/۲) * جامع المسانید (۶۶۳/۱۱)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۸۲) استیعاب (ت: ۲۴۶۶) تجرید (۸۳/۲)

الاصحاب في سيرة الصحابة (جلد ۲۶)

بقول ابو عمر: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا بھی تذکرہ ہے اور بقول ابن سکین اور ابن مندہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت بھی حاصل ہوئی اور یعلیٰ بن حارث نے فرمایا کہ میں نے موزع بن حبان بخاری سے سنا کہ معاویہ بن قمرل بخاری نے فرمایا کہ میں ملک شام کی جنگ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، تو ہمارے سامنے ایک کنیہ (راہب خانہ) کا تذکرہ کیا گیا تو ہم نے اس کے پاس آ کر السلام علیکم کہا۔ اتنے میں اندر سے ایک راہب نکلا، اس نے پوچھا: یہ بہترین بات کہنے والے کون ہیں؟... الخ۔ معاویہ بن قمرل کے ساتھیوں کا خیال یہ ہے کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

بقول ابن السکین ابو العلاء معاویہ بن قمرل کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ آیا۔ ابن السکین کہتے ہیں: اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ وہی ہیں یا کوئی اور۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری اور ابن حبان رحمہما اللہ وغیرہ نے ان کا تذکرہ تابعین میں کیا ہے اور سب نے یہی کہا کہ ان کے والد کا نام قمرل حاکم کے ساتھ ہے، جبکہ یہاں قمرل قاف کے ساتھ ذکر کیا ہے اور عنقریب تیسری قسم میں ذکر آئے گا کہ وہ خفی تھے اور یہ بخاری ہیں۔

۸۰۸۱ معاویہ بن مخضن

بن علس کنندی کنیت: ابو جحرہ۔ بقول ابن کلبی ان کو بھی نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ ابن اثیر نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۸۲ معاویہ بن مرداس

نسب: معاویہ بن مرداس بن ابی عامر بن سنان بن حارث بن عیس بن رفاعہ بن حارث بن یحییٰ بن سلیم، سلمیٰ۔ ابن کلبی وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو بکر بن درید اخبار منشورہ میں ابن کلبی سے ذکر کرتے ہیں کہ ابو مسکین نے کہا کہ درید بن صمدہ حشمی عمرو بن حارث بن شریک کے پاس آیا تو اس کی نظر ان کی بہن خنساء پر پڑ گئی جس کا نام تھا مضر تھا اس نے اپنے اونٹ کو تارکول ملا اور پھر کپڑے اتار کر نہانے لگی اور درید اس کی طرف دیکھ رہا تھا تو اس کو ان کی کوئی چیز اچھی لگی.... پھر واقعہ ذکر کیا اور ان کو نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ بن حصیہ سلمیٰ سے ان کی شادی ہوئی اور ابو جحرہ پیدا ہوئے۔ پھر مرداس بن ابی عامر سے ان کی شادی ہوئی جس سے معاویہ، یزید، حرب اور عمیرہ پیدا ہوئے۔ پھر معاویہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مرداس کا سردار بیٹا فوت ہو گیا، اللہ کی قسم! اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کا ضرور اکرام کرتا۔

محدثین کا کہنا ہے کہ یہ خنساء رضی اللہ عنہا صحابیہ ہیں اور جنگ قادسیہ میں اپنے چار بیٹوں سمیت شریک ہوئیں اور سب بیٹے شہید ہو گئے اور یہ ان کے بعد رہ گئیں۔

۸۰۸۳ معاویہ بن معاویہ المزنی

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ محدثین کی ایک کثیر جماعت نے ان کے تذکرہ میں فرمایا کہ یہ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں ہی وفات پائے تھے۔ ابوامامہ اور انس کی حدیث میں مسند اور سعید بن مسیب اور حسن بصری کے طریق سے مرسلان کا واقعہ آیا ہے۔ امام طبرانی ^۱ اور محمد بن ایوب بن خریس نے فضائل قرآن میں اور سوہبہ نے فوائد قرآن میں جبکہ ابن مندہ اور عیسیٰ نے دلائل میں اس کی تخریج کی ہے۔ یہ سب حضرات محبوب بن ہلال کے طریق سے عطاء بن ابی یونس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! معاویہ بن معاویہ مرنے کا انتقال ہو گیا، آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہاں!“ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر زمین پر مارے جس کی وجہ سے تمام پردے اور درخت درمیان سے ہٹ گئے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی چار پائی کو اتنا قریب لایا گیا کہ آپ علیہ السلام نے ان کو دیکھ لیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جبکہ آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔ اور ہر ایک صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ جنازہ کے بعد نبی علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ معاویہ کو اتنا مقام کیوں اور کیسے ملا؟ ^۲ تو انہوں نے جواب دیا کہ سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) سے محبت کی وجہ سے کہ یہ اس کو ہر وقت اور ہر حالت میں (گھٹنوں کے بل) آتے جاتے، کھڑے بیٹھے غرضیکہ ہر وقت اس کی تلاوت کرتے تھے۔

ابن خریس کی حدیث کے شروع میں ہے کہ نبی علیہ السلام اور محبوب بن ہلال اس وقت شام میں تھے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور نہیں۔

ابن حبان نے باعتماد لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سبیر نے اپنی مسند میں اسی طرح ابن الاعرابی، ابن عبد البر ^۳ نے اس کی تخریج کی ہے اور ہم نے بھی اس کو حاجب طوسی کے فوائد میں عالی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ سب تحریجات یزید بن ہارون کے طریق سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: علامہ ابو محمد ثقفی نے ہمیں بتایا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے کہ ایک دن سورج اپنی خلاف عادت انتہائی روشن، چمکدار کرنوں کے ساتھ طلوع ہوا۔ ایسا ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تو نبی علیہ السلام بھی حیران ہوئے کہ آج کیا ماجرا ہے؟ تو اچانک جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ معاویہ بن معاویہ لشی کا انتقال ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو ان کا نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کی کیا ^۴ وجہ ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا اس لیے کہ وہ قل هو اللہ احد کی کثرت سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر پہلے جیسی حدیث نقل کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں تاکہ میں آپ کے لیے زمین کو سمیٹ دوں؟ تو فرمایا: ”ہاں!“ تو پھر آپ علیہ السلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

اور علاء ابو محمد یزید ثقفی کے بیٹے ہیں اور یہ کمزور راوی ہیں۔ لشی کے قول میں ان سے غلطی سرزد ہو گئی۔

۱۔ اسد الغابہ (ت: ۶۹۸۵) استیعاب (ت: ۲۶۶۷) تجرید (۸۳/۲) معجم الکبیر (الحدیث: ۱۹/۱۰۴۰)

۲۔ سنن کبیری (الحدیث: ۵۶/۴) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۸/۳) مسند ابویعلیٰ (الحدیث: ۱۹۷/۲) و (الحدیث: ۲۵۸/۷)

۳۔ استیعاب (۶۷/۳) معجم الکبیر (الحدیث: ۲۶۹/۱۹) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۸/۳)

یہ حدیث ایک تیسرے طریق سے بھی مروی ہے جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن مندہ نے ابو عتاب کی روایت سے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی محمد نے ان سے روایت کیا ہے اور نوح بن عمرو نے باقیوں سے روایت کیا ہے اور انہوں نے محمد بن زیاد سے اور وہ ابوامامہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوامامہ حاکم نے اپنے فوائد میں، طبرانی نے سورۃ اخلاص کے فضائل میں اور ابن عبد البر نے ان تمام نوح کے طریق سے تخریج کیا۔ اور اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے: جبرائیل علیہ السلام نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا جس سے وہ نیچے ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے مدینہ دیکھا۔ ابن حبان نے علاء ثقفی کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ضعیف راوی ہیں۔ حالانکہ وہ پہلے ان کی اس حدیث کو لکھ چکے تھے کہ ان کو اہل شام کے ایک شیخ نے چرایا۔ پھر اس کو باقیوں سے روایت کیا اور پھر اس کو ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: مجھے نہیں پتا چلا کہ ان کی مراد نوح ہیں یا کوئی اور اس لیے کہ نوح کو تو ضعیف راویوں میں ذکر نہیں کیا گیا۔ اور باقی رہا سعید بن مسیب والا طریق جو کہ مرسل ہے تو اس کو ہم نے قرآن کے فضائل میں ذکر کیا ہے جو کہ ابن ضریس سے مروی ہیں کہ علی بن زید بن جعدان ان سے روایت کرتے ہیں۔

باقی رہا حسن بصری کا طریق تو اس کو امام بغوی اور ابن مندہ نے صدقہ بن ابی سہل کے طریق سے تخریج کیا یونس بن عبید سے انہوں نے حسن بصری سے اور انہوں نے معاویہ بن معاویہ مزی کے بارے میں کہ نبی علیہ السلام جنگ تبوک میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کیا آپ معاویہ بن معاویہ مزی کا جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں.... پوری حدیث۔

ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سندیں مضبوط و قوی نہیں اور احکام میں تو اس کو بطور دلیل پیش کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اور فرمایا کہ معاویہ بن مقرن مزی تو مشہور ہیں خود بھی اور ان کے بھائی بھی لیکن معاویہ بن معاویہ کون ہیں مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں کہتا ہوں: غائبانہ نماز جنازہ کے قائلین اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں، ان کا رد خود اس حدیث میں موجود ہے کہ یہ غائبانہ نہیں بلکہ حاضرا نہ تھا کیونکہ تمام پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ اس کا تعلق احکام سے ہے۔ واللہ اعلم

۸۰۸۳ معاویہ بن مغیرہ

بن ابوالعاص بن امیہ اموی۔ مروان بن حکم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور یہ عبدالملک بن مروان کے نانا ہیں۔ اور ان کی والدہ بسرہ بنت صفوان مشہور صحابیہ ہیں ان کے والد زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ ابن فقہون نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا۔

۸۰۸۵ معاویہ بن مقرن المزی

ابن عبد البر کا قول معاویہ بن معاویہ کے حالات میں ابھی گزرا ہے۔ ابن شاہین ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک حدیث لائے جس کے شروع میں یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک لشکر بھیجا اور ان کے امیر کو وصیت فرمائی.... الخ۔ ابن فقہون نے اپنی مستدرک

میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۰۸۶ معاویہ بن نفیعؓ

ابن مندہ ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن جابر نے ان کی حدیث کو روایت کیا ہے اشعث بن ابی الشعثاء سے اور انہوں نے ملت بکری سے اور انہوں نے معاویہ بن نفیع سے۔ اور ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس ایک بڑی جماعت کی شکل میں عید والے دن حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔

۸۰۸۷ معاویہ الثقفی

قیلہ ثقیف کے اتحادیوں میں سے ہیں اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ بنو عقیل کے سربراہ تھے جبکہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فیروز دلیلی کی مدد کی تھی اس لیے کہ مرتدین نے ان کے اہل و عیال کو چھین لیا تھا تو ان کو چھڑانے کے لیے یہ سب نکلے۔ سیف نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا کہ انہوں نے ہی ان کے اہل و عیال کو اسود بنی کے قتل سے پہلے قیس بن عبد یغوث سے چھڑایا تھا۔ ان کی نسبت عقلی بھی ہے تو گویا کہ یہ بنو عقیل کے ثقیف یعنی ذہین و سمجھ دار آدمی ہیں۔

اور پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ قریش و ثقیف کے جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت یا اس کے قریب قریب کی جنگوں میں شریک رہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھے۔

۸۰۸۸ معاویہ العذری

سیف نے کتاب الرؤۃ میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو بذریعہ خط حکم دیا کہ مرتدین کے قتال کے بارے میں سنجیدہ رہیں۔ اور پہلے ہم کئی بار ذکر کر چکے ہیں کہ اس زمانہ میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی امارت سپرد کی جاتی تھی۔

۸۰۸۹ معاویہ الیشی

امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ بصرہ کے رہنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ امام بخاری، ابن ابی شیبہ، امام بغوی، اور طبرانی وغیرہ عمران بن قحطان کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ قتادہ نصر بن عاصم سے نقل کرتے ہیں کہ معاویہ الیشی نے کہا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگ قحط سالی اور خشک سالی میں جتلاء ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے رزق عطا فرمادیتے ہیں لیکن پھر یہ لوگ شرک کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بارش فلاں کے فضل و عطیہ و بخشش سے ملی ہے۔

طیلسی نے اپنی مسند میں انہی سے تخریج کی ہے۔

الْاِسْتِزْهَارُ فِي مَنَاسِكِ الصَّلَاةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (اور) جلد ۴۰

ابو عمر کا کہنا ہے کہ اس کی سند میں لوگوں کا اضطراب و اختلاف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے معاویہ بن حیدرہ اور معاویہ لیشی کو ایک ہی شخص قرار دیا ہے، جبکہ ابو حاکم نے ان کی تردید کی ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب تاریخ کے نسخے تو مختلف ہیں لیکن مجھے تو ایسا کوئی اختلاف نہیں ملا جیسا کہ ابو عمر نے دعویٰ کیا ہے۔

۸۰۹۰ معاویہ الہذلی

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بقول ابن مندہ یہ حص کے رہنے والوں میں سے ہیں۔ امام بغوی اور جعفر قریابی نے کتاب صفۃ المناقب میں اور ابن مندہ نے حریر بن عثمان کے طریق سے خرّج کیا ہے کہ سلیم بن عامر معاویہ ہذلی صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ بیشک منافق روزہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو جھٹلا دیتے ہیں اور وہ نماز پڑھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو جھٹلا دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جھٹلا دیتے ہیں وہ تہجد پڑھتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ جھٹلا دیتے ہیں۔ پھر وہ جہاد میں شریک ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو بھی جھٹلا دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ لڑتے لڑتے قتل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دیتے ہیں۔

یزید بن ہارون کے طریق سے جعفر کی روایت میں ہے کہ حریر نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا۔ لیکن زیادہ مضبوط بات یہ ہے کہ یہ موقوف ہے بشر بن بکر، علی بن عیاش، ابوالیمان وغیرہ نے حریر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۸۰۹۱ معاویہ

نوفل کے والد ہیں۔ امام طبری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ابی سبرہ کے طریق سے محمد بن عبد الرحمن سے خرّج کیا ہے نوفل بن معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کے اہل و عیال کو چھین لیا جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ اس کی عمر کی نماز تقضا ہو جائے۔

عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں ابن ابی سبرہ سے ہی اس کی خرّج کی ہے اور فرمایا کہ یہ ضعیف ہے۔

سب سے زیادہ حفاظت شدہ اس حدیث میں وہ روایت ہے جس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے جعفر بن ربیعہ اور یزید بن ابی حبیب کے طریق سے خرّج کیا ہے۔ دونوں کو الگ عراک بن مالک سے کہ انہوں نے نوفل بن معاویہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے ارشاد فرمایا: جس شخص کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اس کا مال اور اہل و عیال سب چھن گئے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۸۸) استیعاب (ت: ۲۴۶۹) تجرید (۸۴/۲) تاریخ کبیر (۳۳۱/۴)

کنز العمال (الحديث: ۱۶۲۰) طبقات کبریٰ (۱۳۹/۷) جامع المسانید (۶۶۶/۱۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۸۷) تجرید (۸۴/۲) مصنف عبدالرزاق (الحديث: ۲۲۲۰/۲)

معجم الکبیر (الحديث: ۴۲۹/۱۹) مصنف عبدالرزاق (الحديث: ۲۲۲۰)

مجمع الزوائد (الحديث: ۳۰۸/۱) جامع المسانید (۶۶۴/۱۱)

الْأَكْبَلَانِ فِي تَبَيُّنِ الصَّحَابَةِ (جلد ۱)

اور نفل کا سلسلہ نسب نون کی تختی میں آئے گا۔ اگر یہ ابوسبرہ کے بیٹے ہیں تو ان کے حفظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کو اور ان کے بیٹے دونوں کو نبی ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔

۸۰۹۲) معبد بن اکثم الغزاعی

ان کا تذکرہ اکثم بن ابی الجون کے حالات میں الف کی تختی میں گزر گیا ہے۔ ابن کلبی کا کہنا ہے کہ معبد کی والدہ وہی ہیں جس کے پاس سے نبی ﷺ ہجرت کے دوران گزرے تھے۔ یہ اکثر بن ابی الجون کی بیوی ہیں، ان کی اولاد میں معبد، نصرہ، اور ایک بیٹی خلدہ یہ ہیں۔

۸۰۹۳) معبد بن امیہ

بن خلف جلی ان کا تذکرہ ان کے بھائی سلمہ کے احوال میں گزر چکا ہے۔

۸۰۹۴) معبد بن حمید

بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزیٰ۔ زہیر بن بکار ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: ان کا بیٹا عبد اللہ بن معبد جنگ جمل میں شہید ہوا اور یہ بیٹا ناجیہ بنت حکیم بن حزام سے تھا۔

میں کہتا ہوں: معبد کے والد حمید اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ معبد کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی کیونکہ محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ مکہ اور طائف میں جو بھی نبی ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہا یا اس کے بعد تک تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوگا اس لیے کہ یہ سب لوگ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

۸۰۹۵) معبد بن خالد الجہنی

کنیت: ابورو۔ بقول واقدی: یہ شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور یہ ان چار لوگوں میں سے تھے جنہوں نے فتح مکہ کے دن قبیلہ حمید کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ اور یہ دیہات میں رہتے تھے۔ ان کی وفات ۷۲ھ میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی زندگی کی تقریباً ۸۰ بہاریں دیکھیں۔

بقول ابن ابی حاتم، ابوالاحمد حاکم اور ابن حبان ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بھی حاصل ہے۔

ابو عمر کا کہنا ہے کہ یہ وہ معبد نہیں ہیں جو تقدیر کے بارے میں گفتگو اور بحث کیا کرتے تھے جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

تجوید (۸۴/۲) اسد الغابہ (ت: ۶۹۹۱) استیعاب (ت: ۲۴۷۱) تجوید (۸۴/۲)

المغازی (۸۹۶) الجرح والتعديل (۷۷۹/۸) استیعاب (۴۷۸/۳)

الکتاب فی التبیان فی الصحاح (جلد ۱)

میں کہتا ہوں: کہ یہ دوسری بات غلط ہے کہ یہ وہی قدری معبد ہیں اس لیے کہ وہ تو ان صحابی کے والد کے نام و نسب میں موافقت رکھتا ہے حالانکہ ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ خالد ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عبداللہ بن عوفیم۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عبد بن عکیم ہے۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ اس راوی کے بیٹے ہیں جنہوں نے یہ حدیث روایت کی:

((لا تستغفروا من المیتة باہاب ولا عصب)).

”تم مردار کے کچے چمڑے اور پٹھے سے کوئی نفع و فائدہ نہ حاصل کرو۔“
امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ صغیر میں فرمایا یہ معبد بن عبدالرحمن ہیں۔

معبد بن زہیر (۸۰۹۶)

ابن فتحون نے تنبیہ علی احوال الاستیعاب میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے مغازی اموی سے نقل کیا ہے کہ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا بھی ذکر ہے اور ابن فتحون نے ذیل میں ان کا تذکرہ نہیں کیا حالانکہ یہ ان کی شرائط پر ہیں۔

معبد بن عباد (۸۰۹۷)

بن قشیر بن قدم بن سالم بن مالک بن سالم (المعروف بخبی) بن غنم بن عوف بن خزرج انصاری۔ ابن اسحاق وغیرہ نے شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کنیت: ابو حمیضہ۔ اسی کنیت سے یہ مشہور ہیں۔ حمیضہ کا لفظ حا کے ساتھ بھی ہے اور جیم کے ساتھ بھی اکثر نے کہا ہے۔ ابو عمر واقدی کی پیروی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ خاء کے ساتھ ہے اور ضاد کے بجائے صاد وزن بھی بڑا عجیب بنتا ہے۔

ابو مضر سے منقول ہے غمضہ یعنی عین اور صاد کے ساتھ۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ ابن قدامح نے ان کے والد کا نام عمارہ بتایا ہے۔ اسی نے ابن ماکولہ کو وہم میں ڈال لیا۔

معبد بن عبد (۸۰۹۸)

سعد بن عامر بن عدی بن محمد بن حارث بن حارث انصاری، حارثی۔ ابن عبدالبر ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ یہ خود اور ان کا پینا تمیم بن معبد دونوں غزوہ اُحد میں شریک تھے۔

تاریخ کبیر (۴/۶۰۰) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۹۳) استیعاب (ت: ۷۴۷۲) تجرید اسماء الصحابہ (۸۴/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۹۶) استیعاب (ت: ۲۴۷۵) تجرید (۸۵/۲) * سیرۃ النبویہ (۲۵۴/۲)

استیعاب (۳/۴۷۹) * الاکمال (۲/۵۳۸) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۹۸) استیعاب (ت: ۲۴۷۷) تجرید (۸۵/۲)

استیعاب (۳/۴۸۰)

۸۰۹۹ معبد بن عمرو التیمی

سعید بن عمرو کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۱۰۰ معبد بن عمرو

قریش کے اتحادی ہیں۔ عبد اللہ بن محمد قدیمی اور ابو جحف نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ فیل میں شہید ہو گئے تھے۔

۸۱۰۱ معبد بن عمرو التیمی

بقول ابن عساکر ابو جحف اور قدیمی کا کہنا ہے کہ یہ فیل نامی جگہ میں شہید ہوئے ان کے علاوہ باقی حضرات کا کہنا ہے کہ اجنادین میں شہید ہوئے۔ بقول ابن اسحاق حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ایک معبد بن عمرو تمیمی بھی تھے۔ ابو الاسود عروہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اجنادین میں حمیم بن حارث اور ان کا ماں شریک بھائی معبد بن عمرو تمیمی شہید ہوئے۔

۸۱۰۲ معبد بن عمرو الانصاری

امام واقدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے قسم کھالی کہ جب تک میں مسلمانوں سے اپنا بدلہ نہ لے لوں میرے سر کو پانی نہیں چھوئے گا۔ پھر یہ دوسو شہسواروں کو لے کر نکل پڑا تو انصار کے ایک آدمی معبد بن عمرو اور ان کے ساتھ ایک مزدور تھا ان کے پاس پہنچے اور ان دونوں کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے دیکھا کہ اب میری قسم پوری ہو گئی لہذا واپس چلا گیا۔ ابن اسحاق نے بھی واقعہ لکھا ہے، لیکن انہوں نے مزدور کے بجائے حلیف اتحادی کا ذکر کیا ہے اور دونوں حضرات کا نام بھی نہیں لکھا۔

۸۱۰۳ معبد بن عوسجہ

بن حرمہ بن سبرہ بن خدیج بن مالک جھنی یہ سبرہ کے والد ہیں سبرہ بن ابی سبرہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا۔ ابن قانع کا خیال ہے کہ ابوسبرہ جن کا یہاں ذکر ہے وہ یہی معبد ہیں۔ جبکہ ذہبی نے لکھا ہے ابوسبرہ یہ عیسیٰ بن سبرہ بن ابی سبرہ کے دادا ہیں جو کہ اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرات کا کہنا ہے کہ وہ تو بھٹی ہیں اور یہی بات زیادہ واضح ہے۔

۸۱۰۴ معبد بن قیس العبدی

ابن وہب کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۱۰۵) معبد بن قیس *

ابوعلی بن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور فرمایا کہ احمد بن شان واسطی نے اپنی سند میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ساک بن حرب کی روایت سے تخریج کیا ہے کہ معبد بن قیس نے فرمایا کہ جب میں نے شادی کر لی تو نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ کچھ کھیل شغل بھی کیا ہے؟ *

۸۱۰۶) معبد بن قیس بن صخر *

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کا نسب یوں ہے کہ ابن صفی بن صخر بن حرام بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اسی طرح ابن اسحاق * وغیرہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۱۰۷) معبد بن مخرمہ *

بن قلع بن حریش بن عبدالاشہل انصاری، اشہلی۔ ابن عبدالبر * ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ اُحد میں شریک تھے۔

۸۱۰۸) معبد بن مسعود السلمی *

یہ جالند اور مجاشع کے بھائی ہیں۔ امام بخاری، * اور بزار اور ابن حبان کا کہنا ہے کہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی۔ امام بغوی اور اسماعیلی نے زہیر بن معاویہ کے طریق سے عاصم احول سے تخریج کیا ہے کہ ابو عثمان نہدی نے کہا مجاشع بن مسعود نے مجھے بتایا کہ میں اپنے بھائی معبد کو فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا تاکہ ہم آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہجرت کریں لیکن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہاجرین نے ہجرت کا ثواب حاصل کر لیا بس اب ہجرت ختم تو میں نے عرض کیا کہ پھر کس چیز پر ہم آپ کی بیعت کریں؟ تو فرمایا کہ ایمان اور جہاد پر بیعت کر لو۔ * راوی کہتے ہیں کہ بعد میں میں معبد سے ملا جو کہ مجاشع سے بڑے تھے تو میں نے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے صحیح کہا ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ و با اعتماد ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں یہ روایت اکثر حضرات نے فریری سے نقل کی ہے اور وہ مجاشع سے نقل کرتے ہیں، اسی طرح کہا ہے لیکن کشمینی کے ہاں ”ہم ابو معبد سے ملے“۔ یہ الفاظ ہیں۔ ابو عوانہ، جوزقی اور طبرانی * نے اس کو اکثر حضرات کی طرح زہیر سے

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۰) استیعاب (ت: ۲۴۷۸) تجرید (۸۵/۲)

* معجم الکبیر (الحدیث: ۲۵۸/۲۴) مجمع الزوائد (الحدیث: ۲۸۹/۴) کنز العمال (الحدیث: ۴۰۶۲۶)

* السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۲) اسد الغابہ (۶۶۳/۴)

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۱) استیعاب (ت: ۲۴۷۹) تجرید (۸۵/۲) * استیعاب (۴۸۰/۳)

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۲) استیعاب (ت: ۲۴۸۰) تجرید (۸۵/۲) * تاریخ کبیر (۳۹۸/۴)

* بخاری کتاب المغازی باب (۵۳) الحدیث (۴۳۰۵، ۴۳۰۶) مسند احمد (الحدیث: ۴۶۹/۳)

* مستدرک حاکم (الحدیث: ۶۱۶/۳) مشکل الآثار للطحاوی (الحدیث: ۵۲/۳)

* معجم الکبیر (الحدیث: ۷۶۵/۲۰) و (۷۶۹/۲۰) (الحدیث: ۷۶۹/۲۰)

الْأَكْبَرُ فِي تَرْجُومَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ (جلد ۱)

۷۵

ہی مختلف طرق سے تخریج کیا ہے۔ ابو عوانہ کی سند ہے کہ عمر بن ابی قیس نے عاصم سے روایت کیا، لیکن انہوں نے معبد کا نام نہیں لیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خالد حذاء کے طریق سے ابو عثمان سے تخریج کیا ہے اور مجالد نام ذکر کیا ہے۔ فضیل بن سلیمان کے طریق سے عاصم سے روایت ہے کہ ”میں ابو معبد کو لے کر گیا“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاشع کے دو بھائی تھے: مجالد اور معبد۔ جس کو نبی علیہ السلام کے پاس لے کر آیا تھا۔ وہ معبد تھا اور جس کو ابو عثمان بعد میں لے گئے ہیں وہ مجالد تھا جس کی کنیت ابو معبد تھی۔

علی بن مسیر اور عاصم احوال کی روایت جو امام مسلم رحمہ اللہ کے ہاں ہے اس میں یہ ہے کہ ماقدر شہدالی ذلک۔ واللہ اعلم!

۸۱۰۹ معبد بن ابی معبد خزاعی

ابن مندہ ان کے تذکرہ میں یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے تخریج کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عقبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی علیہ السلام جب ہجرت فرما گئے تو راستے میں ام معبد کی جھوپڑی کے پاس سے گزرے تو نبی علیہ السلام نے معبد کو بھیجا، اس وقت یہ چھوٹے سے تھے اور فرمایا کہ اس بکری کو لے آؤ۔ اور ایک مشکیزہ بھی لے آؤ۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ اس بکری کا دودھ نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کوئی بات نہیں آپ لے آؤ۔ پھر آپ نے اس بکری کی پشت پر ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ وہ دودھ دینے لگ گئی آپ نے خود دودھ دوبا اور خود بھی پیا اور حضرت ابو بکر، عامر اور معبد کو بھی پلایا پھر بکری کو واپس کر دیا۔

سیف نے فتوح میں اور طبری نے ابن شہی بن حارث کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے تو آپ لشکر کو تقسیم کر دیا تو معبد بن ابی معبد رضی اللہ عنہ بن حارث کے ساتھ رہا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح۔ ابو عبید بکری ضحیان پر بات کرتے ہوئے غزوہ ذات الرقاع میں ان کی اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہتے ہیں:

(۱) محمد کے ساتھیوں کی دونوں جماعتوں سے وہ بھاگ نکلی مدینہ کی بہت سی عمدہ کھجوریں خراب کئے کی طرح ہوتی ہیں۔

(۲) اور میں نے قدید کے پانی کو اپنے لیے مقررہ جگہ قرار دیا ہے، اور ضحیان کے پانی کے لیے کل صبح چاشت کا وقت ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ معبد، ام معبد کے بیٹے کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہیں۔ اس لیے کہ سیرۃ نبویہ میں ہے کہ معبد خزاعی نے ابوسفیان کو میدانِ احد میں دوبارہ جانے سے روکا تھا، جبکہ وہ اپنے گمان کے مطابق مسلمانوں کو سرے سے ہی ختم کرنے جا رہا تھا، اس بارے میں انہوں نے شعر بھی کہے۔ لہذا معبد بن ام معبد تو کم عمر تھے وہ یہ کیسے کر سکتے تھے۔

۸۱۱۰ معبد بن مقداد

بن اسود۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا اور ان کے اپنے حالات دوسری قسم میں آئیں گے۔

۸۱۱۱) معبد بن میسرۃ السلمي

ابن عبد البر * ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ان کے بارے میں کچھ غور و فکر کی ضرورت ہے۔

۸۱۱۲) معبد بن نباتہ

ابن منذر کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۱۱۳) معبد بن ہودہ

نسب: معبد بن ہودہ بن قیس بن عبادہ بن ذہیم بن عطیہ بن زید بن قیس بن عامر بن مالک بن اوس، انصاری، اوسی۔ ابو داؤد * نے ان کی حدیث کو عبد الرحمن بن نعمان بن معبد کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے والد اور اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رات کو سونے کے وقت خوشبودار اٹھ سرمد لگانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ روزے دار کو اس سے بچنا چاہیے۔ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے مجھے بتایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔

امام بغوی نے کئیوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ابو نعمان انصاری عبد الرحمن بن نعمان کے دادا ہیں۔ اور انہوں نے یہ مجھے نہیں بتایا کہ ان کا نام معبد تھا۔
 نکتہ: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ((عن جدہ)) کی ضمیر اگر عبد الرحمن کی طرف لوٹے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہودہ صحابی ہیں۔ واللہ اعلم!

۸۱۱۴) معبد بن وہب العبدي العصری

ابن ابی حاتم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور امام بغوی نے طالب بن حجر کے طریق سے ہود عصری سے تخریج کیا ہے کہ معبد بن وہب بن عبد قیس غزوہ بدر میں شریک تھے اور انہوں نے دو تلواروں سے لڑائی کی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبد القیس کے نوجوانوں پر انفسوس! یہ تو یقیناً اللہ کی زمین پر اس کے شیر ہیں۔ *
 ابن السکن نے اسی سند سے اس کو تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ عبد القیس کے ایک آدمی کے بارے میں روایت ہے کہ وہ بہت زیادہ حج کرنے والا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا نام معبد بن وہب تھا۔ اس نے قریش کی ایک عورت سے شادی کی جس کا نام ہویہ بنت زمعہ تھا جو کہ ام المومنین حضرت سودہ کی بہن ہیں۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ پھر ان کا تذکرہ کیا لیکن ان کے ہاں روایت کچھ یوں ہے کہ آقا مدنی نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ معبد بن قیس ہے۔

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۳) استیعاب (ت: ۲۴۸۱) تجرید (۸۵/۲) * استیعاب (۴۸۰/۳)

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۶) استیعاب (ت: ۲۴۸۲) تجرید (۸۶/۲)

* ابوداؤد کتاب الصوم باب فی الکحل عند النوم (الحديث: ۲۳۷۷)

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۵) استیعاب (ت: ۲۴۸۳) تجرید (۸۶/۲)

* اسد الغابہ (۱۶۴/۴)

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قیس ان کے دادوں میں سے کوئی تھا۔

ابو یعلیٰ موصلی، ابو جعفر طبری، ابن قانع ابن شاپین اور مستقفری نے اس روایت کو تخریج کیا ہے اور سب نے محمد بن صدران سے روایت کیا ہے اور وہ ایک طالب سے نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ کی رائے یہ ہے کہ یہ معبد بن قیس انصاری ہی ہیں جن کا تذکرہ ابھی ابھی گزر گیا ہے، لیکن ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

۸۱۱۵) معبد ابن فلان الجزامی

طبرانی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اموی نے مغازی میں ابن اسحاق سے تخریج کیا ہے عیمر بن معبد بن فلاں جذامی سے کہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رفاعہ بن زید جذامی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ان کو ایک خط لکھ کر دیا جس میں یہ تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کی طرف کہ میں نے ان کو ان کی قوم اور اس میں داخل ہونے والے لوگوں کی طرف بھیجا ہے کہ یہ لوگوں کو اللہ و رسول کی طرف بلائیں..... پھر پورا المباحثہ ذکر کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حیان بن ملہ اس وقت دجیہ کلبی کے ساتھ تھے جبکہ وہ نبی علیہ السلام کا خط مبارک قیصر کے پاس لے کر جا رہے تھے پھر واپسی پر ہبید بن عریض جذامی نے ان کا پیچھا اور تعاقب کر کے ان کا تمام مال و متاع لے لیا پھر نعمان بن ابی بحال نے اپنی ایک جماعت لے کر ان کی مدد کی اور جو کچھ انہوں نے لیا تھا سب کچھ چھڑوا لیا۔ اور وہ دجیہ اور ان کے معاون حیان بن ملہ کو واپس کیا۔ حیان نے دجیہ سے سورہ فاتحہ سیکھی تھی۔

پس یہی وہ چیز ہے جس نے اسی وجہ سے زید بن حارثہ کو بنو جذام کی طرف جانے کے لیے بھڑکایا تو انہوں نے ہبید اور اس کے باپ کو قتل کر دیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے بڑا المباحثہ نقل کیا ہے اور ہم نے بھی اس کو امالی الحاملی میں عالی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس میں سے کچھ حیان بن ملہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۱۱۶) معبد الخزامی

ابو عمر نے معبد بن خزامی اور معبد بن ابی معبد (جن کا ذکر ابھی گزرا) کو الگ الگ شخصیات قرار دیا حالانکہ یہ ایک ہی شخصیت ہیں۔ اس لیے کہ ان کا واقعہ ایک ہی ہے۔

۸۱۱۷) معبد الخزامی

ابو عمر ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وہی معبد ہیں جنہوں نے البوسفیان کو جنگ احد میں مدینہ واپس جانے سے روک دیا تھا۔ اس واقعہ کو ابو اسحاق نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے مجھے بتایا کہ معبد خزامی

اسد الغابہ (ت: ۲۹۹۰) معجم الكبير (الحديث: ۸۰۱/۲۰) سيرة النبوة (۱۸۵/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۹۲) استيعاب (ت: ۲۴۸۴) تجريد (۸۶/۲) استيعاب (۴۸۱/۳)

الاصناف فی تبيين الصحاح (الاصناف فی تبيين الصحاح)

نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ﷺ حراء الاسد نامی جگہ میں موجود تھے اور ادھر دوسری طرف ابوسفیان بیع اپنے لشکر کے احد سے روہاء نامی جگہ پر پہنچا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر ختم کیے بغیر واپس آنے پر بہت نادم و شرمندہ ہوئے اور کہا کہ ہم ان کی قیادت تک پہنچ گئے تھے لیکن افسوس کہ ہم مکمل طور پر مسلمانوں کو ختم نہ کر سکے۔ اچانک ابوسفیان کی نظر معبد پر پڑی اور معبد غروہ احد سے واپسی پر حضور ﷺ سے ملا اور اپنے آپ کو مصیبت زدہ صحابہ میں سے قرار دیا حالانکہ حقیقت میں وہ مشرک تھا، اب جب یہ ابوسفیان سے ملا تو اس نے پوچھا کہ تم نے اپنے پیچھے مسلمانوں کو کس حال میں دیکھا ہے؟ معبد نے کہا: میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو بیع ان کے صحابہ کے دیکھا ہے کہ وہ تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ صحابہ کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ میں نے اس سے پہلے ایسا نہیں دیکھا اور وہ تم پر بہت زیادہ غصے کی آگ میں جلے ہوئے ہیں۔ اور ان کے جو ساتھی پیچھے رہ گئے تھے وہ سب جمع ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کا اتنا غصہ کبھی نہیں دیکھا جو آج تم پر دیکھا ہے۔

ابوسفیان ساری باتیں سننے کے بعد بولا ہلاکت ہو تیرے لیے ذرا دیکھ تو سہی تو کیسی باتیں کر رہا ہے۔ معبد نے پھر کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ ذرا سوار ہو کر دیکھیں تو آپ کو گھوڑے آتے دکھائی دیں گے۔ اور میں تو ان کے حالات دیکھ کر یہ شعر کہنے پر مجبور ہو گیا ہے، پھر اس نے یہ شعر پڑھا:

”قریب تھا کہ آوازیں میری سواری کو ہلا کر رکھ دیتیں جب زمین سفید لشکر سے بہہ پڑی تھی۔“

پھر اشعار کو ذکر کیا۔ تو ابوسفیان کا مدینہ پر دو بارہ حملہ کرنے کا ارادہ ختم ہو گیا اور وہ اپنے لشکریوں سمیت واپس ہو گیا۔

میں کہتا ہوں: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی ام معبد خزاعیہ کے بیٹے ہیں جن کے پاس سے نبی ﷺ دوران ہجرت لے گئے۔ لیکن میرے علم و معلومات کے مطابق یہ اور ہیں۔ اور پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ ہجرت کے زمانہ میں بہت ہی چھوٹے تھے اور احد کی لڑائی ہجرت کے تین سال یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ تو اتنے چھوٹے بچے کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اپنی قوم کا سردار بھی تھا اور اس نے ابوسفیان سے اتنی باتیں کیں یہ بعید از عقل ہے۔

اور ام معبد کے واقعہ میں یہ بھی بات معلوم نہیں ہوتی کہ ابو معبد کا کوئی اتنا مقام و مرتبہ ہو۔ اور ان کے حالات کتنوں کے بیان میں آئیں گے۔ اور میرے نزدیک ان اشعار کا کہنے والا معبد وہی ہے جو ابوسفیان سے مخاطب ہوا۔ اور یہ اشعار معبد بن ابی معبد کے حالات میں گزر چکے ہیں۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ۔

معتب ۸۱۱۸

یہ عوف کے بیٹے ہیں اور ان کی والدہ کا نام حراء تھا، ان کا تذکرہ بھی آگے آئے گا۔

معتب بن عبید ۸۱۱۹

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عبیدہ بن ایاس بلوی پھر ظفری ہیں جو کہ انصار کے قبیلہ بنو ظفر کے اتحادی ہیں۔ ابن اسحاقؒ اور

سیرۃ النبویہ (۸۱/۳، ۸۲) * اسد الغابہ (۱/۶۶/۴)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۰۹) استیعاب (ت: ۲۴۸۷) تجرید (۸۶/۲) * سیرۃ النبویہ (۱/۸۷/۱)

موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن سعد * کا کہنا ہے کہ جو لوگ بنو ظفر میں ان کے نسب کو نہیں جانتے وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ یہ بلوی ہیں۔

اور اس کے علاوہ باقی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک کے ماں شریک بھائی ہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ ایاس بن قسیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن ملی ان کے دادا ہیں۔ ان کے دادے کے نام کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ سدید بن ہشیم بن ظفر ہے۔

ابو عمر * نے ابن عمارہ سے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے بھی ان کی موافقت کی ہے کہ ان کا نام عیین کے ساتھ ہے اور اس کے آخر میں ٹا ہے۔

۸۱۲۰ معتب بن عمرو الاسلمی

کنیت: ابومروان۔ اپنی کنیت سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول تو یہی ہے جو کہ یہاں مذکور ہے، دوسرا قول: عیین ساکن ہے اور تاء کے نیچے زیر ہے۔ تیسرا قول: جو کہ ابن عمارہ کے حوالہ سے اوپر والے نمبر میں گزر گیا۔ امام واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ ان کے دادا معتب اسلمی نے فرمایا کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیشا ہوا تھا کہ معز بن مالک آئے.... پھر ان کے * سنگسار کرنے کا واقعہ نقل کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ تم نے اس عورت سے زنا کیا ہے؟ کیا تمہارا عضو اس کے اندر ایسے غائب ہو گیا تھا جیسا کہ سرحدانی میں یا ڈول کی رسی کنویں میں غائب ہو جاتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جو ابو معتب کے حالات میں کئیوں کے تحت آئے گی۔ ان شاء اللہ

۸۱۲۱ معتب بن عوف

ابن الحمراء الخزاعی کے نام سے مشہور ہیں۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ اور شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن برقی فرماتے ہیں کہ ان کو ابن الحمراء بھی کہا جاتا ہے اور ہیجانہ بھی۔

۸۱۲۲ معتب بن قشیر *

نسب: ابن ملیل بن زید بن عطف بن ضبیحہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن اوس انصاری، اوسی۔

محمد شین نے بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے: یہ منافق تھے جنہوں نے جنگ اُحد میں یہ کہا تھا: ((لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا)). *

دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ اور ابن اسحاق * نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* طبقات کبریٰ (۲۸/۳) * استیعاب (۴۸۲/۳) * جامع المسانید (۶۷۵/۱۱) الاکمال (۲۱۶/۷)

* اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۰) استیعاب (ت: ۲۴۸۵) تجرید (۸۶/۲)

* تفسیر ابن کثیر (۱۲۶/۲) آیت سورۃ آل عمران آیت (۱۵۴) * سیرۃ النبویہ (۲۴۹/۲)

۸۱۲۳) معتب بن ابی لہب

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ اور ان کے بھائی غزوہ خندق میں شریک تھے اور یہ دونوں حضرات دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ثابت قدم رہے اور یہ دونوں مکہ کے رہائشی تھے۔

ابن سعد ***** نے اپنی سند سے تحریر کیا ہے کہ عباس بن فضل نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں تشریف لائے تو مجھ سے پوچھا: اے عباس! تیرے بھتیجے عتبہ اور معتب کہاں ہیں؟ میں ان کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ قریش کے مشرکین کے ساتھ وہ دونوں بھی کہیں الگ ہو گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ تو میں سوار ہو کر عرفہ کی طرف گیا اور ان دونوں کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں کو بلا رہے ہیں۔ وہ دونوں جلدی سے سوار ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آقا ﷺ نے ان کو اسلام لانے کی دعوت دی تو وہ دونوں مسلمان ہو گئے اور بیعت کر لی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان دونوں چچا کے بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا تو اللہ نے مجھے عطا فرمادیئے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن عتبہ اور معتب کے درمیان کھڑے ہو کر فرما رہے تھے یہ دونوں میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ میں نے ان کو اللہ سے مانگا تھا تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیئے۔ گویا کہ نبی ﷺ ان کے اسلام لانے سے خوشی کا اظہار فرما رہے تھے پھر آپ اسی طرح ان کے درمیان چلتے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے۔ یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان کو لانے کے بعد کا ہے۔

۸۱۲۴) معتکد بن مہلہل

بن دثار دثقی۔ یہ جنوں میں سے مسلمان ہوئے تھے اور ان کا واقعہ امام غزالی نے کتاب البہواتف میں ذکر کیا ہے۔ اور میں نے رافع بن عمر کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

۸۱۲۵) معتمر الکنافی

یہ حنظل کے والد ہیں۔ امام طبرانی ***** وابن السکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے صالح بن عمرو واسطی کے طریق سے تحریر کرتے ہیں کہ اسماعیل بن ابی خالد معتمر کے بیٹے حنظل سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد معتمر نے فرمایا نبی ﷺ ایک میت پر نماز جنازہ پڑھا رہے تھے کہ ایک عورت آگ کی آگبٹھی لے کر جنازہ کی طرف آ رہی تھی تو اس کو آواز دی، یہاں تک کہ وہ مدینہ کی جھڑیوں میں داخل ہو گئی۔ بقول ابن السکن معتمر کی اس کے علاوہ کوئی روایت مجھے نہیں ملی اور یہ مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی نہیں ہیں۔

اسد الغابہ (ت: ۵۰۶۱) استیعاب (ت: ۲۴۸۸) تجرید (۸۶/۲) طبقات مکیہ (۶۰/۴)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۶۲) تجرید (۸۶/۲) معجم الكبير (الحديث: ۳۲۱/۲۰)

۸۱۳۶ معدان بن ربیعہ

بن سلمہ بن ابوالخیر بن وہب بن معاویہ، کنڈی۔ بقول ابن کلبی، ابن سعد اور طبرانی ان کا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا

ثابت ہے۔

۸۱۳۷ معدان

کنیت: ابوالخیر۔ ان کا نام ہشیش ہے جو کہ جیم کی تختی میں گزر چکا ہے۔

۸۱۳۸ معدان الکلاعی

یہ خالد کے والد ہیں۔ ابوعلی بن سکین اور ابن قانع نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بقول ابن السکن نبی ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ پھر دونوں نے ابن عجلان کے طریق سے ابان بن صالح سے تخریج کیا ہے کہ خالد بن معدان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور مہربانی وزری کو پسند فرماتے ہیں۔ اور ابن السکن فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صرف اسی سند سے مجھے ملی، اور اس میں کوئی ذکر نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زیارت کی ہو یا آپ سے کوئی حدیث سنی ہو۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے ابن جریج کے طریق سے اس کو تخریج کیا ہے اور انہوں نے زیاد سے اور وہ خالد بن معدان سے اور وہ اپنے معدان سے روایت کرتے ہیں۔

۸۱۳۹ معد بن ذہل

ان کا نبی ﷺ کے پاس آنا ثابت ہے اور ان کا بیٹا لاحق ان سے روایت نقل کرتا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن مندہ نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔

۸۱۴۰ معدیکرب بن الحارث

بن شریحیل بن حارث کنڈی۔ بقول ابن کلبی یہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تھے۔

۸۱۴۱ معدیکرب بن رفاعہ

کنیت: ابورمث۔ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔ آگے کئیوں کے بیان میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۱۴۲ معدیکرب بن شراحیل

بن شیطان بن خدیج بن امرأ القیس بن حارث بن معاویہ کنڈی۔ بقول ابن کلبی یہ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اگر ان

اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۴) تجرید (۸۷/۲) * اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۵) تجرید (۸۷/۲)

معجم الكبير (الحدیث: ۸۳۲/۲۰) * اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۳) تجرید (۸۶/۲)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۶) تجرید (۸۷/۲) * اسد الغابہ (ت: ۵۰۱۸) تجرید (۸۷/۲)

کے حالات محفوظ ہیں تو یہ گزشتہ معدیکرب جن کا ذکر اس سے پچھلے نمبر میں ہیں ان کے چچا ہیں۔ لیکن میرے خیال کے مطابق پہلے جہور میں سے نہیں ہیں۔

۸۱۳۳ معدیکرب بن قیس الکندی

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کا نام اشعث ہے حالانکہ اشعث تو لقب ہے۔

۸۱۳۴ معدیکرب الہمدانی

ابو احمد عسکری صحابہ رضی اللہ عنہ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فضل بن علاء کوئی کے طریق سے ان کی حدیث تخریج کرتے ہیں۔ ثور بن یزید خالد بن معدان سے اور وہ معدیکرب سے جو کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ہیں فرمایا کہ ایک آدمی نے نبی علیہ السلام سے شکایت کی کہ جب میں اپنے گھر میں داخل ہوتا ہوں تو مجھے وحشت محسوس ہوتی ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے اس کو حکم دیا کہ تم کیوتر کا ایک جوڑا اپنے پاس رکھو۔ تو اس شخص نے ایسا ہی کیا تو وحشت جاتی رہی۔

حسن بن سفیان اور مستغفری اور علی بن سعید عسکری، یہ سب کے سب عمر بن موسیٰ کی روایت سے تخریج کرتے ہیں کہ خالد بن معدان معدیکرب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غلام کو آزاد کرے یا اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس میں سے کچھ استثناء کرے ﴿تو وہ اس کے لیے جائز ہوگا۔﴾

ابو احمد عسکری کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے خود حدیث نہیں سنی اگرچہ بعض حضرات نے مسند میں ان کی حدیث تخریج کی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بڑی عجیب بات ہے حالانکہ وہ روایت میں کہتے ہیں کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔ اور ابن الاثیر نے ان دونوں حدیثوں کے راویوں کو الگ الگ کیا ہے۔ میرے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں کیونکہ دونوں سے روایت لینے والا راوی ایک ہے۔

باقی رہا ان کا ہمدانی کہنا تو یہ ان کے اس حدیث کے راوی ہونے سے مانع اور روکنے والا نہیں، اس لیے کہ ایک دفعہ ان کی نسبت علاقہ کی طرف کی گئی ہے اور دوسری دفعہ ان کے قبیلہ کی طرف۔ اس کے باوجود یہ دونوں سندیں ضعیف ہیں۔

ابن حبان کے ہاں معتمد تابعین میں معدیکرب ہمدانی ہیں اور وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اور ان سے روایت لینے والے ابوالحسن سیمی ہیں اور ان کی روایت مذکورہ دونوں روایتوں کے علاوہ ہے۔ اور میں نے خطیب کی کتاب مؤتلف میں کچھ ایسی چیزیں دیکھی ہیں جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ابوالحسن سیمی نے ان سے جو روایت نقل کی ہے وہ اور ہے اور جو خالد بن معدان نے نقل کی ہے وہ اور ہے۔

وکج کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ وہ اپنے والد سے اور وہ ابواسحاق سے اور وہ معدیکرب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمیں سورہ شعراء پڑھ کر سنائیے تو آپ نے ان کو کتاب کے پاس

بیجا۔ الخ۔

پس یہ ہے وہ جو ابن حبان نے ذکر کیا ہے اور ان کی صحبت بارگاہ رسالت کی کوئی صراحت نہیں کی۔ اور خطیب نے ان کو مشرق کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ابواسحاق والی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ یعقوب بن شیبہ بھی یہی کہتے ہیں اور مزید یہ کہ یہ مشرق (یمیم کے نیچے زیر) یمن کے ایک علاقے کے رہنے والے تھے اور یعقوب نے ان کو با اعتماد قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا کہ عبد اللہ سے ان کی ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف حدیث ہے۔ خطیب کہتے ہیں کہ راویوں میں ایک معمر بن عکرمہ مشرقی ہیں جو ان سے بڑے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگوں نے دونوں کو غلط ملط کر دیا ہے اور ان کو وہم ہوا ہے۔ تیسری قسم میں تفصیل سے آئے گا۔ ان شاء اللہ

۸۱۳۵ معرض بن علاط السلمي

حجاج کے بھائی ہیں۔ ابو عمرؒ نے کہا: مؤرخین و محدثین کا کہنا ہے یہ جنگ جمل میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی حجاج نے ان کا مرثیہ کہا۔ اور حجاج کے حالات میں گزر چکا ہے۔ لیکن دارقطنی اس بات کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنگ جمل میں مرنے والے تو معرض بن حجاج بن علاط ہیں اور ان کے جس بھائی نے مرثیہ پڑھا تھا وہ نصر بن حجاج تھا۔

۸۱۳۶ معرض بن معقیب الیمامی

معجزات کے بارے میں ان کی حدیث موجود ہے جو صرف ان کا بیٹا ہی ان سے روایت کرتا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں کہ علامات نبوت کے بارے میں بھی ان کی ایک حدیث ہے لیکن وہ صرف کدی کی کے ہاں میں نے دیکھی ہے جو کہ ایک غیر معروف شیخ سے مروی ہے۔ اسی لیے میں نے بھی اس کی تخریج میں کوئی دلچسپی نہیں لی جبکہ ابن قانع نے کدی کی سے اس کو تخریج کیا ہے کہ شاصویہ بن عبید کہتے ہیں کہ معرض بن عبد اللہ بن معرض بن معقیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا معرض بن معقیب سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ میں حجاز الوداع کے موقع پر حج کرنے گیا تو مکہ میں داخل ہو کر نبی ﷺ کی زیارت کی آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا اور میں نے آپ سے بڑی عجیب بات سنی کہ یمامہ کا ایک آدمی دودھ پیتے بچے کو لے کر آیا جو سفید کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس مصوم بچے سے پوچھا: ((من انا؟)) ”میں کون ہوں؟“ تو اس نے کہا: انت رسول اللہ۔ ”آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ پھر اس بچے نے اس کے بعد اپنے بڑے ہونے تک کوئی بات نہیں کی۔

معرض فرماتے ہیں ہم نے اس بچے کا نام ہی نبی ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے مبارک الیمامہ رکھ دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کدی کی کے طریق سے اس کو ذکر کیا ہے۔ لیکن معرض اور اس کا استاذ اور شاصویہ یہ سب غیر معروف وغیر

اسد الغابہ (۵: ۲۲) استیعاب (ت: ۲۵۸۸) تجرید (۸۷/۲) استیعاب (۴: ۴/۴)

اسد الغابہ (ت: ۵: ۲۳) تجرید (۸۷/۲) دلائل النبوة (الحديث: ۵۹/۶، ۶۰) حکنز العمال (الحديث: ۳۵۴: ۱)

معروف ہیں۔ اسی لیے سب حضرات نے اس حدیث سے ناواقفگی کا اظہار کیا ہے، اور کدی بھی پر تردید کی ہے۔ لیکن ابوالحسن عسقلی نے اپنے فوائد میں ذکر کیا کہ میں نے شاہین کے بیٹے عبداللہ الحمصی مستملی سے خود سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ جب کدی بھی نے یہ حدیث لوگوں کو لکھوائی تو لوگوں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ شاصویہ کون آدمی ہے؟ پھر ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد عدن کے لوگوں کا ایک مسافر قافلہ آیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم ایک خردہ نامی بستی میں داخل ہوئے تو وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے پوچھا آپ کے پاس کوئی حدیث ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں۔ ہم نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: محمد بن شاصویہ۔ اور انہوں نے ہمیں وہ حدیث لکھوائی جو انہوں نے اپنے والد سے لکھی تھی۔

ابوالحسن بن جمیع اپنی مجلس میں اس حدیث کی تخریج کرتے ہیں عباس بن محمد بن شاصویہ بن عبید اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ اور خطیب نے صوری سے اور انہوں نے ابن جمیع سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور اسی طرح امام بیہقی نے بھی اپنے طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔ حاکم نے اکیل میں ایک اور سند سے عباس بن محمد بن شاصویہ سے اس کی تخریج کی ہے۔

۸۱۳۶ معروف

ابن شاہین ان کے تذکرہ میں شیبہ بن زید کے طریق سے عکرمہ سے روایت تخریج کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس سے آپ نے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ تو اس نے جواب دیا: نکرہ۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ آج سے تمہارا نام معروف ہے۔

۸۱۳۸ معقل بن خویلد

بن واہلہ بن عمرو بن عبدیلیل ہذلی۔ رشاطی فرماتے ہیں: یہ شاعر تھا اور اس کے والد عبدالملطوب کے ساتھی تھے، جبکہ وہ ان کے پاس جا رہے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قانع و ابن مندہ نے ابن ابی ذئب کے طریق سے عبداللہ بن یزید ہذلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ابوسفیان اور معقل بن خویلد کے مابین قریش کے ایک آدمی کے چھینے ہوئے سامان کے بارے میں کچھ اختلاف تھا (جبکہ معقل اپنی قوم کا سردار تھا) تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے معقل بن خویلد! قریش کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ڈرو۔“

میں کہتا ہوں: مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مخضرم اپنی قوم کا سردار تھا۔ خالد بن زبیر جو کہ ابو ذؤیب کا بھانجا ہے اس کے پاس زمانہ جاہلیت میں ایک عورت اور اس کی بیٹی آئی تو معقل نے اس کی مذمت و جھوکی تو پھر خالد نے

اس کو جواب دیا۔ پھر ابو ذؤیب نے ان کے درمیان صلح کروائی، اور اس نے ان کے آپس کے مباحثہ کا جواب بھی دیا۔

۸۱۳۹ معقل بن سنان *

بن مظہر بن عری بن خنیان بن سبیح بن بکر بن اشجع بن ریث بن غطفان اشجعی۔ ابن الکلبی اور ابو عبیدہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے کچھ جاگیر مقرر فرمائی تھی۔

وفات: امام بغوی حارون حمال سے نقل کرتے ہیں ابوسنان معقل بن سنان اشجعی نے ذوالحجہ ۶۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہے، چند اقوال ہیں: (۱) ابو محمد (۲) ابو عبد الرحمن (۳) ابو زید (۴) ابویسی (۵) ابوسنان۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے روایت لینے والے مسروق اور تابعین کی ایک جماعت ہے جن میں سرفہرست شعبی اور حسن بصری رحمہما ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان سب حضرات نے جو ان سے روایت کی ہے وہ مرسل ہے۔ عسکری فرماتے ہیں کہ کوفہ ان کا مسکن تھا اور یہ انتہائی خوبصورت تھے، حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ آئے تو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے یہ شعر کہا گیا:

”میں معقل کے شر سے پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی جبکہ معقل بالوں میں سنگھسی کر کے بقیع کی طرف چلتا ہے۔“

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے ان کو مدینہ سے بصرہ منتقل کر دیا۔

مدائنی نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

واقدی کی مغازی میں ہے کہ ان کے پاس غزوہ حنین میں قبیلہ اشجع کا جھنڈا تھا جبکہ نعیم بن مسعود کے پاس ایک دوسرا جھنڈا

تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے قبیلہ اشجع کو مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے زیاد بن عثمان اشجعی کے طریق سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ معقل نے فتح مکہ کے دن اپنی قوم کا

جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ پھر یہ زندہ رہے یہاں تک کہ ولید بن عقبہ نے ان کو مدینہ والوں سے یزید بن معاویہ کے حق میں بیعت لینے کے

لیے بھیجا تو یہ مسلم بن عقبہ المری سے ملے اور اس سے مانوس ہو گئے اور آپس میں گفتگو شروع ہو گئی۔

۸۱۴۰ معقل *

ام معقل کے بیٹے ہیں۔ ابو معقل کے حالات میں ایک حدیث کے تحت ان کا ذکر ہوا ہے۔ وہ یہ کہ رمضان المبارک میں عمرہ

کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

ابن مندہ نے ہشام دستوائی کے طریق سے اس کو ترجیح کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں ام معقل اسدیہ کے بیٹے

معقل نے ہمیں بتایا کہ میری والدہ نے حج کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی سواری انتہائی کمزور و لاغر تھی تو میں نے نبی ﷺ کو بتایا تو

آپ نے ارشاد فرمایا: وہ رمضان میں عمرہ کر لے اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کی طرح ہے۔
عبدالرزاق نے اوزاعی سے تخریج کیا ہے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن معقل بن ابی معقل سے روایت کرتے ہیں کہ ام معقل نے نبی ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

۸۱۳۱) معقل بن ابی معقل

ان کو ابن ام معقل بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ معقل بن ہشام ہیں۔ ایک قول کے مطابق ابوہشام اسدی کے بیٹے ہیں۔ اور یہ ان کے اتحادیوں میں سے ہیں۔ بقول ابن سعد رحمہ اللہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔
اور ابو یزید بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام نے ان سے روایت کی ہے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بھی روایت کی ہے لیکن انہوں نے نام نہیں لیا۔
دارقطنی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ معقل بن ابی الہیثم ہیں۔ اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ معقل بن ابی معقل یہ معقل بن ابی الہیثم ہی ہیں۔

میں کہتا ہوں: سنن میں ان کی دو حدیثیں ہیں ایک قول کے مطابق یہ حضرت معاویہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

۸۱۳۲) معقل بن مقرن المعزنی

کنیت ابو عمرہ۔ ابن حبان فرماتے ہیں ان کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی اور انہوں نے نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ امام واقدی اور ابن نمیر فرماتے ہیں کہ بنو مقرن سات آدمی تھے، سب کو صحبت نبوت کا شرف حاصل ہوا۔ اور ابو عمر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ عربوں میں سے یہ شرف ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

ہند بن حارثہ سلمی کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوا ہے وہ اس بات کے خلاف ہے۔

طبری نے بختری کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ مختار بن عبدالرحمن بن معقل بن مقرن سے روایت کیا ہے کہ بنو مقرن کل دس آدمی تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَوْمَئِذٍ يَخْلَعُ رِثَاةَ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾۔
امام بغوی رحمہ اللہ نے ابواسحق سمیعی کے طریق سے ہمام بن حارث سے معقل بن مقرن کا ابومسعود کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ تخریج کیا ہے۔

۸۱۳۳) معقل بن منذر

نسب: معقل بن منذر بن سرح بن حناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم انصاری، سلمی۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ نے شریک بدر میں

ابوداؤد کتاب المناسک باب العمرة (الحديث: ۱۹۸۸) سنن دارمی (الحديث: ۵۱/۲) مسند احمد (الحديث: ۴۰۵/۶)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۳۰) استیعاب (ت: ۲۴۹۲) طبقات کبریٰ (۲۹۱/۶)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۲۸) استیعاب (ت: ۲۴۹۰) تجرید (۸۸/۲) استیعاب (۴۸۴/۳)

سورة التوبة، الآية (۹۹) اسد الغابہ (ت: ۵۰۲۹) استیعاب (ت: ۲۴۹۱) تجرید (۸۸/۲) السيرة النبوية (۲۵۷/۲)

ان کا تذکرہ کیا۔

۸۱۴۳ معقل بن الہیثم

یا ابوالہیثم ہیں۔ معقل بن ابی معقل کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن شاپین کہتے ہیں ابن صاعد نے محمد بن یعقوب سے نقل کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ محمد بن فضیل نے عمرو بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ معقل بن ابی الہیثم اسدی جو کہ ان کے اتحادی تھے اور نبی علیہ السلام کی محبت بھی ان کو حاصل ہوئی (پھر حدیث ذکر کی)۔

۸۱۴۵ معقل بن یسار

بن عبداللہ بن معمر بن حراق بن ابی بن کعب بن عبداللہ بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو المزنی۔ اور مزینہ یہ عثمان بن عمرو کی والدہ ہیں یہ قبیلہ اسی طرف منسوب ہے۔ معقل کی کنیت کے بارے میں چند اقوال ہیں: (۱) ابوعلی (۲) ابو عبداللہ (۳) ابویسار۔ صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی وہ معقل ہیں جن کے نام پر بصرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایک نہر کھودی گئی۔ یہ بصرہ کے رہائشی تھے۔ وہیں انہوں نے اپنا گھر بنایا اور حضرت معاویہ کے دور خلافت میں وہیں انتقال فرما گئے۔

یونس بن عبید کے طریق سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں بصرہ میں حضرت معقل سے زیادہ اچھا اور کوئی صحابی نہیں تھا۔ احمد نے معاویہ بن قرہ کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ معقل بن یسار نے فرمایا: شراب کی حرمت نازل ہو رہی تھی اور ہم انکو رکھنا شربت پی رہے تھے تو میں نے بھی رہا تھا اور ساتھ ساتھ کہہ بھی رہا تھا یہ شراب کا آخری دور ہے پھر یہ مستقل حرام کر دی جائے گی۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے ابوالاھب کے طریق سے حسن سے روایت کی کہ عبید اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی بیمار پرسی اور عیادت کی جبکہ وہ مرض الوقات میں تھے۔

پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں اس حاکم و امام کی خدمت بیان کی گئی ہے جو اپنی رعایا سے خیانت و بددیانتی کرے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کے علاوہ نعمان بن مقرن سے بھی روایت نقل کی ہے۔ اور ان سے روایت لینے والے عمران بن حصین عمرو بن میمون اودی، ابوعثمان نہدی، حسن بصری اور دیگر حضرات ہیں۔ عجلی کہتے ہیں ان کی کنیت ابوعلی ہے اور ان کے علاوہ کسی اور صحابی کی کنیت ابوعلی نہیں ہے۔ اور ان کی تردید اس بات سے ہوتی ہے کہ قیس بن عاصم کی کنیت ابوعلی ہے اور اسی طرح طلق بن علی کی کنیت بھی ابوعلی ہے۔ یہ معقل بن یسار بصرہ میں رہتے تھے اور ان کی حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ سنن اربعہ میں بھی موجود ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۵۰۳۶) استیعاب (ت: ۲۴۹۳) تجرید (۸۸/۲)

جامع المسانید (۶۷۸/۱۱) اسد الغابہ (۱۷۷/۴)

بخاری کتاب الاحکام باب استرعی رعیۃ (الحديث: ۷۱۵۰) مسلم کتاب الامارة باب فضيلة الامام العادل (الحديث: ۳۶۶)

مسند احمد (الحديث: ۲۵/۵) سنن دارمی (الحديث: ۳۲۴/۲) دلائل النبوة (الحديث: ۴۱/۹)

وفات: حضرت معاویہ کے دور خلافت کے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ ایک قول کے مطابق یزید کی امارت و حکومت تک زندہ رہے۔ امام بخاری نے اوسط میں ان لوگوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے (ان کا بھی ذکر کیا ہے) جو ۵۶۰ سے ۵۷۰ کے درمیان اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

۸۱۳۶) معلى بن نوذان

بن زید بن حارث بن ثعلبہ بن عدی بن مالک۔ انصاری، خزرجی۔ ابن الاثیر نے لکھا کہ ابن الکھی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کی کوئی تصریح نہیں کی یہ صحابی تھے یا نہیں۔

۸۱۳۷) معمر بن الحارث

بن قیس بن عدی بن سہم۔ قرشی سہمی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۱۳۸) معمر بن الحارث

بن معمر بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جح۔ قرشی۔ جمحی حاطب کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ نبی علیہ السلام کے دار ارقم تشریف لانے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور غزوہ بدر میں بھی شریک تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ جمیل بن معمر کے والد ہیں جن کے بارے میں یہ شعر کہا گیا۔

”میں کیسے مدینہ میں رہ سکتا ہوں۔ جبکہ جمیل بن معمر نے اس سے بدلہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

ایک قول یہ ہے کہ یہ جمیل، فہری کے بیٹے ہیں جن کا ذکر ان سے پہلے ہو چکا۔ اور جمحی کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور

خلافت میں ہوا۔

۸۱۳۹) معمر بن حبیب

بن عبید بن حارث۔ انصاری۔ امام واقدی رحمہ اللہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کرتے ہوئے عاکشہ بنت قدامہ بن مظعون کے طریق سے تخریج کیا ہے، کہتی ہیں صفوان بن امیہ نے میرے والد سے کہا کہ بدر میں میرے والد کو تم نے پھنسا یا ہے۔ تو میرے والد نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا اور اگر کیا بھی ہوتا تو میں کسی مشرک کے قتل پر عذر معذرت نہیں کرتا تو اس نے پوچھا کہ پھر وہ کون تھا؟ تو میرے والد نے بتایا کہ انصار کے نوجوان کی جماعت اس کی طرف بڑھی تھی جن میں معمر بن حبیب بن عبید بن حارث بھی تھا جو اپنی تلوار کو لہرا رہا تھا، کبھی اوپر کبھی نیچے۔ پھر واقعہ ذکر کیا۔

اسد الغابۃ (ت: ۵۰۳۲) تجرید (۸۸/۲) اسد الغابۃ (۱۷۲/۴)

اسد الغابۃ (ت: ۵۰۳۴) تجرید (۸۸۲) سیرۃ النبویہ (۳۲۸/۱)

اسد الغابۃ (ت: ۵۰۳۵) استیعاب (ت: ۲۴۹۵) تجرید (۸۸/۲)

سیرۃ النبویہ (۶۸۴/۱) اسد الغابۃ (ت: ۵۰۳۶) تجرید (۸۸/۲)

اسد الغابۃ (۱۷۲/۴)

۸۱۵۰ معمر بن حزم

بن یزید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار، انصاری۔ یہ ابوطوالہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن حزم جو کہ مدینہ کے قاضی تھے ان کے دادا ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عمرو بن حزم جو کہ مشہور صحابی ہیں ان کے بھائی ہیں۔ اور یہ ان دس افراد میں سے ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا۔

بقول ابن الاسکن ان کو اور ان کے دو بھائی عمر اور عمارہ کونجی علیہ السلام کی صحبت حاصل ہوئی اور اس معمر کی کوئی روایت نہیں ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ بیعت رضوان اور اس کے بعد کے اہم مواقع میں شریک رہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے محمد بن سعد سے یہی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میرا خیال ہے یہ عمرو بن حزم سے چھوٹے تھے۔

۸۱۵۱ معمر بن رباب

بن حذیفہ نجفی۔ ان کا تذکرہ وائل بن رباب کے حالات میں آئے گا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ یہ معمر بن رباب بن حذیفہ بن ہشیم بن سعید بن ہشیم قرشی، سہمی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے والد کا نام رابم تھا یا احتساب۔ یہ ہلک اور دمشق کی فتح میں شریک تھے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نام صلح نامہ میں لکھے گئے۔ عمرو بن شعیب کہتے ہیں: رباب بن حذیفہ نے شادی کی۔۔۔۔۔ پھر واقعہ ذکر کیا جو وائل کے حالات میں آئے گا۔

اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ معمر اور ان کے بھائی صحابی ہیں۔ اس لیے کہ یہ قریش میں سے ہیں اور شام کی فتح کے موقع پر یہ کامل مرد بن چکے تھے۔

۸۱۵۲ معمر بن ربیعہ

بن ہلال بن مالک، فہری۔ امام واقدی اور ابومعشر نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے فرمایا: ۳۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ابوعبیدہ بن جراح کی ہمشیرہ ان کے نکاح میں تھی۔

۸۱۵۳ معمر بن عبداللہ

بن اُبی۔ محمد کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۸۱۵۴ معمر بن عبداللہ

بن نسلہ بن نافع بن عوف بن عبید بن عوج بن عدی۔ قرشی، عدوی۔ بہت پہلے اسلام لا چکے تھے اور حبشہ و مدینہ دونوں

اسد الغابہ (ت: ۵۰۳۷) تجرید (۸۹/۲) * اسد الغابہ (۱۷۳/۴)

طبقات کبریٰ (۲۹۳/۳) * اسد الغابہ (ت: ۵۰۳۹) استیعاب (ت: ۲۴۹۶) تجرید (۸۹/۲)

المغازی (۱۵۷) * طبقات کبریٰ (۶۲۳/۳) * اسد الغابہ (ت: ۵۰۴۰) استیعاب (ت: ۲۴۹۷) تجرید (۸۹/۲)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۴۰) استیعاب (ت: ۲۴۹۷) تجرید (۸۹/۲)

ہجرتوں میں شریک تھے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی۔ اور ان سے روایت لینے والوں کے نام یہ ہیں۔ سعید بن مسیب، بشر بن سعید، عبدالرحمن بن جبیر، عبدالرحمن بن عقیبہ جو کہ ان کا آزاد کردہ غلام تھا۔

امام احمد و حاکم نے ابن جحش کے آزاد کردہ غلام ابوکثیر کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ محمد بن جحش سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دفعہ معمر کے پاس سے گزرے تو ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معمر اپنی ران کو ڈھانپ لو اس لیے کہ یہ ستر میں داخل ہے۔ *

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن قانع نے ایک دوسرے طریق سے اعرج سے تخریج کیا ہے کہ معمر بن عبداللہ بن نعلہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی ران نکلی تھی.... پھر پوری حدیث بیان کی۔ اور ابن سعد * فرماتے ہیں یہ بہت پہلے اسلام لا چکے تھے اور حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے پھر مکہ واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا اور پھر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر اصحاب سنن (سوائے امام نسائی رحمہ اللہ) نے سعید بن مسیب کے طریق سے معمر بن عبداللہ یا معمر بن عبداللہ بن نعلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے خود نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے کہ گنہگار بندہ ہی ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے۔ * بعض نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ سعید سے کہا گیا کہ آپ بھی تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: ابو معمر کا بیٹا ذخیرہ اندوزی کیا کرتا تھا۔

امام مسلم * نے بشر بن سعید کے طریق سے معمر بن عبداللہ سے تخریج کیا ہے فرمایا کہ میں نبی ﷺ کا ارشاد سنتا رہتا تھا کہ غلہ غلے کے بدلہ میں برابر سرا بر بیچا جائے.... الخ۔

زبیر کہتے ہیں محمد بن یحییٰ نے مجھے بتایا کہ محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے معمر کو اس گھر میں رہنے کی اجازت دے دی جو بازار کے عامل اور متولی کے بیٹھنے کے لیے بازار میں ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی ہو سکتا ہے یہ معمر وہی ہوں جن کا ذکر ابھی آئندہ آنے والا ہے۔

* مسند احمد (الحديث: ۲۹۰/۵) مستدرک حاکم (الحديث: ۱۸۰/۴)

معجم الکبیر (الحديث: ۲۴۶/۱۹) کنز العمال (الحديث: ۲۱۶۹۷)

* طبقات کبریٰ (۱۰۲/۴)

* مسلم کتاب المساقات باب تحریم الاحتکار (الحديث: ۱۲۹)

ابوداؤد کتاب الاجارہ باب فی النہی عن الحکرة (الحديث: ۳۴۴۷)

ترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی الاحتکار (الحديث: ۱۲۶۷)

ابن ماجہ، کتاب التجارات باب الحکرة (الحديث: ۲۱۵۴) مسند احمد (الحديث: ۴۵۴/۳)

* مسلم کتاب المساقات باب بیع الطعام مثلا بمثل (الحديث: ۹۳)



۸۱۵۵) معمر بن عبد اللہ

بن عامر بن ایاس بن غرب بن حارث بن لہر۔ قرشی، فہری۔ عمر بن شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا انہوں نے مدینہ کو اپنا مسکن بنایا اور اسی کو اپنا گھر قرار دیا۔ ابن فتحون نے اپنی مستدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اس کی طرف پچھلے نمبر میں اشارہ کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۱۵۶) معمر بن عثمان

بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ قرشی، جمہی۔ فتح مکہ کے دن خود بھی مسلمان ہوئے اور ان کا بیٹا عبد اللہ بھی۔ ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا۔

۸۱۵۷) معمر بن نضلہ

یعقوب بن محمد زہری فرماتے ہیں کہ بنو ہرہ کے آزاد کردہ غلام محمد بن ابراہیم نے ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ یزید بن ابی حبیب معمر بن نضلہ کے آزاد کردہ غلام سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نبی ﷺ کے سر مبارک کے قریب کھڑا تھا اور میرے پاس نبی ﷺ کے سر حلق کرنے کے لیے استرا تھا آپ نے ارشاد فرمایا اے معمر تجھے اللہ کے رسول نے اپنے کانوں کی لو پر قدرت و اختیار دیا ہے تو میں نے عرض کیا یہ تو اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا فضل و احسان ہے آپ نے فرمایا ہاں، پھر میں نے آپ کے سر حلق کر دیا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو معمر بن عبد اللہ بن نضلہ کے حالات میں بھی تخریج کیا ہے گویا کہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں مذکورہ روایت میں یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں درمیان سے باپ کی نسبت کو ہٹا دیا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے طریق سے ابن لہیعہ سے اس کو تخریج کیا ہے یزید بن ابی حبیب عبد الرحمن بن جبیر سے نقل کرتے ہیں۔ معمر بن عبد اللہ عدوی نے کہا کہ مجھے نبی ﷺ نے بھیجا کہ منیٰ میں سب لوگوں میں اعلان کرو کہ کوئی بھی ایام تشریق کا روزہ نہ رکھے۔ یہ روایت اس بات کی پر زور تائید کرتی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔

۸۱۵۸) معمر

ان کی کوئی نسبت نہیں ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں ان کی حدیث تخریج کی ہے اور ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کرتے ہوئے مجاہد کی روایت بیان کی ہے ضعیفی سے اور وہ معمر سے نقل کرتے ہیں۔ اور طیالسی کی کسی روایت میں ہے کہ معمر نے مجھے بتایا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ ارشاد سنا فرمایا: تم لوگ قریش کو دیکھو اور ان کی بات سنو اور ان کے کاموں کو چھوڑ دو۔

اسد الغابہ (ت: ۵۰۴۱) استیعاب (ت: ۲۴۹۸) تجرید (۸۹/۲) * استیعاب (۴۸۷/۳)

* مسند احمد (الحديث: ۲۷۳۶۸) * مسند ابوداؤد طیالسی (الحديث: ۱۱۸۵)

اس متن کی یہ سند محفوظ ہے: عن الشعبي عن عامر بن شہو۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی قصی کے طریق سے تخریج کیا ہے۔

۸۱۵۹) معن بن الاخنس السلمي

میں نے تور بن معن کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۱۶۰) معن بن حرملة

بن ہشتم ہذلی۔ ابن یونس ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حرملة بن معن کہتے ہیں، لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ یہ بھی ایک صحابی رسول ہیں اور مصر کی فتح میں شریک تھے۔

۸۱۶۱) معن بن عدی

بن جد بن عجلان، بلوی۔ انصار کے حلیف و اتحادی تھے یہ عاصم بن عدی کے بھائی ہیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے شرکاء اُحد میں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر کی وہ لمبی حدیث ذکر کی ہے جو سقیفہ کے حالات کے بارے میں ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب وہ ابو بکر صدیق اور ابو عبیدہ کے ساتھ گئے تو فرماتے ہیں کہ ہمیں دو نیک آدمی ملے۔ امام زہری فرماتے ہیں: بقول عروہ کے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ تھا اور برقانی نے اپنی روایت میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ دوسرا معن بن عدی تھا۔ پھر ہمیں یہ خبر ملی کہ لوگ نبی علیہ السلام پر رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے کاش کہ ہم نبی علیہ السلام سے پہلے مر چکے ہوتے تاکہ ہم آپ کے بعد میں آنے والے فتنوں میں نہ پڑ جائیں معن کہتے ہیں مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں آپ سے پہلے مرجاتا تاکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی ایسے ہی آپ کو سچا مانوں جیسے کہ آپ کی زندگی میں آپ کی تصدیق کرتا رہا۔ معن بن عدی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

یہ حدیث امام زہری سے عروہ سے مرسل محفوظ ہے۔ سعید بن ہاشم خزومی نے اس حدیث کو محصل بیان کیا ہے کہ امام مالک زہری سے اور وہ سالم بن عبد اللہ بن عمر سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور ابن ابی شیبہ نے بھی انہی سے تخریج کی ہے۔ اور یہ عروہ کی مرسل روایت ہے یہی بات زیادہ یقینی ہے۔ امام واقدی نے کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے کہ یہ خالد بن ولید کے ساتھ مرتدین کے خلاف جہاد و قتال میں شریک تھے اور انہوں نے ہی ان کو ہراول دستے کے طور پر دو سو شہسوار دیکر یمامہ کی طرف بھیجا تھا۔

۸۱۶۲) معن بن فضالہ

بن عبید بن ناقد، انصاری۔ بقول ابن کلبی ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا اور یہ حضرت معاویہ کی طرف سے

تجريد (۸۹/۲) اسد (ت: ۵۰۴۵) استيعاب (ت: ۲۵۰۰) تجريد (۹۰/۲)

سيرة النبوة (۴۵۶/۱) سيرة النبوة (۲۳۶/۴) اسد الغابة (۱۷۵/۴)

اسد الغابة (ت: ۵۰۴۶) تجريد (۹۰/۲)

یمن کے گورنر تھے۔

اور ان کے والد فضالہ بن عبید کا تذکرہ فاکہ تخی میں گزر چکا ہے۔

معن بن فضالہ (۸۱۶۳)

بن عمرو، غفاری۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد نعلہ بن عمرو کے حالات میں عقیب ان کی حدیث آنے والی ہے۔

معن بن یزید (۸۱۶۴)

بن افض بن حبیب بن جرہ بن زغب بن مالک بن عوف بن عصبہ بن خفاف بن امرئ القیس بن مہدیہ بن سلیم، سلمی۔ ان کا تذکرہ صحیح بخاری رحمہ اللہ شریف میں ابو جریہ جری کے طریق سے موجود ہے کہ معن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد و دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میں آپ کے پاس ایک جھگڑا لے کر گیا آپ نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا اور آپ نے ہی میری مکتبی کروائی اور پھر شادی بھی کروائی۔

ابن یونس نے ذکر کیا ہے کہ یہ مصر میں گئے۔ اور ان سے روایت لینے والے یہ حضرات ہیں ابو الجوریہ جری، سہیل بن ذراع اور قتیبہ بن رافع۔ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے پھر مصر چلے گئے وہاں سے پھر دمشق کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ۵۴ھ میں رابطہ کی چراگاہ کا جو واقعہ ضحاک بن قیس کے ساتھ ہوا اس میں یہ بھی شریک تھے۔ ایک قول کے مطابق یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے۔

لیث کے طریق سے یزید بن ابی حبیب تخریج کیا ہے فرمایا کہ معن بن یزید اور ان کا والد اور دادا غزوہ بدر میں شریک تھے۔ یہ صرف ایک قول ہے اس پر دوسری تائیدی دلیل نہیں ہے۔

بقول ابن عساکر رحمہ اللہ دمشق میں شریک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا بڑا مقام تھا۔

خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں: ان کی کنیت ابو یزید ہے اور یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔

ابوزرعدہ رضی اللہ عنہ دمشق نے شام کے بانیوں میں ان کو شمار کیا ہے اور رابطہ کے چراگاہ والے واقعہ میں شہید ہوئے۔

محمد بن سلام رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ معن بن یزید نے حضرت معاویہ سے کہا۔ کسی قریشی عورت نے آپ سے زیادہ برا آدمی نہیں جانا حضرت معاویہ نے پوچھا وہ کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس لیے کہ آپ نے لوگوں کو حکم رحمہ اللہ و بردباری کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ چاہے وہ راستوں میں بچھاڑے ہوئے ہوں۔ اور گویا کہ میں تو ان کے ساتھ آگ کی مانند تھا جو انہوں نے آپ کے علاوہ سے مانگ لی ہو۔

اسد الغابہ (ت: ۵۰۴۷) استیعاب (ت: ۲۵۰۱) (۴/۴) تجرید (۹۰/۲)

بخاری کتاب الزکاة باب اذن تصدیق علی ابنہ (الحديث: ۱۴۲۲)

معجم الکبیر (الحديث: ۴۴۰/۱۹) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۵۵/۹)

۸۱۶۵ معوذ بن الحارث الانصاری

یہ عفراء کے بیٹے ہیں صحیح بخاری میں ان کا ذکر موجود ہے۔ صالح بن عبدالرحمن بن عوف اپنے والد سے غزوہ بدر میں ابو جہل کا واقعہ نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو عفراء کے دو بیٹوں معوذؓ و معاذ نے ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ان کے بھائی کے حالات میں گزر چکا ہے۔

ابو مسلم کی کتاب السنن میں لکھتے ہیں کہ ابو عمر حنظل نے فرمایا کہ معوذ بن حارث کو جنگ بدر میں نبی ﷺ کے سامنے درست کر کے کھڑا کیا گیا۔ بقول ابن عبدالبرؒ یہ ابو جہل کو قتل کرنے والوں میں سے ہیں۔ پھر اس کے قتل کے بعد یہ جہاد میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

۸۱۶۶ معوذ بن عمرو

بن جوح بن زید بن حرام۔ انصاری، سلمیٰ۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اسی طرح ابو معشر و واقدی نے بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمرؒ ان کے معتقد ہیں۔ میں کہتا ہوں: ان کے بھائی معاذ بن عمرو بن جوح کا تذکرہ پہلے ہو چکا اسی طرح ان کے والد عمرو کا بھی تذکرہ گزر چکا ہے۔

۸۱۶۷ معیقب

ان کا نام معیقب ہے۔ یا بقول ابن شاپین بغیر دوسری یاء کے معیقب ہے۔ ابو فاطمہ دوسی کے بیٹے ہیں۔ بنو امیہ کے اتحادی تھے۔ بہت پہلے اسلام لے آئے تھے اور تمام جنگوں میں شریک رہے۔ بقول ابن شاپین: انہیں کوڑھی کا مرض تھا۔ ابن ابی داؤد سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ ذوالحج سے تعلق رکھتے تھے یا بنی سدوس سے۔ بیعت رضوان اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک رہے۔

ابن سعدؒ فرماتے ہیں۔ معیقب بن ابی فاطمہ بنو عبد شمس کے اتحادی تھے اور مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے بیت المال کے نگران تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کی انگوٹھی کی حفاظت بھی انہی کے ذمہ تھی اور حضرت عثمان کے ہی دور خلافت فوت ہو گئے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ چالیس ہجری کے بعد تک زندہ رہے۔

انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی اور ان سے روایت کرنے والے ان کے دو بیٹے محمد اور حارث۔ ان کے پوتے ایاس بن حارث اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف ہیں۔

اسد الغابہ (ت: ۵۰۴۹) استیعاب (ت: ۲۵۰۲) تجرید (۹۰/۲) سیرۃ النبویہ (۷۰۲/۱) (۷۱۰/۱)

استیعاب (۴/۴) اسد الغابہ (ت: ۵۰۵۰) استیعاب (ت: ۲۵۰۳) تجرید (۹۰/۲)

استیعاب (۴/۴) اسد الغابہ (ت: ۵۰۵۱) استیعاب (ت: ۲۵۸۸) تجرید (۹۰/۲)

اسد الغابہ (ت: ۵۰۵۱) استیعاب (ت: ۲۵۸۸) تجرید (۹۰/۲) طبقات کبریٰ (۸۶/۴)

ابو عمر * کہتے ہیں ان کوڑھ یا برص کی بیماری تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کا علاج کیا گیا یہاں تک کہ یہ ٹھیک ہو گئے۔

۸۱۶۸ معقیب بن معرض الیمامی

معرض کے تحت گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد غین

۸۱۶۹ مغفل بن ضرار الغطفانی

وہی الشراح شاعر، جن کا تذکرہ حرف شین میں ہوا ہے۔

۸۱۷۰ مغفل بن عبدنہم *

بن عقیف المرئی۔ مشہور صحابی عبد اللہ بن مغفل کے والد۔ عبد اللہ ذی الجنادین کے چچا، فتح مکہ کے سال مسلمانوں کے مکہ داخل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔ ابو جعفر طبری نے یہ بات ذکر کی ہے۔

۸۱۷۱ مغلس البکری *

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق رکنیہ بنت مغلس بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اس کی سند میں عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة انتہائی کمزور راوی ہے۔

۸۱۷۲ مغیث بن عبید البلوقی

مغیب میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۸۱۷۳ مغیث بن عمرو السملی *

مغیب میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۱۷۴ مغیث الغنوی *

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث عبد اللہ بن محمد بن یزید بن البراء الغنوی نے عن ابیہ عن جدہ عن ابیہ مغیث کی سند سے نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو میں نے آپ کے لیے ایک اونٹنی کا دودھ دوہا، مجھ سے ایک مسکین نے پینے کے لیے مانگا مجھے اس پر رحم آ گیا تو وہ دودھ میں نے اسے پلا دیا پھر جو بیچ گیا وہ آپ ﷺ کی خدمت میں لے آیا آپ نے خود بھی نوش فرمایا اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی پلایا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: مغیث، بقول بعض: مغیب کو نبی ﷺ نے کسی مہم پر روانہ فرمایا تھا۔ ان کی

* اسد الغابہ (۵۰۵۳) استیعاب (۲۵۸۹) تجرید (۹۰/۲) * اسد الغابہ (۵۰۵۴) تجرید (۹۰/۲)

* اسد الغابہ (۱۷۸/۴) تجرید (۹۱/۲) * اسد الغابہ (۵۰۵۸) استیعاب (۲۵۰۷) تجرید (۹۱/۲)

الْاَخْبَارُ فِي تَقْدِيرِ الصَّحَابَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (جلد ۱)

حدیث محمد بن یزید غنوی نے نقل کی ہے ابن مندہ نے براء کا ذکر نہیں کیا۔

۸۱۷۵ مُفِیث

بریرہ کے خاوند، ابو احمد بن جحش اسدی کے مولا۔ صحیح بخاری میں بطریق خالد الخذاء عن مکرمة ان کا ذکر ثابت ہے کہ بریرہ کے خاوند جن کا نام مغیث تھا غلام تھے ایسا لگتا ہے اب بھی میں انہیں اس کے پیچھے گھومتے، روتے دیکھ رہا ہوں۔ ان کے آنسو ان کی داڑھی پر بہہ رہے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی اس سے نفرت پر تعجب نہیں ہوتا..... حدیث بنوئی نے بطریق قتادہ عن مکرمة یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی ان کا نام آیا ہے۔ چنانچہ ترمذی بطریق سفیان ثوری عن منصور عن ابراہیم عن الاسود بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بریرہ کو خریدنا چاہا، ان کے خاوند کا نام مغیث تھا اور وہ غلام تھے تو رسول اللہ ﷺ نے (آزادی کے بعد) بریرہ کو مغیث کے ساتھ رہنے یا جدائی اختیار کرنے کا اختیار دیا تو انہوں نے جدائی کو اختیار کر لیا۔ وہ ان سے بے حد محبت کرتے تھے وہ مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سفارش کروائی تو بریرہ عرض کرنے لگیں: اللہ کے رسول! کیا آپ کا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ سفارش کرتا ہوں۔ وہ عرض کرنے لگیں: میں اسے نہیں چاہتی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس واقعے کی تفصیل حضرت بریرہ کے حالات (ت ۱۰۹۲۵ حصہ خواتین) میں ہوگی۔

۸۱۷۶ مُفِیث

مولا مالک بن اوس اسلمی، اپنے مولا کے ساتھ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۸۱۷۷ مُفِیثِ اسلمی

دوسرے ہیں۔ کنیت ابومروان تھی کئیوں میں ان کی حدیث بیان ہوگی (ت ۱۰۵۳۰ حصہ رجال)۔

۸۱۷۸ الْمَغِیْرَةُ بْنُ الْاَخْنَسِ

بن شریق النخعی بنی زہرہ کے حلیف۔ ان کے والد کے ساتھ ان کا نسب بیان ہوا ہے۔ ابو عمر نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور زبیر بن بکار کی کتاب ”الموفقیات“ میں ہے کہ مغیرہ بن اخنس نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جھوکی تو منذر بن زبیر نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے پاؤں پر تلوار ماری۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کھڑے ہو کر خطاب کیا..... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ مرزبانی کا قول ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”یوم الدار“ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ وہی کہتے ہیں: ص

اسد الغابہ (۵۰۵۵) تجرید (۹۰/۲) * اسد الغابہ (۵۰۵۵) تجرید (۹۰/۲)

بخاری کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج بریرہ (۵۲۸۳)

اسد الغابہ (۵۰۵۹) استیعاب (۲۵۰۸) تجرید (۹۱/۲)

اسد الغابہ (۵۰۶۱) استیعاب (۲۵۱۰) تجرید (۹۱/۲)

”مجھے سیلاب کی طرح وہ غارت گری بھولی نہیں جس کا اعداد و شمار رات تک نہیں ختم ہوتا تھا۔“

۸۱۷۹ المغیرہ بن الحارث

بن عبدالمطلب۔ البوسفیان ہاشمی۔ چونکہ یہ کنیت سے مشہور ہیں اس لئے وہاں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۸۱۸۰ المغیرہ بن الحارث

بن عبدالمطلب۔ بقول ابو عمر صحابی ہیں، صحیح قول کے مطابق البوسفیان بن حارث کے بھائی ہیں۔ بقول: البوسفیان ہی مغیرہ ہیں، جو صحیح نہیں۔ ابن الاثیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اہل نسب جیسے زبیر، ابن کلبی وغیرہ ہیں انہوں نے جرم و یقین سے لکھا ہے کہ البوسفیان کا نام مغیرہ ہے۔ انہوں نے ان کا مغیرہ نامی کوئی بھائی ذکر نہیں کیا۔ جس کی کنیت البوسفیان ہو، اور یہی بات بغوی نے اعتماد سے نقل ہے کہ البوسفیان کا نام مغیرہ بن حارث ہے۔ واللہ اعلم

۸۱۸۱ المغیرہ بن زویبہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور بطریق سلمہ بن صالح عن ابی اسحاق بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بطحاء میں دو کعتیں پڑھا کرو۔“ ابن فتون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ احتمال ہے یہ عمارہ بن زویبہ کے بھائی ہیں۔

۸۱۸۲ المغیرہ بن شعبہ

بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قیس ثقفی۔ ابوعیسیٰ یا ابو محمد۔ بقول طبری: ابو عبد اللہ کنیت کرتے تھے۔ لکھتے ہیں: گھنے بدن والے، موٹے بازوؤں، کشادہ سینے والے، سرخ گھنگھر یا لے بالوں والے تھے جن میں مانگ نہیں نکالتے تھے۔ عمرۃ الحمد یہیہ سے پہلے اسلام لائے۔ اس میں اور بیعت رضوان میں شرکت کی جس میں ان کا ذکر ہے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کی اولاد میں سے عروہ، عتار، حمزہ اور ان کا مولا روایت کرتا ہے۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے ان کے والد کا چچا زاد بھائی حسن بن حبہ اور صحابہ جن ﷺ میں سے مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں۔ اور خضر مین اور ان کے بعد والے لوگوں میں سے قیس بن ابی حازم، مسروق، قبیصہ بن ذویب، نافع بن جبیر، بکر بن عبد اللہ المزنی، اسود بن ہلال، زیادہ بن علاقہ اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد لکھتے ہیں: انہیں مغیرہ الرائے کہا جاتا تھا۔ جنگ یمامہ، فتوحات شام و عراق میں شریک ہوئے۔ ضعیف فرماتے ہیں: عرب کے زیرک و ہوشیار افراد میں سے تھے۔ یہی زہری کا قول ہے۔ قبیصہ بن جابر کا قول ہے: میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ ان کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ایسا شہر ہوتا جس کے آٹھ دروازے ہوتے اور ان میں سے ایک دروازے سے حیلہ بازی

اسد الغابہ (۵۰۶۱) استیعاب (۲۵۱۰) تجرید (۹۱/۲) تجرید (۹۲/۲)

مشکاة المصابیح (۵۶۶۵) اسد الغابہ (۵۰۶۴) استیعاب (۲۵۱۲) تجرید (۹۱/۲)

السيرة النبوية (۳۱۳/۱) الطبقات الكبرى (۲۸۴/۲)

الاصحاب في عصر الفتن (الرد) (جلد ۱)

۹۸

سے باہر نکلا جاتا تو مغیرہ اس سے سارے دروازوں سے نقل کر دکھا دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر بنایا پھر انہوں نے ميسان، ہمدان اور کئی علاقے فتح کیے یہاں تک کہ جب ان کے خلاف حضرت ابوبکرہ اور ان کے ساتھیوں نے گواہی دی تو انہیں معزول کر دیا۔ *

بغوی کا قول ہے: انہوں نے بصرہ میں سب سے پہلے دیوان (رجسٹریشن) مقرر کیا۔ ابن حبان لکھتے ہیں: سب سے پہلے ان کے لیے گورنری کو تسلیم کیا گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں برقرار رکھا۔ پھر انہیں معزول کر دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو جنگوں سے کنارہ کش رہے۔ بعد میں حکمین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ پھر جب سب لوگوں نے امیر معاویہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تو ان سے بیعت کر لی تو انہوں نے انہیں بعد میں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ جس پر تادم زیست براجمان رہے اور اکثر کے نزدیک پچاس ۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ جس پر خطیب نے اجماع نقل کیا ہے۔ بقول بعض: ایک سال پہلے اور ایک قول کے مطابق ایک سال بعد فوت ہوئے۔

طبری لکھتے ہیں: وہ جس مشکل میں پڑے اس کا حل تلاش کر لیتے اور جو دو کام ان پر مشتبہ یا گنڈھ ہو جاتے تو ایک میں اپنی رائے ظاہر کر دیتے۔ طبری ہی کا قول ہے: وہ طائف میں ثقیف کا بت گرانے میں ابوسفیان (مضر بن حرب امیر معاویہ کے والد) کے ساتھ تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل النجیر کی جانب بھیجا تھا، جنگ یرموک میں ان کی آکھ شہید ہوئی۔ پھر رستم کی جانب حضرت سعد کے قاصد بن کر گئے۔ صحیح بخاری رضی اللہ عنہ میں اہل قارہ کی جنگ میں نعمان بن مقرن کے واقعہ میں ان کا ذکر ہے کہ یہ نعمان بن مقرن کی طرف سے امری اٹھیس کی جانب اپنی بن کر گئے اور ان فتوحات میں شریک ہوئے۔ عبید اللہ بن بدیل بن ورقاء کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بغوی کی روایت ہے مطلب بن حطب کا قول ہے: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے (بطور مزاح) فرمایا: میں وہ شخص ہوں جس نے سب سے پہلے اسلام میں رشوت دی، میں یرفاء دربان عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا (یرفاء کے حالات کے لیے دیکھیں عنوان نمبر ۹۳۹)۔ میں نے اس سے کہا: میرا یہ عمامہ (چڑی) لے کر باندھ لو میرے پاس دوسرا ہے۔ وہ چونکہ مجھ سے مانوس تھا اس لیے مجھے دروازے کی اندرونی جانب بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔ چنانچہ میں آکر دوپہر کے وقت اندرونی جانب بیٹھ جاتا، ہر گزرنے والا یہ سمجھتا وہ مغیرہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں بڑا مقام ہے وہ ایسے وقت آتا ہے جس میں کوئی اور نہیں آتا۔ بغوی نے بطریق زید بن اسلم روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی۔ آپ نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابویسی۔ آپ نے فرمایا: ابویسی کون ہے؟ کہا: مغیرہ بن شعبہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلا عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ کنیت رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی ﷺ تو مغفور و معصوم ہیں، ہمیں پتہ ہے ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ اور ان کی کنیت ابوعبداللہ رکھ دی۔

اور بغوی نے بطریق ہشام بن سعد بن زید بن اسلم عن امیر روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو بحرین کا گورنر بنایا تو وہاں کے لوگوں نے انہیں ناپسند سمجھا اور آپ سے شکایت کر دی۔ آپ نے انہیں معزول کر دیا۔ انہیں یہ خطرہ ہوا کہ کہیں واپس نہ

آجائیں۔ اس لیے ایک سوداگر کے پاس ایک لاکھ جمع کرادیے، سوداگر نے وہ ایک لاکھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کر دیے اور کہنے لگا: یہ مغیرہ کی خیانت کا مال ہے، جو انہوں نے میرے پاس امانت رکھے تھے۔ آپ نے انہیں بلا بھیجا اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: یہ جھوٹ کہتا ہے۔ وہ تو دو لاکھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے کہا: میرے اہل و عیال زیادہ تھے۔ سوداگر کو بڑی پشیمانی ہوئی۔ اس نے قسمیں کھائیں اور یقین سے کہنے لگا: انہوں نے میرے پاس کوئی تھوڑا بہت مال نہیں رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ سے کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: اس نے میرے ذمہ جھوٹ گھڑا تو میں نے بھی چاہا کہ اسے رسوا کروں۔

ابن شاہین نے بطریق کثیر بن زید عن المطلب جو ابن حطب ہیں۔ روایت کی ہے حضرت مغیرہ نے فرمایا: میں آتا اور آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت لینے کے لیے بیٹھ جاتا۔ ایک دفعہ میں نے یرقاء دربان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا یہ عمامہ لے لو اور اسے باندھ لو۔ کیونکہ میرے پاس دوسرا ہے تو وہ مجھے دروازے کے اندر بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔ ابن سعد لکھتے ہیں، آپ طویل اور یک چشم گل تھے۔ جنگ یرموک میں ان کی آنکھ شہید ہوئی۔ سرخ بال، دونوں ہونٹ سکرے ہوئے تھے۔ سر بڑا تھا، مونے بازو تھے، سینہ چوڑا تھا، آپ کو مغیرہ الرائے کہا جاتا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ابو نعیم عن زکریا عن العفی روایت کرتے ہیں: چون ۵۴ھ رجب بدھ کے دن سورج گرہن ہوا، تو مغیرہ کھڑے ہوئے، میں وہاں موجود تھا.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا، جبکہ درست انچاس ۴۹ھ ہے۔

۸۱۸۳ مغیرہ بن نوفل

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی۔ بقول ابو نعیم: ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے۔ بقول بعض: ہجرت سے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق علی بن عیسیٰ ہاشمی عن سلیمان بن نوفل عن عبد الملک بن نوفل بن مغیرہ بن نوفل عن ابیہ عن جدہ المغیرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو انصاف کی تعریف اور ظلم کی مذمت نہ کرے تو (گویا) اس نے اللہ تعالیٰ کو بڑائی کے لیے لکارا ہے۔“ بقول ابن شاہین: غریب حدیث ہے مجھے اس کے علاوہ مغیرہ کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابو احمد عسکری نے یقین سے لکھا ہے: یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن حبان ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کی بات رائج ہے اور یہ حدیث ثابت نہیں۔ یہ مغیرہ خلافت عثمانی میں مدینہ کے قاضی تھے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی جنگی مہمات میں شریک ہوئے۔ انہوں نے بنی امیہ ہم یہ چادر ڈالی تھی جب اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا تھا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور زمین پر گرا کر اس سے تلوار چھین لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات تک اسے قید رکھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: امیر معاویہ نے امامہ بنت ابی العاص بن الربیع کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اپنا اختیار مغیرہ بن نوفل کو دے دیا جب انہیں پوری طرح بھروسہ ہو گیا تو اپنے ساتھ ان کی

التاریخ الكبير (۳۱۶/۴) * اسد الغابہ (۵۰۶۵) استیعاب (۲۵۱۳) تجرید (۹۱/۲)

* استیعاب (۹/۴) * جامع المسانید (۵/۱۲) اسد الغابہ (۱۸۲/۴)

* جامع المسانید (۵/۱۲) اسد الغابہ (۱۸۲/۴)

شادی کر لی۔ چنانچہ پھر انہی کے ہاں وہ فوت ہوئیں۔

۸۱۸۳ مفیرہ المخزومی

عہد نبی ﷺ میں فوت ہوئے۔ ان کے عقد میں بنت عائد بن نعیم بن عبد اللہ بن خزام عدویہ تھیں تو ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ طلب کرنے آئیں کہ ان کی بیٹی (جو ایام بیوگی، عدت گزار رہی ہے) کی آنکھوں میں تکلیف ہے، کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ وہ حدیث صحیحین میں حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ صرف اس میں خاوند کا نام نہیں، نہ فتویٰ طلب کرنے والی خاتون اور نہ اس کی بیٹی کا تذکرہ ہے۔ ابن وہب نے اپنے مؤطا میں اس خاتون کا نام لیا ہے کہ ابن لہیعہ عن محمد بن عبد الرحمن عن القاسم بن محمد عن زینب بنت ابی اسامہ کی سند سے بیان کیا کہ ان کی والدہ نے انہیں یہ روایت بیان کی۔ اس روایت کو قاضی اسماعیل نے ”احکام القرآن“ میں عن ابی ثابت عن ابن وہب انہی الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۱۸۵ المقرب

وہی اسود بن ربیعہ جن کا تذکرہ پہلے ہوا ہے۔

باب میم کے بعد قاف

۸۱۸۶ المقداد بن الاسود الکندی

ابن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن عامر بن مطرود البہرائی۔ بقول بعض: الحضرمی۔ ابن کلبی کا قول ہے: عمرو بن ثعلبہ سے اپنی قوم کا کوئی خون ہو گیا تھا تو وہ حضرموت پناہ گزیں ہو گئے۔ وہاں کندہ سے معاہدہ حلف کر لیا، جس کی بنا پر انہیں کندی کہا جانے لگا۔ وہیں ایک خاتون سے شادی کر لی جس سے مقداد پیدا ہوئے۔ جب مقداد جوان ہوئے تو ان میں اور ابو شمر بن حجر کندی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ انہوں نے اس کا پاؤں تلوار سے کاٹ دیا اور مکہ بھاگ آئے۔ یہاں اسود بن عبد یغوث زہریؒ کے حلیف بن گئے۔ اور اپنے والد کو خط بھیجا تو وہ بھی آ گئے۔ اسود نے مقداد کو بیٹا بنا لیا تھا جس کی وجہ سے انہیں مقداد بن الاسود کہا جانے لگا، اور یہی ان کا نام مشہور ہو گیا۔ پھر جب یہ آیت ﴿ان کواپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو﴾ نازل ہوئی تو انہیں مقداد بن عمرو کہا جاتا، لیکن شہرت ابن الاسود سے تھی۔ مقداد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الاسود تھی، بقول بعض: ابو عمر یا ابو سعید کنیت تھی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب نبی ﷺ کی چچا زاد بہن سے شادی کی، دو بھرتیں کیں، بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ بدر کے روز صرف وہی گھڑ سوار تھے یہاں تک کہ ان کے علاوہ کسی کا بدر میں گھڑ سوار ہونا ثابت نہیں۔

زر بن حمیش رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: سب سے پہلے سات افراد نے اسلام ظاہر کیا، ان میں ان کا نام بھی لیا۔ مخارق بن طارق، بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ میں مقداد کے پاس تھا مجھے ان کی

اسد الغابہ (۵۰۵۹) استیعاب (۲۵۹۰) تجوید (۹۲/۲)

المعجم الكبير (۵۵۸/۲۰) مجمع الزوائد (۳۰۷/۹) سورة الاحزاب آیت (۵)

الکتاب فی تفسیر القرآن (جلد ۱۰)

جگہ ہونا اس کے برابر کی چیزوں سے زیادہ پسند تھا۔ بغوی روایت کرتے ہیں: سب سے پہلے مقداد نے گھوڑے پر بیٹھ کر اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ کریمہ بنت مقداد بحوالہ اپنے والد روایت کرتی ہیں ”میں اپنے گھوڑے سب پر بیٹھ کر بدر میں شریک ہوا۔“ اور بطریق یعقوب بن سلیمان ثابت بنانی سے مروی ہے کہ مقداد اور عبدالرحمن بن عوف دونوں بیٹھے ہوئے تھے، تو مالک ان سے کہنے لگے: تم شادی نہیں کرتے؟ انہوں نے کہہ دیا: تم اپنی بیٹی کا رشتہ مجھے دے دو۔ جس پر عبدالرحمن غصے میں آگئے اور انہیں سخت ست کہا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی شکایت کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری شادی کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی چچا زاد بھاء بنت زبیر بن عبدالمطلب سے ان کی شادی کر دی۔

مدائنی سے مروی ہے: مقداد دراز قد، گندم گوں، گھنے بالوں، سرنگیں آنکھوں والے تھے۔ داڑھی پر زرد خضاب لگاتے۔
 یعقوب بن حقیان اور ابن شاپین ان کے طریق کریمہ بنت مقداد تک کی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ مقداد بڑے شکم والے تھے، ان کا ایک رومی خادم تھا وہ کہنے لگا: میں آپ کا پیٹ چاک کر کے اس میں سے چربی نکال دوں تاکہ یہ ہلکا ہو جائے؟ چنانچہ اس نے آپ کا پیٹ چاک کر کے دوبارہ سی دیا جس سے حضرت مقداد فوت ہو گئے۔ تو غلام بھاگ گیا۔

ابوربیعہ الایادی عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ نبی ﷺ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ علی والمقداد ابوذر اور سلمان فارسی۔
 ترمذی، ابن ماجہ اس کی سند حسن ہے۔ حضرت مقداد نے نبی ﷺ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے حضرت علی، انس، عبید اللہ بن عدی بن الحیار، ہمام بن حارث، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ وغیرہ حضرات روایت کرتے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال خلافت عثمانی میں ۳۳ھ میں ہوا۔ اس وقت ستر برس کا سن تھا۔

۸۱۸۶ المقداد بن معدیکرب

بن عمرو بن یزید بن معدیکرب۔ ابوکریم بقول بعض: ابو یحییٰ کنیت تھی۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا۔ اور آپ سے چند ایک احادیث روایت کیں۔ حضرت خالد بن الولید، معاذ ابوالیوب سے بھی روایت کی ہے۔ حمص فروکش ہوئے۔ ان سے ان کا بیٹا یحییٰ، پوتا صالح بن یحییٰ، خالد بن معدان، حبیب بن عبید، یحییٰ بن جابر طائی، شعبی، شریح بن عبید اور عبدالرحمن بن ابی عوف وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد اہل شام کے چوتھے طبقے میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ اکانوے (۹۱) کا سن تھا۔
 عثمان کا قول ہے: ۸۳ھ۔ بقول بعض: ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ بغوی کی بطریق ابی یحییٰ سلیم کلاعی کی روایت ہے کہ ہم نے مقداد بن معدیکرب سے کہا: ابوکریم! لوگوں کا گمان ہے آپ نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ ایک دفعہ میں اپنے چچا کے ساتھ جا رہا تھا آپ نے پیار سے میرے کان کی لو پکڑی، پھر میرے چچا

المعجم الكبير (۲۰/۲۲۵) * اسد الغابہ (۴/۱۸۴)

ترمذی کتاب المناقب (۳۷۱۸) ابن ماجہ المقدمة (۱۴۹) المستدرک (۳/۱۳۰)

اسد الغابہ (۵۰۷۰) استیعاب (۲۵۹۱) تجرید (۲/۹۲)

المعجم الكبير (۲۰/۲۲۲) جامع المسانید (۱۲/۲۹) اسد الغابہ (۴/۱۸۶)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

۱۰۲

سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ اسے یاد رکھے گا؟ میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”قیامت کے دن ناقم بنچے سے لے کر بوڑھے کھوٹ تک کی عمر کے لوگوں کو تیس (۳۰) سالہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ان میں سے ایمان والے حضرت آدم علیہ السلام کے قد والے ہوں گے۔“ (الحديث) * اور بطریق شعی عن المقداد ابی کریم (جو ایک صحابی رسول ﷺ ہیں) مروی ہے۔

۸۱۸۸ مقسم بن بجرہ *

ابن حارثہ بن قُحَیْرہ الکندی ثم التُجیبی النخعی۔ البوسید بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حیات نبی ﷺ میں اسلام لائے اور یمن میں حضرت معاذ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ اور زیاد بن لبید کے ساتھ مرتدوں سے شریک کارزار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی ہے پھر بطریق علی بن رباح روایت کی ہے۔ فرمایا: ہم لوگ غزوہ بخryn میں تھے۔ فضالہ بن عبید ہمارے امیر تھے۔ میں دشمن کے لیے بددعا کرنے لگا: ”اے اللہ! انہیں ہلاک کر، ان کی جزا کاٹ دے۔“ تو مقسم بن بجرہ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا: ارے ناداں یوں کہو: اے اللہ! ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما، اگر یہ ہی نہ رہے تو ہمیں مال غنیمت کہاں سے ملے گا؟

۸۱۸۹ مقسم الفارسی

طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں۔

۸۱۹۰ مقسم (دوسرے) معتب میں تذکرہ ہوا ہے۔

۸۱۹۱ المقنع بن الحصین التیمی *

بصرہ فروش ہونے والے۔ مسند حمی بن خالد میں ان کی ایک حدیث ذکر کی گئی ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ المقنع ہیں جن کا تذکرہ ہوتا ہے۔

۸۱۹۲ المقنع (دوسرے)

یہ سلمیٰ ہیں۔ بنی سلیم کے وفد میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جن پر عباس بن مرداس اپنے قصیدے میں فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ط

”اس وفد جیسا کوئی وفد نہیں جس نے محمد ﷺ کی رسی جوڑنے والی نہیں کے ساتھ ہماری ڈوری باندھی۔ ایسا وفد جن میں ابوقطن خزاعہ، ابوالغیوث، واسع اور مقنع شامل ہیں۔“

۸۱۹۳ المقنع

از بنی ضرار بن غوث بن عوف بن مالک بن سلامان بن سعد ہذیم۔ ابن کلبی ان کے بیٹے طارق بن المقنع کے حالات میں

فرماتے ہیں: جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو انہوں نے آپ کا مرثیہ کہا۔ لکھتے ہیں: ان کے آباء و اجداد میں بعض افراد نبی ﷺ کے ساتھ معرکوں میں شریک ہوئے ان کا شمار انصار میں ہوتا ہے۔

باب میم کے بعد کاف

۸۱۹۴ مکحول (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

ابن اسحاق نے سیرت میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اپنی رضاعی (دودھ شریک) بہن الشیماء کو ہبہ کر دیا۔ ساتھ ایک باندی بھی تھی۔ انہوں نے اس لڑکی سے ان کی شادی کر دی۔ پھر ان کی نسل میں سے اولاد باقی رہی۔ واللہ اعلم!

۸۱۹۵ مکحول (دوسرے)

مقاتل نے اپنی تفسیر میں گمان ظاہر کیا ہے کہ یہ نجاشی کا نام ہے اور دیگر حضرات نے یہ ممکن قرار دیا ہے کہ ان کے بیٹے کا نام ہو جنہوں نے ہجرت کی تھی۔

۸۱۹۶ مکرز بن حفص

بن الاخيف ابن علقمة بن عبدالمبارک بن معاذ بن عمرو بن لؤی قرشی عامری۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں، کسی اور نے یہ بات نہیں کہی۔ مغازی ابن اسحاق اور واقدی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یہ وہی ہیں جو بدر کے روز سہیل بن عمرو کا فدیہ دینے آئے تھے۔ مرزبانی * نے ”معجم الشعراء“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں بتایا ہے کہ جاہلیت کے زمانے کے ہیں۔ جس کا مطلب ہے وہ اسلام نہیں لائے۔ ورنہ ان کے بارے میں اتنا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے دور اسلام پایا ہے اور ہجرت کے بعد مدینہ آئے۔ جب سہیل بن عمرو کو بدر کے دن قید کر لیا گیا تھا۔ یہ ان کا فدیہ دینے آئے تھے، جس کے بارے میں کہتے ہیں: ح

”ایسے نوجوان کی قید سے رہائی کے لیے عمدہ اونٹ آنے والے ہیں جن کے خالص پن تک ان کے عرب ہی پہنچ سکتے ہیں نہ کہ موالیٰ۔“

میں نے ان کے بیٹوں سے کہا: سہیل ہمارا بہترین آدمی ہے، تم انہیں لے جاؤ یہاں تک کہ تمنا میں پھیر دو۔ پھر ان کا وہ واقعہ نقل کیا جس میں انہوں نے عامر بن الملوح کو قتل کیا جب عامر نے کمرز کے خاندان کا ایک آدمی مار دیا تھا۔ زیر بن بکار نے ان کا وہ واقعہ نقل کیا ہے جس میں سہیل بن عمرو کا فدیہ دیا تھا کہ وہ مدینہ آ کر کہنے لگے: اس کی جگہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو یہاں تک کہ فدیہ کا مال پہنچ جائے، اور یہ دو شعر کہے۔ بخاری میں صلح حدیبیہ کے موقع میں بھی ان کا ذکر ہے۔

۸۱۹۷ مُکْرَمُ الْغَفَارِي

ابن مندہ کی روایت ہے کہ غفار کا ایک منصف نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا، آپ نے فرمایا: ”تمہارا کیا نام ہے؟“ اس نے کہا: مہان (ذلیل)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں بلکہ تم مکرّم (عزت مند) ہو۔“ ابن مندہ کی روایت میں مہران لکھا اور ابو نعیم نے اسے درست کیا ہے کہ مہان ہے واقعی یہی بات ہے۔

۸۱۹۸ مُکْرَمُ (دوسرے)

اور قرظی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ نبی ﷺ کی ملاقات قبیلہ اسلم کے دو آدمیوں سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا: تم دونوں کون ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم مہانان (دو ذلیل آدمی) ہیں۔ آپ نے فرمایا: جیس! بلکہ تم مکرّم مان ہو (یعنی عزت والے ہو)۔

۸۱۹۹ مُکْرَمُ (دوسرے)

سابقہ شخصیت کے دوست ہیں۔

۸۲۰۰ مکنف بن زید الخیل الطائی

ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ بقول ابن حبان: بھائیوں میں سب سے بڑے تھے، انہیں کے نام پر ان کے والد کی کنیت تھی۔ اسلام لائے تو اسلام خوب نکھرا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مرتدوں کی سرکوبی میں شریک ہوئے۔ مغازی میں واقدی فرماتے ہیں: زید الخیل قبیلہ طے سے اور اسی طرح عدی بن حاتم اس سے تعلق رکھتے تھے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد عدی اسلام پر ثابت قدم رہے۔ بغوی حریث بن زید الخیل کے حالات میں لکھتے ہیں۔ انہیں حارث بھی کہا جاتا تھا یہ اور ان کے بھائی مکنف اسلام لائے اور نبی ﷺ سے فیضیاب ہوئے۔ بعد میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ مرتدوں سے مخاذ آرائی میں شرکت کی، پھر مکنف کا علیحدہ عنوان نہیں قائم کیا۔ جس کی بنا پر ابن فتنون نے اپنے استدراک میں، طبری اور دارقطنی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی کتاب الرّدّة میں لکھتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اسلام پر قائم رہے اور بنی اسد جب طلحہ کے ساتھ ارتداد کی نذر ہوئے تو انہوں نے ان سے جنگ کی، جس کے بارے میں اشعار کہتے ہیں: حُرّ

”یہ لوگ گمراہ ہوئے اور طلحہ نے انہیں منیٰ میں جھوٹ سے دھوکا دیا، اور ہمارے رب کا داعی (سیدنا محمد ﷺ) جھوٹ نہیں بولتا۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو بھاگ نکلے، ہماری کتاب قضاء کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے رب کی طرف بلائی اور رغبت دلاتی ہے، نیز ان لوگوں کو اچھال رہے تھے اور جس طرف وہ منہ کرتے ہم ان کا تعاقب کرتے۔“

اسد الغابہ (۵۰۷۵) تجرید (۹۳/۲) اسد الغابہ (۱۸۸/۴)

المصنف لابن ابی شیبہ (۱۱۴/۱۵) (۱۱۵/۱۵) اسد الغابہ (۵۰۷۸) تجرید (۹۲/۲)

جامع المسانید (۵۵/۱۲) اسد الغابہ (۱۸۸/۴)

۸۲۰۱ مکنف (دوسرے)

ابو عمرؒ نے عن عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم عن مکنف الحارثی روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے حبیبہ بن مسعود کو تیس دس (خاص بیانا) کھجوریں دیں۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق ابن اسحاقؒ عن عبد اللہ بن ابی بکر ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۰۲ مُکِنْتَل

بقول بعض: مُکِنْتَل الملبی۔ مغازی میں ابن اسحاقؒ کا قول ہے: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ میں نے زیاد بن ضمیرہ بن سعد اسلمی کو بحوالہ عروہ بن زبیر بیان کرتے سنا کہ مجھ سے میرے والد اور میرے نانا نے بیان کیا اور یہ دونوں حضرات حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے، اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن آپ کے پاس جانے لگے۔ عیینہ بن حصن ان دنوں عامر بن الاضبط (جن کا قتل ہوا تھا) کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اقرع محل بن جثامہ قاتل کا دفاع کر رہے تھے۔ اتنے میں مکینل نامی شخص جو پورے مجمع میں سے کوتاہ قد تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا: ”آج آپ ایک قانون بنائیں گے اور کل اسے تبدیل کر دیں گے۔“ یہاں تک کہ اس نے کہا یہ لوگ دیت قبول کر لیں..... (حدیث) عامر بن الاضبط کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن ہشام کی زیادہ لبرکاتی سے مروی روایت میں ہے ”مکیر“ بغوی نے اسی طرح بطریق عبد الرحمن بن ابی الزناد عن عبد الرحمن بن الحارث عن محمد بن جعفر، اس سے مکمل سیاق کے ساتھ نقل کیا ہے۔

باب میم کے بعد لام

۸۲۰۳ ملاعب الاستہ

مالک بن عامر، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۲۰۴ ملکان بن عبدة انصاریؒ

واقدی اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن ہشام نے ان کا نام ملکو بن عبدة بتایا ہے اور ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں نبی ﷺ نے خیر سے تیس (۳۰) دس کھجوریں دی تھیں۔

اسد الغابہ (۵۰۷۷) استیعاب (۲۵۱۳) تجرید (۹۳/۲) استیعاب (۴۵/۴)

جامع المسانید (۵۵/۱۲) اسد الغابہ (۱۸۸/۴) السيرة النبوية (۲۷۱، ۲۷۰/۳)

اسد الغابہ (۵۰۷۹) تجرید (۹۳/۲) السيرة النبوية (۲۰۸/۴) (۲۰۷/۴)

ابودلود کتاب الديات باب الامام يأمر بالعمو فی الدم (۴۵۰۳) ابن ماجہ (۲۶۲۵) مسند احمد (۱۰/۶)

السنن الکبریٰ (۱۱۶/۹) بخاری فی التاريخ الکبیر (۳۴۱/۴) (۳۴۲/۴)

اسد الغابہ (۵۰۸۴) تجرید (۹۳/۲) السيرة النبوية (۳۵۲/۲)

۸۲۰۵ مُنْبِل

ابن وبرة بن خالد بن العجلان انصاری۔ ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کے دادا کی نسبت سے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم کے بعد نون

۸۲۰۶ المنبث الثقی

مولا عمر بن معتب۔ ابن اسحاق سیرت میں فرماتے ہیں مجھ سے کسی آدمی نے بحوالہ ابن المنکدر بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو منبث آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ وہ آل عثمان بن عامر بن معتب کے مولا تھے۔

۸۲۰۷ المنبث (دوسرے)

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جو ابوداؤد نے کتاب الکئی میں عن محمد بن اسماعیل بن سالم عن محمد بن فضیل وکیع عن ہشام بن عروہ عن ابیہ بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے کہ نبی ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جسے مضطج کہا جاتا تھا۔ تو آپ نے اس کا نام منبث رکھ دیا۔ (مضطج کا معنی لیٹنے والا، یعنی ست اور منبث کا معنی اٹھنے والا یعنی چست) اسے عمر بن عبداللہ بن یزید عن عیینہ عن ہشام عن ابیہ مرسل نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن شاپین نے بطریق اسماعیل بن عیاش عن ہشام ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ بارے نام کو اچھے نام میں تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ پھر اس کا ذکر کیا۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید انصاری عن سعید بن المسیب سے مروی ہے۔ ابوداؤد نے سنن میں باب الاسماء سے کتاب الادب میں تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ نبی ﷺ نے مضطج کا نام تبدیل کر کے منبث رکھ دیا۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ مذکورہ شخص پہلے والے ہوں۔ کیونکہ ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ ابن کلیبی کی کتاب الانساب میں، المنبث بن عمرو بن ربیعہ بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب لکھا ہے، اس کے علاوہ ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا لہذا احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

۸۲۰۸ المنتج النجدی

ابوسعید نقاش نے اور ابوموسیٰ نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور مجہول سند جو عبداللہ بن ہشام عن ابی حنہ الرقی بحوالہ ان کے دادا المنتج النجدی تک منتهی ہوتی ہے۔ ان کا تعلق اہل نجد سے تھا اور ایک سو بیس (۱۲۰) سال ان کی عمر ہو گئی تھی۔ وہ کہتے

اسد الغابہ (۵۰۸۶) استیعاب (۲۵۹۲) تجرید (۹۶/۲)

ابوداؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح (۴۹۵۶)

اسد الغابہ (۵۰۸۷) تجرید (۹۶/۲)

اسد الغابہ (۵۰۹۰) تجرید (۹۶/۲)

الْاِسْتِغْنَاءُ فِي تَقْبِضِ الْيَدَيْنِ (الْمَدِينَةُ)

ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ صبح کے وقت اپنا دامن سینٹا سب سے پہلے جو چیز ملے اسے کھا لینا اور دوسری دفن کر دینا..... (حدیث) * ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں اسی اسناد کے ساتھ ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۸۲۰۹ المنتذر *

رشاطی نے نقل کیا ہے، بقول بعض: تصغیر کا میندہ ہے جیسا کہ تذکرہ ہوتا ہے کہ ابن مندہ کی کتاب میں دونوں طرح ہے۔

۸۲۱۰ المنتشر بن الاجدع الہمدانی *

مسروق کے بھائی۔ بقول بغوی: مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں؟ البتہ ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کی بیعت کا طریقہ یہ تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی ”جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں“ * اللہ اور حق کے لیے بیعت کرتا ہوں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اس طرح تھی میں جب تک اللہ کا اطاعت گزار رہا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو۔ اور حضرت عمر اور بعد کے لوگوں کی بیعت نبی ﷺ کی بیعت کی طرح تھی۔ * ابن ابی حاتم * لکھتے ہیں: میں نے ابومعشر سے پوچھا: کیا المنتشر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں معلوم۔

۸۲۱۱ المنتفق *

بقول ابن شاہین بحوالہ ابن ابی داؤد یہ الورز بن العقیلی ہیں۔ ان کا تعاقب ہوا کہ ابورزین کا نام تو لفظ ہے جیسا کہ کنتوں میں بیان ہوگا۔ ایک اور حدیث میں عن المنفق یا ابن المنفق مروی ہے۔ عبد اللہ بن المنفق میں اس پہ تنبیہ ہو چکی ہے۔

۸۲۱۲ منجاب بن راشد *

بن اصرم بن عبد اللہ بن زیاد الصمی، کوفہ فروکش ہوئے۔ ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سیف بن عمر بحوالہ منجاب بن راشد روایت کی ہے کہ جب تک کے سال ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا تو ہم لوگ جب تک کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے پاس حمیم، رباب اور ان جیسے دوسرے قبیلے جمع ہو گئے، ہم لوگوں میں سے چوتھائی تھے اور سب لوگ تعداد میں اڑتالیس (۳۸) ہزار تھے۔

الدارقطنی لکھتے ہیں: منجاب کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے ان کے بیٹے ہم بن منجاب کے علاوہ کسی نے روایت کی ہو۔ ابوموسیٰ ”ذیل“ میں لکھتے ہیں: کوفہ کے معزز افراد میں سے تھے۔

* الدر المنثور (۱۸۶/۶) حلیۃ الاولیاء (۴۸/۳) جامع المسانید (۵۹، ۵۸/۱۲)

* اسد الغابہ (۵۰۹۱) تجرید (۹۶/۸) * اسد الغابہ (۵۰۹۲) استیعاب (۲۵۹۸) تجرید (۹۴/۸)

* سورة الفتح آیت (۱۰) * جامع المسانید (۶۱/۱۲) * الجرح والتعديل (۴۲۸/۸)

* اسد الغابہ (۵۰۹۴) تجرید (۹۴/۲)

۸۲۱۳ منجاب بن راشد الناجی

ابوالحسن المدائنی اور سیف بن عمر نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خلافت عثمانی میں فارس کے ضلع کے گورنر تھے اور نبی ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ آپ پر ایمان لانے والوں میں یہ اور ان کے بھائی حارث شامل ہیں۔ دونوں عثمانی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھاگ گئے۔ حارث نے تو زمین میں فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جس نے بنی ناجیہ پر حملہ کر دیا اس کی کچھ تفصیل حارث کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۸۲۱۴ مَنْدُوس

بقول بعض: ابو مندوس۔ ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سلیمان بن الازھر بن کنانہ عن ابیہ عن جده بحوالہ مندوس یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ دین ثریا ستارے سے لٹکا ہوا بھی ہوتا تو فارس کے جوانوں کی ایک جماعت وہاں سے بھی اسے حاصل کر لیتے۔“ ابن فتنون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۱۵ المنذر بن الاعدع الهمدانی

مسروق کے بھائی۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور مستغفری نے بھی ان کی پیروی کی ہے، دونوں کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔

ابن شاپین نے کتاب البیاض میں بطریق یثیم بن عمر بن ابی زائدہ روایت کی ہے کہ المنذر بن الاعدع جیل میں فوت ہوئے جن کے ہاتھ پیر رہنری کی وجہ سے بطور سرکاٹ دیئے گئے تھے۔ انہوں نے قسمی سے پوچھا: کیا ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ وہ کہنے لگے: تم کس کی طرف ان کی نسبت کرو گے؟

۸۲۱۶ المنذر بن الاشوع العبدي

اموی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وفد عبدالقیس میں آئے۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم لڑائی کے بغیر صلح کرنے، اطاعت گزار بن کر تافرمائی کے بغیر آئے ہیں۔ آپ ہمیں تحریر دے دیجئے جو ہمارے پاس باقی عربوں کے مقابلہ میں باعث عزت ہو، آپ کو ان لوگوں سے ولی مسرت ہوئی، آپ نے انہیں چند باتوں کا حکم دیا اور کچھ چیزوں سے روکا اور انہیں نصیحت کی، اس کے بعد انہیں تحریر بھی عطا کی۔ ابن فتنون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۱۷ المنذر بن ابی حمیضہ قسم ثالث میں ذکر ہوگا۔

اسد الغابہ (۵۰۹۵) (۷۲/۴) استیعاب (۲۵۹۹) تجرید (۹۴/۲)

الکامل فی التاریخ (۱۸۳/۳) (۱۸۷/۳)

مکنز العمال (۳۶۱۳۰) تاریخ اسبہان (۳/۱) الفقیہ والمتفقہ (۱۱۶/۲)

اسد الغابہ (۵۰۹۶) تجرید (۹۵/۲)

۸۲۱۷ المنذر بن ابی حمیضہ

تسم ثالث میں ذکر ہوگا۔

۸۲۱۸ المنذر بن رفاعہ الغطفانی

مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اور پیغمبروں کو ان کا مال دو﴾ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ غطفان کا منذر بن رفاعہ نامی ایک شخص تھا جس کے پاس کسی یتیم کا بہت سا مال تھا جو رشتے میں اس کا بھتیجا ہوتا تھا جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس نے اپنا مال طلب کیا اس نے نہ دیا، دونوں نبی ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے گئے۔ آپ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ تو وہ عرض کرنے لگا: ہم اللہ اور رسول کی بات مانتے ہیں اور اس بڑے گناہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ پھر اسے اس کا مال دے دیا تو اس جوان نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجر ثابت ہو گیا اور گناہ کا بوجھ باقی رہ گیا۔ کسی نے اس کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: نو جوان کے لیے اجر ثابت ہوا اور اس کے باپ کے لیے بوجھ بنا کیونکہ وہ مشرک تھا۔ کبھی نے یہ واقعہ نقل تو کیا ہے لیکن اس غطفانی شخص کا نام نہیں لیا۔ ثعلبی نے اسے کبھی اور مقاتل سے نقل کیا ہے انہوں نے بھی نام نہیں لیا۔ اسی بنا پر اس فن کے مصنفین نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۲۱۹ المنذر بن ساوی

بن الاخص بن بیان بن عمرو بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم حمیری داری۔ کبھی کے علاوہ لوگوں کا گمان ہے یہ عبد القیس سے تعلق رکھتے ہیں جس کا سبب رشاطی نے یہ بیان کیا ہے کہ انہیں عبدی المصہ سے کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ عبد اللہ بن دارم کی اولاد سے ہیں جس کی بنا پر کسی نے انہیں عبد القیس کا باشندہ سمجھ لیا۔ نافع العبدی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ یہ وفد میں تھے، اکثریت اسے ثابت نہیں کرتی۔ بلکہ ان لوگوں کا کہنا ہے: وفد میں نہیں تھے۔ صرف ان کے ساتھ انہیں بھی سلامتی کا پروانا ملا۔ بحرین کے گورنر تھے، نبی ﷺ نے علاء بن حضری کے ہاتھ فتح مکہ سے پہلے ان کی طرف خط بھیجا تو یہ اسلام لے آئے۔

ابن اسحاق اور دیگر کئی حضرات نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واقدی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: پھر نبی ﷺ نے العلاء بن الحضری کو واپس بلا لیا تو انہوں نے منذر بن ساوی کو اپنی جگہ نائب مقرر کر دیا۔ طبرانی کی روایت ہے، نبی ﷺ نے منذر بن ساوی کی طرف خط بھیجا، دیکھنا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہمارے قبلہ کی جانب رخ کرنا اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو تو وہ مسلمان ہے۔ جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ منذر بن ساوی سے مروی ہے نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا کہ جس شخص کے پاس زمین نہیں اس پہ چار درہم اور ایک عبا واجب کرو۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: وہ بحر پر نبی ﷺ کے عامل تھے۔ ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ان منذر کی وفات نبی ﷺ کی وفات کے قریب ہوئی اس وقت عمرو بن عاص ان کے پاس تھے۔

سورة النساء (۲) تفہیم القرطبی (۸/۵)

اسد الغابہ (۵۰۹۹) استیعاب (۲۵۱۵) تجرید (۹۵/۲) اسد الغابہ (۱۹۴/۴)

المعجم الكبير (۲۵۵/۲۰)

انہوں نے ان سے پوچھا: نبی ﷺ نے میت کے لیے اس کی موت کے وقت کتنا مال مقرر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: تہائی۔ پوچھا: آپ کی کیا رائے ہے؟ میں اپنے تہائی مال میں کیا تصرف کروں؟ انہوں نے فرمایا: اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اسے بھلائی کے کاموں میں تقسیم کر دیں اور اگر چاہیں تو اس کی آمدن اس شخص پر خرچ ہوتی رہے گی جسے آپ پسند کریں گے۔ انہوں نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ میں اپنے مال کو ”سائبہ“ کی طرح کروں بلکہ میں اسے تقسیم کروں گا۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابن عبدالبر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ ان کی شرط کے مطابق ہیں، اگرچہ یہ ثابت نہیں کہ وہ خدمت نبوی میں آئے ہیں۔

۸۲۲۰ المنذر بن سعد

ابو حمید الساعدی۔ بقول بعض ان کا نام: عبدالرحمن ہے، کئیوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۸۲۲۱ المنذر بن عافذ العبدي

عرف الأراج۔ راجع عبدالقیس۔ بقول بعض: ان کا نام مقد بن عافذ ہے جیسا کہ پہلے مطرب بن فیل اور محارب بن العباس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

۸۲۲۲ المنذر بن عبد اللہ

بن قوال بن وثن بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ انصاری خزرجی ساعدی۔ ابن اسحاق اور واقدی نے شہداء طائف میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ واقدی کی کتاب میں بغیر اضافت المنذر بنی عبد ہے۔ اور ابو عمرؒ نے ان کے والد کا نام عہاد بتایا ہے۔ پھر ابن عبد اللہ میں ان کا نام دہرایا ہے۔ ابن مندہ سے ان کے نسب میں سے قوال نام رہ گیا ہے۔

۸۲۲۳ المنذر بن عبد اللہ

بن نوفل۔ واقدی نے طائف کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فحون نے اپنے استدراک میں۔

۸۲۲۴ المنذر بن عبد المذان

بقول ابن مندہ: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے لیکن مجھے ان کی روایت کا پتہ نہیں۔

۸۲۲۵ المنذر بن عدی

بن المنذر بن عدی بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الکندی۔ طبری ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آنے کی سعادت رکھتے ہیں۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

تجريد (۹۵/۲) * اسد الغابہ (۵۱، ۳) استيعاب (۲۵۱۹) تجريد (۹۵/۲)

السيرة النبوية (۴۸۸/۲) * استيعاب (۱۱/۴) * اسد الغابہ (۵۱، ۴) تجريد (۹۵/۲)

اسد الغابہ (۵۱، ۵) استيعاب (۲۵۲۰) تجريد (۹۵/۲)

۸۲۲۶ المنذر بن علقمہ

بن کلدہ بن عبدالدار بن عبد مناف العبدی۔ ان کا والد کافر قتل ہوا۔ اور اسلام کی حالت میں ان کے ہاں ایوب بن المنذر کی ولادت ہوئی، محمد بن ایوب بن المنذر واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۲۷ المنذر بن عمرو

بن نخیس بن حارث بن لوذان بن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی ساعدی۔ بعض نے نسب میں سے حارثہ کو ساقط کیا ہے۔ بقول ابن ابی خنیعہ میں نے سعد بن عبد الحمید بن جعفر کو فرماتے سنا: المنذر بن عمرو شرکاء بیعت عقبہ میں سے بدری نقیب ہیں۔ عمرو نہ میں شہید ہوئے۔ یہی ابن اسحاق کا قول ہے: اس بات کا ثبوت کہ وہ برہمچوہ کے واقعہ میں شہید ہوئے، صحیح بخاری میں ہے۔ منذر بن الزبیر بن عوام کا نام ان کے نام پر رکھا گیا ان کا لقب محق لیثوت تھا۔ مغازی موی بن عقبہ میں ہے کہ "عامر بن مالک ملاعب الاسنہ" رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور کہنے لگے: میرے ساتھ آپ جسے چاہیں بھیج دیں۔ میں ان کا ذمہ دار ہوں تو آپ نے ایک جماعت روانہ کی، جن میں منذر بن عمرو بھی تھے جنہیں "اصحق لیثوت" کہا جاتا تھا۔ عامر بن الطفیل کو ان لوگوں کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے بنی سلیم کو ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے تیار کیا تو اس کے ساتھ ان میں بنی عصیہ اور ذکوان کا خاندان چل نکلا۔ جس کے نتیجہ میں واقعہ برہمچوہ پیش آیا اور منذر اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کا یہ واقعہ بواسطہ اپنے والد مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام وغیرہ، طویل نقل کیا ہے جسے ابن مندہ نے بطریق اسباط بن نصر سدی سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق بن حمید عن انس طویل ذکر کیا ہے۔ بنوئی لکھتے ہیں: ان کی روایت نہیں۔ تو ابن قانع، ابن السکن اور دارقطنی کا اسنن میں نقل کردہ روایت کی وجہ سے ان کا تعاقب کیا گیا۔ چنانچہ بطریق عبدالمہسن بن عباس بن کل بن سعد بن ابیہ عن جدہ بحوالہ منذر بن عمرو روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سلام سے پہلے سو کے دو جہدے کیے۔ الدار قطنی فرماتے ہیں: منذر نے اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں روایت کی اور عبدالمہسن قوی راوی نہیں۔ میں کہتا ہوں: سند میں ان کے علاوہ بھی ہیں۔ واللہ اعلم

۸۲۲۸ المنذر بن قدامہ

بن عرفجہ بن کعب بن النخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن مالک بن الاوس انصاری اوسی۔ ابن اسحاق، موی بن عقبہ اور ابن کلی وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واقعہ کا بیان ہے کہ بنی قحطاع کے قیدیوں پر مامور تھے۔

اسد الغابہ (۵۱:۷) استیعاب (۲۵۲۱) تجرید (۹۵/۲) السیرۃ النبویہ (۶۶/۱) (۱۸۳/۳)

السیرۃ النبویہ (۱۶۶/۳) (۱۶۷/۳) السنن الدارقطنی (۳۷۴/۱)

اسد الغابہ (۵۱:۶) استیعاب (۲۵۲۴) تجرید (۶۹/۲) السیرۃ النبویہ (۲۵۱/۲)

۸۲۲۹ المنذر بن قیس

بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن غنم بن عدی بن النجار۔ اُحد اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے یہ اور ان کے بھائی سلیط بن قیس جمر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ یہ عدوی کا قول ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۳۰ المنذر بن کعب الدارمی

ابو العباس السراج اپنے شیخ احمد بن سعید بن صحر بن سلیمان بن عبد اللہ بن قیس بن عبد اللہ بن المنذر بن کعب بن الاسود بن عبد اللہ بن زید بن عبید اللہ بن وادم کے حالات میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہی نسب خطیب نے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں: میں نے ہبہ اللہ بن الحسن طبری کو یہی کہتے سنا: فرماتے ہیں: بقول بعض: منذر بن کعب نبی ﷺ کے پاس آئے۔ خطیب نے نقل کیا ہے ان کے دادا صخر بن ابی بن قیس ہیں ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۳۱ المنذر بن مالک

ابو نعیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے حالات کا کچھ پتہ نہیں۔ پھر بطریق مسلم بن خالد عن مطرف النضری عن حمید بن ہلال بحوالہ منذر بن مالک روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! سب سے افضل صدقہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو نادار کی محنت سے فقیر تک پوشیدہ طور پر پہنچے۔
میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ یہ حدیث مرسل ہو۔ منذر بن مالک وہی ابو نضرہ غفاری مشہور تابعی ہیں۔

۸۲۳۲ المنذر بن محمد

بن عقبہ بن اجمہ (تفسیر) ابن الجلاح انصاری خزرجی۔ ابو عبیدہ کنیت ہے، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے شراک بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، واقعہ بدر معونہ میں شہید ہوئے۔

۸۲۳۳ المنذر بن یزید

ابن غانم بن حدیدہ انصاری، عبد الرحمن کے بھائی۔ بقول عدوی: صحابی ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۳۴ المنذر (بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ دیہات میں رہتے تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے جسے بغوی نے نقل کیا ہے۔ ابن فتحون نے بحوالہ ابو جعفر الطبری اس کا مفہوم ذکر کیا ہے۔

❖ استیعاب (۲۵۲۵) تجرید (۹۶/۲) ❖ اسد الغابہ (۵۱۰۹) استیعاب (۲۵۲۲) تجرید (۹۶/۲)

❖ اسد الغابہ (۱۹۷/۴) ❖ اسد الغابہ (۵۱۱۰) تجرید (۹۶/۲) ❖ مسند احمد (۲۶۶، ۲۶۵/۵) المعجم الكبير (۲۵۹/۸)

الدر المنثور (۲۵۳/۱) مجمع الزوائد (۱۱۵/۳) ❖ اسد الغابہ (۵۱۱۱) استیعاب (۲۵۲۶) تجرید (۹۶/۲)

❖ السيرة النبوية (۶۹۰/۱) (۱۸۵/۲) ❖ اسد الغابہ (۵۱۱۲) استیعاب (۲۵۲۷) تجرید (۹۶/۲)

۸۲۳۵ منسأة الجنی

ابن درید کا بیان ہے کہ ان اہل نصیحین کے جنات میں سے ایک ہیں جنہوں نے غلستان میں نبی ﷺ سے قرآن سنا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

۸۲۳۶ منصور بن عمیر

بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار العبیدی، مصعب کے بھائی۔ ابوالروم کنیت تھی اور کنیت سے مشہور ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور شرکاء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: یرموک میں شہید ہوئے۔

۸۲۳۷ منظور بن زبان

بن سيار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن کمی بن مازن بن فزارہ۔ الدار قطنی اور عبدالغنی بن سعید نے ”المشتبہ“ میں مفضل الغلابی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حدیث براء بن عازب میں فرمایا: میں اپنے ماموں کے پاس آیا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی گردن اتارنے کے لیے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی سے شادی کر لی ہے؟ فرماتے ہیں: وہ شخص منظور بن زبان تھا۔ عمر بن شہبہ کا بیان ہے: یہ آیت تھی اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا، ہاں جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ منظور بن زبان کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد کی بیوی، جس کا نام ملیکہ تھا، شادی کر لی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہیں طلب فرمایا بالآخر وہ دونوں بحرین سے برآمد ہوئے۔ دونوں کو مدینہ لائے اور دونوں میں تفریق کر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور کو قتل کرنا چاہا، انہوں نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھے اس کی حرمت کا علم نہیں تھا، جس کے بارے میں ولید بن سعید بن الحمام المزنی نے کہا: صر

”جہاں تک لوگوں کو معلوم ہے ماؤں کے بارے میں آباء کا بدترین نائب زبان کا باپ منظور ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ منظور عہد نبی ﷺ میں قتل نہیں ہوئے۔ شاید حضرت براء کے ماموں انہیں گرفتار نہ کر سکے بلکہ جب انہوں نے سنا کہ وہ ان کے ارادے سے آ رہے ہیں وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

الاعانی میں ہے: منظور اپنی قوم کے سردار تھے، یہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جن کی ولادت تاخیر سے ہوئی۔ چنانچہ یہ چار سال بعد پیدا ہوئے، چونکہ لوگوں نے ان کا کافی انتظار کیا تھا۔ اس وجہ سے ان کا نام منظور پڑ گیا۔ ہاشم بن عدی، بحوالہ ہشام بن کلثبی نقل کرتے ہیں جس کا کچھ حصہ زبیر بن بکار نے بواسطہ اپنے چچا، بحوالہ بحالہ نقل کیا ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ منظور بن زبان نے اپنے باپ کی بیوی سے جو ملیکہ بنت خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مزنیہ تھی نکاح کر لیا، جس سے ان کے ہاں ہاشم، عبدالجبار اور خولہ پیدا ہوئے اور وہ خلافت فاروقی تک ان کے پاس رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقدمہ پیش ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھ گچھ کی کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ تم نے شرابی اور اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ جس کا انہوں نے اعتراف کر لیا اور کہنے لگے: مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ حرام ہے، چنانچہ آپ نے انہیں عمر کی نماز کے قریب تک قید رکھا، پھر ان سے قسم لی کہ انہیں اس کا علم نہیں کہ اللہ

الْاَكْثَبِلُ فِي مَسْئَلَةِ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَاحِ (جلد ۱۱۳)

نے اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ لوگوں کے بیان کے مطابق انہوں نے چالیس (۴۰) قسمیں کھائیں پھر آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور ان میں اور ملیکہ میں تفریق کر دی اور فرمایا: اگر تم نے قسم نہ کھائی ہوتی تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

ابن کلبی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اپنے باپ کی بیوی سے جو تمہاری ماں لگتی ہے نکاح کر لیا، کیا تمہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ حرام نکاح ہے؟ پھر ان دونوں میں تفریق کر دی، جو ان پر بڑا گراں گزرا، ایک دفعہ انہوں نے اسے راستے میں چلتے دیکھا تو بے ساختہ کہا: ﴿

”سنو! مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ زمانے نے آج جو کچھ کیا ہے، مجھ سے ملیکہ اور شراب کو روک دیا ہے، اگر اس کا دیدار کرنا دور ہو چکا ہے تو مری کی بیٹی کو جب تک فجر طلوع ہوتی رہے میرا سلام کہہ دیتا۔“

انہی کے اشعار میں سے ہے: ﴿

”میرے باپ کی زندگی کی قسم! دین نے زبردستی میرے اور تمہارے درمیان جو تفریق کر دی ہے، وہ بڑی شاق ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے انہیں طلب کر کے سزا دینا چاہی تو وہ بھاگ گئے۔ بعد میں طلحہ بن عبید اللہ نے ان سے شادی کر لی۔ زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور اور ملیکہ میں تفریق کر دی تو فرمایا: اس (بیچاری) کی کفالت کون کرے گا؟ تو حضرت عبدالرحمن بن عوف بولے: میں۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنی حویلی میں ٹھہرایا، بعد میں وہ حویلی انہی کے نام سے دار ملیکہ مشہور ہو گئی۔

عمر بن شہد، اخبار مدینہ میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ دو رفتاروں میں پیش آیا، جیسا کہ میں خواتین کے حصے میں، ملیکہ کے حالات میں اس کا ذکر کروں گا۔ ابن کلبی نے کتاب الثالب میں ذکر کیا ہے کہ ان کی کنیت ام خولہ تھی، اور وہ زبان کے عقد میں تھیں۔ وہ فوت ہوئے، ان سے ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی تو زبان کے بیٹے نے ان سے جاہلیت کا نکاح کر لیا، پھر ایک لہبا واقعہ ذکر کیا۔ ابوموسیٰ ذیل میں ان ملیکہ کے حالات میں بطریق محمد بن ثور عن ابن جریج عن عکرمہ روایت کرتے ہیں۔ اسلام نے چار عورتوں اور اپنے خاوند کے بیٹوں کے درمیان تفریق کی۔ پھر ان میں ملیکہ کا ذکر کیا جن سے منظور نے اپنے والد کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ ابوالفرج ہی کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن علی نے ان منظور کی بیٹی خولہ کے ہاں اس وقت نکاح کا پیام بھیجا جب اس کا باپ غائب تھا۔ تو اس نے انہیں اختیار دے دیا۔ چنانچہ آپ نے اس سے شادی کر لی۔ انہیں معلوم ہوا تو کہنے لگے: کیا مجھ جیسے شخص کی بیٹی لے جانی جاتی ہے؟ مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں سیاہ جھنڈا گاڑا تو مدینہ میں جو قیسی بھی تھا وہ اس تلے جمع ہو گیا۔ حضرت حسن کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: اپنی بیٹی لے جاؤ، چنانچہ وہ اسے لے کر قبا تک ہی پہنچے تھے کہ وہ آپ کو پکارنے لگی اور کہنے لگی: ابا جان! حسن چنتی نو جوانوں کے سردار ہیں۔ وہ بولے: اچھا اگر انہیں تمہاری ضرورت ہوئی تو ہم سے آلیں گے، تم یہیں ٹھہرو! چنانچہ وہ دن قیام کیا، اتنے میں حضرت حسن اپنے ساتھ حضرت حسین، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس کو لے کر پہنچ گئے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حسن سے اس کی شادی کر دی۔ اور آپ اسے لے کر واپس آ گئے۔ میرے خیال میں یہ وہی لڑکی ہے جس کا تذکرہ فرزدق شاعر کے سوانح میں ہوا ہے یا اس کی

ہیں۔ کیونکہ جب اس کی بیوی نوار اس سے بھاگ کر ابن زبیر کی طرف مکہ میں چلی گئی اور وہ وہاں کے خلیفہ تھے فرزدق مکہ آیا اور بنی عبد اللہ بن الزبیر کے ہاں فروکش ہوا ان کی مدح کی اور نوار بنت منظور بن زبان کے ہاں ٹھہری ہوئی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فرزدق کے خلاف نوار کے حق میں فیصلہ کیا جس کا واقعہ مشہور ہے اس کے بارے میں فرزدق شاعر کہتا ہے:

”رہے اس کے بیٹے تو ان کی سفارش نہ سنی گئی۔ منظور بن زبان کی بیٹی نے سفارش کی، جو سفارشی تمہارے پاس تہبند پہنے آئے وہ اس سفارشی کی طرح کانٹیں جو ننگا ہو کر تمہارے پاس آئے۔“

مرزبانی * لکھتے ہیں: منظور مخضرمی ہیں اپنے والد کی بیوی سے شادی کر لی تھی، جس کا نام ملیکہ تھا تو حضرت عمر نے ان میں تفریق کر دی اور دونوں شعروں کا ذکر کیا۔ ابن الاثیر * ان کے حالات میں بحوالہ الامراء بن نصر بن ماکولا * لکھتے ہیں کہ انہوں نے الکمال میں ذکر کیا ہے: منظور بن زبان بن سان فزاری کی طرف رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو قتل کرنے بھیجا تھا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: وہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو اس کی وجہ سے انہیں قتل کرنے کا حکم نہ دیتے بلکہ ان کا قتل کفر کی بنا پر ہوتا۔ ان کا واقعہ جو حضرت ابو بکر و عمرؓ حضرت حسن بن علیؓ کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ واللہ اعلم!

۸۲۳۸ منظور بن لبید

بن عقبہ بن رفاع انصاری اشمیلی۔ محمود کے بھائی ہیں۔ عدوی کا قول ہے: بیعت رضوان میں شریک ہوئے، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۳۹ منقذ بن حنیس أسدی

ابو کعب، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۲۴۰ منقذ بن حبان عبدی

صحار کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، اُن کے بھانجے ہیں۔ واللہ اعلم

۸۲۴۱ منقذ بن زید بن حارث *

ابو عمر * نے ان لوگوں کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھیں۔

۸۲۴۲ منقذ بن عائد

منذر بن عائد میں ان کا ذکر آئے گا۔

* معجم الشعراء (۲۸۰) * اسد الغابہ (۱۹۸/۴) * الاکمال (۳۱۴/۲)

* اسد الغابہ (۵۱۱۶) استیعاب (۲۵۲۸) تجرید (۹۶/۲)

* استیعاب (۱۴/۴)

۸۲۳۳ منقذ بن عمرو*

بن عطیہ بن خضاء بن مہزول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار أنصاری، مدنی۔ بخاری* کا قول ہے: صحابی ہیں۔ حدیث کے شان نزول میں اختلاف کا بیان خُتان بن منقذ کے سوانح میں گزر چکا ہے، جب تم خرید و فروخت کرو تو کہو دھوکہ دہی نہیں ہوگی۔ کہ یہ قصہ حبان بن منقذ کا ہے یا ان کے والد منقذ بن عمرو کا ہے؟

۸۲۳۴ منقذ بن نباتہ أسدی*

ابن اسحاق* نے بنو اسد بن خزیمہ میں سے مدینہ ہجرت کرنے والے لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ نے معبد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، معروف منقذ ہے، ابو عمر* نے ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی کی ہے، فرماتے ہیں: لہا بہ۔

۸۲۳۵ منقذ أسلمی

ابن فتحون نے ذیل میں، بحوالہ باوردی ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صفین میں شریک ہونے والوں میں بطریق عبد اللہ بن ابی رافع ان کا ذکر کیا ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔

۸۲۳۶ مُنْقَع بن حُصَيْن*

بن یزید بن شہل بن حبان بن حارث بن عمرو بن کعب بن عبد شمس بن سعد بن زید مناة بن تمیم یمنی سعدی، ابن سعد* نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بخاری* اور ابن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق عصمہ بن بشر نقل کیا ہے کہ ہم سے فزاع نے بحوالہ منقذ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ لے کر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں ان کے لیے اپنے بارے میں جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔“* منقذ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے صرف وہی حدیث بیان کی جو کتاب اللہ کے موافق تھی یا جو سنت کے مطابق ہے۔ سیف بن حارون فرماتے ہیں: عصمہ کے حوالے سے اسے روایت کیا، میرا خیال ہے کہ وہ فزاع ہیں، قادیسیہ میں شریک ہوئے، اسے ابوعبلی بن سکن نے اس طریق سے طویل نقل کیا ہے۔ اس میں مذکورہ حدیث کا شان و درود کا اضافہ کیا، اس میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا، اسود اس کی رکاب پڑے ہوئے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے برابر تھے، میں نے ان سے زیادہ دراز قد شخص نہیں دیکھا۔

* اسد الغابہ (۵۱۱۷) استیعاب (۲۵۲۹) تجرید (۹۶/۲) بخاری (۲۱۱۷) تاریخ کبیر (۱۷/۴)

* اسد الغابہ (۵۱۱۸) استیعاب (۲۵۳۰) تجرید (۹۷/۲) السیرۃ النبویۃ (۴۷۲/۱)

* استیعاب (۱۵/۴) اسد الغابہ (۵۱۲۰) تجرید (۹۷/۲) طبقات کبیری (۴۳/۶)

* تاریخ کبیر (۵۳/۸) معجم الکبیر (۳۰۰/۲۰) مجمع الزوائد (۶۰۲/۱)

۸۲۳۷ متق بن مالک

بن امیہ بن عبدعزی سہمی، قد دین عمار سہمی کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ان کی قوم کی ایک جماعت پر امیر بنایا، متق کا ذکر گزر چکا ہے، وہ بھی سہمی ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ ایک ہیں اور ان کے نام میں اختلاف ہے یا وہ دو ہیں۔

۸۲۳۸ منکدر بن عبد اللہ

بن ہدیہ تمیمی۔ طبرانی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے بطریق حرث بن سائب، بحوالہ محمد بن منکدر، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بیت اللہ کا ایک ہفتے تک طواف کیا اور اس میں کوئی لغو کام نہیں کیا تو اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔“

۸۲۳۹ منہال بن اوس نکری

رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ رشاطی نے بحوالہ مدائنی ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن عبد البر اور ابن قحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۲۵۰ منہال بن ابی منہال

طبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۵۱ منہال قیسی

قائدہ بن ملکان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۲۵۲ منیب

ابن عبد سہمی، خطیب نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ماکولا نے ان کی اتباع کی ہے ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بطریق اخوس بن حلیم، بحوالہ منیب بن عبد سہمی جو صحابی ہیں، بحوالہ ابوامامہ مرفوع نقل کیا ہے: ”جس نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی پھر پھر ابراہا اور چاشت کے دو نقل پڑھے اسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔“

۸۲۵۳ منیب، ابوایوب ازدی غامدی

نجاری اور ابو حاتم نے فرمایا: صحابی ہیں، ابو عمر کا قول ہے: اہل شام میں ان کا شمار ہے، طبرانی نے بطریق عتبہ بن

اسد الغابہ (۵۱۲۱) تجرید (۹۷/۲) اسد الغابہ (۵۱۲۲) استیعاب (۲۶۰۲) تجرید (۹۷/۲) المعجم الکبیر (۷۶۰/۲۰)

اسد الغابہ (۲۱۲۵) تجرید (۹۷/۲) المعجم الکبیر (۱۷۴/۱) مجمع الزوائد (۱۱۶/۱۰) اتعاف السادة المتقين (۲۸/۵)

اسد الغابہ (۲۱۲۴) استیعاب (۲۹۰۴) تجرید (۹۷/۲) التاریخ الکبیر (۱۴/۴)

استیعاب (۴۸۱۴) معجم الکبیر (۳۴۳/۲۰)

الاصول فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) ۱۱۸

حبان، بحوالہ منیب بن مدرک بن منیب غامدی، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے فرماتے ہوئے سنا: ”اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو، قلاح پا جاؤ گے“ کچھ لوگوں نے گالیاں دیں، کچھ نے چہرے پہ تھوکا اور کچھ نے آپ ﷺ پر مٹی پھینکی، یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی، پھر پانی کا مشکیزہ لئے ہوئے ایک لڑکی آئی، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے! میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کی بیٹی زینب ہے۔ اسے بخاریؒ نے اس طریق سے مختصر نقل کیا ہے۔

۸۲۵۲ منیب

ابن حاطب بن حارث بن معمر بن حبیب حنفی، ابو موسیٰ بن عقبہ نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۲۵۵ منیذر

تھغیر ہے، السلی، بقول بعض: شامی ہیں، ایک قول ہے: منیذر، تھغیر کے ساتھ ہے، ایک قول ہے: منقر کے وزن پر ہے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔

ان سے عبدالرحمن خیل نے روایت کیا، بغوی کا قول ہے: افریقہ میں رہائش پذیر تھے، رشدین بن سعد نے بحوالہ منیذر ان کی حدیث روایت کی ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں، افریقہ میں رہائش تھی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے: ((وَصَبَّ اللَّهُ رِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا)) تو میں ضامن ہوں کہ ضرور اس کا ہاتھ تمام کرا سے جنت میں داخل کروں گا، طبرانیؒ نے اسے رشدین تک موصول بیان کیا ہے۔ ابن وہب نے حمی سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ فرماتے ہیں: ایک صحابی رسول ﷺ سے مروی ہے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: المنیذر الشامی مذبح سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول بعض کندہ کے ہیں۔ ان کی ایک حدیث ہے۔ اہل مصر سے روایت کی جاتی ہے مجھے امید ہے وہ صحیح نہیں ہوگی اور یہ مشہور بھی نہیں۔ رشامی نے عبدالملک بن حبیب سے روایت کی ہے۔ اندلس میں صحابہ میں سے منیذر افریقی آئے۔ عبدالملک کی اس بارے میں متابعت نہیں کی گئی۔ کیونکہ وہ افریقہ سے باہر نہیں گئے۔

۸۲۵۶ المهاجر بن ابی امیہ

بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گئے بھائی۔ زہیر فرماتے ہیں: بدر میں مشرکین کا ساتھ دیا اس دن ان کے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے۔ ان کا نام ولید تھا جسے نبی کریم ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ اور جب عاملین زکوٰۃ کو صنعاء بھیجا تو انہیں بھی عامل مقرر کیا چنانچہ اسود غسانی نے ان کے خلاف خروج کر دیا۔ قتہہ ارتداد کے دوران جب کندہ نے قلعہ تجیر میں پناہ لے لی تو انہوں نے اسے فتح کر لیا وہ زیاد بن لبید ہیں۔

مرزبانی مجمع الشعراء میں لکھتے ہیں۔ مرتدوں سے جنگ کی اور اس بارے میں اشعار کہے۔ سیف نے الفتوح میں ذکر کیا ہے کہ مہاجر غزوہ تبوک میں شرکت سے رہ گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ واپس آئے تو ان سے ناراض تھے پھر حضرت ام سلمہ ان کی طرف سے

تجرید (۹۷/۲) ۸۲۵۶ اسد الغابۃ (۵/۲۶) ، استیعاب (۲۶۰۰)، تجرید (۹۷/۲)

المعجم الکبیر (۳۵۵/۲۰) ۸۲۵۶ اسد الغابۃ (۵۱۲۷) استیعاب (۲۵۳۱) تجرید (۹۷/۲)

معذرت کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے ان کا عذر قبول کر لیا۔ اور انہیں زکوٰۃ وصولی پر مامور کر دیا۔ طبرانی نے بطریق محمد بن حجر بحوالہ وائل بن حجر روایت کی ہے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے پاس بٹھایا، جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے تین تحریریں لکھوائیں۔ ایک خط خاص میرے لئے تھا جس میں خاص میرے لئے میری قوم کے مقابلے میں فضیلت تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مہاجر بن ابی امیہ کی جانب۔ وائل مجھ سے سعایہ کی درخواست کرتا ہے نوفل اقبال حضرت موت پر جہاں بھی رہیں ان پر مقرر ہے..... حدیث۔

۸۲۵۷) **المہاجر بن خلف** * ابن قنفذ میں تذکرہ ہوگا۔

۸۲۵۸) **المہاجر بن زیاد حارثی**

ربیع کے بھائی۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابو موسیٰ کے ساتھ فتح تستر میں شریک تھے۔ روزے سے تھے، حضرت ابو موسیٰ نے انہیں افطار کرنے پر مجبور کیا، پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۸۲۵۹) **مہاجر بن قنفذ** *

بن عمیر بن جَدعان بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تمیمی، اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک، جب انہوں نے ہجرت کی تو مشرکین نے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں اذیت دینے لگے۔ یہ ان کے ہاتھ سے نکل کر مدینہ آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مہاجر ہے۔ * ابن سعد اور ابو عبیدہ کا قول ہے: حضرت عثمان نے اپنے دور میں انہیں پولیس پر مامور کیا۔ بقول بعض: ان کا پہلا نام عمرو تھا ایک قول ہے: ان کے والد کا نام خلف اور لقب قنفذ تھا، بعض کا کہنا ہے فتح مکہ کے بعد اسلام لائے بصرہ کے رہائشی تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بطریق معاذ بن ہشام دستوائی عن ابیہ عن قتادہ عن ابی ساسان مہاجر بن قنفذ روایت کی ہے کہ وہ اس وقت آ کر نبی ﷺ کو سلام کرنے لگے جب آپ پیشاب کر رہے تھے آپ نے جواب نہیں دیا، جب وضو کر چکے تو ان کے سلام کا جواب دیا۔ *

۸۲۶۰) **المہاجر مولیٰ ام سلمہ** *

ابو ہذیفہ کنیت تھی۔ نبی ﷺ کا ساتھ اور آپ کی خدمت کا شرف نصیب ہوا، فتح مصر میں شریک ہوئے جہاں انہیں خطہ ارضی ملا، پھر ”طی“ منتقل ہو گئے جہاں وفات تک رہائش پذیر رہے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا اور حسن بن سفیان، ابن السکن حیر، طبری اور ابن مندہ نے بطریق بکیر مولیٰ عمرہ روایت کی ہے کہ میں نے مہاجر کو فرماتے سنا: میں کئی سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا،

* اسد الغابۃ (۵۱۲۹) استیعاب (۲۵۳۳۳) تجرید (۹۸/۲) * اسد الغابۃ (۵۱۳) استیعاب (۲۵۳۵) تجرید۔

* اسد الغابۃ (۲۰۳/۴) * ابودلؤد کتاب الطہارۃ باب یرد الی السلام و هو یبول (۱۷)

* نسائہ کتاب الطہارۃ (۳۸) ابن ماجہ (۳۵۰) مسند أحمد (۳۴۵/۴) (۸۰/۵)

الکتاب النافع فی تبيين الصحاح (جلد ۱۲۰)

آپ نے مجھے میرے کیے پر کبھی نہیں ڈانٹا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور نہ کبھی اس کام پر میری گرفت کی جو میں نے چھوڑ دیا ہو کہ تم نے کیوں چھوڑا ہے؟ یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر۔ مولیٰ عمرہ۔ میرے دادا ہیں، سب نے یہ بروایت یحییٰ بن ابراہیم بن عبد اللہ التجیبی عن عمران بن عبد اللہ الکندی عن بکیر نقل کی ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اس میں یحییٰ بن بکیر منفرد ہیں۔ محمد بن ریح کا قول ہے: اہل مصر کے علاوہ ان سے کسی نے روایت نہیں کی۔

۸۲۶۱ المہاجر (بے نسبت)

ابو عمرؒ ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک صحابی ہیں فرمایا: نبی ﷺ کے جوتے کے دو تھے تھے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ مولیٰ ام سلمہ ہیں یا کوئی اور ہیں؟

میں کہتا ہوں: یہ اور ہیں کیونکہ ابن اسکن وغیرہ نے جزم و یقین سے لکھا ہے کہ ان سے صرف اہل مصر نے روایت کی ہے جبکہ ان کی حدیث حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں بطریق سہل بن حاتم نقل کی ہے فرمایا: ہم سے زیادہ ابو عمر نے بیان کیا کہ ہم مہاجر نامی ایک شیخ کے پاس آئے، میں نے جو جوتا پہنا ہوا تھا اس کے دو تھے تھے میں اس کی شہرت کی وجہ سے اسے چھوڑنا چاہتا تھا تو وہ مجھ سے فرمانے لگے: اسے نہ چھوڑو کیونکہ نبی ﷺ کے جوتے کے دو تھے تھے۔

۸۲۶۲ مہجع

مولیٰ رسول اللہ ﷺ، حاکم نے اپنی صحیح میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق الحقل بن زیاد عن الاوزاعی روایت کی فرمایا مجھ سے ابوعمار نے بحوالہ وائلہ بن الاسقع مرفوع حدیث بیان کی ہے: سوڈان کے بہترین آدمی لقمان بلال اور رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ مصجع ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بعد والے نہ ہوں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۸۲۶۳ مہجع الفکی

مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، بقول ابن ہشام: اصلاً مکہ کے ہیں قیدی بنا لیے گئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر احسان کرتے ہوئے آزاد کر دیا، اسلام کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بدر میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: اس دن سب سے پہلے یہی شہید ہوئے۔ ابن مندہ نے بطریق کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت ”اور آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹائیں جو صحیح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں“..... نازل ہوئی۔

المعجم الكبير (۷۸۰/۲۰) جامع المسانيد (۶۷/۱۲)

اسد الغابة (۵۱۳۲) استيعاب (۲۵۳۶) تجريد (۹۸/۲)

استيعاب (۱۷/۴) المصنف ابن ابی شیبہ (۲۳۷/۸) حلیۃ الاولیاء (۳۷۶/۸)

تجريد (۹۸/۲) اسد الغابة (۵۱۳۳) استيعاب (۲۶۰۵) تجريد (.....)

السيرة النبوية (۱۸۳/۱) (۷۰۷/۱) سورة الانعام آیت ۵۲

۸۳۶۳ مہدی عبدالرحمن *

ابن عائد نے غزوہ تبوک میں بکثرت رونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جسے ابن سید الناس نے ذکر کیا ہے۔

۸۳۶۵ مہران *

مولیٰ رسول اللہ ﷺ ثوری بحوالہ عطاء بن السائب نقل کرتے ہیں کہ میں ام کلثوم بنت علی کے پاس زکوٰۃ کی کوئی چیز لے کر آیا جسے انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ مہران نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد (ﷺ) کے لیے زکوٰۃ لینا حلال نہیں اور قوم کا مولیٰ انہی میں شامل ہوتا ہے۔ اسے امام احمد، بغوی، اور ابن شاہین نے بطریق ثوری نقل کیا ہے۔ امام بخاری عن ابی نعیم عن سفیان بحوالہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ جنہیں مہران یا میمون کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں، حماد بن زید بحوالہ عطاء فرماتے ہیں: کیسان یا ہرمز کہا جاتا تھا، ان کے نام میں ایک اور اختلاف بھی ہے جو زیاد نامی حضرات میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۸۳۶۶ مہران میمون الجزری *

کے والد بقول بغوی: امام بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شام کے رہائشی تھے ابن اسکن نے بطریق عبدالرحمن بن سوار الہمدانی روایت کی ہے کہ میں عمرو بن میمون کے پاس بیٹھا تھا ان سے کوئی کوئی کہنے لگا: ابو عبداللہ! مجھے معلوم ہوا ہے آپ کہتے ہیں: جو شخص فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز خالی (ناقص ہے) وہ کہنے لگے: ہاں مجھ سے میرے والد میمون نے بواسطہ اپنے والد مہران بیان کیا وہ بحوالہ نبی ﷺ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں: مجھ سے عمرو بن میمون بن مہران نے عن ابیہ عن جدہ بیان کیا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنے سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ موزوں پر تین دن مسح کرتے تھے۔ اور جب اپنے اہل خانہ کے ہاں ہوتے تو عشاء کی نماز تک مسح کرتے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: میمون سے اسی طریق سے روایت کی گئی ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ نے پہلی حدیث اختصار سے بیان کی ہے۔

۸۳۶۷ مہزم بن وہب الکندی *

بقول عقلی: صحابی ہیں۔ ابن قانع نے بطریق سوادہ بن ابی سعید الزرقی روایت کی ہے کہ انہیں عن سعید بن جبیر، مہزم بن وہب کندی کی سند سے یہ روایت پہنچی ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ظہر کی نماز پڑھی آپ کو ایک شخص سے (شراب کی سی) پوچھوس ہوئی، نماز کے بعد اس شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے تو مکے میں غنیمت بنا کر لی تھی تو آپ نے ہاواز بلند فرمایا: اے وادی والو! میں تمہارے سبز، سیاہ اور سفید مکے میں غنیمت بنا کر لایا ہوں، اگر کسی کو غنیمت بنانی ہو تو وہ اپنے

اسد الغابۃ (۵۱۳۵) استیعاب (۲۶۰/۶) تجرید مسند احمد (۴۸۸/۳)

اسد الغابۃ (۵۱۳۶) تجرید (۹۸/۲) تاریخ الکبیر (۴۲۸/۴)

مجمع الزوائد (۱۱۱/۲) جامع المسانید (۷۲/۱۲) اسد الغابۃ (۵۱۳۷) تجرید (۹۹/۲)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۱۲۲)

مفکیزے میں بنائے جب وہ میٹھی ہو جائے پی لے۔* ابن مندہ نے یہ روایت اسی طریق سے نقل کی ہے ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کے ذکر میں بعد والا محض منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابو نعیم کی بات درست نہیں کیونکہ ابن قانع اور عقیلی اس سے پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔

۸۲۶۸ ہشتم

بقول بعض: یہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عثمی کا نام ہے۔ کئیوں میں ذکر ہوتا ہے۔ (ت ۹۷۳۵)

۸۲۶۹ ہشتم

بقول بعض: یہ ابو عامر بن ربیع عثمی کا نام ہے۔ کئیوں میں ذکر ہوتا ہے۔

۸۲۷۰ مہمل

بے نسبت، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمر بن شتان روایت کی ہے کہ ہم سے وردہ بنت ناجیہ نے عن سلمہ النض عن مصل۔ جو ایک صحابی ہیں روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اپنے (عرش کے) سائے تلے جگہ دے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی (رشتہ داری) برقرار رکھے اور سلام کرنے میں بخل نہ کرے۔* اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۸۲۷۱ مہمل الفظاری

سند قحی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔

۸۲۷۲ مہنیر

ابن رافع انصاری، رافع بن خدیج کے چچا، طبری، بخاری اور ابن اسکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن ابی عروبہ عن یحییٰ بن حکم عن سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج روایت کی ہے۔ ان کے کوئی چچا، (قادرہ کا گمان ہے جن کا نام صہر ہے) بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع کیا جو ہمارے ہاں رائج تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے صحیحین میں رافع کی اپنے دونوں چچاؤں سے مروی روایت ہے۔ جن میں سے ایک ظہیر اور ابن عبدالبر کا بیان ہے دوسرے کا نام مظہر ہے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۲۷۳ مہین بن الہیثم

بن ثانی بن مجدہ انصاری۔ اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق* ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون کا قول: میں معجم بخاری

* کنز العمال (۱۳۸۲۴) جامع المسانید (۷۴/۱۲) اسد الغابہ (۲۰۲/۴)

* اسد الغابہ (۵۱۳۹) تجرید (۹۹/۲) جامع المسانید (۷۵/۱۲) اسد الغابہ (۲۰۴/۴)

* اسد الغابہ (۵۱۴۰) تجرید (۹۹/۲) السیرۃ النبویۃ (۷۵/۲)

کے نسخے میں یہ نام بروزن ”عظیم“ لکھا دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: مستغفری نے بحوالہ ابن اسحاق یہ نام اسی طرح شامل کیا ہے۔ ابن فتحون فرماتے ہیں: میں نے عجم بغوی میں دیکھا ہے کہ میں نے ابوذر ہرودی کے سامنے یہ نام تصغیر کی صورت میں پڑھا ہے۔ میں کہتا ہوں: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

باب میم کے بعد واو

۸۲۶۴ موسیٰ بن حارث

بن خالد بن محر بن عامر بن کعب..... قرشی تھیں، طبری نے مہاجرین حبشہ میں اپنے والد کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے پھر موسیٰ وہاں فوت ہو گئے۔ ابو عمر فرماتے ہیں بچپن میں حبشہ میں فوت ہوئے۔

۸۲۶۵ موسیٰ انصاری

ابراہیم کے والد ابن الجوزی نے ”الموضوعات“ میں ابو دجانہ کا وظیفہ انہی کے طریق سے نقل کیا ہے۔

۸۲۶۶ مؤملہ

ابن کثیف بن حمل بن خالد بن عمرو بن الضباب بھی کلاب کلابی، بقول بعض: مولیٰ ضحاک بن سفیان کلابی، ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق زبیر بن بکار روایت کی ہے کہ مجھ سے ظمیا بن بنت عبد العزیز بن مولہ عن ابیہما عن جدہما روایت کی ہے کہ وہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ چھوا اور آپ کی خدمت میں زکوٰۃ کے اونٹ پیش کیے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگے، اسلام میں سو سال زندہ رہے انہیں فصاحت کی وجہ سے ”ذواللسانین“ (دو زبان والا) کہا جاتا تھا۔ بغوی اسی سند کے ذریعے زبیر بن بکار سے عامر بن الطفیل کا نبی ﷺ سے پیش آمدہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔ اس میں آپ ﷺ کی دعا ہے: اے اللہ! جیسے بھی آپ چاہتے ہیں عامر کو مجھ سے غافل کر دے اور نبی عامر کو ہدایت عطا فرما، تو عامر کے جسم میں اونٹ کی رسولی کی طرح پیدا ہو گئی پھر اس کی موت کا واقعہ ذکر کیا۔ اسی طرح ابن شاہین نے عن ابی محمد بن صاعد عن الزبیر یہ روایت نقل کی ہے۔

۸۲۶۷ مؤمل بن عمرو

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ مؤمل بن عمرو بن حبیب بن تمیم بن عبد اللہ... قرشی عدوی ہیں کیونکہ ان کی اولاد ہے جن میں ایاس بن مؤمل ہیں جن کا ذکر ملتا ہے۔

اسد الغابۃ (۵۱۴۱) استیعاب (۲۶۰۷) تجرید (۹۹/۲) استیعاب (۴۹/۴)

اسد الغابۃ (۵۱۴۲) استیعاب (۲۶۰۸) تجرید (۹۹/۲)

دلائل النبوة (۳۱۸/۵) اسد الغابۃ (۲۰۵/۴) جامع المسانید (۷۶/۱۲)

۸۲۷۸ مؤمن

۸۲۷۹ مؤنس بن فضالہ

بن عدی انصاری بقول ابو عمر: **نبی ﷺ** نے انہیں مشرکین کی نقل و حرکت دیکھنے پر مامور کیا جب وہ لوگ اُحد کی طرف آ رہے تھے۔ یہ اور ان کے بھائی انس دونوں غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔

۸۲۸۰ موهب بن رباح الاشعری

بنی زہرہ کے حلیف زبیر نے اپنے چچا مصعب سے نقل کیا کہ حضرت حسان بن ثابت نے موهب سے کہا: **ع** غصے کے عالم میں میرا دل گالی دینے لگا ہی تھا کہ مقامہ کے پاس موهب بن رباح نے مجھے گالی دے دی۔
تو موهب نے چند اشعار میں انہیں جواب دیا: **ع**
”مقامہ کے پاس تم نے میرا نام جھوٹا لیا جبکہ میں سمیع ہوں اور میرا ہتھیار بہادر آدمی ہے۔ میں اشعریوں کا جنگجو آدمی ہوں بنی لوی میرا خاندان اور میرا بازو ہے۔“

حضرت حسان نے کہا: **ع**
”میں نے بنی تیم پہ حملہ کیا اور ان کے بے وقوف کی بات نہ مانی، اور (خاندان) زہرہ کا کبگیر بڑھتا ہی رہتا ہے۔“
تو عبدالرحمن بن عوف نے حضرت حسان سے فرمایا: مجھ سے موهب بن رباح کی قیمت لے لو اور اس کی اچھ سے اپنی زبان روک لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔
فاکبی نے بطریق ولید بن جمیع انہی عبدالرحمن بن موهب سے ابن جدعان کا واقعہ نقل کیا ہے۔

۸۲۸۱ موهب بن عبداللہ

بن خرشہ ثقفی ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور بطریق ابوالحسن المدائنی عن ابی مضر عن یزید بن رومان روایت کی ہے کہ یہ موهب وفد ثقیف میں تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا تم موهب ابوسل ہو۔

۸۲۸۲ موهب نوفلی

ان کے مولا ہیں۔ مخازی میں اموی لکھتے ہیں۔ موهب سے مروی ہے کہ مشرکین نے مجھے خیب بن عدی کی سولی والی کڑی کے پیرے کے لیے مقرر کر دیا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں انہیں بتوں کے نام فوج ہونے والے گوشت سے بچاؤں اور انہیں میٹھا پانی پلاؤں اور جب وہ انہیں قتل کرنے لگیں انہیں آگاہ کر دوں۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جب رسول

اسد الغابۃ (۵۱۴۳) استیعاب (۲۶۰۹) تجرید (۹۹/۲) استیعاب (۵۰/۴)

اسد الغابۃ (۵۱۴۴) تجرید (۹۹/۲)

اللہ ﷻ نے مدفع کیا تو میں آپ کے پاس آیا تو انصار کی ایک جماعت کہنے لگی: اس نے خبیث سے نیکی کی ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اور جو لوگ میرے حجرے میں ہیں انہیں امن دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی: حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا: انہیں امن ہے۔ ابن نعون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم کے بعد یاء

۸۷۸۳ (بے نسبت) مینم

ابو عمرؒ فرماتے ہیں: ان کی حدیث زید بن ابی ایسہ کی کتاب میں ہے ابن ابی عاصمؒ نے ”وحدان“ اور ابو نعیم نے ان کے طریق اور پھر بروایت زید بن ابی ایسہ عن عمرو بن مرہ عن عبید اللہ بن حارث عن میثم۔ جو ایک صحابی ہیں۔ روایت کی ہے فرمایا: جو شخص سب سے پہلے مسجد کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ فرشتہ اپنا جھنڈا لے کر جاتا ہے پھر وہ گھر آنے تک اس کے ساتھ رہتا ہے اور شیطان اپنا جھنڈا لے کر بازار جانے والے کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ موقوف اور صحیح السند ہے۔

پھر مجھے ان کی ایک مرفوع حدیث مل گئی۔ جسے ابن مندہ نے بطریق حارث بن حمیرہ نقل کیا ہے کہ محمد بن حمیرہ از دی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اس وقت میثم کے پاس تھا جب ابن زیاد نے انہیں باہر نکالا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے وہ فرمانے لگے: مجھ سے پوچھو! میں تم سے حدیث بیان کروں گا کیونکہ میرے خلیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ میری زبان کاٹ دی جائے گی۔ پھر جلدی سے ایک سپاہی نکلا جس نے ان کی زبان کاٹ ڈالی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ حدیث ثانی والے دوسرے خضریٰ آدمی ہیں۔ ان کی بات ”خلیل“ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ ان کی عادت تھی جب وہ آپ کو دعا دینا چاہتے تو اس طرح کہتے تھے۔ جس کی وضاحت قسم ثانی میں کروں گا۔

۸۷۸۴ میسرہ بن مسروق العبسی

از بنی حذم بن عوذ بن قطیعہ بن عس العسعی عس کے وفد میں سے ایک جن کے نام ربیع بن زیاد کے حالات میں بیان ہو چکے ہیں۔ میسرہ جتہ الوداع کے موقع پر شریک ہوئے۔ نبی ﷺ سے عرض کیا تھا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے آپ کی وجہ سے مجھے جہنم سے بچالیا۔ واقدی نے کتاب الردۃ میں بطریق اسلم مولیٰ عمریہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے میسرہ بن مسروق نے بیان کیا کہ میری قوم جو اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی میں ان کی زکوٰۃ لے کر آیا۔ ہمارے ہاں زکوٰۃ لینے کوئی نہیں آیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچا انہوں نے میر اور میری قوم کا شکریہ ادا کیا اور مجھے جھنڈا دینا کر دیا اور خالد بن ولیدؓ کو ہمارے بارے میں وصیت کی۔ جب کوئی لشکر آتا تو یہ اپنا ہی جھنڈا ساتھ لے کر شریک جنگ ہو جاتے۔ ہم ان کے ساتھ جنگ یمامہ اور فتح شام میں شریک

اسد الغابۃ (۵۱۴۵) استیعاب (۲۶۱۰) تجرید (۹۹/۲) استیعاب (۵۰/۴)

الاحاد والمخانی (۱۸۳/۴) جامع المسانید (۷۷/۱۲) اسد الغابۃ (۵۱۴۸) تجرید (۹۹/۲)

بخاری کتاب المرض باب: عیادۃ المشرک (۵۶۵۷) ابوداؤد کتاب الجنائز (۳۰۹۵) مسند احمد (۲۲۷/۳)

ہوئے۔

اسامیل ازدی "فتوح الشام" میں لکھتے ہیں: میسرہ بن مسروق صالح صحابی تھے۔ جب قیس کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ نے میسرہ کے لئے جہنڈا باندھ دیا۔ سالم بن ربیعہ فرماتے ہیں جنگ فیل میں ہم میسرہ کے ساتھ تھے انہوں نے حملہ کیا، ان کا گھوڑا گر گیا تھا اس دن انہوں نے دشمن کی ایک جماعت قتل کر ڈالی تھی۔ ہم لوگ زخمی میں آ گئے پھر ہمارے ساتھی پہنچ گئے تو یہ لوگ ہم سے بڑے، پھر فتح حمص اور یرموک میں شریک ہوئے۔ وہاں انہوں نے کسی رومی سے مبارزت طلب کرنا چاہی تو حضرت خالد نے ان سے فرمایا: وہ جوان ہے اور آپ بوڑھے ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ اس کے مقابلے میں نکلیں آپ لشکر میں ٹھہر جائیں۔ کیونکہ آپ بہترین جانباز اور بڑے فائدے والے ہیں۔ نوادر میں ابن الاعرابی کا قول ہے مجھے بحوالہ واقعہ بتایا گیا کہ میسرہ بن مسروق مسلمانوں کی طرف سے پہلے شخص تھے جو رومی پھانگ پر چڑھے۔

۸۲۸۵ میسرہ

بقول بعض: یہ ابو طیبہ الحجام کا نام ہے کئیوں میں ذکر ہوتا ہے۔

۸۲۸۶ میسرہ الفجر

صحابی ہیں۔ امام بخاری، بغوی اور ابن اسکن وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بدیل بن میسرہ عن عبد اللہ بن شقیق عن میسرہ الفجر روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے اس کی سند قوی ہے۔ لیکن اس میں بدیل بن میسرہ سے آگے راویوں میں اختلاف ہے چنانچہ منصور بن سعید نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے جبکہ حماد بن زید نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ وہ اسے عن بدیل بن عبد اللہ بن شقیق نقل کرتے ہیں کہ کسی نے عرض کی: اللہ کے رسول! میسرہ کا ذکر نہیں۔ اور یہی روایت حماد نے عن والدہ عن خالد الخذاء وہ دونوں عن عبد اللہ بن شقیق نقل کرتے ہیں۔ بغوی نے یہ روایت درج کی ہے اور حماد بن سلمہ نے یہ روایت عن خالد بن عبد اللہ بن شقیق نقل کی تو کہا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اسے بھی بغوی نے لکھا ہے۔ ایک اور طریق سے عن حماد نقل کیا تو فرمایا: عن عبد اللہ بن شقیق عن رجل فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! امام احمد نے یہ روایت اسی طریق سے نقل کی ہے اس کی سند صحیح ہے بقول بعض: یہ عبد اللہ بن ابی الجعد عاء ہیں جن کا ذکر عبادلہ میں ہوا ہے۔ میسرہ ان کا لقب ہے۔

۸۲۸۷ میسرہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام، سیرت میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ نبی ﷺ نے ابھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی نہیں کی تھی اس وقت حضرت خدیجہ کی تجارت میں یہ آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے نبوت کے بعض دلائل بیان کیے۔ ابن عساکر نے ان کا عنوان قائم کیا ہے۔ مجھے ان کے بارے میں کوئی واضح روایت نہیں ملی کہ یہ بحث تک زندہ رہے ہوں اس لئے شک کی بنا پر میں نے

اسد الغابۃ (۵۱۴۷) استیعاب (۲۶۱۱) تجرید (۹۹/۲) التاریخ الحکبیر (۳۷۴/۴)

مسند احمد (۵۹/۵) مختصر تاریخ دمشق (۵۰/۲۶)

ان کا نام لکھ دیا ہے۔

۸۲۸۸ میمون بن سہاذ (سنباد) العقيلي

ابو الغیرہ کنیت ہے۔ بقول ابن السکن: اصل یمن کے ہیں، بصریوں سے ان کی حدیث مروی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ انہوں نے اور عبد اللہ بن احمد نے زیادات المسند میں بطریق ہارون بن دینار بن ابی الغیرہ و العجلی البصری روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا: کہ میں حضرت حسن کے دروازے پر تھا اتنے میں ان کا ایک ساتھی نکلا وہ مجھ سے کہنے لگا: ابو الغیرہ میمون بن سہاذ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے میری امت کی نگرانی اس کے برے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ ابن السکن نے یہ حدیث بروایت یحییٰ بن راشد عن ہارون بن دینار العجلی نقل کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا۔ میں حضرت حسن کے پاس تھا، جب میں ان کے پاس سے باہر گیا تو مجھے ایک صحابی ملے۔ جن کا نام میمون بن سہاذ تھا فرمانے لگے: ابو الغیرہ، پھر اس کا ذکر کیا۔ اور ابن مندہ نے اسی طریق سے نقل کیا ہے اس کے سیاق میں ہے: عن ابیہ سمعت النبی ﷺ اور ابو نعیم نے بطریق خلیفہ بن خیاط عن معمر بن سلیمان عن ابیہ نقل کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت حسن کے دروازے پر تھے اتنے میں ایک صحابی رسول باہر تشریف لائے جن کا نام میمون بن سہاذ تھا۔ پھر ان الفاظ میں یہ حدیث نقل کی: اس امت کی مضبوطی اس کے برے لوگوں کے پاس ہے۔ یہ بروایت ہارون بن دینار و سمراتریق ہے جسے منکر سمجھا گیا ہے۔ ہارون اور اس کا والد مجہول ہے۔ ابن عدی نے الکامل میں بطریق عبد الحاق بن زید بن واقد عن ابیہ عن میمون بن سہاذ روایت کی ہے یوں یہ تیسرا طریق ہوا۔ واللہ الموفق

ابو عمرؒ فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی سند مضبوط نہیں جبکہ بعض نے ان کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے، ان کا اشارہ ابن ابی حاتم کے بحوالہ اپنے والد کے قول کی طرف ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ عسکری نے ان کی خوش چینی کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے کہ کسی نے سند میں ان کا نام شامل کر دیا ہے۔

۸۲۸۹ میمون (مولی النبی ﷺ)

مہران میں ذکر ہوا ہے۔

۸۲۹۰ میمون (بے نسبت)

ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اشعث بن سوار عن محمد بن سیرین عن میمون روایت کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے شام فتح ہونے سے پہلے ایک قطعہ ارضی طلب کیا جو آپ نے مجھے عطا کر دیا، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے دور میں فتح

اسد الغابۃ (۵۱۵۰) استیعاب (۲۶۱۲) تجرید (۱۰۰/۲) الفاریخ الکبیر (۳۲۷/۴) (۳۲۸۰)

مسند احمد (۲۲۷/۵) المعجم الکبیر (۳۵۳/۲۰) الکامل فی الضعفاء (۱۹۸۴/۵)

مسند احمد (۲۲۷/۵) المعجم الکبیر (۳۵۳/۲۰) الکامل فی الضعفاء (۱۹۸۴/۵)

استیعاب (۵۰/۴)

الْأَنْبِيَاءُ فِي سَبْعِ الْقُرْآنِ (جلد دوم)

۱۲۸

کیا تو میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں زمین مجھے دی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں ایک تہائی مسافروں کے لیے ایک تہائی اس کی آبادی کے لیے اور ایک تہائی ہمارے لیے مقرر کر دی۔ ❀

۸۲۹۱) میمون بن یامین الاسرائیلی ❀

مستغری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ و ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبد بن حمید نے اپنی سند میں جعفر بن ابی المغیرہ تک کی قوی سند سے عن سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ میمون بن یامین عالم تھے اور مدینہ کے یہودیوں کے سردار تھے۔ وہ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ ان کی طرف پیام بھیجیں اور پھر ان میں اور اپنے درمیان ان کا کوئی شخص ثالث مقرر کریں۔ آپ نے ان کی طرف پیام بھیجا تو وہ آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کو حکم (ثالث) بناؤ تو وہ میمون پر راضی ہوئے اور ان کی بڑی تعریف کی۔ آپ نے کہا: باہر آؤ! وہ آئے تو یہودی ان پر بہتان باندھ کر انہیں گالیاں دینے لگے۔ ❀ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿اے نبی ان سے کہو! کبھی تم نے سوچا بھی کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا (تو تمہارا کیا انجام ہوگا) اور اس جیسے ایک کلام پر تو بنی اسرائیل کا ایک گواہ شہادت بھی دے چکا ہے، چنانچہ وہ تو ایمان لے آیا اور تم اپنے گمنام میں پڑے رہ گئے﴾۔ ❀

۸۲۹۲) مینا (مولی العباس) ❀

جن لوگوں کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے منبر بنایا تھا ان میں سے ایک ہیں۔ یہ بات الزکی المندری وغیرہ نے نقل کی ہے۔

القسم الثانی از حرف میم۔ جنہیں رؤیت حاصل ہے

باب میم کے بعد حاء

۸۲۹۳) المحسن ❀

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشمی، نو اسہ نبی ﷺ ابن فتحون نے ابن عبد البر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: میرے خیال میں بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور مسند احمد ❀ پھر بطریق ہانی بن ہانی عن علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام "حرب" رکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے فرمانے لگے: لاؤ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم لوگوں نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ جب ہم نے کہا: حرب آپ نے فرمایا: نہیں، یہ حسن ہے اور جب حسین پیدا ہوا۔ پھر یہی الفاظ ذکر کیے آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ حسین ہے اور جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا، پھر

❀ جامع المسانید (۸۲/۱۲) ❀ اسد الغابہ (۵۱۵۱) تجرید (۱۰۰/۲)

❀ الدر المنثور (۴۰/۶) اسد الغابہ (۲۰۷/۴) ❀ سورة الاحقاف (۱۰)

❀ مسند احمد (۹۸/۱) ❀ اسد الغابہ (۴۶۹۲)

یہی الفاظ نقل کیے آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ محسن ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں خنجر شیر اور مشجر کے ناموں پر رکھے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۸۲۹۳ محمد بن ابی بن کعب انصاری

ابو معاذ کنیت تھی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد، ابن ابی حاتم اور حبابی کا قول ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے، والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو السدوسیہ ہیں، اپنے والد، والدہ، حضرت عمر اور حضرت عثمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا معاذ بن سعید حضری اور حضری بن لائق روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔ واقعی کا قول ہے: حرہ کے روز ۶۳ھ میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم

۸۲۹۵ محمد بن اسلم

بن خنجرہ انصاری خزرجی۔ بقول ابن شاپین: مدینہ کے رہائشی تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: انہیں روایت اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ پھر ان کے حالات میں ایک حدیث نقل کی جس کا تقاضا ہے یہ صحابی ہیں۔ میں نے قسم اول میں مسلم بن اسلم بن بجرہ کے حالات میں ان کے متعلق وہم کی وجہ بیان کر دی ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: محمد بن اسلم انصاری نے حرہ کے دن کہا: ط

”اگر تم ہمیں حرہ کی کٹائی والے دن قتل کرتے ہو تو ہم اسلام پر قتل ہونے والے پہلے مسلمان ہیں۔ ہم نے بدر میں تمہیں کھڑے کر کے چھوڑا تھا۔ اور تم سے اپنے لئے تر مال لے کر لوٹے تھے۔“

استیعاب میں ہے کہ محمد بن اسلم نبی ﷺ سے اپنی مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: میرے خیال

میں وہ سچی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ایسی بات نہیں جیسا ان کا گمان ہے۔ کیونکہ امام بخاری فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد دونوں میں فرق کیا ہے۔ قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

۸۲۹۶ محمد بن ایاس

بن البکیر اللیثی المدنی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ابن مندہ نے ان محمد کا ذکر کر کے لکھا ہے: دو ربوی پایا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ پھر ان کا وہ مرثیہ نقل کیا جو انہوں نے زید بن عمر بن خطاب کے قتل کے موقع پر کہا تھا۔ جب وہ مدینہ میں بنی عدی بن کعب کی جنگ میں ناحق مارے گئے۔ ط

اسد الغابہ (۴/۶۹۲) * اسد الغابہ (۴/۶۹۴) استیعاب (۲۳/۴۴) تجرید (۲/۵۴) * استیعاب (۳/۴۲۱)

اسد الغابہ (۴/۵۷) * التاريخ الكبير (۱/۴۱) * اسد الغابہ (۱/۴۷) تجرید (۲/۵۵)

”اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں بہکا دے میں کسی کی بات نہ مانتا اور نہ مجھے بہترین آدمی کے بیٹے زید کی موت دیکھنا پڑتی اور نہ اس کی آواز سنتا کیا ہی شخص فوت ہوا ہے۔“

ابن سعدؒ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ان کی والدہ زینب بنت مَعُوذِ النصارِیہ مشہور صحابیہ ہیں۔ امام بخاریؒ نے بخاری میں ان کی کوئی روایت تعلیقاً ذکر کی ہے۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ، ابن عمر، اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن، محمد بن عبد الرحمن اور نافع وغیرہ نے روایت کی ہے۔

۸۲۹۷) محمد بن ابی بکر الصدیقؒ

نسب ان کے والد عبد اللہ بن عثمان (حضرت ابو بکر کا نام ہے) کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں، مدینہ سے مکہ جانے والے راستے میں حجاز الوداع کے موقع پر ان کی ولادت ہوئی۔ جیسا کہ مسلم کی کتاب میں طویل حدیث جابر سے ثابت ہے۔ محمد کی پرورش حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں ہوئی کیونکہ آپ نے ان کی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ اپنے والد سے مرسل اور اپنی والدہ وغیرہ سے کم روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں، اُن سے مروی ان کی حدیث نسائی وغیرہ کتابوں میں ہے۔ جو روایت یحییٰ بن سعید عن القاسم عن ابیہ عن ابی بکر مروی ہے۔ محمد نے جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر بنا کر روانہ کیا، جہاں یہ رمضان ۳۷ھ میں پہنچے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کے والی مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ مصر بھیجا، محمد نے ان کا مقابلہ کیا اور شکست کھا گئے۔ اور صفر ۳۸ھ میں قتل ہو گئے۔ (ابن یونس) وہ لکھتے ہیں: شکست کے بعد ایک خاتون کے گھر میں روپوش ہو گئے جہاں سے گرفتار کر کے قتل کر دیئے گئے۔

ابن عبد البر لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی تعریف کرتے اور انہیں فضیلت دیتے تھے۔ بڑے عبادت گزار اور مجاہدے والے تھے۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا۔ اور ان کے بیٹے قاسم کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔ جو آپ کے زیر تربیت رہ کر اپنے زمانے کے سب سے افضل شخص بنے۔

بخاری نے ان کے حالات میں بطریق عبد العزیز بن رفیع عن محمد بن ابی بکر روایت کی ہے۔ ایک رات جس میں ہوا اور بارش کے ساتھ سخت تاریکی تھی۔ نبی ﷺ نے دونوں مؤذنوں کو حکم دیا کہ اعلان کرو ”اپنے گھروں میں نماز ادا کر لو“۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ محمد بن الصدیق نہیں۔

۸۲۹۸) محمد بن ثابتؒ

بن قیس بن شماس انصاری۔ نسب والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ والدہ جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہیں،

الطبقات الکبریٰ (۲۸۳/۵) * اسد الغابہ (۷۷۴)

* نسائی کتاب المناسک باب الفسل بالاہلا (۳۶۶۴) ابن ماجہ (۲۹۱۱)

* مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها باب الصلاۃ فی الرحال فی الموطأ (۲۴) المعجم الکبیر (۲۷۷/۷)

المصنف لعبد الرزق (۱۹۰۳)

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۲) ۱۳۱

جنہوں نے حضرت ثابت سے طلع لیا تھا۔ جب ان کی پیدائش ہوئی تو نبی ﷺ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے گھٹی دی۔ محدثین کے قاعدے کے مطابق جنہیں روایت حاصل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا نام شامل کیا ہے۔ چنانچہ بغوی، ابن ابی داؤد اور ابن شاپین نے بطریق زید بن الحباب روایت کی ہے ان کے والد ثابت نے جب جلیلہ بنت عبد اللہ بن ابی سے جدائی اختیار کر لی، اس وقت محمد پیدا ہونے والے تھے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو انہوں نے قسم کھالی کہ اسے اپنا دودھ نہیں پلائیں گی۔ تو حضرت ثابت انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دین ڈالا اور ان کا نام محمد رکھا۔ اور فرمایا: ”اسے لے جاؤ، اللہ تعالیٰ اس کے رزق (دودھ) کا بندوبست فرمائے گا۔“ ﴿۱﴾ فرماتے ہیں: مجھے ایک عربی خاتون ملی جو ثابت بن قیس کا پوچھ رہی تھی۔ میں نے کہا: میں ہی ثابت بن قیس ہوں۔ تم کیا چاہتی ہو؟ کہنے لگی: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک لڑکے کو دودھ پلا رہی ہوں جس کا نام محمد ہے۔ وہ کہنے لگے: یہ ہے میرا بیٹا، چنانچہ اس نے انہیں لے لیا اور اس کا دودھ پیتا ہوں سے چک رہا تھا۔ الفاظ بغوی کے ہیں۔

ابن مندہ لکھتے ہیں: غریب ہے جسے ہم صرف حدیث زید بن الحباب سے جانتے ہیں محمد بن ثابت کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ یہ حدیث تنہائی نے ایک اور طریق سے عن زید بن الحباب نقل کی ہے اور ابو ثابت کا نام زید بن اسحاق بن اسماعیل بن محمد بن ثابت لیا ہے۔ محمد کا ذکر ان کے بھائی عبد اللہ بن ثابت کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ نبی ﷺ، اپنے والد اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے اسماعیل اور یوسف، اور زہری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد نے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: عبد اللہ بن حظلہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ اور ان کے بیٹے عبد اللہ، سلیمان اور یحییٰ حہ کے دن شہید ہوئے۔ خلیفہ کا قول ہے: یہ اور ان کے دونوں بھائی عبد اللہ اور یحییٰ حہ کے دن شہید ہوئے۔

۸۲۹۹ محمد بن ابی الجہم ﴿۲﴾

بن حذیفہ الحدادی۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن عبد البر ﴿۳﴾ فرماتے ہیں: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں: ابن سعد ﴿۴﴾ نے اہل مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی والدہ خولہ بنت القحطاع بن معبد حمیمہ ہیں۔ قحطاع کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ بنی تمیم کے رؤساء میں سے تھے۔ عمر بن عبد الممنون رحمہ اللہ نے محمد کی طرف اشارہ کیا جس کا ایک واقعہ ہے۔

”ہم نے قریش میں سے بہترین لوگ جتے ہیں۔ ابو الحکم جو بہت زیادہ مہمان نواز ہے اور ابن ابی الجہم۔“

موسیٰ بن طلحہ ان محمد کے ماں شریک بھائی ہیں۔ زبیر کا بیان ہے یہ محمد واقعہ حہ میں شریک تھے۔ مسلم ابن عقبہ نے بعد میں انہیں گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا۔ اس سے پہلے یہ یزید کے پاس آئے تو اس نے انہیں پناہ دی۔ جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا تو محمد بن ابی الجہم نے اس کے خلاف گواہی دی کہ وہ شراب پیتا ہے تو مسلم بن عقبہ نے کہا: اب یہ کبھی جھوٹی گواہی نہ دے سکے گا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: واقعہ ۶۳ھ میں پیش

﴿۱﴾ اسد الغابہ (۴۷۰/۵) استیعاب (۲۳۴۹) تجرید (۵۵/۲)

﴿۲﴾ اسد الغابہ (۴۷۰/۹) استیعاب (۲۳۵۱) تجرید (۵۶/۲)

﴿۳﴾ استیعاب (۴۲۴/۳) الطبقات الكبرى (۱۴۶/۵)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (جلد ۱) ۱۳۲

آیا اس دن سات سو ۷۰۰ حفاظ قرآن شہید کیے گئے۔ ابو محشر کا قول ہے: واقعہ ۷۰ سال کے ذوالحجہ میں پیش آیا۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے ابن شہاب کے طریق سے مروی ہے: جب محمد قتل کر دیے گئے تو ان کی نعش ان کے والد کے سامنے پیش کر دی گئی۔

۸۳۰۰ محمد بن حثیم

ابو یزید الحارثی۔ بقول امام بخاری، بغوی اور ابن شاپین وغیرہ عہد رسالت (علی صاحبہا الصلاة والسلام) میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت عمار بن یاسر سے اور ان سے محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے۔

۸۳۰۱ محمد بن ربیعہ

بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی، ابو حزرہ کنیت تھی۔ جس طرح حاکم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن شاپین نے ذکر کیا ہے اور حوالہ ابن سعد کا دیا ہے۔ حالانکہ ابن سعد نے تو تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: دور نبوی پایا ہے، لیکن نہ ان کی روایت مشہور ہے اور نہ سماع۔ پھر ان کا ذکر کیا۔ عسکری کا قول ہے: عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے، یہی دعائی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

۸۳۰۲ محمد بن السعدی

محمد بن عطیہ میں ذکر ہوگا۔

۸۳۰۳ محمد بن عامر

ابن ابی الجہم، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔

۸۳۰۴ محمد بن عبد اللہ

بن روادہ انصاری۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کے والد عہد نبوی کے آخر میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، مجھے ان کے سوانح نہیں ملے اور نہ میں نے ان کے والد کے سوانح میں دیکھا ہے کہ ان کے بیٹے کا نام محمد ہے، میں نے اسے حافظ شرف الدین دمیاطی کی کتاب الخرزج سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کے شیخ عبد اللہ بن حسین بن روادہ کا نسب محمد بن عبد اللہ بن روادہ تک نقل کیا ہے۔ اس کے ثابت ہونے میں تردد ہے۔

اسد الغابہ (۴۷۱۸) استیعاب (۲۳۵۷) تجرید (۵۷/۲) تاریخ الکبیر (۷/۱)

اسد الغابہ (۴۷۲۱) تجرید (۵۷/۲) الطبقات الکبریٰ (۲۸۳/۵)

تاریخ الکبیر (۷۹/۱) تاریخ الکبیر (۱۸۵/۱) تجرید (۵۹/۲)

۸۳۰۵ محمد بن عبد اللہ

بن زید، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے، ان سے پہلے بغوی ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھیں ان میں سے میں نے کسی کی کتاب میں چند ان لوگوں کے نام دیکھے ہیں جن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ ان میں سے کسی نے نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا ہے، نہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے ہیں، ان میں سے یہ بھی ہیں۔ اس وجہ سے بھی کہ ابن اثیرؒ نے ذکر کیا ہے اور ان کے نسب میں زید کے بعد عہد ربہ صاحب اذان کا اضافہ ہے۔ اگر یہ وہی ہیں تو انہیں اپنے والد ابو مسعود انصاری بدری سے روایت حاصل ہے۔
ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن محمد نے محمد بن جعفر بن زبیر، اور نعیم مجمر نے روایت کی، ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۰۶ محمد بن عبد اللہ

بن سعد بن جابر بن عمیر بن بشیر بن بشر، سلم بن حکم بن سعد عثیرہ حکی کی اولاد سے انہوں نے حضرت سلمہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بہن سے نکاح کیا، جس سے یہ محمد پیدا ہوئے، ان کے والد فتح سے پہلے حالت کفر میں فوت ہوئے۔ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، اس وجہ سے ان کا نام محمد رکھا گیا۔ بلا ذری نے یہ انساب میں ذکر کیا ہے کیا ہے، ان محمد کی اولاد بصرہ میں تھی۔

۸۳۰۷ محمد بن عبد اللہ

بن عثمان تھمی، ابو القاسم بن ابو بکر صدیق، محمد بن ابو بکر میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۳۰۸ محمد بن عبد الرحمن

بن عبد اللہ بن عثمان تھمی، ابو تھیق، پہلے والے صحابی کے بیٹے ہیں۔ ابن شاہین رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اپنے چچا سے بڑے تھے، موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: انہیں دیدار حاصل ہے، ابن حبان رضی اللہ عنہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ محمد اور ان سے اوپر چار افراد نے ترتیب وار نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ وہ یہ ہیں: محمد، عبد الرحمن، ابو بکر، ابو قحافہ۔
موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: یہ خصوصیت اس امت میں انہی کو حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ایک جماعت نے ان سے حدیث حاصل کی، بعض لوگوں نے اپنے استدرک میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اضافہ کیا، وہ اور ان کی والدہ اسماء بنت ابو بکر اور ان کے دادا اور ان کے والد ترتیب وار ایک ہی نسق میں ہیں، ان کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی ملایا جاتا ہے، تیوں کا ان کے سوانح میں ذکر ہے، رہے ابن اسامہ تو ان کا نام نہیں لیا۔
واقدی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا اور آپ ﷺ کے زمانے میں ان کی اولاد

ہوئی۔

۸۳۰۹ محمد بن عبدالرحمن

بن عوف زہری۔ یعقوب بن شیبہ نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی کنیت ان کے نام پر تھی اور یہ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ ابن قحون رحمہ اللہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مفسر مہمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے کہ ان محمد نے کچھ لوگوں کی دعوت کی انہیں کھلایا پلایا تو اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، ان لوگوں نے ابن جعوف نامی شخص کو امامت کے لیے آگے کیا، اس نے انہیں نماز پڑھائی اور سورہ کافرون کی تلاوت کی، ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ﴾۔ نازل ہونے کے بارے میں حدیث ذکر کی۔ یہ مہمۃ اللہ کا اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ عبدالرحمن بن عوف کے حوالے سے مشہور ہے، شاید یہ واقعہ ان کی کتاب میں بروایت محمد بن عبدالرحمن عن ابیہ لکھا ہو، جس میں عن ابیہ کے لفظ رہ گئے ہوں۔

۸۳۱۰ محمد بن عبید

وہ ابن ابوجہم ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۳۱۱ محمد بن عطیہ سعدی

عروہ کے والد جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے یمن کے امیر تھے۔ بغوی رحمہ اللہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ بعید ہے، اس لیے کہ حاکم نے مستدرک میں اسے بطریق عروہ بن عطیہ سعدی عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں بنو سعد بن بکر کے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا، پھر وفد میں آنے کے بارے میں حدیث نقل کی۔ وفد کے سال جو شخص کم سن ہوگا تو اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جو صحابی کہلائے؟ یہ استبعاد صحابی ہونے کے امکان کی نفی میں واضح نہیں بلکہ احتمال ہے کہ ان کا اس صفت کے ساتھ کوئی اور کم سن بیٹا ہو، لہذا یہ اسی قسم سے ہوئے۔ اسی احتمال کی وجہ سے میں نے ان کا یہاں ذکر کیا ہے اور آخری قسم میں ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ طبری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں نے اسے قسم رابع میں ذکر کیا ہے، پھر اس احتمال کی وجہ سے یہاں ذکر کیا۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات تابعین میں فرمایا: محمد بن عطیہ۔ بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ان کے والد صحابی ہیں۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے بطریق ولید بن مسلم بحوالہ عروہ بن محمد سعدی، عن ابیہ، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے، پھر حدیث

﴿سورة الكافرون الآية (۱)﴾ سورة النساء الآية (۴۳) ﴿اسد الغابہ (۴۷۴۹)﴾ تجرید (۶۰/۲)

﴿مختصر تاریخ دمشق (۵۶/۲۳)﴾ جامع المسانید والسنن (۱۴۶/۱۱)

ذکر کی ”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آباد جگہیں ویران ہو جائیں گی اور ویران جگہیں آباد ہو جائیں گی۔“ (الحديث) * بطریق ابو نعیمہ اوزاعی مروی ہے کہ ہم سے محمد بن خراشہ نے بحوالہ محمد بن عروہ بن سعدی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اسی مفہوم کی حدیث بیان کی۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے: صحیح میرے نزدیک ولید کی روایت ہے وہ عروہ بن محمد بن عطیہ سعدی ہیں، عن ابیہ میں نہیں سمجھتا کہ محمد صالحی ہیں، گویا محمد بن عروہ، عروہ بن محمد سے مقلوب (الٹ) ہیں۔ ابن مندہ رحمہ اللہ نے بطریق یحییٰ بابتی اور رواد بن جراح، وہ دونوں اوزاعی رحمہ اللہ سے ولید کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں، دونوں سند میں فرماتے ہیں: عن عروہ بن محمد بن عطیہ۔

اسی طرح اسے یحییٰ بن صمرہ نے بحوالہ اوزاعی رحمہ اللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ عروہ، عن ابیہ، عن جدہ اور دونوں کا نام نہیں لیا، بخاری نے یقین کیا ہے کہ یہ روایت بحوالہ محمد مرسل منقول ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کا قول ہے، میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: راوی کہتے ہیں: عن ابیہ، لیکن وہ جدہ کا ذکر نہیں کرتے، انہوں نے فرمایا: حدیث بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ یہ روایت مستند نہیں ہے۔

اسی سند سے ایک اور حدیث مروی ہے۔ اسے ابن مندہ رحمہ اللہ نے بطریق سلمہ بن علی، عن اوزاعی، عن محمد بن خراشہ، عن عروہ بن محمد سعدی، عن ابیہ کہ انصار کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، پھر حدیث ذکر کی۔ ابوالحسن بن سنیح، محمد بن عطیہ نے طبقات حمصیین میں تابعین میں اللہ کے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔

محمد بن عطیہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کی حیات میں ان کے بیٹے عروہ رحمہ اللہ کو یمن کا گورنر بنایا، ابن ابی دنیانے بطریق ابن مبارک بحوالہ حظلہ بن ابی سفیان جمی نقل کیا ہے۔ پھر محمد بن عطیہ کی اپنے بیٹے عروہ کو نصیحت ذکر کی ہے جب وہ یمن کے گورنر بنے، یہ سو (۱۰۰) ہجری واقعہ ہے۔

اس سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ محمد کی عمر نوے (۹۰) سال تھی، اور مذکورہ نصیحت ابن مبارک رحمہ اللہ کی کتاب التزہد میں ہم نے سنی ہے، اس میں ہے: جب تمہیں غصہ آئے تو اپنے اوپر آسمان کو دیکھو اور اپنے نیچے زمین کو دیکھو۔ ان دونوں کے خالق کی عظمت بیان کرو۔

ان کی روایت ان کے والد عطیہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ بروایت ابو داؤد الحامی، بحوالہ عروہ بن محمد کہ ایک شخص نے انہیں غصہ دلایا، وہ کھڑے ہوئے، وضو کیا پھر فرمایا: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا عرفوہ روایت کیا ہے کہ ”غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔“ اسے امام احمد اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

محمد کی اپنے والد کے حوالے سے دوسری حدیث ہے جسے اسی طرح میں نے عطیہ کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ قسم رابع میں محمد بن حبیب کے سوانح میں بروایت محمد بن خراشہ اس حدیث کے بارے میں مزید روایت آئے گی۔ ان شاء اللہ

۸۴۱۲ محمد بن عمارہ

بن حزم انصاری، بعد والے صحابی کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ابن شاپین رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن قدام ان کا ذکر کیا ہے، جب ان کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھا۔
میں کہتا ہوں: راویوں میں ایک اور شخص ہیں جنہیں محمد بن عمار عمارہ کہا جاتا ہے، لیکن وہ ابن عمرو بن حزم ہیں، بعد والے صحابی کے چچا زاد ہیں، وہ امام مالک رحمہ اللہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

۸۴۱۳ محمد بن عمرو

بن حزم انصاری، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ان کی کنیت ابو عبد الملک ہے۔ بعض کا قول ہے: ان کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ ابن شاپین رحمہ اللہ نے بحوالہ ابو داؤد ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھا، محمد بن خطاب مخی کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ واقدی رحمہ اللہ کا قول ہے: ہجرت کے دسویں سال نجران میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد گورنر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خط بھیجا جس میں یہ حکم تھا کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابو عبد الملک رکھیں۔
یہ واقدی کا قول ہے، یہی مشہور ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ نہ انہیں دیدار حاصل ہے۔ ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انہیں لے کر مدینہ نہیں آئے۔
بعض کا قول ہے: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو برس قبل پیدا ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔

اسے بغوی رحمہ اللہ نے ان کے سوانح میں بطریق قیس مولیٰ سودہ بحوالہ عبد اللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن ابیہ، عن جدہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے مریض کی عیادت کی وہ رحمت میں غوطہ زن ہوتا ہے۔“ (الحدیث)
یہ مسند عمرو بن حزم سے ہے، عن جدہ میں ضمیر ابوبکر کی طرف راجع ہے نہ کہ عبد اللہ کی طرف۔
محمد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹے ابوبکر نے اور عمر بن کثیر بن افرح نے روایت کی ہے۔ نسائی رحمہ اللہ اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حرہ کے دن انصار کے امیر تھے۔ ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے: حرہ کے دن شہید ہوئے، خزرج کے امیر تھے جیسا کہ عبد اللہ بن حنظلہ اوس کے امیر تھے، جب یہ شہید ہوئے تو اہل مدینہ کے حوصلے پست ہو گئے، یوں اہل شام ان پہ ٹوٹ پڑے اور انہیں ہلاک کر دیا، واقعہ حرہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم

اسد الغابہ (۴۷۵۱) استیہاب (۲۳۶۷) تجرید (۶۰/۲) * اسد الغابہ (۷۹/۴)

* مکنز العمال (۲۵۱۸۰) اتحاف السادة المتقين (۲۹۵/۶) المطالب العالیہ (۲۴۳۴)

* طبقات العکبری (۳۸۷/۸)

۸۳۱۳ محمد بن قیس

بن محرمہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی مطلبی، عسکری رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے، ابن ابوداؤد، باوردی رحمہم اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے یقین کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

انہوں نے اپنے والد، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اپنی والدہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی، ان سے ان کے دونوں بیٹوں حکم اور ابو بکر نے اور محمد بن حجلان، محمد بن اسحاق، ابن جریج، عمر بن کثیر بن فلح وغیرہ نے روایت کی۔

۸۳۱۵ محمد بن منذر

بن عقبہ بن اجمہ بن جراح، قسم رابع میں محمد بن اجمہ کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۱۶ محمد بن قتیبہ

بن جابر، ابن شاپن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بخوالہ ابو قنداح ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھٹی دی اور ان کا نام محمد رکھا۔

۸۳۱۷ محمد بن نفیر

بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبددار، ان کا لقب مرتفع تھا، عطا اور نافع ان کے بھائی ہیں، ان کے چچا نصر باندہ کر قتل کئے گئے، ان پر ان کی بہن نے مرثیہ کہا جو مشہور ہے۔

۸۳۱۸ محمد کنانی

ابو حاتم رازی رحمہم اللہ کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

باب، میم کے بعد خاء

۸۳۱۹ مخارق بن شہاب

بن قیس تميمی، بنو جندب بن غبر بن تمیم سے ہیں، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے، واصل نے نقل کیا ہے کہ وہ اسلامی شاعر ہیں اور ان کے والد بھی شاعر ہیں، بعض کا قول ہے: وہ مازنی ہے۔ جاہلیت میں بکر بن وائل نے بنی ضہہ پہ حملہ کیا اور ان کے اونٹ ہانک لیے، ان لوگوں نے مخارق بن شہاب کو مدد کے لیے

اسد الغابہ (۷۷۷) تجرید (۶۱/۲) جامع المسانید والسنن (۱۵۲/۱۱)

اسد الغابہ (۷۷۳) تجرید (۶۲/۲)

پکارا، انہوں نے اپنی قوم کو آواز دی تو ان سے ہنعدی بن حطب بن عزیمر بن تمیم میں سے وردان آٹے اور اونٹوں کے چھڑانے تک ان سے جنگ کی اور یہ شعر کہے: ۵

”میں نے خراعی اور باریق کے صحن کی حفاظت کی، اور وردان، عدی بن حطب کا دفاع کرتا ہے، ان اونٹوں کو ضہ کے سارے بیٹے پہچان لیں گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ ان میں سے کوئی اونٹ غائب نہیں ہوا۔ سب واپس آ گئے۔“

میں کہتا ہوں: وردان اور اس کے بھائی حیدہ کو شرف صحابیت حاصل ہے، حرف حاء میں حیدہ کا ذکر گزر چکا ہے، اور وردان میں آئے گا۔

(۸۳۲۰) المختار بن ابی عبید

قسم رابع میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب، میم کے بعد راء

(۸۳۲۱) مروان بن حکم

بن ابی عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی۔ ابو عبد الملک وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد اور ان کی خلافت میں ان کے کاتب تھے، بعض کا قول ہے: ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے، بعض کا قول ہے: چار سال پہلے، ابن شاپین کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو وہ آٹھ سال کے تھے، لہذا ان کی ولادت ہجرت کے دو سال بعد ہوئی، فرماتے ہیں: ابن ابوداؤد فرماتے ہیں: اُحد کے سال پیدا ہوئے ۳ھ۔ یعنی ۳ھ۔ ابن ابوداؤد کا قول ہے: فتح مکہ اور حجة الوداع کے موقع پر ہوشمند تھے، لیکن یہ معلوم نہیں کیا آیا انہوں نے نبی ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے یا نہیں۔ ابن طاہر لکھتے ہیں: یہ اور مسور بن مخرمہ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے، لیکن یہ بات قابل تردید ہے، اختلاف ثابت ہے، ان کے والد کے اسلام لانے کا واقعہ فتح مکہ میں ثابت ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اسی سال پیدا ہوئے تو واقعی یہ اس وقت ہوشمند ہوں گے، اس بنا پر اس قسم کی شرط کے مطابق ہوئے، لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کے صحابی ہونے کے بارے میں یقین کیا ہو تو گویا یہ اس وقت ہوشمند نہیں تھے۔ فتح مکہ کے بعد ان کے والد کو طائف کی طرف جلا وطن کر دیا گیا تھا، اس وقت یہ ان کے ساتھ تھے، روایت و دیدار سے بڑھ کر ان کے لیے کچھ ثابت نہیں۔ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں جن میں حضرت عمر، حضرت علی، زید بن ثابت، عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث، سمرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں اپنی اس روایت میں جو زہری، عروہ سے اور عروہ ان دونوں کے حوالہ سے صلح حدیبیہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں، مسور بن مخرمہ سے ملایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں اس کے کسی طرق میں ہے کہ ان دونوں نے یہ حدیث

کسی صحابی سے نقل کی ہے، اور اکثر طرق میں ہے کہ وہ دونوں یہ حدیث مرسل نقل کرتے ہیں۔

ان سے کہل بن سعد نے روایت کیا ہے، وہ ان سے عمر اور قدرد منزلت میں بڑے ہیں، کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ ان سے تابعین میں سے ان کے بیٹے عبدالملک، علی بن حسین، عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث، عبداللہ بن عتبہ وغیرہ نے روایت کی، ان کا شمار فقہاء میں تھا، بعض نے اس کا انکار کیا ہے کہ انہیں روایت حاصل ہو، ان میں سے بخاریؒ ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ نے انہیں نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا تا کہ آپ انہیں گھنٹی دیں۔

یہ مشکل ہے جیسا کہ محدثین نے ان کے سن ولادت کے بارے میں ذکر کیا ہے کیونکہ اگر وہ ہجرت سے پہلے تھے، ان کی والدہ اسلام نہیں لائی تھیں اور اگر ہجرت کے بعد کے ہیں تو ان کی والدہ نے انہیں ساتھ لے کر ہجرت نہیں کی۔ جبکہ نبی ﷺ ہجرت کے بعد عام الفقیہ جو سات ہجری کا ہے، مکہ گئے اور پھر آٹھ ہجری فتح مکہ کے موقع پر داخل ہوئے۔ پس اگر ان کی ولادت ان کے والدین کے مسلمان ہونے کے بعد ہوئی ہے تو ٹھیک، لیکن اس شخص پر اعتراض ہوتا ہے جس کا گمان یہ ہے کہ وفات نبویہ کے وقت ان کی عمر چھ (۶) یا آٹھ (۸) یا اس سے زیادہ سال تھی۔ اور وہ اپنے والد کے ساتھ طائف میں تھے، یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں (حکم کو) مدینہ آنے کی اجازت دے دی، یوں وہ اپنے والد کے ساتھ واپس مدینہ آ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے جو اسباب ہوئے سو ہوئے، اس کے بعد یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے، اس کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے، جس پر وہ برقرار رہے یہاں تک کہ یزید بن معاویہ کے دور حکومت کے آغاز میں ان زبیر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو یہاں سے نکال باہر کیا۔ یہ واقعہ حرہ کے اسباب میں سے ہے، وہ معاویہ بن یزید بن معاویہ کی وفات تک شام میں رہے، ان سے اہل شام کے کچھ لوگوں نے بیعت کی، یہ ایک طویل قصہ میں ہے، پھر ان کے اور ضحاک بن قیس کے درمیان واقعہ پیش آیا وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر تھے، انہوں نے مروان کی مدد کی اور ضحاک کو قتل کر دیا۔ ملک شام ان کے لیے مضبوط ہو گیا پھر مصر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اچانک موت نے انہیں آ لیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے عبدالملک کو ولی عہد بنایا ان کی خلافت کی مدت تقریباً نصف سال تھی، رمضان المبارک میں ۶۵ھ میں وفات پائی۔

ابن طاہر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شامی دینار نکالے، جو پچاس دینار کے بدلے خریداجاتا تھا، اور اس پر لکھا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾۔

باب میم کے بعد سین

۸۳۲۲ مسرع بن یاسر

بن سوید جعفی، حرف یاء میں ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۲۳ مسعود بن حکم

بن ریح بن عامر بن خالد بن غانم بن ذریق انصاری زرقی، ابو حارون، ابن سعد نے اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بحوالہ واقدیؒ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ابن حبان، ابواحمد حاکم اور ابن عبد البرؒ نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن ابوشیثہ کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور ان سے بغویؒ نے روایت کی۔

عسکریؒ نے فضل کے سوانح میں جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے ان کا ذکر کیا ہے، ابواحمد نے بحوالہ خلیفہ مسند ان کا ذکر کیا ہے، ان کی کنیت ابو حارون تھی، صحیح وغیرہ میں بحوالہ ان کی والدہ اور بحوالہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علیؓ وغیرہ ان کی روایت ہے۔

ان سے ان کی اولاد اسماعیل، عیسیٰ، یوسف، قیس اور نافع بن جبیر بن مطعم، سلیمان بن یسار، ابن منکدر وغیرہ روایت کی ہے۔ واقدیؒ کا قول ہے: تیز اور ثقہ تھے، ابو عمرؒ کا قول ہے: جلیل القدر تابعین میں ان کا شمار ہے۔

۸۳۲۴ مسلم بن امیہ

بن خلف جمی، ابن کلبیؒ نے رکانہ کے قصے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۲۵ مسلم بن قرظہ

بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی، ان کے والد کی کنیت ابو عمر تھی، وہ مسلمانوں پر بہت سختی کرتے تھے۔ انہوں نے بنت عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا جس سے فاختہ کی ولادت ہوئی، جن سے معاویہ نے نکاح کیا تھا۔ ان کے والد حالت کفر میں فتح سے پہلے فوت ہوئے۔ ان کا بیٹا مسلم زندہ رہا اور حمل کے دن قتل ہوا، ہارودی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۲۶ مسهر بن عباس

بن عبد مطلب ہاشمی، ابو بکر بن زرید نے حضرت عباسؓ کی اولاد میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابن فہون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید وہ تمام کے بعد پیدا ہوئے۔

باب میم کے بعد طاء

۸۳۲۷ مطرف بن عبد اللہ

بن فحیر، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، وہ مشہور تابعی ہیں، ابن حبانؒ نے ثقات تابعین میں فرمایا:

اسد الغابہ (۴۸۷۲) استیعاب (۲۴۰۵) تجرید (۷۳/۲) استیعاب (۴۴۸/۳)

استیعاب (۴۴۸/۳) تجرید (۷۹/۲)

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، اہل بصرہ کے عابد و زاہد شخص تھے۔

ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید ۴۴ میں فرمایا: تابعی ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، ابن سعد ۴۴ نے ان کے بہت سے مناقب ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: ثقہ تھے، انہیں فضیلت، تقویٰ، عقل اور ادب حاصل تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں فرمایا: ہم سے ابو نصر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن مغیرہ نے روایت کی، مطرف جب اپنے گھر تشریف لاتے تو ان کی نواسی ان کے ساتھ نماز پڑھتی۔

دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوتے، دھاری دار ریشمی چادر اوڑھتے اور بادشاہ کے پاس جاتے۔ لیکن دین میں بہت مضبوط تھے۔ یزید بن عبداللہ بن خثیر جو ان کے بھائی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں حسن سے دس سال بڑا ہوں اور میرا بھائی مطرف مجھ سے دس سال بڑا ہے۔ انہوں نے ایسے ہی فرمایا، ایسے ہی ہے اگر یہ ثابت ہو۔ میں نے ابن ابی دنیا کی کتاب مجالی الدعوة میں جید سند سے بحوالہ حمید بن ہلال روایت کیا ہے، مطرف اور کسی اور شخص کے درمیان کوئی بات ہو گئی تو مطرف نے فرمایا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری موت مقرر فرمادے، چنانچہ وہ وہیں گر کر مر گیا۔

ان کے خوف کی شدت کا حال اس روایت سے معلوم ہوتا ہے جو یعقوب بن سفیان نے صحیح سند کے ذریعے ان سے نقل کی ہے کہ اگر میرے پاس میرے رب کی طرف سے موت کا فرشتہ آ کر مجھے یہ اختیار دے کہ میں جنتی ہوں یا جہنمی یا میں مٹی ہو جاؤں تو میں مٹی ہونے کو پسند کروں گا۔

مطرف نے بحوالہ اپنے والد، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عمار، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ روایت کیا ہے۔ ان سے ان کے بھائی ابو عطاء یزید، حمید بن ہلال، غیلان بن جریر، ثابت بنانی، قتادہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ ان کے بہت سے مناقب ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ کا قول ہے: کہاں تابعین میں ثقہ ہیں، ۸۷ھ کے طاعون کے بعد حجاج کی حکومت میں فوت ہوئے۔

۸۳۲۸ مطہر

سید البشر حضرت محمد ﷺ کے بیٹے ہیں، ابن ظفر حموی نے کتاب البشر بخیر البشر میں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی اولاد شمار کی تو ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام طاہر ہے، وہ سہو ہے، کیونکہ طاہر ابو حمالہ کا بیٹا ہے۔ وہ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ سمجھا ہے اس کی کوئی دلیل یا حوالہ ذکر نہیں کیا، اس میں کیا مانع ہے کہ حضرت خدیجہ نبی ﷺ سے پیدا ہونے والے کسی بچے کا نام سابقہ شوہر سے پیدا شدہ کسی بیٹے کے نام پر رکھ دیں۔ جو عربوں میں موجود ہے۔ ان سے پہلے یہ بات کسی اور نے بھی لکھی ہے۔ اور تاریخ ابن البرقی میں ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی یہ اولاد ہوئی: قاسم، عبداللہ، طیب، طاہر اور مطہر۔ بقول بعض: طیب ہی طاہر ہیں اور وہی عبداللہ ہیں۔ بعض نے لکھا ہے: طیب و مطیب اور طاہر و مطہر جڑواں پیدا ہوئے۔ طاہر کا تذکرہ اس سے زیادہ ہو چکا ہے۔

۸۳۲۹) المعطیب ابن النبی ﷺ

سابقہ عنوان میں ذکر ہوا ہے۔

باب میم کے بعد عین

۸۳۳۰) معبد بن زھیر *

بن ابوامیہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، ابو عمر * کا قول ہے: انہیں دیدار حاصل ہے، شرف صحابیت حاصل نہیں۔ جمل کے دن شہید ہوئے۔ زہیر کا قول ہے: ان کی والدہ زینت بنت اصرم بن حارث بن سباق بن عبدالدار ہیں۔

۸۳۳۱) معبد بن عباس *

بن عبدالمطلب ہاشمی، بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ ابن عبدالبر * کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ سے حدیث نہیں سنی، افریقیہ میں ۳۵ھ، خلافت عثمانی میں شہید ہوئے۔ * بعض کا قول ہے: اس کے بعد خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے۔ دارقطنی رضی اللہ عنہ نے کتاب ریحہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا گورنر بنایا۔

۸۳۳۲) معبد بن عبداللہ *

بن نعام عدوی، ابن برقی نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۳۳) معبد بن مقدار *

بن اسود کندی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ان سے ان کی کنیت تھی، دولابی رضی اللہ عنہ نے کتبوں میں بطریق منصور، بحوالہ ہلال بن یساف نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا، اس پر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، جب وہ واپس آئے تو ان سے پوچھا: اے ابومعبد! تم نے امیر بننے کو کیا پایا؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں گیا تو مجھے یوں دکھائی دیتا تھا کہ وہ سب میرے غلام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "امارت اسی طرح ہے، اے ابومعبد! سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچائے۔" * انہوں نے کہا: یقیناً اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر نبی بنایا ہے، میں دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بنوں گا۔

* اسد الغابہ (۴۹۹۳) استیعاب (۲۴۷۲) تجرید (۸۴/۲) * استیعاب (۴۷۹/۳)

* اسد الغابہ (۴۹۹۷) استیعاب (۲۴۷۶) تجرید (۸۵/۲) * استیعاب (۴۷۹/۳)

* اسد الغابہ (۱۶۳/۴) * المکنی والاسماء (۸۷/۱)

۸۳۳۲) معمر بن عبد اللہ

بن ابی بن سلول خزرجی، ان کا نسب ان کے بھائی عبد اللہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ ۹ھ میں ان کا باپ فوت ہو گیا۔ ان معمر کا ایک بیٹا تھا جنہوں نے حضرت زینب بنت عمر بن خطاب سے نکاح کیا، جیسا کہ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان معمر کا کم سے کم یہ درجہ بنتا ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہو۔

باب میم کے بعد غین

۸۳۳۵) مغیرہ بن ہشام

بن شعبہ بن عبد اللہ بن ابوقیس بن عبدوہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشی عامری، ہشام کی کنیت ابو ذؤب ہے۔ مشہور فقیہ محمد بن عبد الرحمن کے دادا ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فتح کے سال پیدا ہوئے، ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم کے بعد نون

۸۳۳۶) منذر بن ابواسید ساعدی

ابواسید کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ابن حبان رحمہ اللہ کا قول ہے، بعض نے کہا: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فتح کے سال پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: صحیحین میں حدیث سہل بن سعد میں ان کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں: منذر بن ابواسید کی جب ولادت ہوئی تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے انہیں اپنی ران پر رکھ لیا، ابواسید بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کسی اور کام کی طرف متوجہ ہو گئے تو ابواسید نے اپنے بیٹے کے بارے میں حکم دیا، اسے اٹھالیا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بچہ کہاں ہے؟“ ابواسید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے اسے اٹھالیا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”اس کا کیا نام ہے؟“ انہوں نے کہا: فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! اس کا نام منذر رکھو۔“

صحیح میں بحوالہ ان کے والد اسی طرح روایت ہے، بخاری نے نماز کے باب میں تعلیقاً ان کی حدیث ذکر کی ہے، ابواسید کا قول ہے: اے بیٹے! تم نے ہمیں دیر کرادی، ان سے زبیر بن منذر، عبد الرحمن بن سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلہ نے روایت کی۔

اسد الغابہ (۵۰۶۶) استیعاب (۲۵۱۱) تجرید (۹۱/۲)

اسد الغابہ (۵۰۹۸) استیعاب (۲۵۱۴) تجرید (۹۵/۲)

بخاری (۶۱۹۱) مسلم (الحديث: ۲۹)

۸۳۳۶ منذر بن جارود

ان کا نام بشر بن عمرو بن حش بن معلی بن یزید بن حارث بن معاویہ عہدی ہے، ان کی والدہ امامہ بنت نعمان ہیں۔ ابن عساکر * کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان کی ولادت ہوئی، ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہید ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منذر کو اصطر کا امیر مقرر کیا۔ یعقوب بن سفیان کا قول ہے: جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھے، عبداللہ بن زیاد نے یزید بن معاویہ کی حکومت میں انہیں ہند کا گورنر بنایا وہاں وہ ۶۱ھ کے آخر میں یا ۶۲ھ کے شروع میں وفات پا گئے۔ ابن سعد نے یہ ذکر کیا ہے، اور ذکر کیا ہے کہ وہ ساٹھ (۶۰) سال زندہ رہے۔ خلیفہ کا قول ہے: ابن زیاد نے ۶۲ھ میں انہیں سندھ کا گورنر بنایا، وہیں وفات پائی۔ واللہ اعلم

باب میم کے بعد ہاء

۸۳۳۸ مہاجر بن خالد *

بن ولید مخزومی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ خلیفہ، ابن سعد اور زبیر بن بکار کا قول ہے: ان کی والدہ اسماء بنت انس بن مدرک ثقفیہ، ابو عمر * کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لڑکے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک تھے، اس سے پہلے جمل میں حاضر تھے، اس میں ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ ابن عساکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ابو حذیفہ بخاری رضی اللہ عنہ نے فتوح میں فرمایا: بنو مغیرہ میں سے عمرو اس کے طاعون سے مہاجر، عبداللہ بن ابوعمر بن حفص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کے علاوہ کوئی نہ بچا، اس بارے میں مہاجر بن خالد فرماتے ہیں: صر ”بنی ریطہ کے شہسوار فنا ہو گئے، میں ایسے جن کی ابھی مونچھیں بھی نہ آئی تھیں، اور ان کے چچا زاد بھائی اسی مقدار میں فوت ہوئے جس پر تعجب کرنے والے کو تعجب ہوتا ہے، ان کی موتوں کا سبب نیزے اور طاعون تھا، یہ وہ نصیب تھا جو تقدیر کے کاجب نے ہمارے لیے لکھ دیا۔“

فرماتے ہیں: ریطہ جن کی طرف اشارہ ہے وہ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی زوجہ ہیں، وہ بنت سعید بن کسم ہیں، مغیرہ سے ان کے دس (۱۰) بیٹے ہوئے۔

سیف بن عمر * نے فتوح میں بحوالہ شعبی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، حارث بن ہشام اپنے گھر والوں میں سے ستر (۷۰) افراد کو لے کر نکلے، ان میں سے چار (۴) کے علاوہ کوئی واپس نہ آیا، پھر اشعار کا ذکر کیا۔

دولابی رضی اللہ عنہ نے کنیتوں میں بطریق حسن بن عثمان ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے شہید ہونے والوں میں مہاجر بن خالد بن ولید ہیں، اسی طرح یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

* مختصر تاریخ دمشق (۲۵/۲۴۴) * اسد الغابہ (۵۱۲۸) استیعاب (۲۵۳۲) تجرید (۹۸/۲)

* استیعاب (۱۵/۴) * مختصر تاریخ دمشق (۲۵/۲۸۹)

زبیر بن بکار نے اس بارے میں اشعار کہے:
 ”کتنی سہانی راتیں میں نے پاکدامنی میں مقامِ خشی میں عقبا نامی درختوں کے پاس جاگتے گزار دیں، اور کئی دن جس میں ہم نے اس کے ساتھ ہنسی مذاق کیا، تجھے زمین پر چلنے والوں میں سے اس جیسا کوئی نظر نہ آئے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم اور سلمیٰ پڑوسی تھے، محبت کی رسی کو جوڑتے تھے اور چغل خوروں کی بات نہیں مانتے تھے۔“

۸۳۲۹) مہلب بن ابی صفرة ازدی
 آخری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۳۰) موسیٰ بن حذیفہ
 بن غانم قرشی عدوی۔ ابو عمر کا قول ہے: انہیں دیدار حاصل ہے، ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے کوئی روایت مروی ہو، ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا، ابن فتحون رحمہ اللہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۳۱) موسیٰ بن طلحہ
 بن عبید اللہ حمی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی کنیت ابو عیسیٰ ہے، بعض کا قول ہے: ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ کوفہ میں فروکش ہوئے، ان کی والدہ خولہ بنت قحطاف بن معبد بن زرارہ ہیں، ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام رکھا۔

بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ صغیر میں بطریق عقدی، بحوالہ موسیٰ بن طلحہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارہ (۱۲) سال رہا۔

موسیٰ سے صحیح میں اور سنن میں بحوالہ ان کے والد، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت ابوذر، حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

ان سے ان کے بیٹے عمران، ان کے پوتے سلیمان بن عیسیٰ، ان کے بھتیجے اسحاق بن یحییٰ اور ان کے دوسرے بھتیجے موسیٰ بن اسحاق نے روایت کی، ان سے ابواسحاق سمعی، عبدالملک بن عمیر، سماک بن حرب اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

زبیر کا قول ہے: آل طلحہ کے سردار تھے، علی کا قول ہے: تابعی، ثقہ اور بہترین انسان تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے: ان کے زمانے میں انہیں مہدی کیا جاتا تھا، طلحہ کی اولاد میں محمد کے بعد سب سے افضل ہیں، بعض کا قول ہے: وہ کوفہ سے بصرہ منتقل ہو گئے جب عمار کوفہ پر غالب آیا۔

عبدالملک بن عمیر کا قول ہے: ان کے زمانے کے لوگوں میں سے چار افراد فصیح تھے، ان میں سے ایک موسیٰ بن طلحہ ہیں۔ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور ابن ابی عاصم رحمہ اللہ کا قول ہے: ۱۰۶ھ میں وفات پائی، یثیم بن عدی اور ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے: ۱۰۳ھ میں وفات پائی، ابویہم رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا قول ہے: ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔

قسم الثالث از حرف میم - جو لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھے

ممکن ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سماع بھی کیا ہو لیکن وہ سماع منقول نہیں۔ خواہ وہ مرد ہو یا بالغ ہو یا ہوشمند بچہ ہو۔

باب میم کے بعد الف

۸۳۲۲ مالک بن اغر

بن عمرو تحمیری، بنو غزاہ سے ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے، پھر ۵۷ھ میں مغرب کے جہاد میں امیر بنائے گئے۔

میں کہتا ہوں: پہلے کئی مرتبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ فتوح کے زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو امیر بناتے تھے، لیکن انہوں نے عراق کی فتوح میں ایسا کیا، اس لیے اس طرح کی مثالیں میں نے اس قسم میں ذکر کیں۔

۸۳۲۳ مالک بن حبیب

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ مالک بن حبیب کو عمر بن مالک زہری رضی اللہ عنہ کے ساتھ لشکر کی ایک جانب کا امیر بنائیں اور لشکر کی دوسری جانب ربیع بن عامر کو امیر بنائیں، ابن قحون کے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۲۴ مالک بن حارث

بن عبد یغوث بن مسلمہ بن ربیعہ بن حارث بن جذیمہ بن مالک بن فحج، فحجی۔ اشتر کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: اپنی قوم کے سردار تھے، بخاری رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جابیہ میں خطبے کے وقت شریک تھے۔ ابن حبان رضی اللہ عنہ نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک تھے، ان کی آگاہ شہید ہو گئی، فرماتے ہیں: وہ اپنی قوم کے سردار تھے، انہوں نے بحوالہ عمر، خالد بن ولید، ابوذر اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اور ان کے ساتھ رہے۔ ان کے ساتھ جمل میں شریک ہوئے، اس میں ان کے کارنامے ہیں۔ اسی طرح صفین میں شریک ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کو ہٹانے کے بعد انہیں مصر کا والی مقرر کر دیا، جب قلمز پر پہنچے تو شہد کا ایک گھونٹ بھرا جس سے ان کی وفات ہو گئی، بعض کا قول ہے: وہ زہر آلود تھا، یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے جبکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمل اور صفین میں شریک ہوئے تھے۔ اس دن انہوں نے اپنی انوکھی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔

ان سے ان کے بیٹے ابراہیم، ابو حسان اعرج، کنانہ مولیٰ صفیہ، عبدالرحمن بن یزید فحجی، علقمہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے تابعین رضی اللہ عنہم کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف

لوگوں کو جمع کیا تھا، ان کے محاصرے میں شریک تھے، اس بارے میں ان کے بہت سے واقعات ہیں۔ مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت الشعراء میں فرمایا: ان کے اشتر لقب کا سبب یہ ہوا کہ انہیں جنگ یرموک کے موقع پر ایک شخص نے سر پر تلوار ماری، تو زخم بہہ کر ان کی آنکھ پر آ گیا جس سے اس کی پلک الٹ گئی، وہ یہ شعر کہتے ہیں: ص

”میں نے اپنی زلفوں کو باقی رکھا اور بلندی سے انحراف کر گیا اور اپنے مہمانوں سے ترش رو چہرے کے ساتھ ملا، اگر میں ابن ہند پر حملہ نہ کروں تو کوئی دن بھی سانسوں کے گزرے بغیر نہیں ہوگا۔“

متاخرین المل ادب کا کہنا ہے کہ اگر وہ یہ شعر ان لم اُشْن علی ابن ہند غارۃ کے بجائے لم اُشْن علی ابن حورب غارۃ کہتے تو زیادہ مناسب تھا۔

میں کہتا ہوں: بالکل نہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ ہاں! نظیر کی رعایت رکھنے کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اور متاخرین کے امداد میں مناسب ہے۔ رہے بڑے شعراء وہ ایسی چیزوں کو توجہ میں نہیں لاتے بلکہ دشمن کی نسبت اس کی ماں کی طرف کرنے میں عداوت میں زیادہ بلوغ ہے۔ اشتر کے فوج شام میں کئی قابل ذکر کارنامے ہیں جن کا سیف بن عمرو اور ابو حذیفہ نے اس سلسلے میں اپنی تصنیفات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۳۵) مالک بن حمری

بن ضمروہ بن جابر ہنظلی، ان کے بھائی ہنظل میں ان کے حالات آئیں گے۔

۸۳۳۶) مالک بن حارث ہذلی

بنو کاعل سے ہیں۔ مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محضری ہیں، یعنی جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا۔

۸۳۳۷) مالک بن حارث

بن عمرو بن عبد اللہ بن بھر بن شداد ہذلی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، عمرو بن اذینہ بن ابوسعد بن مالک کے دادا ہیں، یہ ابن کلی کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ یہ پہلے والے ہوں۔

۸۳۳۸) مالک بن حنطب

بن عبد شمس بن سعد بن ابوغنم بن حبیب بن جبیر بن عدی بن سلول خزاعی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن کلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ان کے بیٹے مالک بن عمیر کی کنیت ابوزعقحی، بعض کا قول ہے: جب حضرت حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے تو انہوں نے مرثیہ کہا۔

۸۳۳۹) مالک بن ذی مشعار

بن ابلع بن زبیب بن ثراجل بن ربیعہ بن مرثد بن بکرم بن حاسد بن حشم بن ضرار بن نوف بن ہمدان ہمدانی، انہوں نے

الاصحاب في سيرة النبي (صلى الله عليه وسلم) (جلد ۱) ۱۳۸

نبوت کا زمانہ پایا۔ ان کے بیٹے عمیرہ کا شام میں ذکر ملتا ہے، اور حادث بن عمیرہ، اُمّی ہمدانی نے ان کی مدح بیان کی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے صالح بن مسروح حروری اور اس کے بھائی قیس بن عمیرہ کو قتل کر دیا تھا، قطری خارجی کے ساتھ لڑائی میں ان پر بڑی مصیبت آئی، یہ سب ابن کلبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔
حرف حاء میں ذومشار حمرۃ بن ابلح کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۳۵۰ مالک بن زینہ

بن مالک بن سبیح بن ربیعہ بن سحج جرمی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔ ان کے بیٹے اوس بن مالک شریف آدمی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے ابن غریزہ ہمشلی کا قرض ادا کیا تھا، جیسا کہ ابن کلبی رحمہ اللہ نے قصہ ذکر کیا ہے۔ ابن غریزہ کا نام کثیر بن عبد اللہ ہے۔

۸۳۵۱ مالک بن ابی سلسلہ ازدی

بہادر ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور عمرو کے ساتھ فتح مصر میں شریک ہوئے، لوگوں میں سب سے پہلے قلعے پر چڑھے۔

۸۳۵۲ مالک بن شراحیل

بن عمرو بن عدی بن کریب بن اسلم بن قیس بن عدّ اس بن نصر بن منصور بن عمرو بن ربیعہ بن قیس بن بئیر بن سعید بن حاشد بن جشم بن ہمدان ہمدانی، خولان کے حلیف ہیں اس وجہ سے خولانی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتح مصر میں شریک تھے، وہاں انہوں نے اپنی جوہلی بنائی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جلساء میں سے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ مصر کے امیر تھے تو حضرت عبدالعزیز بن مروان نے انہیں قضاء اور واعظ کا عہدہ ایک ساتھ دیا، یہ ۸۳ھ کی بات ہے۔ اس سے انہیں ۸۴ھ میں بنایا گیا، ان کی گورنری ایک سال اور ایک ماہ تھی۔ کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے جو لشکر عبدالعزیز نے بھیجا تھا اس کے امیر تھے، یہ ۸۷ھ کا واقعہ ہے۔ مصر میں ان کی مسجد تھی جو مسجد مالک خولان کے نام سے مشہور تھی۔ ان کی اولاد میں سے مختصر بن عبداللہ بن عمرو بن مالک بن شراحیل خولانی تھے۔ بعض کا قول ہے: حجاج بن یوسف نے یہ مسجد اس کے لیے عبدالملک کے حکم سے تعمیر کی ہے، عبدالعزیز ہر سال اس کے پاس جوڑے بھیجتا تھا، اسی طرح حجاج بن یوسف بھی ان کی طرف جوڑے اور تین ہزار روانہ کرتا۔

ابو عمر کندی نے قضاۃ مصر نامی کتاب میں لکھا ہے مجھ سے ابن قدیر نے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مروان کے پاس عبید اللہ بن سعید ساعدی آئے تو اس کے پاس مالک بن شراحیل بیٹھے تھے۔ تو عبدالعزیز نے مالک سے کہا: اپنے چچا کے لیے جگہ کشادہ کر دو۔ تو وہ ذرا سرک گئے، اتنے میں ایک اور شخص آیا تو عبدالعزیز نے پھر یہی جملہ کہا، مالک کہنے لگے: امیر المومنین! آپ نے چچا کہنے کا لفظ بہت بار کہہ دیا، میں نے اس کے والدین کے نکاح سے پہلے اونٹ چرا لیے تھے۔

۸۳۵۳ مالک بن ضحار

۸۳۵۳ مالک بن ضمرہ الضمری

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن ابی شیبہ ؒ نے بطریق حنبل بن معین نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مالک بن ضمرہ نے اپنے ہتھیار ہوضمرہ میں سے مجاہدین کو دینے کی وصیت کی کہ اس سے اہل نبوت سے لڑائی نہ کی جائے، ان سے ان کے بھائی نے کہا: اے بھائی! کیا آپ موت کے وقت ایسا کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب حضرت حسین بن علی ؑ کی شہادت کا واقعہ ہوا تو اس لشکر سے ایک آدمی آیا جسے عبید اللہ بن زیاد نے موسیٰ بن مالک کی طرف بھیجا تھا۔ اس نے کہا: اپنے والد کے نیزے سے میری مدد کریں، آپ نے اسے دے دیا تو ان سے ان کے گھر والوں میں سے ایک خاتون نے کہا: اے موسیٰ! کیا تمہیں تمہارے والد کی وصیت یاد نہیں۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے ان سے واپس مانگا یہاں تک کہ نیزہ ان سے لے کر توڑ دیا۔

میں کہتا ہوں: اس سے امام مالک ؒ کی وسعت علم کا پتہ چلتا ہے۔ محامی نے اپنے امالی میں بروایت بغدادیین ان کے حوالے سے، انہوں نے احمد بن محمد جمعی سے اپنی سند سے جسے وہ ابو ذر تک لے جاتے ہیں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل ؑ نے جو کچھ آپ ﷺ کے سینے میں اٹھایا، آپ ﷺ نے وہ میرے سینے میں اور میں نے اسے مالک بن ضمرہ کے سینے میں اٹھیل دیا۔

۸۳۵۵ مالک بن طفیل

بن حنف بن اوس بن حیی بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ایوب بن معن بن عتود طائی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بیٹے کا نام بحدل تھا جو بنو معن کا سردار تھا۔ جب وہ نجدۃ النہض کے لشکر کے ساتھ بالآخر دوسرے سے ملے، ابن کلیب ؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۵۶ مالک بن عامر

ابوعلیہ وداعی، تابعی ہیں۔ اہل کوفہ سے ہیں۔ بعض کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابوعلیہ وداعی، بڑے تابعی ہیں، ثقہ ہیں، اپنی کثرت سے مشہور ہیں، ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے: اسی طرح ہے، بعض نے کہا: عمرو بن جذب، بقول بعض وہ دونوں ہیں، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۵۷ مالک بن عبد اللہ کندی

یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی قوم کے ارتداد کے وقت اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے، انہوں نے ان لوگوں کو خطبہ دیا، انہیں خوف دلایا اور شعر پڑھے، وحید نے کتاب الرزہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ عبادت گزار اور فصیح زبان تھے، ان لوگوں نے ان کی اطاعت کی، پھر ان پر ان کی بد بختی غالب آگئی، وہ مرتد ہو گئے اور انہیں نکال دیا، وہ زیاد بن لبید اور مسلمانوں سے جا ملے۔

۸۳۵۸ مالک بن عامر

بن عمرو بن عمر بن ذبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یسکر بن علی بن مالک بن سعد بن نذیر بن قمر بکلی، پھر قشیری، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابوراکہ کے بھائی ہیں جو کوفہ میں دارابی اراکہ کے مالک ہیں، ابوراکہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ ہے جسے ابن کلبی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

۸۳۵۹ مالک بن عیاض

عمر کے مولیٰ ہیں، یہ وہی ہیں جنہیں مالک دار کہا جاتا ہے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا، شیخین سے معاذ اور ابوعبیدہ سے روایت کی۔

ان سے ابوصالح سان، ان کے دونوں بیٹوں عون اور عبداللہ نے، جو مالک کے بیٹے ہیں، روایت کی۔
بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں بطریق ابوصالح ذکوان، بحوالہ مالک الدار روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے قطر کے زمانے میں فرمایا: اے رب! میں جس چیز سے عاجز ہوں اسی میں کوتاہی کر سکتا ہوں۔

ابن ابیوشہ نے اس طریق سے طویل حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر قطر آیا تو ایک شخص نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمت کے لیے پانی طلب کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کو اس شخص نے خواب میں دیکھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”عمر کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو تمہیں سیراب کیا جائے گا، تم پر دونوں ہتھیلیاں اٹھانا ہے۔“ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور کہنے لگے: اے رب! میں جس چیز سے عاجز ہوں اسی میں کوتاہی کر سکتا ہوں، ہم نے فوائد داؤد بن عمرو رضی اللہ عنہ میں روایت کیا۔ بغوی رحمہ اللہ نے بطریق عبدالرحمن بن سعید بن ربیع مخزومی بحوالہ مالک الدار روایت کیا، فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن بلایا تو ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں چار سو (۴۰۰) دینار تھے، انہوں نے کہا: اسے لے کر ابوعبیدہ کے پاس جاؤ..... پھر قصہ ذکر کیا۔

ابن سعد نے اہل مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے بحوالہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کی، وہ معروف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کے غلے کے تاپ تول پر مقرر کیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے انہیں تقسیم پر مقرر کر دیا، ان کا نام مالک الدار پڑ گیا۔
اسامیل قاضی نے بحوالہ علی بن مدینی فرمایا: مالک الدار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خزانچی تھے۔

۸۳۶۰ مالک بن قدامہ

بن مالک خارج بن عمرو بن مالک بن زید بن مرہ بن سلیم سلمی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، وہ اور ان کے والد مصرکی فتح میں شریک ہوئے، ان کے والد دلاص، مصر کے میدان میں ٹھہرے، سعید بن عفیر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن یونس نے بحوالہ ہانی

بن منذر اسے بیان کیا ہے۔

۸۳۶۱) مالک بن مالک

بن حشم مدنی، سراقہ کے بھتیجے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ نے بطریق زہری رحمہ اللہ بحوالہ ان عبدالرحمن بن مالک بن حشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سراقہ سے ہجرت کا قصہ نقل کیا ہے۔ میرا خیال نہیں کہ انہوں نے مالک بن حشم سے روایت کیا ہو، ایسا لگتا ہے کہ وہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے مالک نے نبوت کا زمانہ پایا، اگرچہ انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۸۳۶۲) مالک بن مسنن

بن شیبان بن شہاب بن قلع، ان کا نام علقمہ بن عمرو ہے۔ ابوغسان رافعی رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، اپنے زمانے میں ربیعہ کے سردار، پیش رو اور رئیس تھے۔ حصین بن منذر ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ص
”ابوغسان کی زندگی اپنی قوم کے لیے بہتر ہے۔ جس نے مختلف معاملات میں مشقت اٹھائی اور تجربہ کیا۔“
۷۷۳ھ یا ۷۷۴ھ میں وفات پائی۔

۸۳۶۳) مالک بن ناعمہ صدیقی

ان کی کنیت ابوناعمہ ہے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ مشہور گھوڑے والے ہیں جسے اشتر کہا جاتا تھا۔ مصر کی فتح میں شریک تھے۔
ابن عقیل نے ذکر کیا ہے، بحوالہ شیوخ مصر کہ مالک بن ناعمہ، اہل یمن کی کمک میں سے تھے، ان کے ساتھ ام اشتر، گھوڑی تھی۔ راستے میں وحشی جانور اس پر کودتے، کسی وادی سے زیادہ بالوں والا لہبا نہ نکلا اس جیسا دیکھا نہ گیا، اس نے اس سے جفتی کی، مالک نے اسے ہٹانے کے لیے جلدی کی، لیکن یہ اسے نہ مل پائے، اتنے میں وہ خود ہی نیچے اتر گیا۔ مالک شام آئے اور روم کی لڑائیوں میں ٹھہرے یہاں تک کہ ان کی گھوڑی نے پچھ جتا، انہوں نے اس کا نام اشتر رکھا، یہ ان کی شکست کا دن تھا، اور وہ پچھڑا اپنی ماں کی تلاش میں تھا، جدھر اس کی ماں جاتی ادھر دوڑتا رہتا یہاں تک کہ پوری رات اسے تلاش سے باز رکھا پھر وہ آپ کے ساتھ مصر داخل ہوا جب مصر فتح ہوا تھا تو اس کے ساتھ لوگوں سے آگے نکل گئے۔

۸۳۶۴) مالک بن یزید

سیف رحمہ اللہ نے فتوح والردہ میں ان لوگوں کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ عراق کی طرف گئے۔ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ وہ اپنے اور اہل فارس کی ایک قوم کے ساتھ معاہدے کے وقت موجود تھے۔

باب میم کے بعد ثاء

۸۳۶۵ مثنیٰ بن لاحق عجلی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، طبریؒ کا قول ہے: ۱۲۰ھ میں جب حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی طرف آئے تو بنو بکر بن وائل میں سے نصاریٰ پر لوگوں میں سب سے زیادہ سخت تھے، وہ فرات بن حیان مذکور بن عدی، سعید بن مرہ اس لڑائی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ تھے۔ ابن قحونؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم کے بعد جیم

۸۳۶۶ مجاہد بن جبر

غزوہ ان کی بیٹی کے مولیٰ ہیں جو مشہور بدری صحابی عقبہ بن غزوہ ان کی بہن ہیں، عقبہ سابقین اولین میں سے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ ان کی مذکورہ بہن کے ہاں مزدوری کرتے تھے، اس کا تقاضا ہے کہ ان مجاہد کو شرف صحابیت حاصل ہو، ابن یونسؒ نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ ان کے بہت سے واقعات ہیں، فتح مصر میں شریک تھے، وہاں ان کی حویلی تھی، حضرت عمرو بن العاص کی گورنری کے زمانے میں خراج وصول کرنے کے ذمہ دار تھے۔
رہے مجاہد بن جبرؒ کی جو مشہور تالیسی ہیں، وہ مولیٰ بنو مخزوم ہیں۔ بعض نے انہیں ابن جبیر، تصغیر کے ساتھ کہا ہے۔

باب میم کے بعد حاء

۸۳۶۷ محارب بن قیس

بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ عامری پھر جعدی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بارے میں نابذہ جعدی مرثیہ

کہتے ہیں:

”کیا تجھے معلوم نہیں کہ جنگ کرتے ہوئے میں نے تکلیف اٹھائی ہے، میں کرم نواز، انکار کرنے والا جو صاف دوستی سے نہیں اکتاتا اور ایسا نوجوان ہوں جس کی عادات پوری ہو گئی ہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ سچی ہے، اپنے پاس کوئی مال باقی نہیں رہے دیتا۔“

۸۳۶۸ محاضر بن عامر

بن سلمہ خولانی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا ہے، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے، سعید بن عفیر نے خولان

میں ان کا ذکر کیا۔

۸۳۶۹) محرز بن اسید باہلی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابواسامیل ازدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دمشق کے محاصرہ میں موجود تھے، اور بحوالہ عمرو بن مالک، انہوں نے ادھم بن محرز بن اسید الباہلی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم نے خلافت عمر میں ۱۴ھ میں دمشق فتح کیا، راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: قرہ بن لقیط بحوالہ ادھم بن محرز کہ پہلا جھنڈا جو محص کی سرزمین میں داخل ہوا وہ مسروق بن میسرہ کا تھا۔ فرماتے ہیں: میرے والد فرماتے ہیں: میں پہلا شخص تھا جس نے محص میں مشرکوں میں سے ایک شخص کو قتل کیا، ادھم کا قول ہے: محص میں سب سے پہلے میری ولادت ہوئی، اور سب سے پہلے میرا وظیفہ مقرر کیا گیا، میرے ہاتھ میں کندھے کی ہڈی ہوئی اور میں کاتبوں کے ہاں آتا جاتا۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے بطریق محمد بن ابراہیم بن مہدی بحوالہ ادھم بن محرز انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نے رجب ۱۴ھ میں دمشق فتح کیا، اور خلیفہ بن خیاط کے طریق سے فرماتے ہیں: رجب ۸ھ میں محرز بن ابومحرز نے روم کی سرزمین میں جہاد کیا اور اس کا کئی میل علاقہ قبضے میں لے لیا۔

۸۳۷۰) محرز بن حدریش

بن خلیج۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابواسامیل ازدی نے شام کی فتح میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خالد بن ولید سے کہا۔ جب انہوں نے عراق سے شام تک جنگل کے راستے سے عبور کرنا چاہا، صبح کے ستارے کو اپنے دائیں رخ رکھنا پھر اس رخ چل پڑنا یہاں تک کہ صبح کا ترکا ہو جائے، انہوں نے اسے آزمایا تو اسے صحیح پایا۔

۸۳۷۱) محرز بن قتادہ

بن مسلمہ اصبھی، وحید نے رذہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے اسلام پر قائم رہے، وہ بنو حنیفہ کو اسلام کو مضبوطی سے پکڑنے کی وصیت کرتے اور انہیں مسلمہ کی بیروی سے منع کرتے۔ انہوں نے اس بارے میں شعر کہا:

اور خطبہ نقل کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں: سبحان اللہ! تمہارا معاملہ کتنا عجیب ہے، ایک نبی نے تمہیں دین میں داخل کیا ہے اور ایک کذاب تمہیں اس سے خارج کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اس وقت فلاں فلاں شخص زندہ ہوتے تو تم لوگوں سے یہ چھوٹی آنکھوں والا کذاب نہ کھیلتا۔ اللہ کی قسم! اس سے نہ تم لوگوں نے اپنی دنیا حاصل کی نہ آخرت یتائی، مجھے تمہارے بارے میں عذاب کا خوف ہے۔ راوی لکھتے ہیں: وہ سب لوگ ان کے پاس آ کر کہنے لگے: ہم تمہیں تمہارے باپ کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ وہ ہم میں سردار تھے، چنانچہ وہ ان سے الگ ہو گئے۔

۸۳۶۲) معمر بن قصاب

بنو عدی کے مولیٰ ہیں: بنو مالکان میں سے ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ہم نے جزء بکر بن بکار میں روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے اسحاق بن عثمان ابویعقوب کلابی نے بیان کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ام موسیٰ بنت حمز نے بحوالہ اپنے والد حمز قصاب حدیث بیان کی، وہ جاہلیت کے قیدیوں میں سے تھے.... پھر حدیث ذکر کی۔

اسے بخاری نے اس طریق سے بحوالہ ابو موسیٰ اشعری نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مسلمانوں کے لیے صرف وہی شخص ذبح کرے جو سورہ فاتحہ پڑھ سکتا ہو، سورہ فاتحہ حمز قصاب ہی پڑھ سکتے تھے، اس لیے وہ اکیلے ذبح کرتے تھے۔

۸۳۶۳) المحرق

آخری حرف ”ی“ میں بچی کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۸۳۶۴) محقبہ بن نعمان عتکی ازدی

عمر بن شبہ نے ”اخبار بصرہ“ میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو ابو موسیٰ کے ساتھ فتح کُنتر میں شریک تھے۔ وہ اپنے وقت میں قبیلہ ازد کے شاعر تھے۔ ان کے وہ اشعار نقل کیے جن میں عمرو بن عاص کو مخاطب کرتے ہیں، جب انہیں ارتدہ اد کے زمانے میں اپنے بارے خوف ہونے لگا تو یہ انہیں دلیر کرتے اور انہیں امن دیتے ہوئے کہتے ہیں: ص

”اے عمرو! اگرچہ نبی ﷺ کے بارے ایسی بات پیش آئی ہے جسے روکا نہیں جاسکتا یعنی وفات، ہمیں نبی ﷺ کی وفات والی مصیبت پہنچی اور مقام منجاء تک رقص کرنے والی بچیوں کا غم ہے، اور ہماری ناک کٹ گئی، ہمارے دل زخمی ہیں اور ہماری آنکھوں سے پانی جاری ہے، مخلوق کی گرونیں جھکی ہوئی ہیں، تم بلا خوف و خطر قیام کرو، اے عمرو! ہمارے پڑوس مضبوط اور دفاع کرنے والا ہے۔“

میں کہتا ہوں: مرزبان سے ان کا ذکر رہ گیا، باوجودیکہ وہ ازد کے شاعر ہیں۔

۸۳۶۵) محمد بن حارث

بن خدیج بن حویس حارثی، ابو حاتم سجستانی نے نوادر میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بحوالہ ابوعبیدہ معمر بن شعی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: معمر حارثی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اسلام قبول کرنے کے لیے آئے، ان کے ساتھ اپنی قوم کے کچھ لوگ تھے، ان میں ربیع بن زیاد بن انس بن دیان اور محمد بن حارث بن خدیج، جن کا جاہلیت میں محمد نام رکھا گیا، تھے پھر قصہ ذکر کیا جو معمر میں مذکور ہے اور آگے آئے گا۔

۸۳۶۶) محمۃ بن زکیم

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ شام میں اجناد کے امراء کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی موت کا پیغام پہنچانے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے، اس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معزول کرنے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے کا ذکر ہے۔

سیف نے بحوالہ ابوعثمان، انہوں نے خالد اور عبادہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مدینہ سے قاصد آیا تو یرموک میں انہیں گھڑسواروں نے گھیر کر پوچھنا شروع کر دیا کہ کیا خبر ہے؟ تو اس نے انہیں سلامتی کی خبر دی اور بتایا کہ وہ کلمک (اور امدادی دستہ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی ہیں، پھر انہوں نے پوچھا کہ اس دستے میں کون تھا؟ اس نے بتایا: فلاں، فلاں، اس نے ان لوگوں کو کلمک کے بارے میں بتایا، انہوں نے اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا، تو اس نے جس کام کے لیے وہ آیا تھا انہیں بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا، اور خوف ہوا کہ فوج کا معاملہ منتشر نہ ہو جائے اور قاصد کے ساتھ جو عمیرہ بن زینم تھے ٹھہر گیا.... پھر اس کا واقعہ ذکر کیا۔

باب میم کے بعد خاء

۸۳۷۷ مَعْرَمُ بْنُ شَرِيح

بن مخرم بن زیاد بن حارث بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی۔ ہشام بن کلثوم کا قول ہے: میں نے بنو حارث بن کعب کو کہتے ہوئے سنا: مخرم، بغداد کا نام انہی سے رکھا گیا ہے، کیونکہ وہ ان کی جاگیریں تھیں۔ جب عہد فاروقی میں عرب، عراق میں فروکش ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: جاگیریں اسے مل سکتی ہیں جو مرد ہو۔ مرزبانی نے محم اشعراء میں ذکر کیا ہے: مخرم بن حزن بن زیاد بن حارث، اور یہ نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: جاہلی ہیں اور اپنی والدہ کی نسبت سے مشہور ہیں۔ انہیں ابن کلبہ کہا جاتا ہے، اور بنو کلبہ بن وائل کا بنو سلیم کے ساتھ واقعہ کے بارے میں ان کا شعر بیان کیا ہے، گویا وہ ان کے چچا ہیں۔

۸۳۷۸ الْمُخْبِلُ السَّعْدِيُّ

ربیع بن ربیعہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ راجع ہے کہ وہ مخضری ہیں، شعراء میں بھی خلیل عبدی ہیں ان کا نام کعب بن عبد اللہ عسی ہے۔ ان سے بعد کے زمانے کے ہیں۔ ابوفرج نے آغانی میں ان کا ذکر کیا ہے اور کعب نے غرر الاخبار میں ان کی زوجہ ام عمرو اور اس کی بہن سلا کے ساتھ طویل قصہ نقل کیا ہے۔ انہی دونوں کا وہ مشہور اشعار میں ذکر کرتے ہیں:
”لوگوں میں سے دو انسان ایسے ہیں جن پر میرا قرض ہے، وہ دونوں مالدار ہیں۔ اگر میرا قرض ادا کرنا چاہیں،

میرے دوست اربعی ام عمرو تو وہ ان دونوں میں سے ایک ہیں اور دوسری کے بارے میں مت پوچھو۔“

شعراء میں اسی طرح خلیل ثمالی ہیں، آمدی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا شعر نقل کیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں: انہوں نے عمرو بن ہند اور ان کے والد کو پایا، شرمیل بن حمل انہوں نے جذبہ وضاح کو پایا۔

۸۳۷۹) مخیس (بہ نسبت)

یحییٰ بن یونس شیرازی اور جعفر مستغری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق صالح بن ابوالخضر بحوالہ یحییٰ بن یونس سے نقل کیا ہے: میں نے رات کے وقت کنکریوں والی زمین پر چلنے کی آواز سنی، رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہو رہی تھی۔ اسے ابوموسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے، پھر فرمایا: میں نے کتاب میں اسے حرف حاء اور حرف باء میں پایا ہے۔ شاید صحیح وہ ہے جو انہوں نے ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: حدیث غنیم بن قیس کی روایت سے بحوالہ ان کے والد معروف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ نام میں لفظ غلطی ہو۔

میں کہتا ہوں: فرض کردہ دونوں صورتوں میں ان کے صحابی ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ان کے زمانہ نبوت پانے کی دلیل ہے۔

۸۳۸۰) مخیس نمیری

ابن حابس بن معاویہ، ابواسامعیل ازدی نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ یرموک میں شریک ہوئے۔

باب میم کے بعد دال

۸۳۸۱) مدرک عبقری

مرۃ اسدی کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب میم کے بعد راء

۸۳۸۲) مدار بن سلامہ عجل

شاعر ہیں، ابوبشر آدمی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جعفری ہیں۔ دور جاہلیت اور اسلام پایا۔ مرزبان بنی ہاشم نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، اور یہ نہیں لکھا کہ وہ اسلام لائے بلکہ ذی قار کے دن ان کے کہے ہوئے اشعار نقل کیے ہیں: ”ہم نے ان میں سے نوے (۹۰) ادویہ عمر قیدی بنائے جنہیں ہم راستے کے درمیان میں چلائے لے جا رہے تھے، وہ ٹخروں کی طرح گھوم رہے تھے، پھر انہوں نے ہمیں نشان زدہ گھوڑوں اور اونٹنیوں کے حوالے کر دیا۔“

۸۳۸۳) مَرَّان

ابن ذی عمیر بن ابومردان ہمدانی، صاحب اعلیل نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ وحمہ نے روضة میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ہمدان کے بادشاہوں میں سے تھے، اور ان میں سے اسلام لانے والوں کے ساتھ مسلمان ہوئے۔

بحوالہ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جب اہل یمن نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا سنا تو ہمدان کے بے وقوفوں نے ایسی باتیں کیں جسے ان کے نکلندوں نے ناپسند کیا، تو عبداللہ بن مالک اُرجی کھڑے ہوئے، ان کی بات کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: پھر مَرَّان

کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

”اے ہمدان کی جماعت! تم لوگوں نے نہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ہے اور نہ وہ تم سے برسرِ پیکار ہوئے ہیں، جس سے تمہیں وافر حصہ ملا، تم نے عافیت کا لباس پہنا ہے، اور انہوں نے تم لوگوں پر عمومی لعنت نہیں کی ہے، جس سے تمہارے پہلے لوگ رسوا ہوں اور تمہاری بیخ کنی ہو جاتی، ایک قوم تم سے پہلے اسلام میں داخل ہو گئی ہے اور تم نے ایک قوم سے پہل کر لی ہے۔ اگر تم (اسلام کو) مضبوطی سے تھامے رہو گے تو اپنے سے سابقہ لوگوں سے جا ملو گے اور اگر اس نعت کو ضائع کر دو گے تو تم سے وہ لوگ آئیں گے جن سے تم نے سبقت کی ہے۔“

چنانچہ ان لوگوں نے ان کی خواہش کے مطابق بات مان لی، پھر ان کے وہ اشعار نقل کیے جس میں نبی ﷺ کا مرثیہ کہا ہے: ”نبی ﷺ کے بارے میں میرا غم بہت زیادہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں میری طرف سے بہت کم ہے۔ آپ پر زمین و آسمان نے آنسو بہائے اور آپ کا خادم جبرائیل بھی آپ پر اشک بار ہوا۔“

۸۳۸۳) مرباع بن ابضعة کندي

عبداللہ بن یزید بن قیس کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، انہوں نے ان کا مرثیہ کہا جب وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہید ہوئے۔

۸۳۸۵) مرثد بن حبی

بن سوہب بن عمر بن محرز بن زکیر بن ذہل بن انفس بن حصین بن سہل بن ذہل بن منبہ رعینی، ابن یونس نے بحوالہ ہانی بن منذر نقل کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی زرارہ، شعی، خثعمہ قح مصر میں رعبن کے وہاں شریک ہونے والے کے ساتھ شریک تھے۔ ابن یونس رحمہ اللہ کا قول ہے: مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

۸۳۸۶) مرثد بن عثعث

بن عثیک بلوی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس کا قول ہے: قح مصر میں شریک تھے، ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۸۷) مرثد بن قیس

بن مشجعہ جعفی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ہشام بن کلبی نے بحوالہ جریر بن عمرو بن کریب بن سلمہ بن یزید جعفی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عبید اللہ بن خراجم قادیسیہ میں خالیہ مرثد اور زہیر جو قیس بن شجعہ جعفی کے بیٹے ہیں، کے ساتھ تھے۔ حرف الف میں بحوالہ ابن کلبی رحمہ اللہ منقول ہے کہ تین بھائی قادیسیہ میں شریک تھے۔

۸۳۸۸ مرثد بن نجبه

فزاری، مسیب کے بھائی ہیں۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے زمانہ نبوت پایا اور ان کے بھائی صحابی ہیں، اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ حیرہ اور دمشق کی فتح میں شریک تھے۔ بعض کا قول ہے: قلعے کی دیوار کے پاس شہید ہوئے، بقول بعض: یرموک میں بھی شریک تھے۔ ❀

۸۳۸۹ مرثد بن ابی یزید خولانی

پھر بقری، احواز سے ہیں جو خولان کا قبیلہ ہے۔ ابن یونس رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ فتح مصر میں شریک تھے، فرماتے ہیں: سعید بن عفیر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ یہ بعد والے ہوں۔

۸۳۹۰ مرثد خولانی

انہوں نے زمانہ نبوت پایا، یرموک میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحنیفہ نے یہ اپنی کتاب فتوح الشام میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کی سند سے جسے وہ راشد بن عبدالرحمن ازدی تک لے گئے ہیں، حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں ابو عبیدہ بن جراح نے نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! خوشخبری ہو، میں نے خواب دیکھا ہے۔ مرثد خولانی نے فرمایا: میں نے بھی خواب دیکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ بشارت ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہم ٹھہرے، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سفید پرندے بھیجے جو بہت بڑے اور بچوں والے تھے، وہ آسمان سے ٹوٹ کے گرے تھے، جب ان میں سے کوئی شخص ان کے قریب ہوتا تو اسے مار ڈالتے ❀ اسی طرح ابوحنیفہ نے مبتدا اور فتوح میں بحوالہ سعید بن عبدالعزیز، انہوں نے اہل شام کے پرانے لوگوں میں سے اس میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے یہ قصہ مرثد بن سخی خولانی کے سوانح میں ذکر کیا ہے، اس میں تردد ہے کیونکہ ابن سخی اس وقت چھوٹے تھے۔ ان کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا۔

ابن سحاح نے مرثد بن یحییٰ اور مرثد خولانی میں فرق کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ خولانی نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور ابن سخی پانچویں طبقے میں تھے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا۔

خلیفہ نے ابن سخی کی تاریخ وفات ۱۲۵ھ بتائی ہے، یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: ہم سے ابویمان نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے جریر نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے مرثد بن عثمان کو دیکھا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا۔

❀ مختصر تاریخ دمشق (۱۶۱/۲۴)

❀ مختصر تاریخ دمشق (۱۶۰/۲۴)

۸۳۹۱ مَرَّ اِيَادِي

ابن درید نے ان کا ذکر بحوالہ جاس بن مرء اِیادی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: ابوداؤد اِیادی شاعر، ان کی زوجہ اور بیٹا بیٹھے تھے.... پھر قصہ ذکر کیا، اس میں اشعار ہیں۔

۸۳۹۲ مَرَّ كَبُودَ فَارَسِي

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اہل یمن کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے۔ واقدی، طبری نے ذکر کیا ہے کہ ان کا بیٹا عطاء پہلا شخص تھا جس نے یمن میں قرآن جمع کیا (یعنی حفظ کیا تھا)۔

ابن نقون نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نعمان بن بزرج میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۹۳ مَرَّةُ بَنِ خَالِدٍ

بن عامر بن قحان بن عمرو بن قیس بن حارث بن مالک بن عبید بن خزیمہ بن لؤی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کا بیٹا بھروسہ بن غنص ہے جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سر لے کر یزید بن معاویہ کے پاس گیا، زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۹۴ مَرَّةُ بَنِ صَابِرٍ

یاسابی یسکری، دیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے والد بنو یسکر کے سردار تھے۔ حضرت مرہ رضی اللہ عنہ کی قوم جب مرتد ہو گئی تو وہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انہوں نے مسیلہ کذاب کو طویل خطاب کیا، جس میں اس کے نبوت کے دعوے کی تکمیل کی، اہل یمامہ کو مبلغ خطاب کیا، انہوں نے انہیں جواب دیا، چنانچہ ان سے علیحدہ ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھیجے: ر

”اے ولید بن مغیرہ کے بیٹے! میں منکر، کافر سے تمہارے سامنے برأت کا اعلان کرتا ہوں، میری مراد مسیلہ

کذاب سے ہے۔ اللہ کی قسم! جو اس کے ساتھ رہا ہے، اس کا ساتھ بڑا منحوس ہے۔“

پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے اور ان کے ساتھ رہے۔

۸۳۹۵ مَرَّةُ بَنِ يَشْرَحَ مَعَاظِرِي

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، فتح مصر میں شریک تھے، بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، ان سے ابو قبیل معافری نے روایت کی، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۹۶ مَرَّةُ بَنِ هَمْدَانَ

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ ابو موسیٰ کے ساتھ تھے، پھر عجلان جو عصام بن یزید کے دادا ہیں جن کا لقب خیر ہے، ان کے حصے میں آ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔ کوفہ رہے پھر اصبہان لوٹ آئے۔

۸۳۹۷ مَرَّة بن واقع فزاری

مرزبانی نے عجم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مختصری ہیں، سالم بن دارہ کی بھوکرتے تھے۔ ان کے بنو بدر کی ایک خاتون کے بارے میں جو ان کی بیوی تھی، پھر اسے طلاق دے دی شعر نقل کئے ہیں جو انہوں نے کہے، ان شعروں کی وجہ سے ان کے اور سالم کے درمیان لڑائی ہوئی۔

۸۳۹۸ مَرَّة اُسدی

زبیر بن بکار نے حضرت خالد بن ولید کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے ضحاک بن عثمان کی تحریر سے پایا کہ بنو اسد کو جب شکست ہوئی تو حضرت خالد کے منادی نے پکارا، جو اسلام لے آئے گا، اور جس چشمے پہ اپنی نماز کی جگہ بنائے گا وہ اس کا ہے تو بنو اسد نے مقام جرثم کی طرف جلدی کی جو ان لوگوں کا بہترین پانی تھا، جس کے بارے میں مَرَّة اُسدی کہتے ہیں: ص

”جس پانی کو ہم نے جرثم اور قباب کے درمیان، اس کے لیے چھوڑا ہے۔ مدرک کو مبارک ہو، جب میرے سامنے دُشمن کے پہاڑ حائل ہوتے ہیں اور پہاڑ کے پہلو کا راستہ اور جناب کی طرف جانے والی راہیں بند ہو جائیں گی۔“

مدرک کو یہ بات معلوم ہوئی جو عقیسی ہیں، تو کہنے لگے: کوئی مبارک نہیں، بلکہ میری تو ناک کٹ گئی۔

۸۳۹۹ مَرَّة

بن اوس بن حارث بن اُم طائی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں ولید بن عقبہ نے جب وہ کوفہ کے امیر تھے، اپنے بیٹے رقیع بن مریٰ کو جزیرہ کے صدقات پر مقرر کیا۔

۸۴۰۰ مَرَّة

روی۔ بعض کا قول ہے: انہوں نے زمانہ نبوت پایا، آپ ﷺ کو دیکھا نہیں لیکن اپنے رسول کا کلام سنا اور ایمان لائے، محمد بن عائد نے مغازی میں مرسل سند سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شجاع بن وہب کو حارث بن ابوہریرہ کی طرف بھیجا وہ دمشق میں غوطہ نامی مقام پر تھے، وہ مدینہ سے ذی الحجہ ۶ھ میں نکلے، پھر قصہ ذکر کیا۔ اس میں شجاع نے کہا: ان کا دربان مجھ سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا، اور جس چیز کی طرف آپ ﷺ بجاتے ہیں، وہ روی تھا، اس کا نام مری تھا، میں آپ ﷺ کی صفات اس سے بیان کرنے لگا، تو اس پر رقت طاری ہوگئی یہاں تک کہ وہ رونے لگا، اس نے کہا: میں نے انجیل پڑھی ہے، اس میں آپ ﷺ کی صفت اسی طرح پائی ہے۔ میرا خیال تھا شام سے ان کا ظہور ہوگا اور میں دیکھتا ہوں کہ قرظ کی سرزمین پر ان کا ظہور ہو چکا ہے۔ میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں اور مجھے یہ خوف ہے کہ حارث مجھے قتل کر دے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا جو کچھ اس نے کہا تھا، اور آپ ﷺ کو مری کی طرف سے سلام پہنچایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبح کہا۔“

۸۴۰۱ مریر ایادی

انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور اس کے بعد زندہ رہے، ابو عمرو بن علاء نے ان کے بیٹے نجاس سے سنا، ابو فرج اصبہانی نے اعانی میں، ابو داؤد دیلمی کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح صاعد نے کتاب الفصوص میں بطریق اُصمعی، بحوالہ نجاس بن مریر، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: ایک دفعہ ابو داؤد دیلمی، ان کا بیٹا اور بیٹی اپنے ایک مکان کی چھت پر تھے کہ اچانک درختوں کے جھنڈ سے ایک تیل نکلا جو ان کے سامنے آ گیا، تو انہوں نے کہا: صر ”اس کا جاسوسی لگانے والا کان ظاہر ہوا جو آزاد ہے، وہ جو سدھایا ہوا نہیں ہے اور گھاٹ پر آنے والا ہے۔ اس کے میزھے پاؤں ہیں، اور ان کے پیچھے گرہ دار پال زائد ہیں۔“ وہ لکھتے ہیں: ان کی زبان اشعار کی مددگار تھی، پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔

باب میم کے بعد زاء

۸۴۰۲ مُزَبِّین ضَرَّاد

مشہور شاعر شام کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کے ساتھ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد سین

۸۴۰۳ مسافع بن عبد اللہ

بن مسافع، ابن عساکر کا قول ہے: انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا اور فتح دمشق میں شریک تھے، یمن کے سردار تھے پھر سیف کی کتاب فتوح سے ان کی سند سے منقول نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: دمشق میں یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے سرداروں میں سے جو لوگ باقی رہے، ان میں مسافع بن عبد اللہ بن مسافع بھی ہیں۔*

۸۴۰۴ مسافع بن عقبہ

بن شریح بن ربیع غطفانی، شریح کا لقب ان کے حسن کی وجہ سے دارۃ القریٰ تھا۔ مرزبانی رحمہ اللہ نے بحم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مسافع خضرمی تھے۔ مشہور شاعر سالم بن دارہ کے والد ہیں، فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بنو خزاعہ کی ہجو کرنے کی وجہ سے سالم کو قید کر لیا اور سالم قید میں فوت ہو گئے تو مسافع نے اس بارے میں کہا: صر ”اللہ تعالیٰ عثمان کی طرف سے مجھے بدلہ دے، میں جب دشمن کے خلاف بددعا کرتا ہوں تو وہ مجھے بدلہ دیتا ہے۔“ سالم بن دارہ کے سوانح میں ان کی قید اور موت کا سبب گزر چکا ہے۔

۸۳۰۵ مسافع بن نعمان تیمی

پھر ربیع، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۰۶ مساور بن ہند

بن قیس بن ذہیر بن جذیرہ عسی، ان کے دادا قیس جاہلیت میں خصوصاً جنگ داحس اور غبراء میں مشہور تھے۔ اصمعیؒ نے ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا انہوں نے بحوالہ ابوطفیلہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ عمر میں ابو عمرو بن علاء کے برابر تھے، فرماتے ہیں: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے مساور ابن ہند کو دیکھا جو اسلام سے پچاس (۵۰) سال پہلے حرب داحس میں پیدا ہوا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کا عبدالملک کے ساتھ قصہ بیان کیا، اصمعیؒ کی حکایت میں ہے کہ جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی، ان کی آنکھیں چھوٹی اور کان بڑے ہو گئے، لوگوں نے انہیں ایک چھوٹا سا گھر دے دیا، اور ایک عورت کو ان کی نگرانی پر مقرر کر دیا، ایک دن انہوں نے دیکھا کہ موقع ہے تو باہر نکل کر گھر کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ اور مٹی کا ایک ڈھیر بنایا پھر دو میٹکیاں لے کر کہنے لگے: یہ فلاں گھوڑا ہے، اور یہ فلاں گھوڑا ہے، اوپر سے نیچے پھینک کر کہنے لگے: یہ آگے نکل گیا، یہ پیچھے رہ گیا، پھر عورت کو احساس ہوا تو اٹھ کر بھاگ گئے، اصمعیؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہیں حجاج کے پاس لے جایا گیا، حجاج نے ان سے کہا: شعر سے تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس سے پانی پلاتا ہوں اور گھاس چراتا ہوں۔

مرزبانیؒ لکھتے ہیں: وہ ایک چشم گل تھے، اسلام میں متقدمین میں سے ہیں، وہ ان کے والد، ان کے دادا بنی عس کے سرداروں، شعراء اور شہسواروں میں سے ہیں: ص

”اللہ تعالیٰ خاندان کی طرف سے بھرپور، بہتر بدلہ عطا کرے جب زمانے کے حوادث کی کچلیاں اور جب نوجوان اونٹوں کے دانت بڑھ جاتے ہیں، تو ان لوگوں میں مال کو ضائع کرنے والا ان کا کاتب تھا ہو جاتا ہے۔“

فرماتے ہیں: احدث الإہل ملاحھا اس وقت کہا جاتا ہے جب مالک نے اسے اچھی طرح پال پس لیا ہو لیکن اسے ذبح نہ کیا ہو۔

www.KitaboSunnat.com

۴۸۰۷ مستظل بن حصن بارقی

ابوشی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ تابعی ہیں، بعض کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ وغیرہ سے روایت کیا ہے، ان سے شیب بن غرقہ نے روایت کیا ہے۔

۸۳۰۸ مستوعز

بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناذ بن تمیم سعدی، ابو بھس۔ ان کا نام عمرو ہے اور لقب مستوعز ہے، منضل فسی کا قول ہے: انہوں نے طویل عمر پائی وہ جاہلیت میں عرب کے شہسوار تھے، مرزبانی نے کہا: بعض کا قول ہے: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زندہ تھے، بعض نے کہا: ان کی عمر تین سو بیس (۳۲۰) برس تھی، بعض نے کہا: اسلام کے آغاز میں فوت ہوئے۔
اصمعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ابو عمرو بن علاء نے فرمایا: مستوعز تین سو بیس (۳۲۰) سال زندہ رہے، ابو جعفر نے ابو عبیدہ کی کتاب الحجاز کے زیادات میں بحوالہ اصمعی رضی اللہ عنہ لکھا ہے: اصمعی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: انہیں یہ عمر کیسے عطا ہوئی؟ انہوں نے فرمایا: ان کے ماموں کی طرف سے۔

ابو علی بن سکین نے اصمعی رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ میں نے عقبہ بن روہ بن حجاج کو فرماتے ہوئے سنا: مستوعز بن ربیعہ عکاز میں اپنے پوتے کا ہاتھ تھامے ہوئے نکلے، ان سے ایک شخص نے کہا: ان سے اچھا سلوک کرو، انہوں نے کئی بار تمہیں اٹھایا ہوگا، تو انہوں نے کہا: تم اسے کیا خیال کرتے ہو، انہوں نے کہا: تمہارے والد یا دادا، انہوں نے کہا: یہ میرا پوتا ہے، اس شخص نے کہا: اگر تم مستوعز ہو تو اللہ تمہاری عمر زیادہ نہ کرے۔ انہوں نے کہا: میں مستوعز ہوں۔

ابو حاتم بھتانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تین سو بیس (۳۲۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ اسلام کا زمانہ پایا، تو انہوں نے اس گھر کو گرانے کا حکم دیا ربیعہ جاہلیت میں جس کی تعظیم کرتا تھا، وہ اپنی لمبی عمر کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ص
”میں زندگی اور اس کی طوالت سے اکتا گیا ہوں، میری عمر کئی سو سال ہو گئی ہے، دوسو (۲۰۰) سال کے بعد سو (۱۰۰) سال اور کئی سال، کئی ماہ زیادہ، کیا اتنا عرصہ باقی رہ گیا ہے جو مجھے نہ مل سکا، ایک دن گزرتا ہے اور ایک رات ہمیں حدی سناتی ہے۔“

فرماتے ہیں: مستوعز اور مضر بن نزار کے درمیان نو (۹) آباء ہیں، عمرو بن قمرہ اور نزار کے درمیان بیس (۲۰) آباء ہیں۔
میں کہتا ہوں: عمرو بن قمرہ جو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، اس بارے میں شریک ہیں۔

۸۳۰۹ مسروق بن أجدع

بن مالک بن أمیہ بن عبد اللہ ہمدانی، پھر وادعی۔ ابو عائشہ: انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یمن سے آئے۔

انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر، علی، معاذ، ابن مسعود، عائشہ، ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا اور ایک جماعت سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے عمر بن منشر بن أجدع، ابو حنی، شعی، نجعی، سبعی، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود، عبد الرحمن بن مرہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ آجری کا بحوالہ ابوداؤد قول ہے: عمرو بن معدیکرب کندی ان کے ماموں ہیں، ان کے والد یمن کے شہسواروں میں سب سے بڑے شہسوار تھے۔

علی ابن مدینی کا قول ہے: انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی۔ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کسی کو ان سے فوقیت حاصل نہیں تھی، عثمان داری کا قول ہے: میں نے ابن معین سے کہا: حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

شمس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: میں نے طلب علم میں ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، عبدالملک بن ابجر نے بحوالہ شمس رضی اللہ عنہ فرمایا، وہ فتویٰ میں قاضی شریح سے بڑھ کر تھے، اور قاضی شریح قضاء میں ان سے بڑھ کر بصیرت رکھتے تھے۔

شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: بحوالہ ابواسحاق، حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور سوائے جعدہ کی حالت کے نہ سوئے۔

بخالد نے بحوالہ شمس رضی اللہ عنہ، انہوں نے مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: مسروق بن أجدع۔ انہوں نے فرمایا: اجدع شیطان کا نام ہے، تم ابن عبدالرحمن ہو۔ عجل نے فرمایا: کوئی، تابعی، ثقہ ہیں۔ حضرت عبداللہ کے ان اصحاب میں سے ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ ابو نعیم کا قول ہے: ۶۲ھ میں وفات پائی، دوسرے راویوں نے ۶۳ھ ان کی تاریخ وفات بتائی ہے، یہ جمہور کا قول ہے۔

ہارون بن حاتم نے بحوالہ فضل بن عمر فرمایا: تریٹھ (۶۳) سال زندہ رہے، اسی طرح فرمایا: شاید ان کی عمر ستر (۷۰) سال ہے جیسا کہ ابن مدینی کے قول سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

۸۳۱۰ مسروق بن اوس

بن مسروق تميمي، مخرج حطلي۔ بعض کا قول ہے: اوس بن مسروق، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد کیا، انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان سے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا: ”تمام انگلیاں ان میں برابر ہیں کہ ان کی دیت دس، دس اونٹ ہوں“۔ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۱۱ مسروق بن حُجْر

بن سعید کندی، مرزبانی رضی اللہ عنہ نے بنم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضری ہیں۔ ان کے اشعار نقل کیے: ۵

”کیا میری طرف سے شعیب کو بنانے والا کوئی ہے، کیا سارا زمانہ تمہارے نزدیک جدید ہے۔“

۸۳۱۲ مسروق بن ذی الحارث ہمدانی

ثم الارجسی، دھیمہ نے کتاب الرذہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب ابن ذی الحارث ہمدانی کو معلوم ہوا جو اپنے علاقے کے بادشاہ تھے کہ ان کی قوم نے جب مرتد ہونے کا ارادہ کیا، تو وہ ان کے درمیان کھڑے ہو کر انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دینے لگے تو مسروق بن ذی الحارث الارجسی اشارہ کر کے کہنے لگے: اے شاہ! آپ کی طرف سے قریش کو آپ کی قوم کا مجھ جیسا آدمی ہی پیغام پہنچا سکتا ہے، لہذا آپ مجھے خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، وہ وہاں پہنچ کر

الکتاب فی تفسیر الصحیح (جلد ۱) ۱۶۵

کہنے لگے: خلیفہ رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے کچھ ایسی قومیں رہ گئی ہیں جنہوں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا ہے نہ کہ لوگوں کے لیے اور اپنی طویل تقریر بیان کی، جس میں اشعار بھی کہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں: ﴿

”ہر کام چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس پر میں صبر کر سکتا ہوں سوائے نبی ﷺ کے جو سفید رنگ والے ہیں، اے وہ شخص! جو حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے والا ہے، تو ہی تصدیق کرنے والا اور تصدیق کیا ہوا ہے، یہ حکومت دین کا معاملہ تہی لوگوں کا حصہ ہے، سوائے مضبوطی سے تھا مواد اور لوگوں کی نجات کی طرف رہنمائی اور قیادت کرو۔“

۸۴۱۳ مسعود بن خالد

مالک بن ربیع بن سلمیٰ بن جندل بن نضیل بن دارم التمیمی داری۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، وہ لعلی کے والد ہیں جو علی کی زوجہ ہیں۔ زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ اور ہشام بن کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ دونوں فرماتے ہیں: وہ ابو بکر اور عبد اللہ کی والدہ ہیں جو علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ کے بیٹے ہیں۔

۸۴۱۴ مسعود بن معتب تجیبی

مرزبان بن رضی اللہ عنہ نے عجم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں مخضری ہیں، اور ان کا شعر نقل کیا ہے: ﴿

”جب میں تجیب میں آواز دیتا ہوں تو مجھے حملہ آور شیر اور مدو گاروں کا بڑا گھر جواب دیتا ہے۔ یہ لوگ گویا موت ہیں، زندہ جنگ نہیں کرتے جہاں بھی ہوتے ہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔“

۸۴۱۵ مسعود ثقفی

انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ابو موسیٰ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۱۶ مسفع

ابن باکراء، ابو سعید، قاسم بن سلام نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی کے ہاتھ خط لکھا۔

۸۴۱۷ مسلم بن عقبہ

بن رباح بن اسعد بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن یربوع بن غنیم بن مرہ بن عوف مری، ابو عقبہ ہیں، یزید بن معاویہ کی طرف سے اس لشکر کے سردار تھے جس نے مدینہ میں حرہ کے دن جہاد کیا۔ ابن عساکر ؒ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے، پیادہ فوج کے امیر تھے، ان کے دور نبوی پانے کے بارے میں معتبر روایت وہ ہے جو انہوں نے محمد بن سعد کے طبقات میں بحوالہ واقدی رضی اللہ عنہ ان کی اسانید سے نقل کی

ہے کہ جب یزید بن معاویہ کو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے ان کے گورنر کو مدینہ سے نکال دیا ہے اور اسے عہدے سے معزول کر دیا ہے، تو اس نے لشکر بھیجا اور اس پر مسلم بن عقبہ مری کو امیر بنایا، اس وقت وہ نوے (۹۰) برس سے زیادہ تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی میں وہ اوجیز عمر تھے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے ان سے اہل مدینہ کے قول اور فعل کو بہت برا کہا، اس نے ہر چھوٹے بڑے شخص کو بے دریغ قتل کیا یہاں تک کہ ان کا نام حد سے تجاوز کرنے والا پڑ گیا، اس نے قتل عام کے لیے تین دن مدینہ کو مباح کر دیا، لشکر لوٹ مار، قتل، زنا، بھڑقن کی ممانعت کر دی گئی، اور باقی لوگوں نے یزید بن معاویہ کے لیے عبید کے ہاتھ پہ بیعت کر لی، پھر لشکر مکہ روانہ ہوا تاکہ یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے، اسے جلد ہی موت نے آلیا اور وہ راستے میں مر گیا۔ یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے۔ لشکر مکہ کی طرف بڑھتا رہا، انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، اور جبل ابوقیس پر منہیق نصب کر لی، پھر انہیں یزید بن معاویہ کی موت کی خبر پہنچی تو لشکر لوٹ گیا، اللہ تعالیٰ مومنوں کا لڑائی میں کافی ہوا۔ * تاریخ کی کتابوں میں یہ قصہ مشہور ہے۔ اگر ابن عساکر رحمہ اللہ نے اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اس کا ذکر نہ کرتا، جیسا کہ عبدالرحمن بن ملجم کے حالات میں یہ عذر پیش کر چکا ہوں کہ میں اس طرح کے حضرات کے ذکر سے قاصر ہوں۔

۸۴۱۸ مسلم بن ہانی *

شرح بن حانی کے بھائی ہیں: شرح کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن قانع رحمہ اللہ نے ان کا نام مسلم بتایا ہے، مشہور مسلم ہے۔ واللہ اعلم

۸۴۱۹ مسلم خراعی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، اور حضرت معاذ بن جبل اور ابودرداء رضی اللہ عنہما سے سنا، ابوذر مدنی نے طبقہ علیاء میں جو طبقہ اصحاب النبی ﷺ کے قریب ہے، ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۲۰ بشام

ابوجعفر طبری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مرتدین کے قتال میں وہ حضرت علاء بن حضری کے ساتھ تھے۔ مرتدین کی جنگ میں شامل تھے۔ انہوں نے بہت سے مواقع میں ان سے مدد لی، مرتدوں کے بڑے جانی دشمن تھے۔ ابن فتنون رحمہ اللہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، میں اس کو بعید نہیں سمجھتا کہ وہ مالک بن مسیح کے والد ہوں جو بکر بن وائل کے اموی حکومت میں اسلام کے شروع میں بصرہ میں امیر تھے۔

۸۴۲۱ مشور

ابن عمرو، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابوجعفر طبری نے ذکر کیا ہے کہ اہل نجران کو جب نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی تو

الْأَكْبَرُ فِي تَرْغِيبِ الصَّالِحِينَ وَتَنْهَاتِ الْمُنْكَرِ (جلد ۱) ۱۶۷

انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور ان سے اس عہد کی تجدید کے بارے میں پوچھا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا اور ان کے لیے جدید عہد لکھوایا، ان میں مسور بن عمرو بھی تھے۔

۸۴۲۲ مَسُور

ابن یزید جذامی ہیں، ابوسعید بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: فتح مصر میں شریک تھے، سعید بن عفیر نے جذام کے معزز لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن یونس کے قول پر اضافہ نہیں کیا، بلکہ ان کی سند کو سعید بن عفیر تک لے گئے ہیں، جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ وہ اس قسم میں سے ہیں۔

۸۴۲۳ مسہر بن خالد

بن مجذوب بن منقذ بن خزیمہ بن نجرہ عہدی مگری، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بیٹے قیس حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ طف مقام میں ۶۰ھ میں شہید ہوئے۔

۸۴۲۴ مسہر بن نعمان

بن عمرو بن ربیعہ بن تیم بن حارث بن مالک بن صید بن خزیمہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن عائدہ قریش، ان کا شمار بنو ربیعہ بن ذیل میں شیبان میں ہے، بعض کا قول ہے: وہ مسہر بن عمرو بن عثمان بن ربیعہ بن عائدہ ہیں، مرزبان بنی نے ہجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ مخضری ہیں، ان کا یہ شعر نقل کیا ہے:
”تمام لوگوں کے چڑھنے کے لیے میڑھیاں ہیں، اور ہم تک میڑھیوں کے ذریعے نہیں جھانکا جاسکتا، ہم سے ہر وحشی بدکتا ہے۔ شہر کے وحشی ہماری وحشت کی طرف نسبت کر کے ہمارے ساتھ چرتے ہیں۔“
فرماتے ہیں: انہیں مقاس العائدی کہا جاتا تھا۔

۸۴۲۵ مسیب بن نجید

ابن ربیعہ بن رباح بن عوف بن بلال بن شح بن فزارہ فزاری، انہوں نے زمانہ نبوت پایا ہے، اور قادسیہ اور فتوح عراق میں ابن سعد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق شریک ہوئے، انہوں نے بحوالہ حضرت حدیفہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما روایت کی۔
ان سے ابواسحاق سہمی، عبید بن جریج، ابودریس مزیہی نے روایت کیا، عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث نقل کی ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔
میں کہتا ہوں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی مروی حدیث ترمذی میں ہے۔

ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شریک تھے، اور لو اس کے ساتھ عین الوردہ کے دن شہید ہوئے۔ ابن ابوحاتم نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، سلمان بن مرزد کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے شہید

ہوئے۔ یہ ۶۵ھ کا قصہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا سبب یہ ہے کہ جب یزید بن معاویہ فوت ہو گیا تو کئی قسم کی آراء سامنے آئیں، ہر ایک، ایک کو نے پر جم گیا، جس جگہ کوفہ کے لوگ جمع تھے اور ان سب کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے بجائے خاموش رہنے پر ندامت ہو رہی تھی، اور کہہ رہے تھے یہ گناہ کا دھبہ ہم سے اس صورت ڈھل سکتا ہے کہ ہم آپ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں۔ چنانچہ یہ لوگ ایک بڑا لشکر لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے، تو مروان نے پہلے پہل شام پر جب غلبہ حاصل کیا تو ان کی طرف عبید اللہ بن زیاد کو لشکر دے کر بھیجا، یہ لوگ قتل ہو گئے۔ پھر مختار جب کوفہ پر قبضہ کر چکا تو اس نے ان لوگوں کے مقابلے میں لشکر روانہ کیا جنہوں نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی، جس کا واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

۸۴۲۶) المستیّب بن نجبه

دوسرے ہیں: ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔

عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ قد امی نے فتوح شام میں ان کا ذکر کیا ہے، بعض کا قول ہے: مجھ سے حارث بن کعب نے بحوالہ قیس بن ابی حاتم روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مستیّب ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے وہ جیلہ مقام پر تھے، ان میں سب سے زیادہ جس قبیلے سے تھے، ان کی تعداد تقریباً دو سو (۲۰۰) آدمی تھی۔ طلی قبیلے سے ایک سو پچاس (۱۵۰) آدمی تھے۔ ذبیان سے تقریباً دو سو (۲۰۰) مرد تھے، ان میں مستیّب بن نجبه تھے، مہاجرین اور انصار میں سے تین سو (۳۰۰) نفوس تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آدھے شہسواروں پر حضرت مستیّب کو اور دوسرے نصف پر بنو بکر بن وائل کو مقرر کر دیا۔

میں کہتا ہوں: ابن عساکر رحمہ اللہ نے یہ قصہ مستیّب بن نجبه فزاری کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ میرا غالب گمان ہے کہ یہ کوئی اور ہیں اور یہ کہ حدیث مرسل ہے۔

باب میم کے بعد شین

۸۴۲۷) مشجعه بن نصر بغوی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بھائی قرہ بن نصر کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۴۲۸) مشرح بن عبدالکلال حمیری

حارث کے بھائی ہیں، نبی کریم ﷺ کے عہد میں اسلام لائے، ابو حسن مدائنی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے ان کے اور ان کے بھائیوں حارث اور نعیم کی طرف خط لکھا: جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھو گے اور اللہ کو وحدہ لا شریک مانو گے تو

سلامت رہو گے۔ آپ نے اپنا خط عیاش بن ابی ربیعہ کے ہاتھ بھیجا، وہ اس پر ایمان لے آئے اور انہوں نے ان لوگوں کا زائد مال لے لیا اور وہ تین تھے جب وہ ان کے پاس حاضر ہوتے تو انہیں سجدہ کرتے اور وہ اونٹوں میں سے تھے جنہیں وہ ہانک کر لے گئے۔

۸۳۲۹ مشاعر بن ذی المشاعر ہمدانی

دیمہ بن فرات نے کتاب الرودہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمدان کے سادات میں سے ہیں، وہ اس کی ایک جانب تھے، جب ان کی قوم نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو وہ ان میں کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے، وہ دیندار تھے اور انہیں مرتد ہونے سے منع کیا، اور اس بارے میں اشعار کہے، اس قسم میں حضرت سروق بن ذی الحارث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد ضاد

۸۳۳۰ مُضَرِّس بن أنس

بن خراش بن خالد محارب، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتوح عراق میں شریک تھے، مدائن میں شہید ہوئے، ابن کلبی و طبریہ اور پھر بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۳۱ مُضَرِّس بن عبید

بن محبی بن ربیعہ بن سعد بن مالک حمیری، انہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، ان کا بیٹا توبہ بن مضرس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بعد کے زمانے میں تھا، وہ شاعر اور بہادر تھے، ابن سعید - یحسبی نے اپنی کتاب اخبار اللصوص من العرب و اشعار میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم کے بعد طاء

۸۳۳۲ مُطَرِّف بن مالک

ابو رباب، مجھے معلوم نہیں کہ انہیں دیدار حاصل ہو، حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ فتح کُستَر میں شریک تھے۔ ان سے زرارہ بن ابیادنی نے روایت کی، ان کی اس بارے میں حدیث ہے، ابو عمر * نے اسی طرح مختصر ان کا ذکر کیا ہے، خلیفہ بن خیاط نے ان کا نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن مالک بن قشیر بن کعب، اس طرح تاریخ ابن عساکر میں ہے: یہ بہتر نہیں ہے۔ شاید اس میں ہو: بنو قشیر بن کعب سے ہیں، مالک اور قشیر بن کعب میں دو یا تین واسطے ہیں۔

میں تاریخ ابن ابی خنیسہ میں ان کے قصے سے واقف ہوں، فرماتے ہیں: ہم سے ہذبہ نے روایت کیا، حضرت ابو بکر بن ابوشیبہ نے اپنی تصنیف میں فرمایا: ہم سے عفان نے روایت کیا، ابو بکر بن ابیادنی کی کتاب الشریعہ میں ہے، فرماتے ہیں: ہم سے دققی

نے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عفان نے روایت کیا، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمام نے بحوالہ قتادہ، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، انہوں نے مطرف بن مالک سے روایت کیا کہ میں اشعری کے ساتھ فتح ثغر میں شریک تھا، ہمیں بازار میں دانیال علیہ السلام کا تابوت مل گیا، ان کے ساتھ کتان کی دو چادریں تھیں، ساتھ ہی ہمیں ایک ڈبہ ملا، جس میں کتاب تھی، سب سے پہلے یہ چیزیں بلغصہ کے خرقوں میں نامی شخص کو نظر آئیں، ہمارے ساتھ فہیم نامی نصرانی مزدور تھا، اس نے کہا: میرے ہاتھ یہ ڈبہ اور جو کچھ اس میں ہے بیچنا ہے، اشعری اور اس کے ساتھیوں نے اس کتاب کا بیچنا ناگوار سمجھا، پھر ہم نے دو درہم میں ڈبہ اس کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کتاب بھی اسے دے دی۔ اشعری رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو انہوں نے جواباً لکھا کہ اللہ کے ایک نبی نے دعا کی تھی کہ انہیں مسلمانوں کے علاوہ کوئی چھوٹے نہ پائے، چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھ کر تابوت دفن کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مطرف بن مالک نے فرمایا: پھر میرا ارادہ ہوا کہ میں بیت المقدس کی زیارت کروں.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا جسے میں انشاء اللہ حرف نون میں فہیم کے حالات میں ذکر کروں گا۔

اسی طرح ابن ابی داؤد نے بطریق ہشام، بحوالہ محمد بن سیرین، انہوں نے ابورباب سے نقل کیا ہے: میں پانچ لوگوں میں سے پانچواں تھا۔ جن لوگوں کے سپرد ثغر کا قبضہ تھا، ایک شخص آ کے کہنے لگا: جو چیزیں میرے پاس ہیں کیا تم لوگ انہیں میرے ہاتھ میں درہم میں فروخت کرتے ہو؟ چادر کے نیچے اس نے کچھ چھپا رکھا تھا، ہم نے کہا: ٹھیک ہے، اگر سونا یا چاندی یا کتاب اللہ نہ ہو۔ اس نے کہا: ہے تو اللہ کی کتاب لیکن تم لوگ اسے نہیں پڑھ سکتے میں اسے پڑھ سکتا ہوں، چنانچہ اس نے ایک نوکری سے تورات کا نسخہ نکالا، تو ہم نے اسے وہ کتاب دے دی اور وہ مٹکایا نوکرا لے کر قیص میں ڈال دیا تو اس نے ہم سے دو درہم میں خرید لیا۔

مطرف کی ابورداء کے حوالے سے روایت ہے، اسے عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف میں بحوالہ معمر، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے محمد سے، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابورداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے درد کی وجہ سے گناہوں کے جھڑنے اور مومن سے خطا سرزد ہونے کے بارے میں حدیث ذکر کی، بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطرف بن مالک ابورباب قشیری حضرت اشعری کے ساتھ ثغر کی فتح میں شریک تھے۔

ان سے زرارہ بن ابی اوفیٰ اور محمد بن سیرین نے روایت کی ہے، ہم نے ان کی روایت بحوالہ ابورداء نقل کی ہے، ان کی مختصر بن یسار اور کعب احبار سے بھی روایات ہیں۔

ان سے ابو عثمان تھمدی نے بھی روایت کی، نسائی رحمہ اللہ کتب میں فرماتے ہیں: بصری اور ثقہ ہیں۔

۸۴۳۳) مُطِيرُ بْنُ أَشِيمٍ

بن قیس اسدی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، عبداللہ بن زہیر اسدی جو شاعر ہیں کے چچا ہیں۔ مرزبان بنی ہاشم نے عجم اشعراء میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، جن میں وہ علقمہ بن وہب بن قیس جو ان کے چچا زاد ہیں کا مرثیہ کہتے ہیں: ص
”میرے پاس موت کی خبر آئی، میں نے اسے بات کی سچائی کی وجہ سے جھوٹا قرار دیا اور میں جھوٹ نہیں بولتا۔“

باب میم کے بعد عین

۸۳۳۳ معاذ بن یزید

بن مسعود عامری، دیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے، انہیں اپنی قوم میں ایک مقام حاصل تھا، فرماتے ہیں: جب ان کی قوم نے ارتداد کا پختہ ارادہ کر لیا تو انہوں نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ایک طویل خطاب کیا جس میں انہیں اسلام کی طرف لوٹ آنے کی رغبت دلائی، اور ارتداد کی برائی بیان کی، انہوں نے کہا: اے ہوازن کی جماعت! تم نے اسلام میں پانچ لغزشیں کھائی ہیں، اللہ کی قسم! یا تو تم جس دین سے نکلے ہو اس میں ضرور لوٹ جاؤ گے یا تمہارے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو اہل بدر کے ساتھ ہوا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے ان کی یہ نصیحت قبول نہ کی۔ چنانچہ یہ اپنے اہل و عیال اور اپنے زیر نگین لوگوں کو لے کر روانہ ہو گئے، اس موقع پر یہ اشعار کہے:

”بنی عامر! تم لوگ اللہ سے کہاں بھاگ کر جاؤ گے، اللہ پر تو کوئی غالب نہیں آ سکتا، تم لوگوں نے (پہلے تو) اپنے اسواں کی ذکوۃ روکی، اور پھر نماز چھوڑ دی جو زیادہ تعجب خیز ہے۔ جو حق تمہارے پاس پہنچا تم نے اسے جھٹلایا اور یاد رکھو تکذیب کرنے والا بڑا جھوٹا ہوتا ہے۔“

۸۳۳۵ معاویہ بن جونا کندی

دیمہ نے کتاب الردہ میں ذکر کیا ہے کہ جاہلیت میں وہ اپنی قوم کے خطیب تھے اور انہوں نے ارتداد میں انہیں ڈرایا لیکن انہوں نے ان کی بات کو قبول نہیں کیا۔

۸۳۳۶ معاویہ بن حارث

بن ثعلبہ غنمی، حفص بن غیاث بن طلق کوئی کے دادا ہیں، ابن خلفون کی کتاب میں حفص بن غیاث کے سوانح میں ہے کہ ان کے یہ دادا معاویہ قادیسیہ میں شریک تھے۔ جو زرقی کی کتاب اربعین سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

۸۳۳۷ معاویہ بن حرمل حنظل

مسئلہ کذاب کے داماد تھے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، مسئلہ کے ساتھ فتنہ ارتداد میں شریک تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تائب ہو کر آئے۔ بنو حنظلہ نے بطریق تجریری، بحوالہ ابو عطاء، انہوں نے معاویہ بن حرمل سے نقل کیا ہے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین! میرے خلاف کاروائی ہونے سے پہلے تائب ہو کر آیا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: معاویہ بن حرمل، مسئلہ کا داماد ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اور اہل مدینہ کے بہترین گھر میں ٹھہرو۔ فرماتے ہیں: میں تمیم داری کے ہاں ٹھہرا، اسی اثناء میں ہم باتیں کر رہے تھے کہ حرہ سے ایک آگ نکلی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمیم کے پاس آئے اور فرمایا:

الْأَنْبِيَاءُ فِي سِيَرِ الْأَنْبِيَاءِ (جلد ۱۲)

اے نسیم! جاؤ، انہوں نے کہا: میں کہاں اور یہ کہاں۔ آپ کو یہ خوف نہیں کہ مجھ سے یہ کام ہو سکے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو حقیر جانا، پھر وہ اٹھے اور اس آگ کو ہٹا دیا، یہاں تک کہ جس جگہ سے وہ نکلی تھی، اس میں وہ داخل کر آئے اور خود بھی اس جگہ اتر گئے، پھر باہر آ گئے، آگ نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

۸۳۳۸ معاویہ بن عمران

بن ضممہم حرلی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتح مصر میں شریک تھے، یہ ابن یونس کا قول ہے۔ واللہ اعلم!

۸۳۳۹ معاویہ عقیلی

انہوں نے زمانہ نبوت پایا، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے فیروز دیلمی وغیرہ کے بیٹوں کو چھڑایا جس وقت قیس بن کشوح ان پر غالب آ گیا اور انہیں یمن سے جلا وطن کر دیا۔ فیروز نے بنو عقیل سے مدد مانگی، ان کے سردار کا نام معاویہ تھا، تو وہ قیس کے لشکر کے سامنے ہوئے، انہیں شکست دے دی اور عیال چھڑا لیے۔ فیروز نے معاویہ جن کا ذکر ہے اور بنو عقیل کی اشعار میں مدح کی۔

۸۳۴۰ معاویہ (بے نسبت)

رائفی نے بیان کیا ہے کہ ان کے بارے میں کہا گیا کہ حدیث فاطمہ بنت قیس میں ان کا ذکر ہے، فرماتی ہیں: معاویہ اور ابوہم خطابانی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”معاویہ مفلس ہیں، ان کے پاس مال نہیں ہے۔“ (الحدیث) * یہ معاویہ بن ابوسفیان نہیں ہیں جو خلیفہ تھے بلکہ دوسرے ہیں۔

نووی رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ صریح غلط ہے، صحیح مسلم میں یہ حدیث معاویہ بن ابوسفیان کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

۸۳۴۱ معاویہ بن جعفر

بن خُرق بن عبد یغوث بن کعب نخعی، مرزبانی نے ہجرت اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ حضری ہیں، ان کے اشعار ذکر کئے ہیں: ص

”ہم نے گھوڑوں کے دوڑنے کے وقت سنان اور ایسے ساتھیوں کو چھوڑا جن کے چہروں پر آنسو تھے۔“
بعض کا قول ہے: ابن دارقہ کے نام سے مشہور تھے۔

۸۳۴۲ معبد بن مرہ عجلی

سیف اور طبری رحمہ اللہ نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں حضرت سعد بن ابوقحاص نے دین اور رائے میں پختہ ہونے کی وجہ سے انتخاب کیا تھا اور انہیں قادسیہ کے واقعے سے پہلے رستم کی داعی بنا کر بھیجا تھا، فرماتے ہیں: حضرت معبد عرب کے ہوشیار لوگوں میں سے تھے۔

۸۲۲۲ معدان ثعلبی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنی زوجہ کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے وہ ان کی عدت پوری ہونے سے پہلے اسلام لے آئے، اس لیے وہ ان کی طرف لوٹا دی گئیں، ان کا اس بارے میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ ہے، اسے زبیر بن یکار نے بحوالہ ان کے چچا نقل کیا ہے۔

۸۲۲۳ معدان بن جواس

ابن فروہ بن سلمہ بن منذر بن مضرب بن معاویہ بن عامر بن سلمہ بن شکامہ بن شعیب بن سکون سکونی، ان کے والد شاعر تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے وہ اسلام لانے سے پہلے وفات پا گئے، رہے ان کے بیٹے تو انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، یہ وہی ہیں، جنہوں نے ربیع بن زیاد کلبی جو "قارس مرادہ" کے نام سے معروف ہیں کے خون کا بدلہ اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ وہ بنو عدی بن حبان سے تھے، انہیں بنو ابوربیعہ بن ذیل بن شیمان نے قتل کیا، وہ معدان کے ماموں تھے، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ ہے، پھر معدان کھڑے ہوئے اور ان کے خون کا بدلہ اپنے ذمہ لیا، اور یہ شعر پڑھا:
 "میں نے اپنے ماموؤں کو جبکہ انہوں نے جلدی کر لی، موت سے بچا لیا اور صورت حال یہ تھی کہ ان کے درمیان منشم عورت کی دشمنی پھیل چکی تھی۔"

ابن کلبی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ عوفشاء وا کا مطلب تسار عوا ہے۔ منشم عطر پہننے والی تھی۔
 میں کہتا ہوں: یہ شعر قصیدہ زبیر بن ابوشلمی سے لیا ہے، جس میں ہرم بن سان اور ان کے بھائی کی تعریف کی ہے، اس میں کہتے ہیں:
 "تم دونوں نے عس اور ذبیان کا اس وقت تدارک کیا جب وہ فنا ہو گئے اور ان کے درمیان منشم کا عطر پھیل گیا۔"

۸۲۲۵ معدیکرب مشرقی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سماع کیا، یعقوب بن قتیبہ نے اپنے مسند کبیر میں مسند صدیق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابونعیم فضل بن ذکین نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے بحوالہ ان کے والد، انہوں نے ابوجہی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معدیکرب سے شعر ستانے کی خواہش ظاہر کی، پھر ان سے فرمایا: آپ پہلے شخص ہیں جس سے میں نے اسلام میں شعر ستانے کی خواہش ظاہر کی، اسے خطیب نے بطریق یعقوب بن شیبہ نے نقل کیا ہے، اور ان کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ تلبدیہ کے بارے میں ان کی ایک اور حدیث ہے۔ خطیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: حدیث تلبدیہ کے راوی عمرو بن معدیکرب ہیں جو مشہور شہسوار ہیں، بات یہی ہے جو انہوں نے کہی۔

۸۲۳۶ معدی بن ابو حمیضہ وذاعی

ان کے بھائی منذر کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا، اپنے بھائی کی طرح انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کا

الْأَنْبِيَاءُ فِي سِيَرِ الْأَنْبِيَاءِ (جلد ۱۴۲)

عبدالملک نامی بیٹا تھا۔ جو کسریٰ کے مشابہ تھا، عجم اس کی تعظیم کرتے اور اسے بتاتے کہ وہ کسریٰ کی طرح ہے، ابن کلیسؒ نے یہ ذکر کیا ہے۔

۸۴۴۶ مَغْرَم حَارِثِي

عسکریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور صرف خلافت عمرؓ میں مدینہ آئے۔

۸۴۴۸ معصِد بن یزید عَجَلِي

ابو یزید کوئی، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ میں کہتا ہوں: ابونعیم نے حلیہ میں مرہ بن شراحیل سے ایک عنوان سے پہلے اور عمرو بن میمون اودوی کے ایک عنوان کے بعد ان کا ذکر کیا ہے، وہ دونوں اس قسم میں سے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے ان کی متصل سند معلوم نہیں، امام احمدؒ نے زہد میں صحیح سند سے بحوالہ علقمہ نقل کیا ہے کہ انہیں ایک چادر ملی اس پر معصِد کا خون لگا ہوا تھا، انہوں نے اسے دھویا، اس خون کا اثر باقی رہا، وہ اس چادر میں نماز پڑھا کرتے تھے، فرماتے: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اس میں معصِد کا خون لگا ہو۔

عبدالرحمن بن یزید نخعی کے طریق سے صحیح سند سے اسی طرح مروی ہے، فرماتے ہیں: میں ایک لشکر میں نکلا، اس میں علقمہ، یزید بن محادی نخعی، عمرو بن عتبہ اور معصِد تھے، عمرو بن عتبہ نکلے، ان پر جبہ تھا، انہوں نے کہا: کیسا اچھا خون ہے جو اس پر گرے، پھر انہیں ایک پتھر لگا، جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ پھر اس سے وفات پا گئے، حضرت معصِد نکلے، انہیں پتھر لگا، جس نے انہیں زخمی کر دیا، وہ اسے اپنے ہاتھ میں اٹھا کر کہنے لگے: یہ چھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ چھوٹے میں بھی برکت دیتا ہے، پھر وہ اس سے فوت ہو گئے، ہم نے انہیں دفن کر دیا۔

۸۴۴۹ معقل بن أعشى

بن نباش، وہ ابیض الرکبان کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، اہل فارس کے ساتھ جنگ میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ وہ ۱۲ھ اور اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ تھے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۵۰ معقل بن خداج طائي

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، وشمیہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ تھے، اس دن اچھے جوہر دکھائے اور وہاں شہید ہوئے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۵۱) معقل بن ضرار

وہ شاخ ہیں، شین میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۳۵۲) معقل بن قیس ریاحی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: تشر کی فتح میں حضرت عمار بن یاسر نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس، اور بنو ناجیہ کے پاس جب وہ مرتد ہو گئے تھے، بھیجا۔ یعقوب بن سفیان نے حمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے، یثیم بن عدی کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہی تھے، خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا ہے کہ مستور دین علقہ برہوی خارجی نے انہیں جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد نکلے تو مبارزت کی، ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا، یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۲ھ کا واقعہ ہے۔ طبری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد ۳۹ھ ان کا سن وفات بتایا ہے۔

۸۳۵۳) مُعَمَّر بن کلاب زمانی

وہمہ نے زدہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مسیلہ اور بنو حنیفہ کو وعظ کرنے والوں میں سے تھے، انہیں ارتداد سے روکا، فرماتے ہیں: ثمامہ بن اثال کے پڑوسی تھے، جب انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا تو مدینہ میں اقامت اختیار کی، ثمامہ نے انہیں منع کیا یہاں تک کہ واپس لے گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمامہ کی لڑائی میں شریک تھے، ابوعلی عسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۵۴) معن بن اوس

بن نصر بن زیادہ بن أسد بن نجیم بن ربیعہ بن عداء بن ثعلبہ بن ذؤیب بن سعد بن عداء بن عثمان بن عمرو بن اؤبن طاہر، ام عثمان کا نام مزینہ بنت کلب بن دبرہ تھا۔ وہ ان پر غالب آ گئیں، تو وہ لوگ ان کی طرف منسوب ہو گئے۔ حرثی مشہور شاعر تھے، ابو فرج اصبہانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اچھے شاعر اور وجیہہ تھے، اسلام اور جاہلیت کا زمانہ پایا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن جحش وغیرہ کی مدح کی ہے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد کے ساتھ، اپنے کام میں مدد طلب کرنے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس قصیدے سے مخاطب کیا، جس کا مطلع یہ ہے: ۵

”خیال اسے پیاسوں کی سرزمین میں لے گیا، پھر اس کے دونوں ساتھی سو گئے، اور وہ نہیں سویا۔“

فرماتے ہیں: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک طویل عمر ملی، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ اس اوثقی پر لعنت کرے جو مجھے سوار کرا کے تیرے پاس لائی۔ انہوں نے کہا: اور اس کے سوار پر بھی۔ فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جاہلیت اور اسلام میں حرثی شعراء کو فضیلت حاصل ہے، انہوں نے مشہور قصیدہ لامیہ العجم کہا، جس کا مطلع

یہ ہے: ط

”مجھے میری زندگی کی قسم! مجھے معلوم نہیں لیکن پھر بھی مجھے خدشہ ہے کہ ہم میں سے پہلے کس پر موت کا حملہ ہوگا، اگر تم اپنے بھائی سے انصاف کا معاملہ نہیں کرو گے تو تم اسے اگر اس میں کچھ عقل ہوئی تو قطع تعلقی پر مجبور پاؤ گے۔“

اسی میں کہتے ہیں: ط

”جب میرا دل کسی چیز سے بیزار ہو جاتا ہے تو پھر کبھی بھی اس چیز کی طرف میلان نہیں کرتا۔“

مرزبانی رحمہ اللہ کا قول ہے: حضرت عبداللہ بن ربیع کے دودھ شریک بھائی اور ان کے ساتھی تھے۔ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو فضیلت دیتے تھے، فرماتے اہل جاہلیت کا سب سے بڑا شاعر ذہیر بن ابوسلمی، اور اہل اسلام کا سب سے بڑا شاعر ان کا بیٹا کعب اور معن بن اوس ہیں۔

۸۴۵۵ معن بن حاجر

وہ اور ان کا بھائی طریفہ اہل ارتداد کے ساتھ قتال میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے، سیف نے فتوح میں ان کے واقعات ذکر کئے ہیں۔

۸۴۵۱ مقبیہ

بن حمام مرزی، حصین بن حمام کے بھائی ہیں۔ ان کے بھائی کے سوانح میں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ مرزبانی نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں، جس میں وہ اشعار میں اپنے بھائی کا مرثیہ کہتے ہیں: ط

”کون میت کے کھانے میں اپنے پڑوسی کو نہیں بلاتا جب الفت کرنے اور کھانے والا پڑوسی مسلمان ہو چکا ہو، کون ہے اور کس کے ذریعے اس کے بعد نقصان کو ختم کرنے کی درخواست کی جائے گی جبکہ ہم کئی آلام و مصائب اتر چکے ہیں۔“

میں کہتا ہوں: میں نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے، کیونکہ ان کے بھائی اگر وفات نبوی سے پہلے فوت ہو گئے تھے تو جائز ہے کہ معیہ بھی اسلام لے آئے تھے، اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ اسلام نہ لائے ہوں اور کفر پر ہی مرے ہوں، لیکن پہلے حصین کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ حصین کا ایک بیٹا تھا جو ان کے بھائی معیہ کے ہم نام تھا اور اسی سے ان کی کنیت تھی، تو یہ عنوان ان کا ہوگا۔ اور اگر حصین کی وفات، وفات نبویہ کے بعد ہوئی ہے تو ان کے دونوں بھائی اس قسم میں شامل ہیں۔

باب میم کے بعد غین

۸۳۵۷ مغيرة بن ابوصفراءزدی

ابوبعلی بن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ابوصفراء کے سوانح میں جو ان کے والد ہیں، ایسی بات ذکر کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان سے ان کی اولاد کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: اٹھارہ لڑکے، آخر میں میرے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی میں نے اس کا نام صفراء رکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ابوصفراء ہو۔“
ابو عمر نے ابوصفراء کے سوانح میں فرمایا: وہ وفد میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، ان کے پاس ان کے دس لڑکے تھے، ان میں سے سب سے چھوٹے کا نام مہلب تھا۔

طبری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جب زیاد نے حکم بن عمرو کو خراسان کا امیر بنایا تو مہلب کو لڑائی کا اور ان کے بھائی کو لشکر کے کاموں کا امیر بنایا، اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی، ابن فحون رضی اللہ عنہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۳۵۸ مغيرة بن عبد اللہ

بن مخض بن عمرو بن اسد بن خزیمہ، اقیع کے نام سے معروف ہیں، ان کی کنیت ابومعروض ہے، ابوفرج اصہبانی کا قول ہے: وہ نسب کے اعتبار سے بنو اسد بن خزیمہ کے دور کے رشتہ دار تھے، انہوں نے جاہلیت میں طویل عمر پائی، یہ وہی ہیں جنہوں نے اسلام کی حالت میں مسجد ساک بن خرشہ اسدی کے بارے میں کہا کیا: ﴿
”ہماری مسجد کے دو کپڑے ناراض ہو گئے اور ان کی وجہ سے ہر شخص انہیں پہچان لیتا ہے اگر ہم صبح اس کی بنیاد ڈھادیں تو زمانہ بھران لوگوں کے نام مٹ جائیں۔“﴾

لکھتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عین تھے، انہوں نے اشعار میں اس کے خلاف اپنی تعریف کی ہے۔ چنانچہ وہ ذکر کے بارے میں کہتے ہیں، جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ گھوڑے کی تعریف کر رہے ہیں: ﴿
”میں تیز گوار کے جوتھکا دینے والی ہو، جنگوں میں آتا جاتا ہوں اور اس کا پسینہ ٹپک رہا ہوتا ہے۔ وہ خوشی سے ایسے اڑتا ہے کہ اس کا لعاب بہہ رہا ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اس کی کھال کے کھڑے ہونے لگے ہیں۔“﴾

باب میم کے بعد قاف

۸۳۵۹ مقوقس

بعد والی قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب میم کے بعد کاف

۸۳۶۰ مکحول *

بعض کا قول ہے: وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا نام ہے، یہ مقاتل بن سلیمان کی نوادر التفسیر میں مذکور ہے۔

۸۳۶۱ مکلبہ بن حنظلہ *

بن یثیہ۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، محمد بن خالد دمشقی نے کتاب فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ایسی سند سے نقل کیا ہے جس میں منقولاً ان کا نام نہیں ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یرموک کے دن میسرہ دستے میں تھا، کہ ہمارے پاس سے روم کے چند آدمی عربی گھوڑوں پر سوار گزرے جو روم کے مشابہ نہیں تھے، ان میں سے ایک شخص کہ یہ بات مجھے ابھی تک یاد ہے، وہ کہہ رہا تھا: اے عرب کی جماعت! نجات، وادی قری اور یثرب میں چلے جاؤ، پھر یہ اشعار کہنے لگا:
 ”کیا ہر گھڑی تم لوگ غارت گری کرتے رہو گے جو کبھی مقام بقاء اور کبھی مقام سدر میں، سب کچھ دور ہوا وہ
 امیر آنے والا ہے، اور تاج والا، خوش نصیب بادشاہ۔“

فرماتے ہیں: میں برابر اس پر حملہ کرتا رہا، یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔

باب: میم اس کے بعد لام

۸۳۶۲ ملکان بن زکّار *

بن غطیب بن حارثہ بن سعید بن حشر طائی، عدی بن حاتم کے باپ شریک بھائی ہے۔ ان کے ساتھ حشر میں جمع ہوئے۔ ان دونوں کی والدہ نوار بنت رملہ تھریہ ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے سعید بن مجاہد نے بیان کیا ہے کہ ملکان بن زکّار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس قبیلہ طی کے پانچ سو یا چھ سو افراد کے ساتھ آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کے پاس جہاد کی رغبت اور بھلائی کی حرص میں آئے ہیں، ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو سعیدہ کے پاس چلے جاؤ، میں تمہارے اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہوں، چنانچہ وہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے۔

ابن سعد * کا قول ہے: عدی بن حاتم کے ماں شریک معزز بھائی تھے، ان میں قمیص ہیں جو جاہلیت میں فوت ہو گئے، اور لام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدائن کا نائب بنایا جب وہ صفین کی طرف گئے۔ حلّیس اور ملکان حضرت ملکان صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔

* اسد الغابہ (۵۰۷۴) تجرید (۹۲/۲) * تجرید (۹۳/۲)

* اسد الغابہ (۵۰۸۱) ، تجرید (۹۳/۲) * طبقات الکبریٰ (۵۱۶/۳)

۸۴۶۳ مُلَیْل

ابن ضمیرہ غفاری، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتح مصر میں شریک تھے، یہ ابن یونس کا قول ہے۔

۸۴۶۴ مُلَیْح بن عوف سلمی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں راہبر تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں بطریق حبیب بن عمرو بحوالہ ملیح بن عوف سلمی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنے گھر میں لکڑی کا دروازہ لگایا ہے اور اپنے محل کے ارد گرد بانس کی بازخفاط کے لئے لگا دی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے محمد بن مسلمہ کے ساتھ ان کی طرف بھیجا، میں شہروں میں رہا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کوفہ سے معزول ہونے کا واقعہ ذکر کیا۔

باب: میم اس کے بعد نون

۸۴۶۵ مُنَازِل

ان کا ذکر ایک ضعیف حدیث میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا ہے۔ ہم نے عمر بن محمد جی کے فوائد میں بحوالہ ضعیفی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ہاتھ مڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا کہ میڑھا ہے۔ اس نے کہا: میرا باپ مشرک مالد ارتھا، میں نے اس کے مال سے کوئی چیز مانگی تو اس نے دینے سے انکار کر دیا میں نے اس کا ہاتھ مروڑا اور اس کے مال میں سے جو مجھے ضرورت تھی وہ میں نے چھین لیا تو اس نے مجھے ان الفاظ میں بدعادی: ﴿

”میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری کئی منزلیں طے کر چکی بالکل ایسے ہی جیسے قرض خواہ قرض کا مطالبہ کرتا ہے، میں نے اس کی پرورش کی، یہاں تک کہ بھیڑے کی طرح مضبوط ہو گیا، جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو مجھے اس کا کندھا تیل کے کندھے جیسا دکھائی دیتا ہے حالت یہ تھی کہ جب وہ بھوکا ہوتا یا روتا تو میں کھانے کی چیز خواہ وہ میٹھی ہوتی اس کے پاس لے آتا، جب اس نے میری یہ حالت دیکھی کہ میں قریب کے ایک شخص کو کئی شخص سمجھتا ہوں اور نہ دور کے خیالات کو میں قریب کر سکتا تھا، تو اس نے میرے مال میں سے اتنا مال لے لیا اور میرا ہاتھ مروڑ دیا۔ اللہ جو اس پر غالب ہے اس کا ہاتھ مروڑ دے۔“

کہتے ہیں: امیر المؤمنین! بس میرا ہاتھ اس وقت سے مڑ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، یہ جاہلیت میں تمہارے باپ کی دعا ہے تو اسلام میں اس کا کیا حال ہوگا، اس کی سند میں ضعف اور انقطاع ہے۔

ابو عبید نے مجاز میں آخری شعر میں تہضمی کے بجائے تظلمنی ذکر کیا ہے۔

اثرم کا قول ہے: ابو عبید کی روایت ہے، وہ منازل بن ابومنازل، فرعان بن أعراف تھیں۔

مرزبانی نے عجم الشعراء میں یہ قصہ فرعان کے سوانح میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے بیٹے منازل کی نافرمانی کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ اور ان کا اس کے بارے میں قول ہے: پھر پہلا شعر نقل کیا۔ یعنی جَوْتُ

رحم اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: ع

”مجھے یہ خدشہ نہیں تھا کہ میرا دشمن اتر آئے گا، کم سے کم میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں، میں نے اسے اپنی پیٹھ پر اٹھایا تھا اور بچپن میں اسے اپنے دوستوں کے قریب کیا تھا، یہاں تک کہ اس کی مونچھیں بڑی بڑی ہو گئیں، اور ان اشعار کو جن میں وَأَطْعَمَهُ ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ع

”تمہاری پرورش کی گئی یہاں تک کہ تم لمبے بھیڑیے کی طرح ہو گئے، جب کھڑا ہوتا ہے تو وہ مجھے اونٹ کی طرح کندھے دکھاتا ہے۔“

اور آخری شعریوں نقل کیا ہے، اس نے میرے مال میں ظالم بن کے خیانت کی:

باقی اشعار اس طرح ہیں:

ابوعبیدہ نے مجاز میں کہا: ”اس نے میرا مال ظلم سے لے لیا“، یعنی اس نے میرا مال کم کیا، شاعر کا قول ہے: پھر مطلع نقل کیا، اس کے بعد ہے، اس نے میرے مال میں سے اتنا مال لے لیا اور میرا ہاتھ مروڑ دیا..... آخر تک اسے ذکر کیا۔

اثرم کا قول ہے۔ ابوعبیدہ سے روایت کرنے والے فرعان ہیں انہوں نے اپنے بیٹے منازل کے بارے میں یہ کہا۔ اسے مرزبانی نے منازل کے سوانح میں، منازل بن ابومنازل سعدی کے قصے میں نقل کیا ہے، ابومنازل کا نام فرعان بن عرف ہے جو بنوزال میں سے ہیں وہ بنو جمیم سے ہے وہ احنف بن قیس کا قبیلہ ہے، وہ اپنے بیٹے خلیج بن منازل کی نافرمانی کے بارے میں کہتا ہے۔ وہ اسے ابراہیم بن عربی اور یمامہ مروان بن حکم کی طرف لے گیا۔ یعنی جب وہ خلیفہ تھا: ع

”خلیج نے میرا مال ظلم سے لے لیا، اور میری نافرمانی کی، یہ اس وقت ہوا جب میری ہڈیاں بوڑھی ہو گئیں میں اس سے مہربانی کی امید کیسے رکھوں، اس کی ماں حرام قبیلہ سے ہے، اس نے مجھے حرام شے سے کبھی دھوکا نہیں دیا، میں نے اس کا انتخاب کیا اور اس سے یہ خواہش کی کہ وہ میری نسل کو بڑھائے۔ جو چیز بڑھتی ہے، اس کے کم ہونے میں کوئی تاوان نہیں، میری عمر کی قسم! میں نے اسے خوشی سے پالا، میرے بعد کوئی شخص اپنے بیٹے سے خوش نہ ہو۔“

میں کہتا ہوں: گویا اسے اپنے والد کی نافرمانی کی سزا اس کے بیٹے کی نافرمانی کی صورت میں اور ان کا ہاتھ مروڑنے سے اس کا ہاتھ ٹیڑھا ہونے سے دی گئی، منازل کا اپنے والد کے ساتھ قصہ جاہلیت میں تھا جیسا کہ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور خلیج کا اپنے والد کے ساتھ پہلی صدی کے نصف میں تھا کیونکہ مروان ۶۴ھ میں خلیفہ بنے۔

۸۳۶۹ منذر بن حرملة

حرملة ابن منذر میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۸۳۶۷ منذر بن حسان

بن ضرار ضی، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے انہیں بنو ضہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ شہی بن حارثہ شیبانی کی طرف کمک دے کر بھیجا، یہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ ویمہ بن زید نے ردہ میں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں ان کا

ذکر کیا ہے۔ فاکہی رحمہ اللہ نے کتاب مکہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے قادسیہ میں اہل فارس کے سردار مہران کو قتل کیا تھا، فرماتے ہیں: منذر کو بنو ضبہ کی سرداری ملی تھی۔ اس سے پہلے وہ قبیلہ بنو ضرار کے پاس تھی، کلاب کے دن وہ بنو ضبہ کے امیر تھے۔ جب قبیلہ فوت ہو گئے تو منذر اس کے امیر بنے۔

۸۳۶۸ منذر بن ابو حمیفہ وداعی ہمدانی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں کے علاوہ خچروں کا حصہ مقرر کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے اسے پسند کیا اور فرمایا: وداعی کو اس کی ماں نے فضیلت دی، امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب أم میں اسے نقل کیا ہے بحوالہ علی بن ارقم، فرماتے ہیں: شام پر ایک لشکر نے حملہ کیا، اس دن گھوڑے پہنچ گئے اور چاشت کے وقت خچر پہنچ گئے، اس دن شہ سواروں کے امیر منذر بن ابو حمیفہ ہمدانی تھے، تو انہوں نے انہیں زیادہ فضیلت دی، کہنے لگے: جو پہنچے ہیں ان کا حصہ نہ پہنچنے والوں کی طرح میں مقرر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: وداعی کو ان کی والدہ نے فضیلت دی۔ مجھے اس سے ان کی والدہ یاد آگئی ہیں۔ جو کچھ انہوں نے کیا اسے جاری رکھو، شامی رحمہ اللہ کا قول ہے اگر ہم اس سے کوئی مسئلہ ثابت کرتے تو اس کی مخالفت نہ کرتے یعنی اس کی سند منقطع ہے، یہ قصہ ابو بکر بن درید نے اپنی کتاب النیل میں اس اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے: مجھے اس سے ایک بات یاد آگئی ہے جسے میں بھول گیا تھا۔

ابن کلبی رحمہ اللہ نے یہ قصہ ان کے نسب بیان کرنے کے بعد لکھا ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی حمیفہ بن عمرو بن ذہن بن صغر بن معاویہ بن مر بن حارث بن سعد بن عبد اللہ بن وداع، پھر ذکر کیا کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سہ سوار کے لئے دو حصے مقرر کئے، اور خچر کے لئے ایک حصہ مقرر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وداعی کے لئے ہلاکت ہو اس کی وجہ سے مجھے اس کی ماں یاد آگئی ہے، پھر وہ واقعہ ہرایا جو پیش آیا۔

میں کہتا ہوں: پہلے گزر چکا ہے وہ جنگوں میں صرف صحابہ کو امیر بناتے تھے، یہ احتمال ہے کہ وہ اس میں داخل ہوں۔

۸۳۶۹ منذر بن رومانس کلبی

ابن ویرہ ہیں، ان کی والدہ رومانس میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۳۷۰ منذر بن ساوی

قسم اول میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۳۷۱ منذر بن ویرہ کلبی

مرزبان بنی نے بنجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: خضری ہیں، جب حیرہ کی فتح ہوئی تو انہوں نے کہا: ”حیرہ کے پہلے بادشاہوں کے بعد فلاح نہیں، مجھے ان میں سے کوئی دکھائی نہیں دیتا، جلد اور فرات کا درمیانی

علاقہ ان کا تھا، جس کے اطراف میں زمیں آباد تھیں۔

۸۳۶۲ منصور بن سحیم

بن نوفل بن نعلہ بن اشتر بن حو ان بن قنص اسدی فقہی مرزبانی نے ہجرت اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مختصری ہیں۔

۸۳۶۳ منہال تمیمی

مالک بن نویرہ کے قبیلہ سے ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، زبیر بن بکار نے موفقیات میں بحوالہ حبیب بن زید طائی یا ان کے علاوہ کسی اور سے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مالک بن نویرہ کے پاس سے منہال اور ان کی قوم کا ایک شخص گزرا جبکہ حضرت خالد بن ولید نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے تھیلے سے ایک کپڑا نکالا اور اسے کفن دیا اور دفن کر دیا، اس کے بارے میں تم کہتے ہیں:

”منہال نے اپنی چادر کے نیچے ایسا نوجوان چھپا دیا جو شام کے وقت بھی دراز ہونے کی وجہ سے نہیں چھپتا تھا۔“
مفضل ضی کا قول ہے: اسے منہال نے کفن نہیں دیا تھا، لیکن وہ اس کے جسد کے پاس سے گزرے تو ان کی نعش پڑی ہوئی دیکھی تو انہوں نے اپنی چادر ان پہ ڈال دی مقتول کو وہ لوگ ڈھانپ دیا کرتے تھے۔
میں کہتا ہوں: پہلی روایت اولیٰ ہے، کیونکہ اس میں ہے پھر اسے دفن کر دیا۔

باب: میم اس کے بعد ہاء

۸۳۶۴ مہلہل بن زید خیل طائی

راویوں نے وفد میں ان کا ذکر نہیں کیا، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مدعی نبوت طلحہ بن خیلہ کے ساتھ جنگ کے دوران انہوں نے ضرار بن آزدور کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر طلحہ تمہیں ڈرائے تو مجھے بتانا، کیونکہ میرے ساتھ عرب کی تیزی ہے، اور ہم فید پہاڑ پر کثرت سے ہیں۔

یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور طلحہ کا قصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیش آیا ان کے والد زید خیل مشہور صحابی ہیں۔

باب: میم اس کے بعد یاء

۸۳۶۵ میثم تمار اسدی

کوفہ میں فروکش ہوئے، ان کی یہاں اولاد تھی، مؤید بن نعمان رافضی نے مناقب علی رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

الْاَنْبِيَاءُ فِي تَسْبِيْحِ الرَّسُوْلِ ﷺ (ادب)

۱۸۳

(جلد)

میثم تمہارا سد کی ایک خاتون کے غلام تھے، انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا اور کہا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: سالم، انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ تمہارے والدین نے تم میں تمہارا نام میثم رکھا، اس نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا اور امیر المؤمنین، اللہ کی قسم! وہ میرا نام ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہارا نام بتایا ہے، اس کی طرف لوٹ جاؤ اور سالم نام کو چھوڑ دو، تو اس نے اپنا نام میثم رکھ لیا، اور ابوسالم کنیت رکھی، اس سے ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں میرے بعد سولی پہ چڑھایا جائے گا اور نیزہ مارا جائے گا۔ جب تیرا دن آئے گا تو تمہارے تنوں اور منہ سے خون بہے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی رنگین ہو جائے گی اور تمہیں باب عمر بن حریث پر سولی دی جائے گی۔ تم دس میں سے دسویں ہو گے تمہاری لکڑی ان سب میں چھوٹی ہوگی اور وضو کی جگہ قریب ہوگی، جاؤ یہاں تک کہ میں تمہیں وہ کھجور دکھا دوں جس کے تنے پر تمہیں سولی دی جائے گی، پھر انہوں نے وہ درخت اسے دکھا دیا۔

میثم اس کے پاس آتا اور نماز پڑھتا اور کہتا: کھجور کے درخت میں برکت دی گئی، تیرے لئے میں پیدا کیا گیا، میرے لئے تجھے غذا دی گئی، وہ اس درخت کو یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ وہ کاٹ دیا گیا وہ عمرو بن حریث سے ملنے اور کہتے: میں تیرا پڑوسی ہوں، تو میرے ساتھ اچھا سلوک کر، ان سے عمرو نے کہا: کیا تم دار ابن مسعود یا دار ابن حکیم خریدنا چاہتے ہو، وہ ان کی مراد نہیں جانتا تھا۔ پھر جس سال انہیں قتل کیا گیا، حج کیا، حضرت ام سلمہ جوام المؤمنین ہیں، ان کے پاس آئے انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں میثم ہوں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیرا ذکر سنا ہے، تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت کر رہے ہیں، انہوں نے ان سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا: وہ اپنے باغ میں ہیں، انہوں نے کہا کہ انہیں بتا دیجئے کہ مجھے پسند ہے کہ میں انہیں سلام کروں لیکن مجھے وہ نہیں ملے، اور ہم رب العرش کے پاس ملنے والے ہیں، ان شاء اللہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی اور ان کی داڑھی پر لگائی، اور ان سے کہا: یہ خون سے رنگین ہوگی۔ وہ کوفہ آئے عبید اللہ بن زیاد نے انہیں گرفتار کر لیا، وہ ان کے پاس لائے گئے، انہوں نے اس سے کہا: یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اسے ترجیح حاصل تھی، اس نے کہا: تمہاری ہلاکت! کیا یہ عجیب ہے، کہا گیا: جی ہاں، انہوں نے ان سے پوچھا: تمہارا رب کہاں ہے؟ اس نے کہا: غالموں سے بدلہ لینے والا ہے، اور تم ان میں سے ہو، اس نے کہا: تم اپنے عجیب ہونے کے باوجود اس مقام پر پہنچ جاؤ گے جو تم چاہتے ہو، مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھی نے تمہارے بارے میں کیا کہا کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ اس نے کہا: مجھے یہ بتایا کہ تم مجھے سولی دو گے، میں دس میں سے دسواں ہوں گا، ان سب سے میری لکڑی چھوٹی ہوگی، اور وضو کی جگہ قریب ہوگی، اس نے کہا: ہم اس کے خلاف کریں گے، اس نے کہا: تم اس کے خلاف کیسے کرو گے؟ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے نبی کریم ﷺ سے، انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مجھے بتایا، میں وہ جگہ خوب جانتا ہوں جہاں مجھے سولی دی جائے گی، میں وہ پہلا شخص ہوں جسے اسلام میں لگام دی جائے گی، اس نے اسے قیدیوں میں ڈال دیا، اس کے ساتھ مختار بن عبید کو قید میں ڈالا، میثم نے مختار سے کہا: تم چھوٹ جاؤ گے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لو گے اور اس شخص کو قتل کرو گے جو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے، جب عبید اللہ نے مختار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو یزید کا پیغام پہنچا کہ اسے چھوڑ دے، اس نے اسے چھوڑ دیا، اور میثم کو سولی دینے کا حکم دیا گیا، جب باب عمرو بن حریث کے پاس لکڑی پر بلند کئے گئے تو عمرو نے کہا: اللہ کی قسم! وہ مجھ سے کہتا تھا، میں تیرا پڑوسی ہوں۔ میثم نے بنو

الاصحاب في قبيلتنا (جلد ۱) ۱۸۳

ہاشم کے فضائل بیان کرنے شروع کئے، ابن زیاد سے کسی نے کہا: اس غلام نے تمہیں رسوا کر دیا ہے، اس نے کہا: اسے لگام دو، چنانچہ وہ پہلے شخص تھے جنہیں اسلام میں لگام دی گئی، جب سولی کو تیرا دن ہوا تو ان کو نیزہ مارا گیا، انہوں نے بگیر کبی، پھر دن کے آخر میں ان کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا، یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عراق میں آنے سے دس دن پہلے کا واقعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: کنیتوں میں ابوطالب بن عبدالمطلب کے سوانح میں ان کی حدیث آئے گی، قسم اول میں ان میثم کا ذکر دوسرے میثم میں گزر چکا ہے، وہاں سے دیکھ لیا جائے۔

۸۴۶۱ میمون بن حریز

ابن حجر ابن زمرہ بن عمرو بن یزید بن عمرو بن ذی شرمیدہ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، اشاطی نے کتاب انساب میں ذکر کیا ہے، جس سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے پوتے محمد بن ابان بن میمون نے ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: خلافت معاویہ میں ۵۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی ایک سو پچتر (۱۷۵) برس زندہ رہے، فرماتے ہیں: فصیح، بہادر، معزز، اچھے پڑوس والے، فی البدیہہ اشعار کہنے والے ہیں۔ ان کے یہ اشعار نقل کئے ہیں: ص

”قصاھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں جنگوں میں جرات سے کام لیتا ہوں، یہاں تک کہ میں زرہ بھی نہیں پہنتا، میں ہر جماعت میں اپنا نیزہ لے کے گھس جاتا ہوں، جب لشکر مسلسل نیزوں کے پڑنے سے اپنی جان بچاتا ہے۔“

چوتھی قسم ان لوگوں کے بارے میں جن کو ظطی سے صحابہ میں ذکر کر دیا گیا ہے، ان کے نام کے شروع میں میم ہے

باب: میم اس کے بعد الف

۸۴۷۷ مالک بن ابوثعلبہ قرظی

یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جعفر مستغفری نے ان کی بیرونی کی ہے، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کی بیرونی کی ہے جعفر کا قول ہے: ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے ان کے حوالے سے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مہرور کے سیلاب کے بارے فیصلہ کیا کہ پانی فخنوں تک روک لیا جائے۔ پھر اوپر سے نیچے کی طرف روک لیا جائے، یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سے کسی سے ملاقات نہیں کی، انہوں نے تابعین اور ان سے کم درجے کے لوگوں سے روایت کی۔

میں کہتا ہوں: بغوی رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح بطریق محمد بن اسحاق، بحوالہ مالک بن ابوثعلبہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، ثعلبہ کے سوانح میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ انہیں روایت حاصل ہے اور شرف صحابیت حاصل نہیں، لیکن اسے ابن ماجہ

نے بطریق محمد بن عقبہ بن ابی مالک، انہوں نے اپنے چچا ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے۔ ابو حاتم نے ثعلبہ بن ابی مالک کی روایت کے مرسل ہونے کا حکم لگایا ہے، تو اس طرح ہوا مالک بن ابی ثعلبہ۔

۸۴۷۸ مالک بن حارث

حارث بن مالک درست ہے، بغوی رحمہ اللہ کو اس میں وہم ہوا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: مجسم بغوی میں یہ میں نے نہیں دیکھا۔

۸۴۷۹ مالک بن حارث

دوسرے ہیں، ابویوسی نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اول میں اس پر میں نے تنبیہ کر دی ہے۔

۸۴۸۰ مالک بن حسن

ابویوسی نے بحوالہ جعفر مستغفری ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی طرح اسے یحییٰ بن یونس نے نقل کیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو، پھر بطریق حلوانی، بحوالہ عمران بن ابان، انہوں نے مالک بن حسن بن مالک سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! کہو آمین، آپ نے کہا: ”آمین“

میں کہتا ہوں: مالک بن حسن تیج تابعین میں سے ہیں اور مالک ان کے دادا ہیں، وہ ابن حارث ہیں، اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے اور بغوی رحمہ اللہ نے مالک بن حویرث لین کے سوانح میں دوسری حدیث اس طریق سے نقل کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ”حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں“ فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن اشکال نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عمران بن ابان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مالک بن حویرث نے نقل کیا ہے..... پھر اسے ذکر کیا، گویا حویرث مالک کے والد ہیں انہیں حارث کہا جاتا تھا۔

۸۴۸۱ مالک بن ذی حمایہ

یحییٰ بن یونس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان سے جعفر مستغفری نے اسے بیان کیا ہے، اور ان کا تعاقب کیا ہے کہ حدیث مرسل ہے، وہ ابوبکر بن ابی مریم کی ان سے روایت ہے: کہ نبی کریم ﷺ اپنے کسی سفر سے واپس آئے اور فرمایا: ”جلدی کرو“..... الحدیث

جعفر مستغفری کا قول ہے: یہ مالک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ مالک بن یزید بن ذی حمایہ ہیں: ابن ماکولا اکمال میں فرماتے ہیں: ابوشریل مالک بن ذی حمایہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے صفوان بن عمرو روایت کرتے ہیں۔

تجريد (۴۲/۲) تجريد (۴۲/۲) السد الغابة (۴۵۷۷)، تجريد (۴۳/۲)

مجمع الزوائد (۲۵۹/۱۰) صحيح ابن حبان (۴۱۴/۱۵) ترمذی (۳۷۸۱)، نسائی، ہیثمی فی مجمع الزوائد (۱۸۴/۹)

مسند احمد (۳۹۱/۵) السد الغابة (۴۵۷۸)، تجريد (۴۳/۲) السد الغابة (۱۶/۴) الحکمال (۵۳۱/۲)

بخاری رحمہ اللہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم اور دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۸۲ مالک بن صرمۃ

مجھ یہ ہے: صرمۃ بن مالک اور وہ ابوقیس ہیں: کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا، حرفِ صاد میں صحیح گزر چکا ہے۔

۸۴۸۸ مالک بن قہطم

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ ابو عشاء دارمی ہیں، اس بارے میں انہیں وہم ہوا ہے، فرماتے ہیں: وہ ابو عشاء کے والد کا نام ہے، ابو عشاء کے نام کے بارے میں راجح یہ ہے کہ وہ اسامہ بن مالک بن قہطم ہیں۔

۸۴۸۹ مالک بن کعب انصاری

فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ ازباز سے واپس آئے، مدینہ پہنچے، اپنی زرہ اتاری، استنجاء کیا، غسل فرمایا تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔

اسے ابن مندہ نے مرزوق بن ابی ہذیل کے طریق سے بحوالہ زہری، انہوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے، انہوں نے ان کے چچا مالک بن کعب سے روایت کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: اسی طرح فرمایا اور صحیح یہ ہے: بحوالہ ان کے چچا، انہوں نے کعب بن مالک سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث ابن اسحاق رحمہ اللہ کی سیرۃ کبریٰ میں بروایت یونس بن بکر مردی ہے، انہوں نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، اور ان کے اوپر کسی کا ذکر نہیں کیا۔

۸۴۹۰ مالک بن نمیر

تابعی ہیں، ابوبکر بن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مقرئ سے بحوالہ ابویعلیٰ، انہوں نے ابویعلیٰ سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ سے، انہوں نے عصام بن قدامہ سے، انہوں نے مالک بن نمیر سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں تشہد فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی ران پر رکھ لیتے..... الحدیث

ابوموسیٰ کا قول ہے: ہم نے اسے بطریق ابراہیم بن منصور، انہوں نے ابن مقرئ سے اس سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ مالک بن نمیر، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث نمیر کی روایت سے مشہور ہے، اسے ابوداؤد، نسائی نے بطریق مالک بن نمیر بحوالہ ان کے والد روایت کیا ہے گویا یہ الفاظ بحوالہ ان کے والد روایت سے رہ گئے ہیں، اس سے مالک کو یہ گمان ہوا کہ یہ صحابی ہیں، ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ تابعی ہیں جن کے حالات معلوم نہیں۔

اسد الغابۃ (۶۳۲) ، تجرید (۴۸/۲) ، اسد الغابۃ (۶۳۶) ، تجرید (۴۸/۲)

تجرید (۴۹/۲) ، مسلم (۱۱۶) ، ابوداؤد (۹۸۷) ، نسائی (۱۱۵۹) ، مسند احمد (۵۳۳۱) ، مصنف عبدالرزاق (۵۲۳۹)

۸۳۹۱ مالک بن وہیب

بن عبد مناف بن زُھرہ قرشی، ابو قاص، ابو موسیٰ نے ذیل میں فرمایا: اسے عبدان نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ حبشہ جانے والوں میں سے ہیں، ان سے روایت معلوم نہیں کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں وفات پا گئے تھے۔
ابو موسیٰ کا قول ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ اس بارے میں عبدان کی کسی نے متابعت کی ہو۔
میں کہتا ہوں: مجھے اس کا شبہ معلوم ہے، میں اسے کتبوں میں ذکر کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۸۳۹۲ مالک رواسی

ابن مندہ اور ابو نعیم نے بطریق سفیان بن وکیع، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے طارق بن علقمہ، اور عمرو بن مالک رواسی سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اور بنو کلاب کے لوگوں نے بنو اسد کے لوگوں پر حملہ کیا.... الحدیث
اسی طرح سفیان بن وکیع کا قول ہے، ان کا قول بحوالہ ان کے والد یہ وہم کی وجہ سے اضافہ ہوا، اس سند کے ساتھ حدیث عمرو بن مالک کے سوانح میں صحیح طریق سے گزر چکی ہے۔

۸۳۹۳ مالک (مفہومان کے والد)

جو پہلے گزر چکے ہیں، ذہبی رحمہ اللہ نے ان پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہم ہے، کیونکہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ مالک بن عمیرہ ہیں۔

۸۳۹۴ مالک والد عبد اللہ

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حسن بن یحییٰ بحوالہ زہری، انہوں نے عبد اللہ بن مالک سے، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے سند ان کی حدیث نقل کی ہے: ”جنت میں صرف اسلام لانے والے داخل ہوں گے“ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے: عن عبد اللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ۔

میں کہتا ہوں: زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے محفوظ یہ ہے کہ وہ عبد الرحمن بن کعب بن مالک ہیں، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، بخاری رحمہ اللہ کے ہاں یہ اسی طرح ہے، ہاں خطیب نے تاریخ میں بطریق یونس، بحوالہ زہری رحمہ اللہ، انہوں نے عبد اللہ بن مالک سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے قرض کا تقاضا کیا..... الحدیث
اسی طرح حسن بن کرم کی روایت میں بحوالہ عثمان بن عمرو، انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے وضاحت کی کہ انہیں وہم ہوا ہے۔ صحیح یہ ہے: عن عبد اللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ، گویا انہوں نے اس روایت کو ان کے دادا کی طرف منسوب

اسد الغابۃ (۶۵۳)، تجرید (۵۰/۲)، اسد الغابۃ (۴۱/۴)، اسد الغابۃ (۴۵۸۹)

جامع المسانید والسنن (۷۳/۱۱)، اسد الغابۃ (۴۶۱۰)

ترمذی (۲۵۴۷) مسند احمد (۳۶۶۱)، جامع المسانید والسنن (۴۶/۱۱)

بخاری (۲۸۹۷) مسلم (۱۷۸) نسائی (۲۹۵۸)، ابن ماجہ (۱۷۲۰)

کیا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث میں ہے۔

یہ بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ کے نزدیک بطریق عثمان بن عمر صحیح ہے۔

باب میم کے بعد باء

۸۳۹۵ مبتدر افریقی

ابن سکین رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ لفظی غلطی ہے، وہ منہور تصغیر کے ساتھ ہیں۔

باب میم کے بعد جیم

۸۳۹۶ مجاشع بن سلیم

وہ مجاشع بن مسعود ہیں، بنو سلیم سے ہیں۔ ابن مندہ رحمہ اللہ نے ان دونوں کے درمیان بعد کہا ہے، انہیں وہم ہوا ہے، ابو موسیٰ نے اس پر تنبیہ کر دی ہے۔ انہوں نے اچھا کہا ہے۔

باب میم کے بعد حاء

۸۳۹۷ محراب بن زبید

بن مخزوم بن صاہلہ بن کابل کا بی۔ مرزبانی کا قول ہے: شریف، شاعر اور مخضری ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے کہا: صر ”ہم نے اسے عہلہ سے منع کیا، بنو عمرو اور ان کے ہمسائے والوں کو بلا لو (یعنی یمن کے وہ بادشاہ جو اسلامی نظام کے بعد اپنے عہدوں پر برقرار رہے)۔“

۸۳۹۸ محرز بن زہیر اسلمی

ابو موسیٰ کا قول ہے: جعفر مستغفری نے ان کے اور محرز بن زہر کے درمیان فرق کیا ہے اور وہ دونوں ایک ہیں۔ میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے کہا۔

۸۳۹۹ محزبہ

سونے کے وقت مسواک کرنے کے بارے میں ان کی حدیث ہے۔ ان سے عکرمہ بن خالد نے روایت کیا ہے، اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا: تابعین میں ان کا شمار ہے۔

استیعاب (۲۶۰۰) * اسد الغابہ (۶۶۳) تجرید (۵۱/۲) * اسد الغابہ (۶۸۱) تجرید (۵۳/۲)

تجرید (۵۳/۲)

۸۵۰۰ محسن انصاری

مستفزی نے ان کا ذکر کیا ہے، اور فرمایا: ان سے دو حدیثیں مروی ہیں، ان سے ان کے بیٹے سلمہ نے روایت کی۔ میں کہتا ہوں: دونوں حدیثیں عبداللہ بن محسن کی ہیں جو سلمہ کے والد ہیں لیکن مستفزی رحمہ اللہ کی روایت میں وہ ان کے دادا کی طرف منسوب ہیں، کہا گیا: سلمہ بن محسن، تو حدیث محسن کی طرف منسوب ہوگئی جبکہ وہ عبداللہ بن محسن سے مروی ہے، حدیث ترمذی کے ہاں صحیح طریق سے ہے۔

۸۵۰۱ محمد بن اخیجہ

بن جراح انصاری، عبدالن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ پہلے ہیں جن کا نام محمد رکھا گیا، میرا خیال ہے کہ وہ ان چار لوگوں میں سے ہیں جن کا نبی کریم ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ نام رکھا گیا، ان کے والد سلمیٰ کے شوہر تھے جو عبدالمطلب کی والدہ ہیں۔

ابن اخیجر رحمہ اللہ کا قول ہے: جس کے والد عبدالمطلب کی والدہ کے شوہر ہوں جبکہ عبدالمطلب نے طویل عمر پائی تو ان کے بیٹے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں، یہ بعید ہے۔ احتمال ہے کہ یہ محمد بن منذر بن عقبہ بن اجمہ بن جراح ہیں جس کے بارے میں مذکور ہے کہ ان کے والد بدر میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات ابن اخیجر نے لمبی عمر کے بعید سمجھنے کے بغیر نہیں کہی ہے، جس کی گنجائش ہے۔ وہ یہ ہے کہ مؤرخین یا اہل نسب نے منذر کا محمد نامی کوئی بیٹا ذکر نہیں کیا جو عبدالن کا گمان ہے وہ بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ ابن خزیمہ نے اپنی روایت میں ان کا نام لیا ہے۔ جیسا کہ میں نے قسم اول میں محمد بن عدی کے سوانح میں بیان کر دیا ہے، ان میں محمد بن منذر نہیں ہیں۔ سبکی نے روض میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے عرب میں تین آدمیوں کا نام محمد رکھا گیا۔ ان میں محمد بن اجمہ ہیں، ان کے ساتھ محمد بن سفیان بن جاشع، محمد بن حمران ہیں۔ حسن بن خالویہ نے کتاب ”لیس“ میں اس حصر کی طرف ان سے سبقت کی ہے۔ مغلطائی نے ان کا تعاقب کیا اور خوب کیا ہے۔

۸۵۰۲ محمد بن اسامہ

بن مالک بن جندب بن عمر بن قیم۔ ابوموسیٰ نے ابوقحیم پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ ان کا ذکر کرتے کیونکہ محمد بن سفیان بن جاشع کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل نہیں، کیونکہ بعثت سے بہت عرصہ پہلے وہ وفات پا گئے تھے۔ محمد بن عدی میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (۶/۸۹) تجرید (۵۴/۲) ترمذی (۲۳۴۶) اسد الغابہ (۶/۹۳) تجرید (۵۴/۲)

اسد الغابہ (۵۷/۴) استیعاب (۲۳۴۴)

۸۵۰۳ محمد بن اسلم

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

۸۵۰۴ محمد بن اسماعیل انصاری

بحوالہ ان کے والد، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔“ اسی طرح ابن مندہ نے بطریق محمد بن ابی حمید، انہوں نے ابن منکدر سے، انہوں نے ان کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: اسے محمد بن اسماعیل بن ثابت بن قیس بن شماس نے روایت کیا ہے۔ ابو نعیم نے اس کا تعاقب کیا ہے کہ یہ حدیث اسماعیل کی روایت سے ہے تو اس کا عنوان محمد بن اسماعیل کیسے ہو گیا؟ احتمال ہے کہ ابن مندہ رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ وہ نام محمد بن ابی حمید سے آٹ گیا۔

صحیح اسماعیل بن محمد ہے، تو یہ حدیث محمد بن ثابت بن قیس کی روایت سے ہے۔

ان کا ذکر ان لوگوں میں گزر چکا ہے جنہیں دیدار حاصل ہے۔ دونوں حالتوں میں محمد بن اسماعیل کو شرف صحابیت حاصل نہیں۔

۸۵۰۵ محمد بن اشعث

بن قیس کندی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ نجی کریم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا ہوئے، زبیر بن بکارت نے بحوالہ محمد بن حسن بن زبناہ نقل کیا ہے کہ محمد نام کے چار ایسے افراد ہیں جن کی کنیت ابوالقاسم ہے، محمد بن علی بن ابوطالب، محمد بن طلحہ، محمد بن سعد اور محمد بن اشعث۔

ابو نعیم کا قول ہے: محمد بن اشعث کا صحابی ہونا درست نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں دیدار حاصل نہیں، کیونکہ ان کی والدہ ام فروہ بنت ابوقحافہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، ان سے اشعث نے خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں نکاح کیا، جبکہ وہ مرتد ہونے کے بعد آئے، انہیں یمن سے مدینہ گرفار کر کے لایا گیا۔ ان پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے احسان کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہن سے انہوں نے نکاح کیا جو کہ ایک مشہور قصے میں ہے۔

سنن میں محمد کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت ہے، ان سے شعی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی۔

خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: ان کی والدہ ام فروہ بنت ابوقحافہ ہیں، بخاری کے زمانے میں کوفہ میں ۶۷ھ میں قتل ہوئے، اسی طرح ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: ان کی کنیت ابوالقاسم تھی، ان کی والدہ کا نام قریبہ تھا، ان کی کنیت ام فروہ تھی، نساء کے حصے میں ان کا ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ابن مندہ کو جو شبہ ہے وہ اس روایت سے جو امام مالک نے عن یحییٰ بن سعید عن سلیمان بن یسار نقل کی ہے کہ محمد بن اشعث نے انہیں بتایا کہ ان کی ایک بیویں پچو بھی فوت ہو گئی، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے دین والے، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ (۶۶۴) تجرید (۵۴/۲) * اسد الغابہ (۶۶۵) تجرید (۵۴/۲)

اسد الغابہ (۵۸/۴) * اسد الغابہ (۶۶۷) تجرید (۵۴/۲)

ان سے فرمانے لگے: تمہیں کیا لگتا ہے کہ جو بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم سے کہی تھی، میں بھول گیا ہوں۔ اس کے دین والے اس کے وارث ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اتنی اہلیت رکھتا ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ سکتا ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس نے عہد نبوی پایا ہوگا۔ لیکن حفاظ حدیث نے اس روایت پر وہم کا حکم لگایا ہے، اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے محمد بن اشعث نے پوچھا تھا، صرف ایک روایت میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کا وارث نہیں بنایا۔

میں کہتا ہوں: اس روایت میں بھی اس جہت سے وہم ہے کہ محمد بن اشعث کی پھوپھی ان کے والد اشعث کی بہن ہوگی اور اس کا وارث اگر وہ مسلمان ہوتی تو ان کا والد ہی ہوتا کیونکہ وہ اس وقت موجود تھے، ان کا انتقال تو خلافت معاویہ میں ہوا ہے، درست روایت وہ ہے جسے داؤد بن ابویہ نے بحوالہ شعبی، انہوں نے مسروق سے نقل کیا ہے کہ اشعث بن قیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئے، ان کی پھوپھی وفات پا چکی تھی، وہ مسلمان نہیں تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ”دو مختلف مذاہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔“ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: حدیث مالک مبنی برواہم ہے، اور محمد ابوبکر کے بعد ان کی خلافت میں پیدا ہوئے۔

زبیر بن بکار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ناموں میں ذکر کیا ہے کہ مصعب بن زبیر نے جب مختار سے جہاد کیا تو پہلے دستے کا امیر محمد بن اشعث اور عبید اللہ بن علی بن ابوطالب کو بنایا، وہ دونوں شہید ہو گئے۔ یہ ۶۷ھ کا واقعہ ہے۔

۸۵۰۶ محمد بن انس انصاری

نظری مدنی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے یونس نے روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے یہ فرماتے ہوئے سنا، اور ان کے اور محمد بن انس بن فضالہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ انہیں وہم ہوا ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں۔

محمد بن انس بن فضالہ میں گزر چکا ہے کہ ان کے بیٹے یونس بن محمد نے ان سے روایت کی۔

۸۵۰۷ محمد بن براء کنانی

پھر لیشی، پھر عتواری، ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بعض حفاظ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ بلاذری رحمہ اللہ نے ان کے والد کے نام کو راوی کی تشدید اور بغیر الف کے لکھا ہے، وہ ابن طریف بن خثارہ بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمنافہ ہیں، ابوالخطاب نے انہیں ان کے جد اعلیٰ کی طرف منسوب کیا۔ فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ محمد بن عتواری لیشی ہیں، انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کیا۔ محمد بن حبیب نے محمد بن براء بکری کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کا نام اسلام سے پہلے محمد رکھا گیا۔

سنن دارمی (۳/۶۹/۲) (۳۷۰) مؤطا مالک (۱۱/۶) مختصر تاریخ دمشق (۴۱/۲۲)

اسد الغابہ (۴/۶۹۸) استیعاب (۲۳۴۵) تجرید (۵۴/۲) جرح والتعديل (۲۰۷/۷)

اسد الغابہ (۴۷۰۲) تجرید (۵۵/۲)

۸۵۰۸ محمد بن ابی ہرزہ

عبدان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ ان سے خطا ہوئی، روایت محمد بن ابی ہرزہ کے حوالے سے ہے، عبدان نے بطریق عبدالقدوس بن شعیب بن حجاب، بحوالہ محمد بن خالد بن عمنہ، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے عبداللہ بن عامر، انہوں نے محمد بن ابورزہ نامی ایک شخص سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔“

پھر اسے بطریق ابراہیم بن راشد، بحوالہ محمد بن خالد یہ روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ ایک شخص اسے محمد کہا جاتا ہے، بظاہر اس میں لفظی غلطی راوی کی طرف سے ہے۔

اسے ابوسوی نے بطریق عبداللہ بن ناجیہ، انہوں نے ابن ابی سمیہ سے، انہوں نے محمد بن خالد بن عمنہ سے ابراہیم بن راشد کی روایت کی طرح نقل کیا ہے، اور بیان کیا ہے کہ اس میں صحابی ابورزہ ہیں، ابورزہ کا ذکر گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۸۵۰۹ محمد بن ثوبان

بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوحاتم بن حبان نے اس کا انکار کیا ہے، عنقریب میں ان کے حالات کی وضاحت محمد بن عبدالرحمن میں ذکر کروں گا۔

۸۵۱۰ محمد بن جریر زبیدی

ابن فحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن ربیع جزیری کی طرف نسبت کی ہے کہ انہوں نے مصر میں داخل ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کے نام میں تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہونے والی غلطی ہے۔ وہ حمیہ ہیں۔ یہ وہی ہیں کہ محمد بن ربیع نے ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن جریر کا ذکر نہیں کیا، گویا وہ نسخہ جس سے ابن فحون نے نقل کیا ہے وہی تحریف شدہ ہو۔ حمیہ اپنے باب اول میں گزر چکے ہیں۔

۸۵۱۱ محمد بن ابی جہم

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے مقلین صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ وہ صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: بلکہ وہ صحیح تابعین میں سے ہیں، انہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے۔ بعض راویوں نے اس کے متن کے الفاظ میں غلطی کی ہے۔ محمد بن عثمان کا قول ہے کہ ہم سے احمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن وہب نے بحوالہ

اسد الغابہ (۴۷:۳) تجرید (۵۵/۲)

بخاری (۱۹۴۶) مسلم (الحديث: ۹۲) ابوداؤد (۲۴۰۷)

نسائی (۲۶۶۱) ابن ماجہ (۱۶۶۴) مسند احمد (۱۴۴۳۳) سنن دارمی (۹/۲)

اسد الغابہ (۴۷:۹) تجرید (۵۶/۲)

الاصول في تفسير الصحاح (جلد ۱) ۱۹۳

عبداللہ بن لہیعہ، انہوں نے خالد بن یزید سے، انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے محمد بن ابی جہم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بکریوں کو چرانے کے لیے اجرت پر چرواہا رکھایا کسی اور کام کے لیے، تو اس کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے دیکھا کہ وہ بے لباس بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگوں کے سامنے اللہ سے حیا نہیں کرتا وہ تنہائی میں بھی اللہ سے حیا نہیں کرتا، اسے اس کی مزدوری دے دو“۔ ❀

ابن اثیر ❀ نے اسے جائز کہا ہے کہ وہ محمد بن ابی جہم بن حذیفہ ہوں، جیسا انہوں نے گمان کیا ورنہ انہیں جبکہ ابن مندہ کا قول ہے: ابو موسیٰ نے محمد بن ابی جہم بن حذیفہ کا صحابہ رضی اللہ عنہ میں ذکر کیا ہے۔ ان محمد بن ابی جہم کا اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کو حذیفہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔ فرماتے ہیں: مسروق سے روایت کی، ان سے سعید بن ابی ہلال نے روایت کی۔ ان کی حدیث نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اپنی بکریاں چرانے کے لیے اجرت پر رکھا، محمد بن عثمان کی روایت مبنی بروہم ہے کیونکہ اس میں ہے، اس کو اجرت پر رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکریاں چرانے والے صحابی ہیں، جبکہ ایسا انہیں بلکہ روایت کرنے والے صحابی ہیں، اور بکریاں چرانے والے کا نام مذکور نہیں۔

۸۵۱۲ محمد بن حبیب قرشی

جسے ابن سعدی کہا جاتا ہے، ابن شاپین نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے پھر نبی کریم ﷺ سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ اسی طرح میں نے عبداللہ بن سلیمان سے بحوالہ ابن قدامت اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ پھر بطریق محمد بن خراشہ، بحوالہ عروہ بن محمد سعدی، انہوں نے اپنے والد سے مرفوع حدیث نقل کی ہے: ”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آباد جگہیں، ویران ہوں گی اور ویران جگہیں آباد ہوں گی“۔ یہ محمد بن عروہ بن عطیہ سعدی ہیں، محمد بن حبیب سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

محمد بن خراشہ سے اختلاف ہے، ان کے بارے میں کہا گیا: ان سے اسی طرح مروی ہے، بعض کا قول ہے: ان سے بحوالہ محمد بن عروہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، یہی صحیح ہے۔ وہ عروہ بن عطیہ ہیں، جیسا کہ حرف عین میں گزر چکا ہے۔ پھر ابن شاپین نے بطریق ایوب بن سوید، بحوالہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر، انہوں نے عروہ بن سعد سعدی سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو سعد بن بکر کی ایک جماعت کے ساتھ آیا، میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا.... پھر قصہ ذکر کیا، اس میں حدیث ہے: ”جب تک اللہ نے تجھے بے نیاز کیا ہے، لوگوں سے مت مانگ، کیونکہ اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچے والے ہاتھ کو دیا جاتا ہے، اللہ کے مال کو مانگا جاتا ہے اور دیا جاتا ہے“۔ وہ فرماتے ہیں: آپ نے میری زبان میں مجھ سے بات کی۔ ❀

یہ حدیث عطیہ کی ہے، جیسا کہ ان کے سوانح میں میں نے ذکر کیا ہے، ان سے یہ الفاظ رہ گئے ہیں: عن جدہ، حاکم وغیرہ نے جو بطریق عروہ بن محمد بن عطیہ بیان کیا ہے وہ ثابت ہے۔ بحوالہ اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ قسم ثانی میں محمد بن عطیہ سعدی کے سوانح میں اس کی طرف میں نے اشارہ کر دیا ہے۔

۸۵۱۳ محمد بن ابی حذرہ اسلمی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث میں اختلاف ہے، ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں اور بطریق عبید بن ہشام، بحوالہ عبید اللہ بن عمرو حدیث نقل کی ہے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے محمد بن ابو حذرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس نکاح کے لیے مالی معاونت مانگنے آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کتنا مہر ہے؟“ اس نے کہا: دو سو درہم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نرم زمین کے چلو مہرتے تو اضافہ نہ کرتے۔“

اسی سے اسے نقل کیا ہے، یہ خطا ہے جو غلطی غلطی سے پیدا ہوئی، صحیح یہ ہے بحوالہ محمد، انہوں نے ابن ابی حذرہ سے نقل کیا ہے۔ ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ محمد، ابن ابراہیم بھی ہیں، جیسا کہ صحیح ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۸۵۱۴ محمد بن حرماز

بن مالک بھی، ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض حفاظ نے ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جن کا نام جاہلیت میں بعثت سے پہلے محمد رکھا گیا، اس سے ان کا اسلام کا زمانہ پانا لازم نہیں آتا۔ ابو خطاب بن دحیہ نے اپنے شیخ سبکی رحمہ اللہ کی روایت پر اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن تمیمی کے بدلے عمری فرمایا ہے۔

۸۵۱۵ محمد بن حمران

بن ابی حمران بھی جو شوہر کے نام سے مشہور ہیں، ابو موسیٰ نے اسی طرح بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا، ان کے بارے میں مشہور شاعر امرؤ القیس نے کہا: ص
”میری طرف سے تم دونوں شوہر کو یہ بات پہنچا دو، میں نے اس چشمے کا قصد کیا ہے جس کی منڈیر پر میں نے ڈیرا ڈالا تھا۔“

مرزبانی رحمہ اللہ نے ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں: ص
”بنی حمران کو پیغام دے دو کہ مجھے تمہاری دشمنی کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے پانی میں جسے میں نے ایسے قبضے میں لیا ہوا ہے، جیسے درندہ شکار کو دبوچے ہوتا ہے۔“

محمد بن اجمہ کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، محمد بن سفیان کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۵۱۶ محمد بن حمید

بن عبدالرحمن غفاری، علی بن سعید عسکری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالواحد یعنی ابن ابی عون، بحوالہ

اسد الغابہ (۴۷/۲) تجرید (۵۶/۲) مسند احمد (۴۴۸/۳) مستدرک (۱۷۸/۲) مجمع الزوائد (۲۳۵/۷) المعجم الکبیر (۳۵۲/۲۲)

طبقات (۴۲/۴) السنن الکبریٰ (۲۳۵/۷) اسد الغابہ (۴۷۲۳) تجرید (۵۶/۲)

سعد بن ابراہیم نقل کیا ہے۔ میں نے غفاری محمد بن حمید بن عبد الرحمن سے فرماتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا، میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا..... (الحديث) یہ رات کی نماز کے بارے میں ہے۔ *

اسے اسی طرح بطریق محمد بن اسحاق، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے، انہوں نے غفاری سے روایت کیا ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے: اسے ایک جماعت نے نقل کیا ہے، ان میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، انہوں نے اپنے والد سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم حمید بن عبد الرحمن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس بنو غفار کے ایک بوڑھے شخص آئے، * یہی صحیح ہے۔

عبدالواحد کی روایت میں خطبہ ہے، صحیح روایت بحوالہ سعد بن ابراہیم مروی ہے کہ میں نے غفاری سے سنا، میں حمید بن عبد الرحمن کے ساتھ تھا، اس میں محمد کا ذکر نہیں۔

اس حدیث کا دوسرا طریق بحوالہ حمید بن عبد الرحمن ہے جو ابن عوف ہیں وہ سعد بن ابراہیم کے چچا ہیں۔ اسے نسائی نے بطریق زہری رحمہ اللہ ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے انہیں بتایا اور سعید بن ابی ہلال کے طریق سے بحوالہ اعرج، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے، انہوں نے انصار کے ایک شخص سے روایت کیا، دونوں اقوال من بنو غفار اور من انصار میں منافقات نہیں، ہو سکتا ہے وہ بنو غفار سے ہوں، اور انصار کے حلیف بن گئے ہوں یا عمومی مفہوم کی وجہ سے ان پر انصاری کا اطلاق کر دیا ہو۔

۸۵۱۷) محمد بن حوینب قرشی *

ضعیف جزری کے ہاں ان کی حدیث ہے، اسی طرح ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، محمد بن حوینب نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے، یہ عتاب یعنی ابن بشیر نے بحوالہ ضعیف مرسل کہا ہے اسی طرح ابن ابی حاتم کا قول ہے، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے کہا کہ وہ فرماتے ہیں: میں اسے نہیں جانتا۔

عسکری رحمہ اللہ نے ان لوگوں کے فضائل میں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ضعیف کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی البتہ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے ان کی بہت سی روایات تابعین جیسے مجاہد اور سعید بن جبیر سے مروی ہیں۔

* جامع المسانید والسنن (۱/۱۲۶) اسد الغابہ (۴/۶۵)

* اسد الغابہ (۴/۷۲۴) استیعاب (۲۳۵۶) تجرید (۲/۵۶)

* اسد الغابہ (۴/۷۲۴) استیعاب (۲۳۵۶) تجرید (۲/۵۶)

* تاریخ کبیر (۱/۱۷)

۸۶۱۸ محمد بن خُزاعی

بن علقمہ، بنو ذکوان سے ہیں جو سلم کا بطن ہے۔ ان کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا، بطری رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابرہہ حبشی روانہ ہوا اور اسے قبائل مضر کا امیر بنایا اور اس بات پر مامور کیا کہ لوگوں کو قلئیس کی زیارت کے لیے بلائے، یہ وہ گھر ہے جو اس نے یمن میں کعبہ کے مقابلہ میں بنایا تھا، وہ چلا یہاں تک کہ بنو کنانہ کی زمین پر پہنچا۔ اسے عردہ بن عیاض نے تیر مار کر قتل کر دیا، اس کا بھائی قیس بن خزاعی بھاگ گیا اور ابرہہ سے جا ملا اور اسے خبر دی، اس کی قسم کھائی کہ بنو کنانہ سے جنگ کرے گا اور کعبہ کو گرائے گا۔ پھر قبل کا واقعہ پیش آیا۔

اسی طرح عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں بطریق محمد بن اسحاق نقل کیا ہے اور ابن سعدؒ نے بحوالہ نوقی، انہوں نے سلمہ بن فضل سے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن خزاعی کا نام نبوت کے طبع میں محمد رکھا گیا چنانچہ وہ ابرہہ کے پاس آیا، اور مرتے دم تک اسی کے دین پر رہا۔ جب وہ روانہ ہوا تو اس کے بھائی قیس بن خزاعی نے اس کے بارے میں کہا: صر "ہم میں سے یہ تاج والا محمد ہے، جس کا جھنڈا موت کے قریب جھکتا ہے۔"

۸۵۱۹ محمد بن خولی

محمد بن احمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۲۰ محمد بن رافع

ابوموسیٰ نے ذیل میں بحوالہ عبد ان نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں؟ میں نے اصحاب حدیث میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ مسند میں انہیں شامل کیا ہے۔ وہ بطریق اسرائیل بحوالہ محمد بن رافع مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کسی قوم کی طرف لشکر بھیجا، انہوں نے کھجوروں کو منادیا۔ ﴿﴾ میں کہتا ہوں: بخاری رضی اللہ عنہ نے جزم سے کہا ہے کہ وہ مرسل ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن رافع بن خدیج انصاری، ان سے اسحاق بن حکم نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث نقل کی ہے۔

۸۵۲۱ محمد بن رُکانہ

بن عبد یزید بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے، رہے وہ تو انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے۔ بغوی رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے داؤد بن رشید نے بحوالہ ابو جعفر بن محمد بن رکانہ، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رکانہ نے نبی کریم ﷺ سے کشتی کی تو آپ ﷺ نے اسے بچاڑ دیا، فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا: "ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے کا فرق ہے۔"

استیعاب (۲۳۵۶) طبقات الکبریٰ (۱/۱۶۹) اسد الغابہ (۴۷۲۷) تجرید (۵۷/۲)

جامع المسانید والسنن (۱/۱۶۸) اسد الغابہ (۴/۶۶) اسد الغابہ (۴۷۲۹) تجرید (۵۷/۲)

الاصول الفقهية في الحديث النبوي (جلد اول)

۱۹۷

ابن شاپین نے اسے بحوالہ بغوی رحمہ اللہ نقل کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور وہ تابعی ہیں۔ ابن فہون رحمہ اللہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کشتی کی حدیث رکانہ کے حوالے سے مشہور ہے۔ اسی طرح عمام کی حدیث بھی، گویا محمد نے اسے مرسل روایت کیا ہے، یا سند سے عن ایہ ساقط ہے۔

میں کہتا ہوں: دوسرا احتمال زیادہ قریب ہے، وہ اس روایت کے علاوہ کسی اور روایت میں موجود ہے۔ اسی طرح ابو داؤد رحمہ اللہ نے بحوالہ محمد بن ربیعہ اس اسناد سے نقل کیا ہے، لیکن کشتی کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: رکانہ کا قول ہے: میں نے قتیہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اس سے ظاہر ہوا کہ محمد نے حدیث مصارعہ کو مرسل نقل کیا ہے، اور حدیث عمامہ کو ان کے والد کے حوالے سے مسنداً نقل کیا ہے۔ تو روایت سے داؤد بن رشید ساقط ہو گئے، رکانہ کا قول ہے: میں نے سنا، روایت کے ظاہر سے معلوم ہوا کہ سمعت کہنے والا محمد ہے، اگر ایسا ہی ہے تو وہ بلاشبہ صحابی ہیں، میں نے اس احتمال کی وجہ سے قسم اول میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے، لیکن ابن حبان نے یقین سے لکھا ہے کہ وہ تابعی ہیں۔ اس لیے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر فرمایا: مجھے ان کی حدیث کی اسناد پر اعتماد نہیں۔

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: اس حدیث میں بعض راویوں کا دوسروں سے سماع معروف نہیں۔

۸۵۲۲ محمد بن زہیر

بن ابی حسل۔ ابو نعیم رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور مسند حسن بن سفیان سے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ عبدان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں؟ میں نے اپنے بعض اصحاب کی مسند میں ان کا ذکر دیکھا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے: مجھے نہیں لگتا کہ یہ روایت صحیح ہو۔ میں کہتا ہوں: عسکری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔

۸۵۲۳ محمد بن سعید

تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے۔ ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ راوی نامعلوم ہیں۔ ابو نعیم رحمہ اللہ نے بحوالہ ابواحمد غسال نقل کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔ یہ وہی ہے جو ابن ابوزائدہ نے بحوالہ ابویعقوب ثقفی، انہوں نے خالد بن ابی خالد سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن سعد سے سامان کی خرید و فروخت کی، انہوں نے کہا: آؤ! میں تم سے ہاتھ ملاؤں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاتھ ملانے میں برکت ہے۔“ ابن مندہ کا قول ہے: یہ حدیث غریب ہے، اس طریق کے علاوہ یہ بحوالہ محمد بن سلمہ منقول ہے۔

ابوداؤد (۶۰۷۸) تاریخ کبیر (۸۲/۱) اسد الغابہ (۴۷۳۱) تجرید (۵۷/۲)

معرفة الصحابة (۱۰۵/۲) مسند احمد (۷۹/۵) (۲۷۱/۵) معرفة الصحابة (۱۰۵/۲)

اسد الغابہ (۴۷۲۶) معرفة الصحابة (۱۲۳/۲)

معرفة الصحابة (۱۲۳/۲) جمع الجوامع (۳۹۹/۱) جامع المسانید والسنن (۱۳۰/۱۱)

٨٥٢٣ محمد بن سفیان

بن مجاشع بن دارم تميمی داری مجاشعی۔ ابو نعیم * نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر بطریق محمد بن سلیمان ہرودی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں فرمایا: یہ محمد نامی لوگ ان کے والدین نے ان کا نام جاہلیت میں محمد رکھا، جب ان کو راہب نے ایک نبی مبعوث ہونے کی خبر دی جس کا نام محمد ہوگا، وہ یہ ہیں: محمد بن عدی بن ربیعہ، محمد بن احمہ، جراح، محمد بن حران بن مالک جھمی اور محمد بن خزاعی بن علقمہ، ابوسوی نے ابو نعیم کا تعاقب کیا ہے کہ انہوں نے ان محمد بن سفیان کا ذکر کیا اور باقی چاروں کو چھوڑ دیا، جبکہ ان ایک کو باقی پر فضیلت حاصل نہیں ہے بلکہ یہ بات سب میں مشترک ہے کہ عہد نبوی تک ان میں سے کسی کا باقی رہنا معروف نہیں تو ان کا اسلام لانا اور صحابی ہونا کیسے صحیح ہوگا سوائے محمد بن عدی کے جیسا کہ قسم اول میں ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

سیرۃ النبویہ میں ابن سعد نے نقل کیا ہے بحوالہ قتادہ بن سکین غرنی فرماتے ہیں: بنو نعیم میں سفیان بن مجاشع کے پاس ایک پادری آیا اور کہا: عرب میں ایک نبی ہوگا اس کا نام محمد ہے، اس کے ہاں ایک لڑکا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ ہم نے دینوری کی محاسنت کے گیارہویں جز میں روایت کیا ہے کہ ہم سے ابن قتیبہ نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یزید بن عمرو نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے علاء بن فضل نے انہوں نے اپنے والد سے، بحوالہ اپنے والد عبد الملک بن ابوسویہ، انہوں نے ابوسویہ سے بحوالہ ان کے والد خلیفہ بن عہدہ مضر، نقل کیا ہے کہ میں نے محمد بن عدی بن مبداء بن جشم سے پوچھا: تمہارے والد نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے کہا: میں نے یہی سوال اپنے والد سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا: بنو نعیم کے چار اشخاص کے ساتھ میں نکلا ان میں سے ایک تھا، سفیان بن مجاشع بن دارم، یزید بن عمرو بن ربیعہ، اسامہ بن مالک بن جندب بن مغیرہ، ہم ابن ہشام غسانی کے پاس جا رہے تھے۔ جب ہم شام پہنچے تو ایک تالاب پر فروکش ہوئے۔ جس میں چھوٹے چھوٹے درخت تھے، اس کے پاس ایک راہب کھڑا تھا، اس نے ہم پر جھانک کر دیکھا اور کہا: یہ اس شہر والوں کی زبان نہیں ہے، فرماتے ہیں: ہم نے کہا: جی ہاں! ہم مضر کے لوگ ہیں، اس نے کہا: تم لوگوں میں ایک نبی ہوگا تم اس کی طرف جلدی کرنا اور اپنا حصہ اس سے وصول کرنا، تم اس سے ہدایت پاؤ گے، وہ خاتم النبیین ہیں، ان کا نام محمد ہے۔

جب ہم ابو ہشام کے پاس سے واپس اپنے گھر والوں کے پاس آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، تو اس نے اس کا نام محمد اس امید میں رکھا کہ اس کا یہ بیٹا نبی ہوگا۔

ابن اثیر * کا قول ہے: محمد بن سفیان کے لقل کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں سے جو لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھے۔ ان کے اور اس کے درمیان بہت سے آباء ہیں۔ ان میں سے اقرع بن حابس بن عقیل بن محمد بن سفیان ہیں۔ ان میں سے ان کے چچا زاد صمصہ بن ناجیہ بن عقیل ہیں جو فرزدق شاعر کے دادا ہیں۔ ان میں سے حابس اور ناجیہ کا کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا۔ چہ جائیکہ عقیل اور محمد بن سفیان کا ذکر کیا جاتا۔

۸۵۲۵ محمد بن سہل

بن ابویثمہ انصاری مدنی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: بعض حفاظ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق شعبہ، بحوالہ واقعہ بن محمد نقل کیا ہے: میں نے صفوان بن سلیم سے بحوالہ محمد بن سہل بن ابویثمہ، بحوالہ سہل بن ابویثمہ روایت کرتے ہوئے سنا، انہوں نے نمازی کے سترہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت مرسل یا منقطع ہے، کیونکہ اگر یہ بحوالہ محمد بن سہل محفوظ ہے تو وہ مرسل ہے۔ کیونکہ وہ تابعی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مکہ میں پیدا ہوئے، جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو سہل بن ابویثمہ کی عمر آٹھ (۸) سال تھی۔ اگر یہ روایت بحوالہ سہل مروی ہے تو یہ منقطع ہے، کیونکہ صفوان نے سہل سے نہیں سنا، اس تقدیر کی بنا پر اس سند کے ذریعے اس میں داخل نہیں ہوں گے۔

۸۵۲۶ محمد بن شرحبیل

بوعبداللہ سے ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بخاری نے حدان میں نقل کیا ہے: ان کا صحابی ہونا معروف نہیں، ان کی روایت بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط اور یزید بن حصیفہ وغیرہ نے روایت کیا، پھر ابن مندہ نے بطریق عبداللہ بن موسیٰ تمیمی، انہوں نے منکدر بن محمد بن منکدر، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت سعید بن مساذ کی قبر سے ایک مٹی مٹی لی، مجھے اس میں سے مشک کی خوشبو آئی۔ ابویثمہ کا قول ہے: وہ محمود بن شرحبیل ہیں، اسی طرح محمد بن عمرو نے بحوالہ محمد بن منکدر روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: جو بات انہوں نے ذکر کی ہے، اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ اس لیے کہ قبر سے خوشبو کا آنا صحابہ کے بعد بلکہ ان کے بعد والے لوگوں کے لیے ثابت ہے۔ تابعین میں محمد بن ثابت بن شرحبیل ہیں جو بوعبداللہ سے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہوں، ان میں دوسرے ہیں، انہوں نے بحوالہ قیس بن سعد بن عبادہ روایت کی، بعض کا قول ہے: عمرو بن شرحبیل، بخاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اس کی اسناد صحیح نہیں۔

۸۵۲۷ محمد بن شریک

بن سوید ثقفی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن عمرو، انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ محمد بن شریک ایک حبشی لونڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میری والدہ نے نذر مانی تھی

اسد الغابہ (۷۳۸)

ابوداؤد (۶۹۵) ابن ماجہ (۲۳۷۲) نسائی (۷۴۷) مسند احمد (۲/۴) سنن کبیری (۲۷۲/۲)

مسند ابوداؤد طرابلسی (۱۳۴۲) مستدرک حاکم (۲۵۱/۱) معجم الکبیر (۵۶۲۴/۶)

اسد الغابہ (۷۳۹) تاجرد (۵۸/۲) تاریخ کبیر (۱۱۳/۱)

معرفة الصحابة (۱۲۴/۲) اسد الغابہ (۷۳۳)

کہ وہ غلام آزاد کریں گے..... (الحديث)

اسے ابن مندہ، ابن سکین اور باوردی نے بحوالہ ان کے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن شاپین نے کتاب الجنائز میں عن ابن صاعد، عن قطیبی، لیکن انہوں نے اپنی روایت میں کہا: محمد بن الشرید یا الشرید ایک لوٹری لائے۔ ان کی کتاب میں اسی طرح یہ نام شک کے ساتھ لکھا ہے۔

ابو نعیم نے اسے بروایت ابراہیم بن حرب الحسکری قطعاً انہی الفاظ میں روایت کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا ہے کہ عمرو بن الشرید، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ابن طریق کو درست کہا ہے۔ اور یہ سب غیر محفوظ ہیں۔ محفوظ روایت وہ ہے جو ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔ اور ابن حبان نے اسے بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ محمد بن عمرو صحیح کہا ہے۔ لکھتے ہیں: عن ابی سلمہ، عن الشرید بن عوس مروی ہے کہ ان کی والدہ نے انہیں وصیت کی کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کرنا، ابن سکین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محمد بن الشرید صحابہ رضی اللہ عنہم میں مشہور نہیں اور مجھے ان کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے۔

۸۵۲۸ محمد بن ابی عانثہ

مولیٰ بنو امیہ۔ ابن حبان کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں روایت کی ہے، ان سے ابو قلابہ نے روایت کی ہے، ان سے سماع اور روایت درست نہیں۔ میں کہتا ہوں: بخاری رحمہ اللہ نے بطریق ایوب، عن ابو قلابہ ان کی حدیث ذکر کی ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے۔ ایوب کا قول ہے: میں نے ابو قلابہ سے کہا: تم سے کس نے حدیث بیان کی؟ انہوں نے کہا: محمد بن ابو عانثہ رضی اللہ عنہ نے وہ بنو امیہ کے مولیٰ تھے، ان کے ساتھ شام کی طرف گئے۔

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: اسے حماد نے بحوالہ ایوب عن ابی قلابہ مرسل ہے روایت کیا ہے، اور اسے عبید اللہ بن عمرو نے بحوالہ ایوب روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ابو قلابہ، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن ابو عانثہ مشہور تابعی ہیں، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے روایت کیا ہے، وہ ان کے ساتھیوں میں سے ہیں، حبان بن عطیہ، عبد الرحمن بن یزید بن جابر اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا، ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ مسلم نے تشہد کے بعد دعا کے بارے میں ان سے ایک حدیث روایت کی۔

۸۵۲۹ محمد بن عبد اللہ

بن سلیمان بن اکیمہ لیشی۔ ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق احمد بن مصعب، عن عمر بن ابراہیم، عن

ابوداؤد (۲۲۸۳) نسائی (۳۶۵۵) مسند احمد (۲۲۲/۴) (۳۲۸) صحیح ابن حبان (۱۸۹)

المعجم الكبير (۷/۷۲۵۷) معرفة الصحابة (۲/۱۲۱) السنن الكبرى (۷/۷۲۲۵۷)

التاريخ الكبير (۸/۲۰۷)

محمد بن اسحاق، عن ابیہ عن جده محمد بن عبد اللہ بن سلیمان بن اکیمہ لشی روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی بعض باتیں سنتے ہیں جنہیں ہم جوں کا توں آگے بیان نہیں کر سکتے، آپ نے فرمایا: ”جب تم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ بناؤ اور صحیح مفہوم بیان کرو تو کوئی حرج نہیں۔“

عمر بن ابراہیم وضع حدیث میں ذکر کیا جاتا ہے، اس حدیث میں ان کے آباء و اجداد کے نام میں اضطراب ہے، اسے ابن مندہ نے بطریق عمر بن ابراہیم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن محمد بن سلیم بن اکیمہ، اسے حرف سین میں نقل کیا ہے، اسم کے آخر میں الف اور نون نہیں، پھر اسے دوسرے طریق سے بحوالہ عمر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن محمد بن اسحاق بن عبد اللہ بن سلیم، عبد اللہ کے نسب میں اضافہ کیا ہے، اسی طرح اسے حرف عین میں نقل کیا ہے۔ ان کے اور ان سے پہلے والی شخصیت میں جمع کرنا اسی طرح ممکن ہے کہ عمر بن جده میں ضمیر اسحاق کی طرف راجع ہو، یوں سلیم صحابی ہوں گے۔

اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں بطریق عبدان مروی نقل کیا ہے۔ پھر بحوالہ عمر بن ابراہیم ہاشمی ان کی روایت سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن اسحاق بن اکیمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اسے حرف الف میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح یہ روایت ابن مردویہ نے کتاب العلم میں اسی طریق سے نقل کیا ہے، جسے عبدان نے درج کیا ہے، اسی طرح ابن سکین نے اسی سند سے اکیمہ کے حالات میں ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے جو عمر بن ابراہیم کی روایت کے علاوہ ہے۔ چنانچہ طبرانی * نے بطریق یعقوب بن عبد اللہ بن سلیم بن اکیمہ عن ابیہ عن جده جسے حرف سین میں سے سلیم کے حالات میں درج کیا ہے۔ اور طبرانی نے بطریق ولید بن سلمہ عن اسحق بن یعقوب بن عبد اللہ بن اکیمہ عن ابیہ عن جده روایت کیا ہے، ان طرق میں سے کوئی بھی ابن قانع کی روایت کے موافق نہیں، جہاں تک میرا گمان ہے اس میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے۔ روایت اصل یوں تھی: محمد بن اسحق، عن عبد اللہ بن سلیم بن اکیمہ عن ابیہ عن جده، عن ابیہ عن جده کو ابن عبد اللہ بن سلیم سے پہلے کر دیا، جس سے یہ وہم پیدا ہوا۔ واللہ اعلم!

۸۵۳۰) محمد بن عبد الرحمن * (موسیٰ رسول اللہ ﷺ)

مطین، عبد الرحمن مروزی اور باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن ایوب بحوالہ محمد بن عبد الرحمن موسیٰ رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے جس نے کسی عورت کا پردہ کھولا اس پر اس کا مہر واجب ہے۔ * اسے ابو نعیم نے بطریق مطین نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس کی اسناد متصل نہیں، میرے خیال میں وہ محمد بن عبد الرحمن بن سلمان ہیں۔

ابو موسیٰ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ جو انہوں نے گمان کیا وہ یہاں نہیں ہے۔ ابن فتحون نے استیعاب میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ وہ تابعی ہیں۔ اور ان کا تذکرہ کرنے کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ انہیں خطرہ تھا کہ مذکورہ لوگوں کی کتب میں جو لکھا ہے اس سے کوئی شخص دھوکا کھا کر یہ گمان کر لے گا کہ انہوں نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ پھر اس لیے ان کا ذکر کر کے

ان کی وضاحت کر دی۔

پھر دوسرے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن ایوب اس سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، فرماتے ہیں: اسی طرح اسے ابو نعیم نے اپنے مجموعے میں حدیث صفوان بن سلیم میں صحیح طریق سے نقل کیا ہے، ابوموسیٰ کا قول ہے: اسی طرح عبدان نے اسے بحوالہ قتیبہ، انہوں نے لیث سے، انہوں نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ محمد بن ثوبان پھر ان کے دادا تک نسب بیان کیا ہے۔ اسی طرح اسے ابوداؤد نے مراسیل میں بحوالہ قتیبہ نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں فرمایا: محمد بن ثوبان شیخ (حدیث) ہیں جو مرسل احادیث روایت کرتے ہیں.... پھر مذکورہ حدیث روایت کی، پھر فرمایا: اسے لیث نے روایت کیا ہے، پھر اس کی سند ذکر کی، پھر فرمایا: جس کا یہ گمان ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسے وہم ہوا ہے، پھر محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان نے دوسرے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے صحیح نہیں لکھا۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: ہم نے ان کا اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ ہم نے ان سے صرف نظر کیا ہے۔

۸۵۳۱) محمد بن عتوارہ

کنانی، پھر لیثی۔ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ اس پر دلالت نہیں کرتا، محمد بن ایچہ بن جراح کے سوانح میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

۸۵۳۲) محمد بن عمرو

بن عطیہ سعدی۔ بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن عطیہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، میں نے قسم ثانی میں محمد بن عطیہ کے سوانح میں غلطی کی وجہ بیان کر دی ہے۔ واللہ اعلم

۸۵۳۳) محمد بن عطیہ سعدی

قسم ثانی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۳۴) محمد بن عقبہ

بن ایچہ بن جراح۔ قسم اوّل میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۳۵) محمد بن عمرو

بن علقمہ، ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید میں ذکر کیا ہے کہ مسند قحی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ یہ وہی لیثی ہیں جو ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور ان کے طبقے کے لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اور ان کے والد صحابی نہیں ہیں، قحی کی مسند میں اس طرح کی کئی مثالیں ہیں وہ حدیث کو تابعین کی روایت سے نقل کرتے ہیں۔ خواہ وہ کبیر ہو یا صغیر۔ اسی طرح ان لوگوں سے بھی روایت کرتے ہیں جو تابعین میں شمار ہوتے ہیں، جیسے یہ محمد بن عمرو ہیں (تعب کی بات ہے وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے) پھر میں نے جز صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی نسخے میں دیکھا ہے، جن صحابہ رضی اللہ عنہم کی احادیث قحی بن مخلد نے ابن حزم محمد بن عمرو بن علیہ کی ترتیب سے

نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم!

۸۵۳۶) محمد بن عمیر

بن عطار و بن حاجب تھیں، ابن مندہ کا قول ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے اور ان کا صحابی ہونا اور دیدار معروف نہیں۔ میں کہتا ہوں: ان کی وہ حدیث جس سے بخاری رحمہ اللہ کے اعتماد سے اشارہ ہوتا ہے کہ وہ مرسل ہے، اسے حماد بن سلمہ نے بحوالہ ابو عمران جونی، انہوں نے محمد بن عمیر بن عطار و نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت میں تھے، آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ مجھے ایک درخت کے پاس لے گئے جس میں پرندے کے گھونسلے کی طرح دو نشست گاہیں بنی ہوئی تھیں۔ ایک میں وہ اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا، پھر وہ ہمیں لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ افق بھر گیا۔ اگر میں اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بڑھاتا تو اس کے ساتھ لگ جاتا، پھر جبرائیل جہاں نوراً تر رہا تھا وہاں پہنچے، اس کے بعد جبرائیل بے ہوش ہو گئے..... (الحدیث) *

اسے ابن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں بحوالہ حماد نقل کیا ہے، حسن بن سفیان نے بحوالہ ایراقم بن حجر، انہوں نے حماد سے اس کی پیروی کی ہے، اسی طرح یزید بن ہارون نے بحوالہ حماد، اس میں محمد بن عطار و کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: عن ابیہ اسی طرح ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد اعتماد کیا ہے، اسی طرح عسکری اور ابن حبان نے اسے مرسل قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ محمد کوفہ کے معززین میں سے ہیں، کوفہ کے گورنروں، حجاج وغیرہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ انہی کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے:

”معد اور تمام قبائل جانتے ہیں کہ محمد بن عطار و بہادر ہے۔“

خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امیروں میں سے تھے۔ ابن سروق کا بیان ہے کہ یہ عبد الملک بن مروان کے پاس آئے تو اس نے انہیں خاص کمرے میں اتارا۔ ان کے دادا عطار و بن حاجب کا تذکرہ حرف عین میں ہو چکا ہے۔ رہے ان کے والد تو مجھے معلوم نہیں کہ آیا انہوں نے دور نبوی پایا ہے یا نہیں؟ اس لیے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے زیادہ مناسب یہی ہے کہ انہوں نے عہد نبوی پایا ہے۔

۸۵۳۷) محمد بن فضالہ

بغوی، ابن قانع، ابن حبان، ابن شاہین نے ان کے اور محمد بن انس بن فضالہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ طبرانی رحمہ اللہ ابن مندہ اور ان کی اتباع کرنے والوں نے اس سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے ایک سوانح میں وحدشیں نقل کی ہیں۔ ان کے نزدیک جس نے انہیں ان کے دادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن فضالہ کہا ہے، وہ صحیح ہے، جیسا کہ قسم اول میں میں نے وضاحت کی ہے۔ واللہ اعلم

* اسد الغابہ (۴۷۶۰) تجرید (۶۰/۲)

* مسند احمد (۲۳۶/۲) التاريخ الكبير (۱۹۴/۱) معرفة الصحابة (۱۰۴/۲) (۱۰۵/۲) اسد الغابہ (۸۰/۴)

* استيعاب (۲۳۷۲) تجرید (۶۷/۲)

۸۵۳۸ محمد بن ابی کریمہ

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مسواک کے بارے میں روایت کی ہے، ان سے ابراہیم بن حجر نے روایت کی ہے، ابن فتحون کے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابی ذر عہ رازی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے مسند شامین میں شامل کیا ہے۔ بخاری نے اعتماد کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، ابن ابی حاتم اور ابواسمہ عسکری نے ان کی پیروی کی ہے۔

۸۵۳۹ محمد بن کعب قرظی

انصار کے حلیف اور مشہور تابعی ہیں۔ ترمذی نے جامع میں فرمایا: میں نے قتیہ بن سعید کو فرماتے ہوئے سنا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ محمد بن کعب قرظی، نبی کریم ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے۔ اس طرح ابوعبیدہ انجری نے بحوالہ ابوداؤد، انہوں نے قتیہ سے نقل کیا ہے اور وہ قتیہ کی طرف سے وہم ہے۔ یہ کعب والد محمد کے بارے میں منقول ہے۔

بخاری نے محمد بن کعب کے سوانح میں نقل کیا ہے کہ ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جن کا نسب معلوم نہیں، اور جب بنو قریظہ کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر قتل کیا گیا تو یہ بنی قریظہ کے ساتھ قتل نہیں ہوئے۔ ابن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ موسیٰ بن عقبہ روایت کی ہے کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا: ”دوکانوں کے بیچ میں سے ایک شخص ہوگا جو سب سے بڑھ کر اللہ کی کتاب کا عالم ہوگا۔“ تو لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب ہیں، کیونکہ ان کے والد بنی قریظہ اور والدہ بنی نضیر سے ہیں، دوکانوں سے مراد بنی قریظہ اور بنی نضیر ہیں۔ محمد بن کعب کی صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح میں ہے۔ تہذیب میں ان کے حالات مذکور ہیں۔ ان سے بحوالہ ابن مسعود روایت ہے، ابن عساکر نے اسے بعید قرار دیا ہے۔

ابن سعد نے اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرنے والے تیسرے طبقے میں ان کا شمار ہے، انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پا گئے تھے اور محمد بن کعب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں ۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی۔ بعض کا قول ہے: اس کے بعد وفات پائی یہاں تک کہ بعض نے کہا: وہ ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے، یہ یقین سے کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہی پیدا ہوئے۔

۸۵۴۰ محمد بن محمود

عبدان نے صحابہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، پھر دو طریق سے حدیث نقل کی، بحوالہ یحییٰ بن سعید انصاری، انہوں نے محمد بن محمود سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک نابینا کو وضو کرتے ہوئے دیکھا جب اس نے اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اپنے پاؤں کا نیچے والا حصہ دھو“۔

تاریخ الکبیر (۲۱۸/۱) استیعاب (۲۳۷/۱) تجرید (۶۱/۲) تاریخ کبیر (۲۱۶/۱)

طبقات الکبریٰ (۳۷۰/۵) (۳۷۱) (۵۰۱/۷) اسد الغابہ (۴۷۶/۱) تجرید (۶۱/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۵۴/۱۱) اسد الغابہ (۸۳/۴)

اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جیسا کہ عبدان کا خیال ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا ہے، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، انہوں نے ان کے نسب میں اختلاف کیا ہے، بعض کا قول ہے: وہ محمد بن محمود بن عبد اللہ بن مسلمہ ابن افی محمد بن مسلمہ ہیں، بعض کا قول ہے: وہ ان کے پوتے ہیں، ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں محمد بن محمود بن محمد بن مسلمہ لکھا ہے، انہوں نے اپنے والد عدی سے روایت کیا ہے، ان سے ان کے بیٹے سلیمان نے روایت کیا، کئیوں میں ابو نصر ثقفی کے سوانح میں ان کا مزید ذکر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۸۵۳۱) محمد بن یحییٰ

محمد بن براء کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۵۳۲) محمد بن یزید

بن عمرو بن ربیعہ بن خرقوس بن مازن بن عمرو بن قسیم تیمی مازنی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، قسم اول میں محمد بن عدی کے سوانح میں اس پر تنبیہ گزر چکی ہے۔

۸۵۳۳) محمد اسدی

محمد بن سعد نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔

۸۵۳۴) محمد الفقیمی

محمد بن سعد نے جاہلیت کے محمد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۵۳۵) محمد کنانی

بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ ثابت نہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ ان سے عیسیٰ بن عبید کنانی نے روایت کی ہے۔ یہ ابواحمد عسکری کا قول ہے۔

۸۵۳۶) محمد، ابوسلیمان مدنی

ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے۔ پھر بطریق ابوالفضل احمد بن حسین لہی، بحوالہ سلیم بن محمد کرمانی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز پڑھنے کی غرض سے مسجد قباء گیا تو اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔“

ابن مندہ کا قول ہے: صحیح یہ ہے بحوالہ محمد بن سلیمان کرمانی، انہوں نے ابوامامہ بن بہل بن حنیف، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۲)

۲۰۶

یہ حدیث ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ حاکم نے بطریق حاتم بن اسماعیل اور عیسیٰ بن یونس اسے صحیح قرار دیا ہے، دونوں نے محمد بن سلیمان سے صحیح طریق سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح اسے نسائی نے اس مفہوم میں نقل کیا ہے، بروایت مجمع بن یعقوب، بحوالہ محمد بن سلیمان گویا اس راوی کا نام ابوالفضل سے تبدیل ہو گیا اور ان کے شیخ کا نام چھوٹ گیا، اس سے ایسے صحابی کا نام جڑ گیا جس کا وجود ہی نہیں۔

۸۵۳۷ محمود بن عمرو

ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۵۳۸ محمود انصاری

تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ مستغفری نے صحابہ میں بحوالہ یحییٰ بن یونس شیرازی ان کا ذکر کیا ہے، ابوموسیٰ نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن عمرو بن علقمہ، بحوالہ محمود انصاری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے شرک اور گناہ پر قسم کھائی، اس نے شرک کیا۔“

باب میم کے بعد خاء

۸۵۳۹ مختار بن ابی عبید

بن مسعود ثقفی، کنیتوں میں ان کے والد کے سوا رخ میں ان کا نسب آئے گا، ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اس کی کنیت ابواسحاق ہے، اچھی سیرت والا آدمی نہیں تھا۔

اس کے والد جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا، اسے شرف صحابیت اور رؤیت حاصل نہیں، ان کے حالات نا پسندیدہ ہیں، جنہیں اس سے ثقہ لوگوں جیسے ضعیف نے نقل کیا ہے۔ اس نے گورنری کا مطالبہ کیا اور کوفہ پر غلبہ پالیا، یہاں تک کہ مصعب بن زبیر کو کوفہ میں ۶۷ھ میں قتل کر دیا۔ جبکہ اس سے پہلے یہ فضیلت والے اور نیک لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر کا ساتھ چھوڑ دیا وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے مطالبے کا دھوکا دیتا تھا اور دنیا طلبی سے خوش ہوتا تھا، جھوٹ اور جنون بھری باتیں کرتا تھا۔ سولہ (۱۶) ماہ اس کی حکومت رہی، موسیٰ بن اسماعیل عن ابی عوانہ، عن مغیرہ، بحوالہ ثابت بن ہر مزر روایت کرتے ہیں کہ مختار نے اپنے چچا کے ہاں سے مدائن کا بہت سا مال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، ان میں سے ایک تھیلی نکالی، اس میں پندرہ درہم تھے۔ کہنے لگا: یہ کسیوں کی کمائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تیرا اس ہوا

اسد الغابہ (۴۷۷۱) * اسد الغابہ (۴۷۸۲) تجرید (۶۲/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۸۲/۱۱) اسد الغابہ (۸۹/۴)

اسد الغابہ (۴۷۹۱) استیعاب (۲۵۵۱) تجرید (۶۴/۲)

اسد الغابہ (۹۲/۴)

مجھے کہیں سے کیا تعلق؟ اس نے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی، جب وہ سلام کر کے چلا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے ہلاک کرے! اسے کیا ہوا ہے؟ اگر ابھی اس کا دل چیر کے دیکھا جائے تو لات اور عزلی کی محبت سے بھرا ہوگا۔ فرماتے ہیں: بقول بعض: ابتداء میں وہ خارجی تھا، پھر زیدی ہوا، پھر رافضی ہو گیا۔

مختار نے محمد بن عمار بن یاسر کو ظلماً قتل کیا کیونکہ اس نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے والد کے حوالے سے جھوٹی حدیث بیان کرو، انہوں نے ایسا نہ کیا تو انہیں قتل کر دیا۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ابو عمر نے اس کے حالات میں لکھی ہیں۔ اور یقیناً سے لکھا ہے کہ اس کے والد صحابی تھے۔ اور یہ ہجرت کے بعد پیدا ہوا۔ یہ بارہا گزر چکا ہے کہ مکہ اور طائف میں جو قریش اور ثقفی زندہ رہا وہ حجتہ الوداع میں شریک ہوا تھا، اس لیے مختار اس قسم میں سے ہوا۔ البتہ اس کے حالات برے ہیں۔ ابن الاثیرؒ نے اس کے حالات میں ابن عبد البر سے کچھ مزید لکھا ہے، مختار اور ضعی کے درمیان کوئی ایسی بات تھی کہ ان میں سے ایک کی بات دوسرے کے خلاف نہیں بنی جائے گی، ابن الاثیر نے اتنی مقدار ابن عبد البر کے حوالے میں درج کی ہے جو وہاں نہیں ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے اس واسطے کہ ضعی اس سے نقل کرنے میں تنہا نہیں۔ ضعی کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ اور مختار کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اہل بیت کی ایک جماعت نے اس کے خلاف دعویٰ نبوت اور واضح جھوٹ کی گواہی دی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک روایت وہ ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے مسند عمرو بن لُحَمٰی میں بطریق السدی عن رفاعہ النخعی نقل کی ہے۔

فرماتے ہیں: میں مختار کے پاس گیا، اس نے مجھے ایک حکیہ دیا اور کہنے لگا: اگر میرا بھائی جبرائیل اس سے نہ اٹھ کے گیا ہوتا (اور دوسرے حکیکے کی طرف اشارہ کیا) تو میں تمہیں وہ دے دیتا۔ فرماتے ہیں: میرا جی چاہا کہ اس کی گردن اڑا دوں..... پھر قصہ ذکر کیا، اور عمرو بن حنظلہ سے حدیث روایت کی۔

ابن حبان نے ثقات میں صفیہ بنت ابی عبید کے سوانح میں فرمایا: وہ مختار کی بہن ہیں جس نے عراق میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس سے زیادہ قوی وہ روایت ہے جسے مسلم نے اپنی صحیح میں بحوالہ اسماء بنت ابوبکر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے گواہی دی کہ جھوٹا مختار ہے جس کا یہ ذکر ہے۔ ابن الاثیر کا قول ہے: مختار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے منظر عام پر آیا تو ہعیان کوفہ میں سے بہت بڑی تعداد اس کے پاس جمع ہو گئی، وہ کوفہ پر غالب آ گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرنے لگا۔ پھر انہیں قتل کر دیا۔ اس نے شمر بن ذی جوش کو قتل کیا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا۔ اور خولیٰ بن یزید کو جو آپ رضی اللہ عنہ کا سرکوفہ لے گیا، عمر بن سعد بن ابودقاص کو جو اس لشکر کا امیر تھا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، اس کے ساتھ اس کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا، ابراہیم بن اشتر کے ساتھ بہت بڑا لشکر بھیجا جس نے عبید اللہ بن زیاد سے لڑائی کی، یہ وہ شخص تھا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لیے لشکر تیار کیا تھا، اور آپ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی تھی۔ عبید اللہ بن زیاد اس واقعہ میں قتل ہوا، ابن الاثیر کا قول ہے: اس وجہ سے بہت سے مسلمان مختار کے گرویدہ ہو گئے۔ اس نے اس بارے میں بہت سے کارنامے انجام دیے۔ فرماتے ہیں: وہ حضرت ابن عمر کی طرف مال بھیجتا تھا، وہ اس کی سرکاری رشتہ دار

اور اس کی بہن صفیہ بنت ابوعبید کے شوہر تھے، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن حنفیہ کی طرف مال بھیجتا، وہ اسے قبول کر لیتے پھر اس کی طرف بصرہ سے مصعب گیا، اس نے مختار کو قتل کر دیا۔

مختار کا سب سے پہلا معاملہ یہ ہوا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے کوفہ بھیجا تا کہ وہ ان کی بیعت کو مضبوط کرے اور عبداللہ بن مطیع کو کوفہ کا امیر بنادیا، مختار نے یہ ظاہر کیا کہ ابن زبیر اصل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، پھر اس نے اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے، اور یہ دعویٰ کیا کہ محمد بن حنفیہ مہدی ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے، انہوں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی بیعت کی طرف بلائیں، اس نے اپنے پاس سے ایک خط بھی لکھ لیا، بہت بڑی جماعت اس کی مطیع ہو گئی، ان لوگوں سے اسے تقویت ملی، وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو جن جن کو قتل کرنے لگا۔ جو لوگ اہل بیت سے محبت رکھتے تھے ان سے بھی اسے تقویت ملی پھر ابن زبیر، ابن حنفیہ اور ابن عباس کے درمیان جو ہوا سو ہوا، کیونکہ وہ دونوں ان کی بیعت کرنے سے ڈک گئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کا اور جو لوگ ان کے ساتھ شریک تھے ان کا ایک گھاٹی میں محاصرہ کر لیا، ان پر ابوعبداللہ جدلی کو امیر بنایا، انہوں نے مکہ پر حملہ کر دیا، اور انہیں گھاٹی سے نکال لیا۔ وہ طائف چلے گئے، تو لوگوں نے اس بات پر مختار کی قدر دانی کی، جس کے متعلق مختار خود کہتا ہے، اور مرزبانی نے اس پر شعر نقل کیا ہے:

”میں نے ہمدان سے مضبوط زرہ پہنی جو سدھائی ہوئی اونٹنیوں کے ذریعے اونچے لوگوں کو ہٹا دیتی ہے، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے آل رسول ﷺ کی مدد کی، جبکہ لوگوں پر ایک مصیبت پڑ چکی ہے، انہوں نے اپنے امام سے جو عہد کیا اسے پورا کیا اور اسلام سے ظالموں کی تلوار کو روک دیا۔“

ابن سعد نے بحوالہ والدہ اپنی اسانید سے ذکر کیا ہے کہ ابوعبیدہ مختار کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں طائف آئے جب لوگوں کو عراق کے لیے پکارا، ابوعبیدہ نکلے اور حصر کے دن شہید ہو گئے، ان کا بیٹا مدینہ میں رہا، ابن عمر نے صفیہ بنت ابوعبیدہ سے نکاح کر لیا، مختار مدینہ میں بنو ہاشم کے ساتھ رہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عراق میں رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بصرہ میں فروکش ہوا، ان کا حضرت حسن بن علی کے ساتھ قصہ ہے، جب آپ خلیفہ بنے، عبید اللہ زیاد سے آپ کی یہ چٹھی کھائی کہ وہ حضرت حسین کے قتل کا انکار کرتے ہیں، تو اس نے اسے کوڑے لگانے اور قید کرنے کا حکم دیا، تو عبداللہ بن عمر نے اس کے بارے میں سفارشی پیغام بھیجا تو اس نے اسے طائف کی طرف جلا وطن کر دیا، جہاں وہ یزید بن معاویہ کی وفات تک مقیم رہا۔ حضرت ابن زبیر خلافت کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہوئے، تو یہ آپ کے پاس آپ کی امداد کے لیے آ پہنچا اور آپ سے خیر خواہانہ باتیں کرتے کرتے کوفہ کی طرف جانے کی اجازت لے لی، تا کہ عبداللہ بن مطیع کو آپ کی فرمانبرداری میں دعوت دینے کے لیے امداد پہنچائے، آپ نے اس پر بھروسہ کر لیا اور اسے تاحر ذکر دیا، پھر اس سے جو ہوا سو ہوا پھر مصعب بن زبیر جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے بہت سے کوفہ کے ایسے لوگوں کے ذریعے جو مختار کے دام ترویج میں آچکے تھے اور جب اس کے جھوٹ اور فریب کا ریاں ظاہر ہوئیں تو اس سے الگ ہو گئے، مختار پر دسترس حاصل کر لی۔ ادھر محمد بن سعد نے محمد بن حنفیہ کے حالات میں اس بارے میں کئی باتیں ذکر کی ہیں جب مختار اور مصعب کا آمتنا سامنا ہوا تو جو لوگ مختار کے ساتھ تھے، انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے دستبردار کر لی یوں مختار کا مکمل میں محاصرہ کر لیا گیا۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ پھر جب مختار کا قتلہ فرو ہوا تو عبدالملک بن

مروان کچھ وقت بعد شام کے لشکروں کو لے کر مصعب بن زبیر کے مقابلے میں جا پہنچا، مصعب قتل ہو گئے اور عبدالملک نے بصرہ اور پھر کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ عبدالملک بن عمر کا بیان ہے کہ انہوں نے عبید اللہ بن زیاد کو دیکھا کہ اس کے پاس حضرت حسین کا سر لایا گیا، پھر مختار کو دیکھا کہ اس کے پاس عبید اللہ بن زیاد کا سر لایا گیا، پھر مصعب بن زبیر کو دیکھا کہ ان کے پاس مختار کا سر لایا گیا۔ پھر عبدالملک بن مروان کے پاس مصعب کا سر لایا گیا۔

باب میم کے بعد وال

۸۵۵۰ مَدْرُكُ بْنُ عَمَارَةَ

روایت کیا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تاکہ وہ آپ ﷺ سے بیعت کریں تو آپ ﷺ نے ان پر خوشبو کا رنگ دیکھ کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور فرمایا: ان کی حدیث میں اضطراب اور ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، اگر وہ عقبہ بن معیط کے دادا ہیں تو نہ وہ صحابی ہیں نہ انہیں ملاقات اور دیدار حاصل ہے۔ اگر ان کی حدیث بحوالہ ان کے والد ہے تو بھی یہ صحیح نہیں۔ ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مدرک بن عمارہ اور بطریق عمر بن ابی زائدہ ان کے حوالے سے حدیث نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد سے گزرا۔ نبی کریم ﷺ کو نے میں تھے، اسی طرح ان کی کتاب میں ہے۔

باب میم کے بعد ذال

۸۵۵۱ مَذْكُورُ الْقُبْطِيِّ

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور حدیث جابر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انصار کے ایک شخص نے اپنا مذکور نامی مدبر غلام آزاد کیا۔۔۔۔۔ (الحدیث) یہ محاضر کا وہم ہے جو اس روایت کو عن اعمش، عن سلمہ بن کہیل، عن عطاء ان کے حوالے سے روایت کرنے والے ہیں، حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے لیکن غلام کا نام یعقوب ہے۔ اور جسے مدبر بنایا تھا وہ ابو مذکور ہے، یہ نام الٹ کیا اور اس سے لفظی غلطی ہوئی۔

باب میم کے بعد راء

۸۵۵۲ مُزَارَةُ بْنُ سَلَمَى

یمای، خثلی۔ ان کے بیٹے مجامہ کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: انہیں اور ان کے بیٹے مجامہ کو

کتاب النبیؐ فی مناقبہ النبیؐ (جلد ۲)

۲۱۰

وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ پھر بطریق ابن ابوعاصم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے جراح بن مخلد نے بحوالہ مزارہ، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے زمین کا ایک ٹکڑا دیا اور ایک تحریر لکھ کر دی..... (الحديث) ❀

اسے ابوسعیم نے بطریق ابن ابوعاصم ❀ نقل کیا ہے، اور اس طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے خطا کی، اس میں وہم کی وجہ بیان نہیں کی، فرماتے ہیں کہ ان سے حارث بن مزہ کے شیخ کا نام رہ گیا وہ ہلال بن سراج بن مجاہد بن مرارہ ہیں۔ حدیث کا مدار سراج بن مجاہد پر ہے، ان کے دادا مزارہ ہیں۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصہ مرارہ کا ہے جبکہ ایسا نہیں۔ بخوی نے بحوالہ زیاد بن ایوب، انہوں نے ہلال بن سراج بن مجاہد کے حوالے سے، انہوں نے اپنے والد سراج سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجاہد بن مرارہ کو زمین عطا فرمائی..... (الحديث)

۸۵۵۳ مَرْدَاوُ الْكَلَّاح

ابن قانع نے اسے نقل کیا ہے اور بطریق ابویہب عبدالملک بن عمیر بحوالہ ابی روح مرزوی الکلال نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور سورہ روم کی تلاوت فرمائی۔ آپ ﷺ نے آیت بار بار پڑھی..... (الحديث) ابن قانع کا قول ہے: اسی طرح فرمایا: اسے زائدہ نے بحوالہ حمیب ابی روح نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: پہلی روایت میں لفظی غلطی ہے۔ صحیح میم کے نیچے زیر اور نون ساکن کے ساتھ ہے۔ رہا تر یعنی میم کے پیش اور راء کی تشدید کے ساتھ، تو وہ لفظی غلطی ہے۔ حرف شین میں اس بارے میں گزر چکا ہے۔

۸۵۵۴ مَرْدَاوُ بْنُ ظَبْيَانَ عَبْدِي

ابن قانع نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، اس میں غلط ملط ہے، انہوں نے بطریق طالب بن حجر، بحوالہ ہود بن عبداللہ نقل کیا ہے، میں نے مرید عبدی کو فرماتے ہوئے سنا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا، شیخ عبدالقیس آئے..... (الحديث) ❀ وہ غلطی ہے جو تعجیف سے ہوئی، وہ مزیدہ ہیں جو ہود بن عبداللہ کے نانا ہیں۔ قسم اڑل میں صحیح گزر چکا ہے۔ صحابہ میں مرید بن ظبیان بھی ہیں، وہ سدوسی ہیں، قریب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۵۵ مَرْدَاوُ بْنُ عَنبَرِي

وہ ابن عتقان ہیں، جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں دو قرار دیا ہے، جبکہ وہ ایک شخص ہیں۔ واللہ اعلم

۸۵۵۶ مَرْدَاوُ بْنُ حَبِيبٍ فَهْرِي

ان سے ان کی بیٹی ام سعد نے حدیث روایت کی۔ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے ان کے اور مرہ بن عمرو بن

❀ ابوداؤد (۳۹۹۰) جامع المسانید والسنن (۸۲/۱۱) لسان الغابہ (۱۰۱/۴)

❀ الاحاد والمثنائی (۱۶۸۶/۴) ❀ تجرید (۶۷/۲) ❀ مسند احمد (۶۸/۵)

❀ تجرید (۷۰/۲)

حبیب کے درمیان جو قسم اول میں گزر چکے ہیں، فرق کیا ہے۔ جبکہ وہ ایک ہیں وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۸۵۵۷ مَرَّةُ بَنِ مَالِك داری

اسی طرح واقدی کی روایت میں ہے۔ دوسرے راویوں نے ان کا نام مروان لیا ہے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے، یہی صحیح ہے۔

۸۵۵۸ مَرَّةُ بَنِ مَرِيع

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح تجرید میں ہے، استیعاب میں جن کا ذکر ہے وہ مُرَارَہ ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ یہی صحیح ہے۔

۸۵۵۹ مَرَّةُ همدانی

بغوی رحمہ اللہ نے بطریق محمد بن مجاہد، بحوالہ بنت مرہ ہمدانی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے رشتہ دار یا کسی اور کے یتیم بچے کی کفالت کرنے والا جب وہ تقویٰ اختیار کرے میرے ساتھ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا۔“ یعنی شہادت والی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی۔

مرہ بن عمرو بن حبیب فہری جو بنو محارب بن فہر کے سوانح میں بطریق صفوان بن سلیم وغیرہ بحوالہ ام سعد بنت مرہ فہری گزر چکا ہے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، یہ روایت محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

۸۵۶۰ مَرِيعُ بَنِ يَاسِر جہنی

اسی طرح ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح یہ ہے: سروج بن یاسر، جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد سین

۸۵۶۱ مستورد بن سلامہ

بن عمرو فہری، صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک تھے۔ انہیں وہاں حکومت کی طرف سے پلاٹ ملا، فرماتے ہیں: اسکندریہ میں ۴۵ھ میں وفات پائی۔

ان سے علی بن رباح، ورقاء بن شریح نے روایت کی۔ اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید میں اسے نقل کیا ہے۔ حمی بن محمد نے ان سے مروی کئی احادیث کی نشاندہی کی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا: مستورد بن شداد بن عمرو فہری، صحابی ہیں، جو کوفہ میں اور پھر اس کے بعد مصر میں فروکش ہوئے، ان سے ایک جماعت نے روایت کی، یہ دونوں ایک ہیں، ان کے والد کے نام میں تبدیلی ہے۔ صحیح یہی ہے، جو دوسرے قول میں شداد ہے۔ وہ ابن یونس کی کتاب میں ہے۔

۸۵۶۲ مسعدہ

لشکروں والے ہیں: اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید میں مسدقی بن مخلد کے حوالے سے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ صحیح ابن مسعدہ ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ ان کا نام عبداللہ ہے۔ پہلی قسم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۶۳ مسعود بن اوس

ابو نعیم نے ان کے اور مسعود بن اوس بن اصرم کے درمیان فرق کیا ہے، یحییٰ بن عبدالوہاب بن منہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا تعاقب کیا ہے۔ انہوں نے اچھا کیا، وہ ایک ہیں، ابن منہ نے ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۸۵۶۴ مسعود بن خلدہ

بن عامر بن مخلد بن ذریق انصاری ذریقی۔ جعفر مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہے، وہ مسعود بن خالد ہیں جیسا کہ صحیح میں گزر چکا ہے۔

۸۵۶۵ مسعود بن سعد

بن قیس بن خلدہ، وہ پہلے والے ہیں، ان کے نسب میں لفظی غلطی ہے۔ ابو عمر نے بے فائدہ اسے دوبارہ نقل کیا ہے۔

۸۵۶۶ مسعود بن سنان سلمی

ابن اثیر نے ان کے اور مسعود بن سنان سلمیٰ میں فرق کیا ہے۔ وہ ایک ہیں جیسا کہ میں نے پہلی قسم میں بیان کر دیا ہے۔

۸۵۶۷ مسعود بن عبد سعد

بن عامر، وہ مسعود بن سعد بن عامر ہیں۔ ابو عمر نے انہیں دو کہا ہے، جبکہ وہ ایک ہیں۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۸۵۶۸ مسعود بن عدی لغمی

ابن منہ نے ان کے اور مسعود بن ضحاک بن عدی کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابن منہ نے ان کے دادا تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ایک ہیں۔

تجرید (۷۲/۲) مسعد الغابہ (۸۸۷۵) استیعاب (۲۹۰۶) تجرید (۷۳/۲)

تجرید (۷۲/۲) مسعد الغابہ (۸۸۷۴) استیعاب (۲۴۰۶) تجرید (۱۳۹۲/۲) مسعد الغابہ (۸۸۸۷) استیعاب (۲۴۰۹) تجرید (۷۴/۲)

تجرید (۷۴/۲) مسعد الغابہ (۸۸۸۳) استیعاب (۱۲۰/۴)

تجرید (۷۴/۲) مسعد الغابہ (۸۸۹۲) استیعاب (۲۴/۳) تجرید (۷۴/۲) استیعاب (۴۴۹/۳)

تجرید (۷۴/۲) مسعد الغابہ (۲۴۱۲)

۸۵۶۹ مسعود بن ہمار

بن ربیعہ قاری، ذہبی نے ان کے اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو کے درمیان فرق کیا ہے، وہ ایک ہیں اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، عالی قول زیادہ صحیح ہے۔ ابو عمر نے ان کے دادا تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ مسعود بن عمرو قاری ہیں، احتمال ہے کہ دوسرے، پہلے والے کے چچا ہوں، پہلی قسم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۷۰ مسعود بن قیس

بن غلدہ بن غلدہ زرقی، ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بدر میں شریک تھے۔ اسی طرح ابن کلبی کا قول ہے: اس میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: مسعود بن سعد بن قیس، آخر تک نسب بیان کیا۔ ان کے والد کا ذکر چھوڑ دیا، تو وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہو گئے، یوں ان کے بارے میں اشکال ہو گیا۔

۸۵۷۱ مسلم بن سائب

بن خباب، ان کے والد کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، رہے وہ تو انہوں نے کچھ احادیث مرسل روایت کی ہیں۔ بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے گمان میں یہ صحابی نہیں ہیں۔

انہوں نے اپنی والدہ اور اُم رافع سے روایت کی، ان کی مذکورہ حدیث کو نسائی، بغوی وغیرہ نے بروایت سلیمان بن یسار ان کے حوالے سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم کیسے بخشش طلب کریں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

نسائی کی روایت میں بحوالہ خباب بن الارت مروی ہے، ان کا قول ہے: ابن الارت خطا ہے، صحیح اس کا حذف کرنا ہے، حدیث خباب سے مروی ہے جو مسلم کے دادا ہیں، اس کی طرف بغوی نے اشارہ کیا ہے۔

ابو حاتم رازی کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث نقل کی ہے، وہ تابعین میں سے ہیں، بعض نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ایسا نہیں۔

ابو احمد عسکری کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے، ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ مرسل احادیث روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح بخاری رحمہ اللہ اور کئی لوگوں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۵۷۲ مسلم بن سلیم

مرسل حدیث کے روایت کرنے کی وجہ سے بعض نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث روایت کی، اسی طرح عسکری کا قول ہے۔

اسد الغابہ (۴۸۹۸)؛ استیعاب (۲۴/۸) * استیعاب (۴۵/۳) * اسد الغابہ (۴/۲۲۲)

اسد الغابہ (۴۹۰۷)؛ الاستیعاب (۲۴۲۳)؛ تجرید اسماء الصحابة (۷۶/۲)

۸۵۶۳ مسلم بن عبید اللہ

بن عبد اللہ بن مسلم بن شہاب زہری کے والد ہیں، انہوں نے ابو رغال کے قصے میں نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ بعض نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، کئی لوگوں نے یقین کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت اور دیدار حاصل نہیں۔ بخاری رحمہ اللہ اور ابو حاتم کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے، اسی طرح ابو احمد عسکری کا قول ہے۔

۸۵۶۴ مسلمہ بن شیبان

بن محارب بن فہیر، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حبیب بن مسلمہ کے والد ہیں۔ اس کی نسبت مستغفری کی طرف کی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ مسلمہ بن مالک ہیں جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے، ان کے اور شیبان کے درمیان چھ بھین رہ گئی ہیں، وہ مسلمہ بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب ہیں۔

۸۵۶۵ مسلمہ بن عبد اللہ عدوی

تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے، بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔

۸۵۶۶ مُسَبِّل بن صعصعہ

ان لوگوں میں سے ہیں جو علاء بن حضری کے دور میں تھے، ابن فحون اور ذہبی رحمہما نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ خطا ہے جو لفظی غلطی اور تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ وہ مستغیر بن ابی صعصعہ ہیں، قسم اول میں صحیح گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد صاد

۸۵۶۷ مُصَرِّف بن کعب

بن عمرو یامی، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، اسی طرح ابن فحون نے ان سے نقل کیا ہے اور وہ وہم ہے، ابن ابی حاتم کے الفاظ ہیں۔ مصرف بن کعب بن عمرو، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے قول "لہ" میں حمیران کے والد کی طرف راجع ہے۔ وہ کعب ہیں۔ اس کے بارے میں اختلاف کعب بن عمرو اور عمرو بن کعب میں گزر چکا ہے، روایت بطریق لیث بن ابی سلیم بحوالہ طلحہ بن مصرف مروی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ دادا کے بارے میں قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت اور نبی ﷺ سے روایت حاصل ہے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ رہے مصرف تو انہیں یقیناً شرف صحابیت

حاصل نہیں۔

۸۵۷۸ مصدق النبی

بنووی رحمہ اللہ نے حرف میم میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق سوید بن غفلہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمارے پاس مصدق النبی آئے اور فرمایا..... پھر حدیث ذکر کی، گویا انہیں وہم ہوا ہے کہ وہ نام ہے۔ رہا لفظ نبی، گویا انہوں نے اسے لکھا نہیں ہے، جائز ہے کہ یہ مفت یا نسب ہو جبکہ ایسا نہیں ہے، وہ صدقہ سے اسم قائل ہے، اور لفظ نبی مضاف الیہ ہے، اس کی جگہ مہمات میں ہے۔

باب میم کے بعد عین

۸۵۸۰ معاذ اسدی

بشر کے والد ہیں، ان کے والد کے سواغ میں گزر چکے ہیں، اور وہ مخلق ہیں۔

۸۵۸۱ معاذ بن حارث

بن سواد بن مالک بن ظنم، بنووی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بدر میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے جو رہ جانے سے پیدا ہوا، وہ معاذ بن رفاعہ بن حارث بن سواد ہیں، ان کے نسب سے دو آدمی رہ گئے ہیں، قسم اول میں صحیح گزر چکا ہے، وہ ابن عفراء کے نام سے معروف ہیں۔

۸۵۸۲ معاذ بن رباح

بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بیٹے ابو زہیر بن معاذ کو شرف صحابیت حاصل ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۵۸۳ معاذ بن زہرہ

یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ تابعی ہیں۔ انہوں نے مرسل حدیث روایت کی ہے۔ ابو داؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

جعفر مستغفری کا قول ہے: جس کا یہ گمان ہے کہ وہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے، بخاری نے بحوالہ یحییٰ بن معین فرمایا: ان کی حدیث مرسل ہے، بنووی رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے کہ نہیں؟

۸۵۸۴ معاذ بن سعہ

ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: متنبی میں مخلص کے بارے میں ان کی حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ عبدالکریم بن ابی حنظلہ کی بحوالہ سنان بن سلمہ ان کے حوالے سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا ہدی کا جانور تمک جائے وہ اسے خر کر لے.....“ (الحدیث) اس روایت میں عبدالکریم کے ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ ان سے روایت کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے: ان سے بحوالہ سنان بن سلمہ روایت ہے، انہوں نے سلمہ بن محقق سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، بعض کا قول ہے: عن عبدالکریم، عن معاذ بن سوہد عن سنان بن سلمہ، عن سلمہ بن محقق، بخاری رحمہ اللہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔

۸۵۸۵) معاذ بن معدان

عمران بن حذیر نے ان سے روایت کی کہ قطبہ بن جریر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بیعت کی۔ ابو عمر کا قول ہے: بعض کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم سے ان کا نام منقول ہے، وہ مقاتل بن معدان ہیں، قطبہ کے سوانح میں دو مقامات پر ان کا صحیح نام منقول ہے۔ مقاتل بالاتفاق تابعی ہیں، قطبہ، ابو یوسف صلہ ہیں، حرف قاف کی قسم اول میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۸۶) معاویہ بن ثعلبہ جمانی

تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث روایت کی ہے، اسماعیلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں۔
ان کی حدیث بطریق عامر بن سوط، بحوالہ ابو یوسف، ان کے حوالے سے منقول ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! جس نے تم سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی.....“ (الحدیث) اسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے۔ بخاری نے یہ حدیث اس طریق سے بروایت معاویہ بن ثعلبہ، بحوالہ ابو ذر نقل کی ہے، اسی طرح ابو حاتم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۸۵۸۷) معاویہ بن حزن

اسی طرح میں نے مؤلف میں خطیب کی تحریر میں دیکھا ہے۔ جو کہ حزن ضہ کے بارے میں ہے، میرے خیال میں وہ غلطی کی وجہ سے حیدہ سے حزن ہو گیا۔ قسم اول میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۸۸) معاویہ بن درہم

قسم اول میں ان کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (۴۹۷۷) استیعاب (۲۴۵۴) * استیعاب (۴۶۷/۳)

اسد الغابہ (۴۹۷۷) تجرید (۸۲/۲) * جامع المسانید والسنن (۵۲۹/۱۱) اسد الغابہ (۱۵۱/۴)

تاریخ کبیر (۳۳/۴)

۸۵۸۹ معاویہ بن ربیعہ جُشَمی

عبداللہ بن ابوبکر بن ربیعہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۵۹۰ معاویہ بن زہرہ

بعض نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کی حدیث مرسل ہے، یہ عسکری کا قول ہے۔ اسی طرح میں نے مغلطائی کی تحریر میں پڑھا ہے، مجھے خوف ہے کہ وہ معاذ ابن زہرہ ہوں، جن کے حالات قریب میں گزر چکے ہیں۔

۸۵۹۱ معاویہ بن عبادہ

بن عقیل، کعب اخیل بن رجال کے والد ہیں، انہیں وفد کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے، اسی طرح تجرید* میں ہے: یہ غلطی ہے جو رہ جانے سے پیدا ہوئی، وفد میں آنے کی سعادت ان کے بیٹے ہمیرہ بن معاویہ کو حاصل ہوئی، جیسا کہ ان کے حالات میں حرف حاء میں آئے گا، رہے معاویہ تو انہیں ”فارس ہزار“ کہا جاتا تھا، ہزاران کا گھوڑا تھا جو جاہلیت میں مشہور تھا۔ ابن کلیبی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے زہیر بن جندبہ رئیس بنی عس کو جاہلیت میں نپڑہ مارا تھا، ان کے بیٹے کا ذکر جاہلیت میں ہے، اسے ابن الغضاضہ کہا جاتا ہے، ان کے بھائی ہمیرہ کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ میں کہتا ہوں: کعب اخیل کے نام سے معروف ہیں، وہ مشہور قبیلہ کے جد امجد ہیں، اس سے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں لیلیٰ اخیلیہ شاعرہ تھیں، وہ لیلیٰ بنت عبداللہ بن معاذ ابن شداد بن کعب ہیں۔

۸۵۹۲ معاویہ بن عبداللہ

بن ابی احمد، ابن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے جو حذف کی وجہ سے پیدا ہوا، انہوں نے بطریق عبدالرحمن بن حارث بحوالہ عاصم بن عبید اللہ، انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حنہ بنت جحش کو دیکھا وہ احد کے دن پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، اس حدیث کو معاویہ نے اس طریق سے بحوالہ انس نقل کیا ہے، اسی طرح بخاری* اور ابوحاتم* وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابوضمرہ نے ان سے روایت کی، ابوضمرہ بعض تابعین سے ملے، ان کے دادا ابواحمد مشہور صحابی ہیں، ان کے والد عبداللہ بن ابواحمد ہیں، انہیں دیدار حاصل ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ کا گمان ہے کہ یہ دوسرے ہیں، فرماتے ہیں: معاویہ بن عبداللہ بن احمد احد میں شریک ہوئے، مجھے معلوم نہیں کہ حالت ایمان میں یا حالت کفر میں، حنہ ان کے والد کی پھوپھی ہیں۔

۸۵۹۳ معاویہ بن معبد

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ وہم ہے۔ انہوں نے بطریق عاصم بن سوید، بحوالہ عبدالرحمن، انہوں نے

* تجرید (۸۳/۲) * التجرید (۸۳/۲) * اسد الغابہ (۴۹۸/۶) تجرید (۸۳/۲)

* تاریخ کبیر (۳۳۱/۴) * الجرح والتعديل (۳۷۷/۸)

اپنے دادا معاویہ بن معبد سے نقل کیا ہے، مالک بن کعب نے کہا: ”
”حنیفہ کا گمان ہے کہ وہ اپنے مالک پر غالب آ جائے گی اور مغالب الغلاب ضرور مغلوب ہوگا۔“
تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس بات کی قدروانی کی کہ تم نے ٹھیک کہا۔“

۸۵۹۳ معبد بن خالد جہنی

تابعی ہیں، مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، بعض کا قول ہے، وہ معبد جہنی ہے جس نے سب سے پہلے بصرہ میں تقدیر پر بحث کی تھی، وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تھا۔ لیکن صحابی نہیں، اس کے والد کے نام میں اختلاف ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۸۵۹۵ معبد بن صبیح

ابوہیم نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق اسحاق بن ابراہیم، بحوالہ معبد روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک نابینا آیا اور گڑھے میں گر گیا۔۔۔۔۔ (الحدیث) اس میں ہے ”تم میں سے جو اونچی آواز میں بنے، وہ اپنے وضو اور نماز کو لوٹائے۔“

ابوہیم کا قول ہے: اسے اسد بن عمرو نے بحوالہ ابوحنیفہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: معبد بن صبیح، اور اسے کی بن ابراہیم نے بحوالہ ابوحنیفہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: معبد بن ابی معبد اسے ابو موسیٰ نے اسی طرح بغیر زیادتی کے نقل کیا ہے۔ ابن اثیر نے ابو موسیٰ پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرنے کی وجہ سے ان پر نکیر کی ہے، فرماتے ہیں: ابن مندہ نے معبد بن ام معبد نقل کیا ہے، نماز میں ہنسنے کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی ہے، تو ابو موسیٰ کے استدراک کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث قبہ کے راوی، بعض کا قول ہے: معبد جہنی ہے، جو تقدیر کے بارے میں بحث کرتا تھا، اس سے پہلے والے حالات میں اس کا ذکر ہے۔ بعض کا قول ہے: وہ معبد بن ام معبد ہیں جن کے پاس سے ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ گزرے تھے، یہ درست نہیں، کیونکہ حدیث قبہ کے روایت کرنے والے جہنی ہیں اور ام معبد کا بیٹا خزاعی ہے، میں نے قسم اول میں ان کے سوانح میں ذکر کیا ہے، نام اور والد کی کنیت کے اشتراک سے ایسا ہوا ہے۔

۸۵۹۶ معبد

ابوزہیر نمری ہیں، اسی طرح ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، کتبوں میں ان کی مخالفت کی ہے، ان کا نام بھی لیا ہے، یہ

اسد الغابہ (۴۹۹۸) استیعاب (۲۴۷۱) جرح والتعديل (۲۷۹/۸) استیعاب (۴۷۸/۳)

اسد الغابہ (۵۰۰۲) استیعاب (۲۴۷۴) تجرید (۸۵/۲)

ابن عدی الکامل فی المضغاف (۱۰۲۷/۳) نصب الراية (۵۱/۱) جامع المسانید والسنن (۱۶۹/۱۱) اسد الغابہ (۱۶۲/۴)

اسد الغابہ (۱۶۸/۴) مسند بزار (۱۳۴۱) مجمع (۵۵/۶)

اسد الغابہ (۴۹۹۴) استیعاب (۲۴۷۲) تجرید (۸۵/۲) استیعاب (۴۷۹/۳)

صحیح ہے، کئی لوگوں نے اس پر اعتماد کیا ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

۸۵۹۷ معدیکرب

ان سے خالد بن معدان نے حدیث نقل کی ہے، اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ ابن اثیرؒ نے ان کے اور معدیکرب ہمدانی کے درمیان فرق کیا ہے، جن کا ابواحمد عسکری نے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایک ہیں یا دو ہیں؟ میں کہتا ہوں: دونوں طریق کے راوی خالد بن معدان ہیں، جو ایک ہونے کی دلیل ہے۔

۸۵۹۸ معروف ثقفی

ابن قانع نے ان کے حالات نقل کیے ہیں، انہیں وہم ہوا ہے کیونکہ وہ مفت ہے، نام نہیں، فرماتے ہیں: ہم سے عبداللہ بن احمد نے بحوالہ عبداللہ بن عثمان ثقفی، انہوں نے ثقیف کے ایک آدمی سے روایت کی، انہیں معروف کہا جاتا ہے، انہوں نے ان کے بارے میں اچھے الفاظ کہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولیر ایک حق ہے۔۔۔۔۔“ پھر اسے بطریق حجاج بحوالہ ہمام روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں ہے: بحوالہ زہیر بن عثمان اعمور، ابن قانع کا قول ہے: قتادہ کو اس میں شک ہے، انہوں نے بحوالہ بہز بن احمد انہوں نے بحوالہ عبداللہ بن عثمان، انہوں نے ثقیف کے ایک اعمور شخص سے روایت کی۔ قتادہ کا قول ہے: انہیں معروف کہا جاتا تھا۔ یعنی ان کے بارے میں اچھے الفاظ کہے جاتے تھے۔ قتادہ کے قول کی مراد کی تفسیر بہز نے ان الفاظ میں کی ہے: انہیں معروف کہا جاتا تھا جس کی تائید حجاج بن منہال کی روایت میں ان کا نام زہیر بن عثمان بتانے سے بھی ہوتی ہے، اسی طرح عبدالصمد بن عبدالوارث نے بحوالہ ہمام ان کا نام لیا ہے۔ اسے احمد رحمہ اللہ نے بھی نقل کیا ہے۔ دارمی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ہمیں عفان نے بحوالہ ہمام بتایا، انہوں نے ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے جس سے اشکال بالکل رفع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ثقیف کے اعمور معروف نامی شخص سے روایت کی جاتی ہے، یعنی ان کے بارے میں اچھے الفاظ کہے جاتے تھے، اگر ان کا نام زہیر بن عثمان نہیں ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا نام ہے۔ اسی طرح یہ ابوداؤد، نسائی کے ہاں بحوالہ عفان مروی ہے، حرف زاء، قسم اول میں گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم!

۸۵۹۹ مقلی بن اسماعیل

مرسل حدیث کی وجہ سے بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جسے عمارہ بن غزیہ وغیرہ نے ان کے حوالے سے، نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ روایت مرسل ہے۔

اسد الغابہ (۵۰۲۸) * اسد الغابہ (۱۶۸/۴)

جامع المسانید والسنن (۶۷۸/۱۱)

ابوداؤد (۳۷۴۵) ابن ماجہ (۱۹۱۵) مسند احمد (۲۰۳۴۵) سنن دارمی (۱۰۵/۲)

السنن الکبریٰ (۲۶۰۱) کنز (۴۶۲۳)

۸۶۰۰ معمر

ابو خزیمہ کے والد ہیں، بعض نے مرسل حدیث کے روایت کرنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ * ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، اور تاریخ یعقوب بن سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ معمر ہیں، ان کے مقام پر ان کا ذکر آئے گا۔ اس کے بارے میں اختلاف حارث بن سعد کے حالات میں گزر چکا ہے، اور اس قسم میں سعد بن ہذیم کے سوانح میں بھی گزر چکا ہے۔

۸۶۰۱ معمر مدنی

نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے، وہ اپنی ران کھولے ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ نے ابن شاپین کے اتباع میں ان میں اور معمر بن عبد اللہ بن نضله میں فرق کیا ہے۔ وہ ایک ہیں، جیسا کہ قسم اول میں میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔

۸۶۰۲ معمر انصاری

ابن شاپین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق روح، بحوالہ معمر انصاری، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وہ علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ آخرت میں نفع دیتا ہے، اور یہ اسے دنیا کی نیت سے سیکھتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت کی خوشبو حرام کر دے گا۔“ * ابو موسیٰ کا قول ہے: میرا خیال ہے وہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معمر ہیں، شاید انہوں نے لفظی غلطی کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے جو انہوں نے گمان کیا، کیونکہ یہ متن ابوطوار کی روایت سے معروف ہے، ان کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن ہے، اسے سعید بن یسار نے روایت کیا ہے، بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے ابوداؤد اور نسائی نے بطریق صحیح بن سلیمان ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، شاید عبدالعزیز نے اسے مرسل نقل کیا ہے۔

ابن معمر لفظی غلطی کی وجہ سے معمر ہو گیا، اس طرح ایک صحابی کا نام پیدا ہوا جس کا وجود نہیں۔ واللہ اعلم!

۸۶۰۳ معمر بن بَرِیک

ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں ان کا ذکر کیا ہے، تجرید للصحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ وہ ان کی شرط کے مطابق ہیں، میزان میں یہ الفاظ ہیں: مؤخر یا مؤخر بن بَرِیک، میں نے ایک صفحہ دیکھا اس میں کچھ احادیث تھیں، مجھ سے ان کے صحیح ہونے کے بارے میں

* اسد الغابہ (۵۰۴۵) تجرید (۸۹/۲)

* ابن ماجہ (۳۴۳۷) مسند احمد (۴۲۱/۳) مستدرک حاکم (۱۹۹/۴) جامع المسانید والسنن (۷۱۹/۱۱)

* اسد الغابہ (۵۰۴۰) تجرید (۸۸/۲)

* ابوداؤد (۳۶۶۴) ابن ماجہ (۲۵۴) مسند احمد (۲۳۸/۲) مستدرک حاکم (۸۵/۱)

صحیح ابن حبان (۷۸) جامع المسانید والسنن (۷۲۰/۱۱)

* میزان الاعتدال (۱۵۶/۴) (۸۶۹۱)

پوچھا گیا، میں نے جواب دیا کہ وہ باطل ہیں، وہ واضح جھوٹ ہیں، ان میں ہے: ہمیں احمد بن ابراہیم سامی نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں عبد اللہ بن اسحاق سجاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں عبد اللہ بن موسیٰ سجاری نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن اسماعیل سجاری سے سجاری میں ۶۲۷ھ میں فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معمر بن بریک سے فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آدی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو خصلتیں جوان ہوتی ہیں: حرص اور امید۔۔۔۔۔“ اس میں ہے: ”چار آدمیوں کو جہنم کے کنارے سوی دی جائے گی، فیصلے میں ظلم کرنے والا اور آل محمد ﷺ سے بغض رکھنے والا۔۔۔۔۔ (الحدیث) شیبانی کا قول ہے: ہمیں عبد الحمود مؤدب نے سجاری میں بتایا کہ ہمیں صدر نے بحوالہ عبد الوہاب بتایا کہ میں نے علی بن اسماعیل سجاری کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے معمر بن بریک سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے گلاب کی خوشبو سونگھی اور مجھ پر درود نہ پڑھا اس نے مجھ سے جفا کی۔“ ذہبی رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ رتن ہندی کا طرز ہے۔ اللہ اس کا برا کرے جو جھوٹ بولتا ہے۔

۸۶۴ مَعْمَر

یہ فرضی شخصیت ہے، کسی مغربی کذاب نے اس کا نام گھڑا ہے۔ ہمیں کمال ابو البرکات بن ابی زید مکناسی نے تحریری اجازت دی، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے مصافحہ کیا، وہ سو (۱۰۰) برس تک زندہ رہے، فرماتے ہیں: مجھ سے شیخ ابو الحسن علی خطاب نے تونس میں مصافحہ کیا وہ ایک سو تیس (۱۳۰) برس زندہ رہے، فرماتے ہیں: مجھ سے شیخ ابو عبد اللہ محمد مقلی نے مصافحہ کیا، وہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس زندہ رہے، فرماتے ہیں: مجھ سے عبد اللہ عمر نے مصافحہ کیا، ان کی عمر چار سو (۴۰۰) سال تھی، فرماتے ہیں: ”مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے مصافحہ کیا اور مجھے دعا دی، فرمایا: اے معمر! اللہ تمہیں لمبی عمر دے۔“

میں کہتا ہوں: یہ رتن، قیس بن قیم، ابو الخطاب، مکلفہ اور نسطور کی طرح ہیں، لسان المیزان میں میں نے مؤخر کے سوانح میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ میں ان کا یہاں طویل ذکر نہیں کرنا چاہتا۔

مجھے مؤخر کی ایک اور حدیث ملی ہے، جسے میں نے حرف عین میں عمار کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔ ان کا قصہ رتن ہندی سے ملتا ہے، جو ان کے زمانے میں تھے۔ ابو الحسن بن ابی نصر بجائی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انہیں قطن نامی شہر میں دیکھا ہے جو بلاد ترک کے آخر میں ہے، ان کی ایک اور حدیث مجھے ملی ہے جسے میں نے حرف جیم میں جیم بن حارث میں ذکر کیا ہے کہ وہ چھٹی صدی کے بعد تھا۔ اسے ناصر لدین اللہ العباسی نے روایت کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ شکار کرنے گیا تھا، تو شکار انہیں ایک ایسے مقام پر لے گیا کہ وہاں انہیں ایک بستی نظر آئی، اس بستی والوں کا کہنا تھا کہ ہم سب معمر کی اولاد ہیں۔ میں نے الحمد للہ، اللہ کی توفیق سے، کتاب المعمرین میں ان سب کے مکمل حالات قلم بند کیے ہیں۔

۸۶۵ مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ خَفَاجِي

خفاجہ عقیل سے ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم اوّل میں ان کے حالات میں نے

ذکر کردیے ہیں۔

۸۶۰۶) معن بن زائدہ

ابو الحسن بن قنار مالکی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خط لایا گیا جو معن بن زائدہ نے اپنے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا اور اس پر ان کی انگوٹھی کی مہر کی طرح مہر تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سو (۱۰۰) کوڑے مارے پھر انہیں قید میں ڈال دیا، کچھ لوگوں نے ان کی سفارش کی، انہوں نے کہا: تم نے مجھے طعن یاد دلایا میں اسے بھول گیا تھا، پھر انہیں سو (۱۰۰) اور کوڑے مارے پھر تیسری دفعہ سو (۱۰۰) کوڑے اور مارے۔ اس وقت علماء موجود تھے، کسی نے ان پر نکیر نہ کی، یہ اجماع تھا۔

میں کہتا ہوں: اس بارے میں حقیقت یہ ہے۔ اگر یہ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ یہ اجتہاد ہو، اس لیے انہوں نے اس پر نکیر نہ کی، کیونکہ ایک مجتہد کا قول دوسرے پر حجت نہیں ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ لوگ اس کے جواز کے قائل ہوں، تو اجماع کہاں ہوا؟ یہ حکم کی حیثیت سے تھا، معن کا دور نبوی نہ پاتا واضح ہے، اگر یہ ثابت ہو تو میں نے قسم ثالث میں ان کا ذکر کر دیا ہے، لیکن معن بن زائدہ نے یہ زمانہ نہیں پایا، وہ بنو امیہ کے دور حکومت کے آخر اور بنو عباس کی حکومت کے شروع میں تھے، یمن کے امیر بنائے گئے، شجاعت اور سخاوت کے بارے میں ان کے مشہور واقعات ہیں، احتمال ہے کہ یہ محفوظ ہو، اور ان لوگوں میں سے ہوں جن کا نام اور ان کے والد کا نام موافق ہو گیا ہو، اگرچہ یہ بعید ہے۔

۸۶۰۷) معقیب بن مضر یمامی

شاصویہ بن عبید نے ان کی حدیث بحوالہ مضر بن عبد اللہ بن معقیب، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے سال حج کیا..... (الحدیث) ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو نعیم کا قول ہے: یہ وہم ہے، وہ مضر بن معقیب ہیں، یعنی ان کا نام الٹ گیا ہے، صحیح گزر چکا ہے۔

باب میم کے بعد غین

۸۶۰۸) مغیرہ بن حارث

بن ہشام خزومی، ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، حضری یعنی محمد بن عبد اللہ جو معروف ہیں، مطین کے نام سے، انہوں نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ مغیرہ بن حارث بن ہشام، انہوں نے اپنے والد

اسد الغابہ (۵۰۵۹) تجرید (۹۰/۲)

دلائل النبوة (۵۹/۶) (۶۰/۶) کنز (۳۵۴۰۱) جامع المسانید والسنن (۶۷۹/۱۱) اسد الغابہ (۱۷۸/۴)

اسد الغابہ (۵۰۶۹) تجرید (۹۱/۲)

ہے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لیے مینے میں ایک بار جماع کرنا کافی ہے۔“ ❊

میں کہتا ہوں: مغیرہ اور حارث کے درمیان عبدالرحمن کا ذکر وہ گیا ہے، اسی طرح بخاری ❊ نے اپنی تاریخ میں ان کے پوتے کے سوانح میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مغیرہ بن یحییٰ بن مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث، قدامہ بن محمد مدنی نے ان کے حوالے سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے مرسل روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: عبدالرحمن بن حارث کو دیدار حاصل ہے، وہ ابوبکر کے والد ہیں جو فقہائے مدینہ میں سے ہیں، یہ مغیرہ ان کے بھائی ہیں، خلافت معاویہ میں ان کی ولادت ہوئی، انہوں نے زمانہ نبوت ہرگز نہیں پایا۔

❊ ۸۶۰۹ مغیرہ بن سلمان خزاعی ❊

تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث روایت کی، ابن شاپین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حمید طویل، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ دو آدمی کسی چیز کے بارے میں اپنا جھگڑالے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں آدمے میں رغبت ہے، اور اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا۔“ ❊ ابے بنوی نے صحیح سند سے نقل کیا ہے جو حمید تک لے گئے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے مغیرہ کو جن کا ذکر ہو رہا ہے، تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، اسی طرح ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نسائی کے ہاں ہے۔

❊ ۸۶۱۰ مغیرہ بن فلان ❊

یا فلان بن مغیرہ مخزومی۔ بنوخزوم سے ہیں، ابن سعد نے طبقات میں بحوالہ حمی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے فاطمہ بنت قیس نے نقل کیا ہے کہ وہ مغیرہ ابن فلان یا فلان ابن مغیرہ کی زوجہ تھیں، جو بنوخزوم سے تھے، پھر حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: ایسا لگتا ہے اس حدیث کے راوی کو ان کا نام یاد نہیں، انہوں نے انیس ان کے جد اعلیٰ کی طرف منسوب کر دیا، باوجودیکہ انہیں تردد ہوا تو انہوں نے اسے الٹ کر دیا، کہا: مغیرہ ابن فلان، یہ دونوں غلط ہیں۔ وہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ بعض کا قول ہے: وہ ابو حفص بن عمرو بن عمرو بن مغیرہ ہیں، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

❊ ۸۶۱۱ مغیرہ بن عتبہ ❊

ابن مخاس، تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے، ابن قحون نے استیعاب کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، انہوں نے یحییٰ بن محارب سے، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ مغیرہ بن عتبہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کدھر سے پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو! اے اللہ! میری مغفرت فرما،

اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، اے اللہ! مجھ پر مہربانی فرما، شاید تمہیں ان میں سے کوئی حاصل ہو۔

ابن قنوع کا قول ہے: سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ خالد بن ولید نے مغیرہ کے والد ان عتبہ کو بکر بن وائل میں سے لہازم پر تیر انداز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنگ کے موقع پر مقرر کیا، یعنی جب ان کے والد صحابی ہیں تو جائز ہے کہ ایسا ہی ہو، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، ان کا شمار صغار تابعین کے طبقہ میں ہوتا ہے، جنہوں نے کبار تابعین سے روایت کی جیسے موسیٰ بن طلحہ، ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان کی کنیت نقل کی ہے۔

باب میم کے بعد فاء

۸۶۱۲ مفروق بن عمرو

قسم ثالث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۱۳ مُفَضَّل بن ابی الہیثم تغلبی

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے بشر بن موسیٰ نے بحوالہ مفضل بن ابی الہیثم نقل کیا، جو ان کے حلیف ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے پیشاب، پاخانے میں قبلہ رخ ہونے سے منع کیا ہے۔ ابن قانع کا قول ہے: اسی طرح بشر کا قول ہے، میرے نزدیک وہ خطا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ معطل ہیں۔

باب میم کے بعد قاف

۸۶۱۴ مقطم بن مقدم صحابی

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس سب سے بہتر چیز دو رکعتیں چھوڑتا ہے جو وہ ان کے پاس ادا کرتا ہے۔“ اسے طبرانی نے نقل کیا ہے، حافظ زین الدین بن رجب حلی نے ان کا تعاقب کیا ہے، میں نے ان کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: اسی طرح میں نے نووی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ ان سے عجیب لفظی غلطی ہوئی کیونکہ یہ وہی روایت ہے جسے طبرانی نے اپنی کتاب مناسک میں نقل کیا ہے، بحوالہ مقطم بن مقدم صنعانی، انہوں نے مقطم کو مقطم کر دیا اور صنعانی کو صحابی کر دیا۔

مقطم بن مقدم تبع تابعین میں سے ہیں، ان کی بحوالہ مجاہد اور سعید بن جبیر وغیرہ سے روایات مشہور ہیں۔ انہوں نے یہ حدیث مرسل نقل کی ہے، حالانکہ یہ معطل ہے، اسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بحوالہ مقطم بن مقدم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا.... پھر اسے ذکر کیا، طبرانی نے اس طریق سے اسے نقل کیا ہے۔

ایسا ہی ہے جیسے ابن رجب کا قول ہے، مطہم کی سنن ابوداؤد اور نسائی میں تابعین کی ایک جماعت سے روایت ہے، ان میں سے مجاہد ہیں جو اوزاعی کے شیوخ میں سے ہیں، اور ابواسحاق فزاری، ایک جماعت نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے، ہاں ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن مسلمہ سے اسی طرح مروی ہے، فرماتے ہیں: میں اسے وہم گمان کرتا ہوں اور محمد بن مسلمہ کے حوالے سے مرسل حدیث نقل کی ہے، پھر میں نے تاریخ ابن عساکر میں دیکھا ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ سے مرسل حدیث نقل کی ہے۔ پھر ان کے شیوخ میں تابعین کی ایک جماعت کو شمار کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں اسماعیل بن عیاش، یحییٰ بن حمزہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے، اور ان کی وہ حدیث نقل کی ہے جو اذکار میں بطریق ولید بن مسلم مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے اوزاعی کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ایک ثقہ راوی مطہم بن مقدم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب کوئی شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس جو چیز سب سے بہتر چھوڑتا ہے وہ دو رکعت نماز ہے جسے وہ ادا کرتا ہے۔“

پھر بطریق ولید اسی طرح منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے اوزاعی کو فرماتے ہوئے سنا: مسلمانوں کو مطہم بن مقدم صنعانی کی مصیبت سے بڑی مصیبت نہیں پہنچی۔

ان کی روایت میں جسے یحییٰ بن حمزہ دمشقی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ ولید بن مسلم کے طبقہ سے ہیں، انہوں نے ان سے بحوالہ حسن روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہبل بن حظلیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”گھوڑوں کی پیشانی سے خیر بندھی ہوئی ہے۔“ (الحدیث) ❁

ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: یہ میرے نزدیک وہم ہے، اسے ابواسحاق فزاری نے بحوالہ ہبل نقل کیا ہے، ابوحاتم کا قول ہے، مطہم، حضرت حسن سے روایت کی صلاحیت نہیں رکھتے، حسن بن ہبل بن حظلیہ روایت نہیں کرتے۔

۸۶۱۵ مقعد ❁

اسے مستغفری نے اسماء میں نقل کیا ہے، انہوں نے حدیث نقل کی جسے ابوداؤد نے بطریق یزید بن نمران نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے تبوک میں ایک شخص مقعد کو دیکھا، انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا، میں گدھے پر سوار تھا..... (الحدیث) ❁

میں کہتا ہوں: وہ وہم ہے یہ تو صفت ہے۔ اس کی جگہ مہمات میں ہے۔

❁ مسلم (۲۲۸۹) ترمذی (۱۶۳۶) نسائی (۳۵۶۴) ابن ماجہ (۲۷۸۶)

❁ اسد الغابہ (۵۰۷۹) تعجید (۹۷/۲)

❁ ابوداؤد (۷۰۶۰۷۰۵) مسند احمد (۶/۴) (۳۷۷/۵)

۸۹۱۶) مقنع

مقنع میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۱۶) مقوقس

یہ لقب ہے، ان کا نام بجز بن جبر بن قرقب ہے، بعض نے مینا کا ذکر نہیں کیا، جیسا کہ ابو عمر کندی نے امراء مصر میں ان کا یقین کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مقوقس بن قرقوب ہیں، مصر میں روم کے بادشاہ کی طرف سے قہط کے امیر تھے۔

ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مقوقس سکندریہ کے حاکم تھے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے روایت کیا پھر بطریق حسین بن حسن اسواری روایت نقل کی ہے کہ ہم سے مندل بن علی نے بحوالہ عبید اللہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مقوقس نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو شمشے کا پیالہ دیا، آپ ﷺ اس میں پانی نوش فرماتے تھے۔

فرماتے ہیں: اسے اسماعیل بن عمرو نے بحوالہ مندل ان کی اسناد سے روایت فرماتے ہیں: بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، فرماتے ہیں: مقوقس نے نبی کریم ﷺ کو ہدیہ دیا۔

اسے ابو نعیم نے اسی طرح نقل کیا ہے، ان دونوں سے پہلے ابن قانع نے اسے نقل کیا ہے، لیکن اس سے پہلے صاحب اسکندریہ نہیں لکھا، انہوں نے حسین بن حسن کے طریق سے حدیث نقل کی ہے۔

ابن اثیرؒ نے اس کے ذکر سے انکار کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کا شار نہیں کیونکہ وہ اسلام نہیں لایا، نصرانی رہا۔ اس میں سے خلافت عمر میں مسلمانوں کا مصرفح کرتا ہے، ان کے ذکر کی کوئی وجہ نہیں، ان دونوں کے ہاں اس طرح کے واقعات ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر ابن مندہ کا یہ قول نہ ہوتا کہ وہ صاحب اسکندریہ ہیں تو احتمال تھا کہ وہ کوئی اور گمان کرتے، جیسا کہ ابن قانع کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے، اگرچہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کا ذکر کر کے اچھا نہیں کیا۔ مقوقس کا رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجنا اور آپ ﷺ کا اس کے ہدیے کو قبول کرنا اہل السیر والفتوح کے ہاں مشہور ہے، ابوقاسم بن عبد الحکم نے فتوح مصر میں فرمایا: ہم سے ہشام بن اسحاق وغیرہ نے بیان کیا، فرماتے ہیں: جب ہجرت کا چھٹا سال ہوا اور آپ ﷺ حدیبیہ سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے بادشاہوں کی طرف پیغام بھیجے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے ہاں بھیجا، جب وہ اسکندریہ پہنچے تو دیکھا کہ وہ سمندر کے اوپر بلند عمارت سے جھانک رہا ہے، آپ کشتی پر سوار ہوئے، جب اس کی نشست گاہ کے سامنے پہنچے تو اس خط کے ذریعے اشارہ کیا جو آپ کی انگلیوں کے درمیان تھا۔ مقوقس نے انہیں دیکھا تو انہیں اپنے پاس لانے کا حکم دیا، چنانچہ اس تک پہنچا دیئے گئے، جب اس نے خط پڑھا، کہنے لگا: اگر وہ نبی ہی ہے تو میرے لیے بددعا کیوں نہیں کرتا، تاکہ میرے اوپر کوئی عذاب مسلط ہو، حاطب اس سے کہنے لگے: عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے لیے بددعا نہیں کی جنہوں نے آپ کو اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا تھا؟ اس بات کی وجہ سے وہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِتْرَاقُ الْبَنَاتِ وَتُفَاهُ الْغُتَّارِ (جلد ۱)

۲۲۷

نرم دل ہو گیا، پھر کہنے لگا: دوبارہ یہ بات کرو تو انہوں نے دوبارہ یہ بات کی، پھر حاطب نے اس سے کہا: تم سے پہلے ایک شخص گزرا، جس کا گمان تھا کہ وہ رب الاعالیٰ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے انتقام لیا، لہذا تم اس سے عبرت حاصل کرو، تمہارا ایک مذہب ہے جسے تم ہرگز چھوڑنے والے نہیں، ہاں! اس صورت میں کہ اس سے بہتر کوئی دین ہو اور وہ اسلام ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی ہی بشارت ہے، جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ہے۔ ہم تمہیں دین عیسوی سے نہیں روکتے بلکہ اس کا حکم دیتے ہیں، پھر وہ خط پڑھا جس میں لکھا تھا، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے قبط کے بادشاہ مقوقس کی طرف، جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو.... پھر ویسا ہی خط ذکر کیا جیسا ہرقل کی طرف بھیجا گیا تھا، خط پڑھ کر جب وہ فارغ ہوا تو اس خط کو ہاتھی دانت کی بنی ڈبیہ میں رکھ دیا، اور اس پر مہر لگا دی، پھر بطریق ابان بن صالح روایت کی ہے کہ مقوقس نے حضرت حاطب کی طرف پیغام بھیجا کہ میں تم سے تین باتیں پوچھتا ہوں، حضرت حاطب فرمانے لگے: تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو میں تم سے سچ کہوں گا، وہ کہنے لگا: محمد ﷺ کس چیز کی طرف بلا تے ہیں، میں نے کہا: ان کی دعوت یہ ہے کہ اللہ کو اکیلا پوجا جائے، نماز، حج گانہ کی رات دن میں ادا کی جائے، رمضان کے روزے رکھنے، حج بیت اللہ کرنے، وعدہ پورا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ مردار اور خون کھانے سے منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے کہا کہ مجھے ان کا حلیہ بتاؤ، چنانچہ میں نے مختصر آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا، وہ کہنے لگا: کچھ چیزیں تم نے ذکر نہیں کیں، ان میں سے ان کی آنکھوں کی سرفی جو کم ہی ان سے دور ہوتی تھی اور ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور وہ گدھے پر سوار ہوتے ہیں، چادر اوڑھتے ہیں، بدلے میں کھجوریں اور ٹکڑے دیتے ہیں، اس کی پروا نہیں کرتے ان سے چچاٹے یا چچا زاد، کہنے لگا: یہ ان کی علامات ہیں، میرا گمان تھا کہ آپ شام میں ظاہر ہوں گے کیونکہ ان سے پہلے کے انبیاء وہیں مبعوث ہو گزرے ہیں، میں نے دیکھا کہ وہ عرب کی سرزمین میں ظاہر ہوئے ہیں جو بھوک اور جنگوں کی زمین ہے اور قطیف قوم ان کی اتباع میں میری بات نہیں مانتی وہ تمام علاقوں پر غالب آجائیں گے اور ان کے ساتھی ہمارے اس علاقے میں اتریں گے یہاں تک کہ یہاں ہر چیز پر غلبہ پالیں گے، میں ان میں سے کوئی بات بھی قبیضوں سے نہیں کرتا، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ میری اور تمہاری گفتگو کا کسی کو پتہ چلے۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ ہم سے ہشام بن اسحاق وغیرہ نے بیان کیا پھر اس نے عربی لکھنے والا کاتب بلایا اور لکھوایا: لمحمد بن عبد اللہ من مقوقس سلام، ابا بعدا میں نے آپ کا خط پڑھا ہے، پھر اسی طرح کا واقعہ لکھا جیسا حضرت حاطب کا ہے، اور اس میں یہ اضافہ ہے: میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی ہے، اور آپ کی طرف ایک خچر کا ہدیہ بھیجا ہے تاکہ آپ اس پر سوار ہوں اور دو باندیاں جن کی قبط میں بڑی شان و شوکت ہے اور کچھ کپڑے بھیجے ہیں۔ والسلام

ابوالقاسم بنی کا قول ہے: ہم سے صفانی بن متوکل نے بحوالہ ابن لہیعہ، بحوالہ یزید بن ابی حبیب روایت کی ہے کہ جب مقوقس کے پاس وہ خط پہنچا تو اس نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور کہنے لگا: یہ وہ وقت ہے جب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کی صفات ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دیکھتے ہیں ہم اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ لکھی ہوئی پاتے ہیں کہ وہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھے گا، اور یہ کہ وہ حد یہ قبول کرے گا اور زکوٰۃ اور صدقات قبول نہیں کرے گا، اور اس کے ہم نشین مسکین ہوں گے پھر ایک عظیم شخص کو بلایا اس کے بعد پورے مصر میں مار یہ اور ان کی بہن سے زیادہ کسی حسین کو نہیں چھوڑا، اور ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج

الْاَضْلَالُ فِي مَسْئَلَةِ الْقَتْلِ وَالْمَنْعَةِ (جلد ۲۸)

دیا اور ایک سرخ خچر اور سرخ گدھا مصر قبطی کے بنے ہوئے کپڑے اور مقام بنھا کا شہد بھیجا، اور آپ کی طرف مال اور صدقہ روانہ کیا، اس نے اپنے قاصد کو کہہ رکھا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو اور آپ ﷺ کی پشت پر دیکھے کیا اسے کوئی بڑا تامل نظر آتا ہے جس کے اوپر بال ہیں؟ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جاتے ہی اس نے دونوں ہمیش اور دونوں سواریاں پیش کیں اس کے بعد شہد اور کپڑے پیش کئے اور ان سب چیزوں کے بارے میں بتا دیا کہ یہ ہدیہ ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول کر لیا اور جب ماریہ اور ان کی بہن کو دیکھا تو دونوں آپ کو بڑی پسند آئیں لیکن دونوں کو ایک ساتھ رکھنا پسند نہ کیا۔ جس کی تفصیل حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں بیان ہوگی، راوی کا بیان ہے آپ ﷺ کو وہ خچر اور گدھا تمام سواریوں میں سے پسند تھا، خچر کا نام آپ نے ذُلُذُل اور گدھے کا نام بغور رکھا اور شہد بھی آپ کو پسند آیا، آپ ﷺ نے مقام بنھا کے شہد کے لئے برکت کی دعا کی، وہی کپڑے آپ ﷺ کے پاس رہے جن میں سے کسی ایک میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا، یہاں تک تو ان کی بات ہوئی صحیح یہ ہے کہ صحیح بخاری رحمہ اللہ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ آپ ﷺ کو یمنی کپڑے میں کفن دیا گیا۔

واقعی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھے بحوالہ مغیرہ بن شعبہ یہ حدیث سنائی گئی ہے کہ جب یہ لوگ طائف سے مقوقس کی طرف روانہ ہوئے اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے کہا کہ تم مجھ تک کیسے پہنچے حالانکہ میرے اور تمہارے درمیان محمد اور اس کے ساتھی حائل ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم سمندر کے ذریعے آئے ہیں وہ کہنے لگا: جس بات کی محمد ﷺ نے دعوت دی ہے تم نے اس کا کہاں تک جواب دیا، انہوں نے کہا: ہم میں سے تو کسی نے اس کی پیروی نہیں کی، اس نے کہا: اس کی قوم نے کیا کہا؟ یہ بولے: چند نوجوانوں نے اس کی پیروی کی ہے، اس کے مخالفین نے کئی مقامات پر اس سے مقابلہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگا: کس بات کی دعوت دیتا ہے، انہوں نے کہا: ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے آباء و اجداد عبادت کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں، نماز اور زکوٰۃ کی دعوت دیتا ہے، رشتہ داری کو جوڑنے، وعدہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے، زنا، سود اور شراب کو حرام بتاتا ہے، مقوقس کہنے لگا: یہ تو سارے لوگوں کی طرف بھیجا ہوا رسول ہے۔ اگر قبطیوں اور رومیوں کو ان تک پہنچ ہو جائے تو سب اس کی اتباع کر لیں، جس کا انہیں عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا ہے، اور یہ صفات جو تم نے اس کی بیان کی ہیں، انہی صفات کے ساتھ پہلے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے، اس کا اچھا انجام ہوگا اور کوئی بھی اس سے نہیں جھگڑے گا اس کا دین جہاں تک اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں غالب ہوگا، وہ کہنے لگے: اگر سارے لوگ بھی مسلمان ہو گئے تو ہم مسلمان نہیں ہوں گے۔ مقوقس نے اپنا سر جھٹکا اور کہنے لگا: ”تم لوگ کھیل کود میں پڑے ہو پھر ان سے اس طرح کی باتیں پوچھیں جیسا کہ ہرقل کے واقعہ میں ہے، اس کے آخر میں ہے: یثرب کے یہودیوں نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: اس کی مخالفت کی ہے، جس کی وجہ سے ان سے جنگ ہوئی وہ کہنے لگا: یہ حاسد قوم ہے۔ ان لوگوں کو جتنا ان کے بارے میں پتہ ہے ہم اتنا نہیں جانتے..... پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنے ساتھیوں سے جو سلوک کیا اور ان کا اسلام لانا مذکور ہے، لمبا واقعہ ہے۔

ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں عبد اللہ بن ابی جعفر وغیرہ سے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قہقہے کے قلعے کا محاصرہ کرنے کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب مقوقس کو اپنی اور اپنے تابعین کی جان کا خدشہ ہوا تو حضرت عمرو بن عاص کو صلح کی اپیل کی پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔

خالد بن مرثد کے طریق سے تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ مقوقس اور قبط کے کچھ خاص لوگوں نے جزیرہ رُخ نماز پڑھی اور الامیر ج کو قلعے کا نائب مقرر کیا، پھر مقوقس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح پر برقرار رہا جب روم سے عہد شکنی ہوئی، اس طرح کے کئی واقعات ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مرتے دم تک نصرانیت پر ڈٹا رہا، اس بارے میں اس کا واقعہ ہر قل سے ملتا جلتا ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے حالات میں بیان ہوگا۔

۸۶۱۸ مقوقس

مجم ابن قانع میں ان کا ذکر ہے، شاید یہ ایک ہی ہیں، ذہبی رحمہ اللہ کا یہ قول تجرید میں ہے، انہیں وہم ہوا ہے۔ اگر وہ اس حدیث کی مراجعت کر لیتے جو ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کی ہے تو یہ بات ثابت ہو جاتی کہ وہ ایک ہی شخصیت ہیں، تمام راویوں نے ان کے طریق سے ایک سند سے حدیث نقل کی ہے۔

باب: میم اس کے بعد کاف

۸۶۱۹ مکلبہ بن ملکان خوارزمی

جھوٹا شخص ہے یا اس کا وجود نہیں۔ اسے یہ گمان ہے کہ اسے شرف صحابیت حاصل ہے، خطیب، ابواسحاق مستملی، مستغفری نے بطریق مظفر بن عاصم بن ابوعز بن علی اس کی حدیث نقل کی ہے، اس کی کثیت ابوقاسم تھی، وہ سامر سے خوارزم کی طرف ۳۱۱ھ میں آیا، کذاب راویوں میں سے ایک ہے۔ اس نے بیان کیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ چوبیس غزوات اور آپ ﷺ کے پیچھے گئے سرایا میں شریک رہا۔ * مستملی نے بحوالہ حارث بن احمد بن حارث بلخی اس کا قصہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مظفر سے بغداد میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے مکلبہ سے خراسان میں کہتے ہوئے سنا، مستملی کی روایت میں ہے خوارزم کا گورنر اس وقت فرجید تھا، انہوں اسی طرح روایت کیا، ابن اثیر * کا قول ہے: اس کو چھوڑ دینا درست ہے۔

ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے نقل کرنے کے بعد فرمایا: یہ کذاب ہے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ نے مظفر کے سوانح میں فرمایا: اس کا گمان ہے کہ وہ بعض صحابہ سے ملا، اس نے جھوٹ کہا۔

میں کہتا ہوں: مظفر کی بحوالہ مکلبہ روایت ہے، جو ابن فلان کے سوانح میں مہمات میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۸۶۲۰ مکیش جہنی

اسے ابوبکر بن ابی علی زکوانی نے بطریق عبدالرزاق، * بحوالہ رافع بن مکیش، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مکی عمر میں اضافہ کرتی ہے“ * اسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسے عبدالرزاق

* اسد الغابہ (۵۰۸۳)، تجرید (۹۳/۲) * جامع المسانید والسنن (۵۲/۱۲)، اسد الغابہ (۱۸۸/۴)

* اسد الغابہ (۱۸۹/۴) * اسد الغابہ (۵۰۸۷) * مصنف عبدالرزاق (۱۳۲، ۱۳۱/۱۱)

* جامع المسانید (۵۶/۱۲)، اسد الغابہ (۱۸۹/۴)

نے ان اسناد کے ساتھ بنو رافع کے کسی شخص سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، حدیث رافع سے مروی ہے، یہی صحیح ہے۔
میں کہتا ہوں: اسی طرح مصنف عبدالرزاق میں سے، اسی طرح اسے ابن شاہین نے بحوالہ عبدالرزاق نقل کیا ہے۔

باب: میم اس کے بعد لام

۸۶۲۱ ملحان قیسی

اسے ابو عمر نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ عبدالملک کے والد ہیں، بعض کا قول ہے: قتادہ بن ملحان قیسی کے والد ہیں، ان کے بارے میں اختلاف ہے، ایام بیض کے روزوں کے بارے میں ان کی حدیث ہے، ان کی حدیث شعبہ کے ہاں بحوالہ انس بن سیرین ہے، اس میں شعبہ سے اوپر اور انس بن سیرین کے اوپر کے راویوں میں اختلاف ہے، ابو ولید نے بحوالہ شعبہ، انہوں نے انس بن سیرین سے، انہوں نے عبدالملک بن ملحان سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، یزید بن ہارون کا قول ہے: بحوالہ شعبہ، انہوں نے انس بن سیرین سے، انہوں نے عبدالملک بن منہال سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

یہی بن معین کا قول ہے: یہ خطا ہے، صحیح ابن ملحان ہے جیسا کہ طحاوی وغیرہ کا قول ہے۔

اس حدیث کو حمام نے بحوالہ انس بن سیرین نقل کیا ہے فرماتے ہیں: مجھ سے عبدالملک بن قتادہ بن ملحان قیسی نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، ابو عمر کا قول ہے: یہ خطا ہے، صحیح وہی ہے جو شعبہ نے کہا، حمام ایسے راوی نہیں جنہیں شعبہ کے مقابل لایا جا سکے۔

ان کے علاوہ دوسرے ائمہ نے جو اطلاق کیا ہے کہ حمام کی روایت صحیح ہے اور یہ کہ ملحان نام، منہال سے زیادہ صحیح ہے اور یہ کہ نسب میں قتادہ کا اضافہ ضروری ہے، حمام کی بحوالہ ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ روایت ہے جو شعبہ سے مروی ہے۔
اسے نسائی نے بطریق خالد بن حارث بحوالہ شعبہ، انہوں نے انس بن سیرین سے، انہوں نے عبدالملک نامی ایک شخص سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، اور ان کا نام نہیں لیا۔

اسی طرح اسے بروایت عبداللہ بن مبارک، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ انس، انہوں نے عبدالملک بن منہال سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قتادہ کی کنیت ابو منہال ہے۔ شعبہ کی روایت حمام کی روایت کے ساتھ ایک ہو گئی ہے، هشام دستوائی نے حمام سے موافقت کی ہے، اسے روح بن عبادہ نے بحوالہ هشام اور حمام دونوں سے روایت کیا ہے، بحوالہ انس، انہوں نے عبدالملک بن قتادہ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، اسے حارث بن ابو اسامہ سے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس سے ظاہر ہوا کہ حمام کی روایت صحیح ہے اور یہ کہ حدیث کے روایت کرنے والے صحابی قتادہ بن ملحان ہیں، منہال نہیں اور یہ کہ عبدالملک کے والد قتادہ ہیں، اور جس نے یہ کہا: ابن منہال یا ابن ملحان، انہوں نے ان کے دادا کی طرف ان کی نسبت کی ہے۔

اسد الشاہ (۵۰۸۹)، استیعاب (۲۶۰۰)، تجرید (۹۳/۲)

ابوداؤد (۲۴۴۹)، نسائی (۲۴۲۹)، ابن ماجہ (۱۷۰۷)، مسند احمد (۲۷/۵)

۸۶۲۲ ملفع بن حصین تمیمی سعدی

ان کی ایک حدیث ہے، اس کی اسناد قوی نہیں * یہ ابو عمر کا قول ہے۔
میں کہتا ہوں: اس میں لفظی غلطی ہے، وہ منقح ہیں، اپنے مقام پر ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۲۳ ملقاص بن قلاب

ابن قلاب نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق غالب بن حمیرہ ان کی حدیث ذکر کی ہے کہ مجھ سے ام عبد اللہ بنت ملقاص نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: خط آیا، میرے پاس اتنا ج تھا، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے بطور قرض لے لیا۔
میں کہتا ہوں: سند سے صحابی ساقط ہیں، وہ ملقاص کے والد ہیں، اسی طرح طبرانی نے اسے اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ان کے والد، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، بخاری * نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۲۴ ملکیہ

میرے بعض شیوخ نے ذکر کیا ہے کہ یہ اس شخص کا نام ہے جس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی، کہا جاتا ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز طویل ہو گئی تو واپس آ گئے، کسی نے یہ بات مستند ذکر نہیں کی۔

۸۶۲۵ ملیل

اس کے آخر میں لام تصغیر ہے، ابن عبد البر کرم بن خالد بن مجلان انصاری، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، انہیں وہم ہوا ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ملیل بن ویرہ بن عبد البر کرم، قسم اول میں صحیح گزر چکا ہے۔

باب: میم اس کے بعد نون

۸۶۲۶ منبہ

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے بارے میں حدیث نقل کی ہے جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اس پر کچھ ہوا اور وہ خوشبو لگائے ہوئے ہو، * اسی طرح ابن عبد البر نے نقل کیا ہے اور ابن قحون نے ان کا تعاقب کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ وہم ظاہر ہے۔ صحیحین میں حدیث یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے، وہ ابن منبہ ہیں، یہ ان کی والدہ یا دادی ہیں، امیہ ان کے والد ہیں، ابو عمر نے یعلیٰ کے سوانح میں صحیح ان کا ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۵۰۹۰)، استیعاب (۲۶۰۱)، تجرید (۹۳/۲)

* طبرانی (۷۲۲/۲۰)، الاحاد والمثنائی (۱۰۵/۵)، (۱۰۶/۵)، مجمع الزوائد (۱۴۱/۱)

تاریخ الکبیر (۵۳/۸)، طبقات الکبیر (۶۳/۷)، تاریخ الکبیر (۷۲/۴)

* اسد الغابۃ (۵۰۹۱)، * اسد الغابۃ (۵۰۹۵)، تجرید (۹۴/۲) * زعفران لکھا

۸۶۲۷ * منذر *

منذر کے وزن پر ہے، جعفر مستغفری نے بحوالہ یحییٰ بن یونس شیرازی ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے ابن مندہ پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ نے تفسیر کے صیغہ میں ان کا ذکر کیا ہے، یہی معروف ہے۔ منذر کا قول ہے: بعض نے کہا: منذر، پھر ان کی حدیث نقل کی، اپنی جگہ پر ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۲۸ * منذر بن ابی راشد *

ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور طبرانی کی طرف اس کی نسبت کی ہے بطریق صالح بن کیسان، بحوالہ زہیر بن منذر بن ابی راشد انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے بازار سے گزرے اور فرمایا: ”یہ تمہارا بازار ہے، اس میں کمی نہ کرو، اور نہ اس کے لئے اجرت لو۔“

میں کہتا ہوں: ان کے قول ابن ابی راشد میں تبدیلی ہے، وہ ابن ابی اسید ہے۔ بخاری نے زہیر بن منذر بن ابی اسید ذکر کیا ہے، منذر بن ابی اسید کا ذکر قسم ثانی میں گزر چکا ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں دیدار حاصل ہے، نبی کریم ﷺ سے ان کی روایت مرسل کے حکم میں ہے۔

۸۶۲۹ * منذر بن عباد *

بن قوال، ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، منذر بن عبد اللہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۳۰ * منذر بن عرقہ *

بن کعب بن نحات بن کعب بن حارث بن غنم بن سلم بن مالک بن اوس انصاری اوسی، بدر میں شریک تھے، اسی طرح ابو عمر نے منذر بن قدامہ انصاری کے سوانح کے بعد نقل کیا ہے، جو بنو غنم بن سلم بن مالک بن اوس سے ہیں، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ان سے صرف نظر کیا ہے حالانکہ یہ ایک ہی شخص ہے۔ وہ منذر بن قدامہ بن عرقہ ہیں، بعض نسخوں میں منذر اور عرقہ کے درمیان قدامہ رہ گئے ہیں یوں انہیں دوسرا شخص سمجھ لیا۔

۸۶۳۱ * منفعہ *

یہ ایک شخص ہیں، جن کا صحابہ میں ذکر ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے کلیب بن منفعہ نے روایت کی، ابو عمر نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔ وہ روایت جسے ابن قانع نے بطریق منضم بن عمرو حنفی نے بحوالہ کلیب بن منفعہ نقل کی ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس سے حسن سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی والدہ اور اپنے والد

* اسد الغابہ (۵۰۹۸)، اسد الغابہ (۵۰۹۹)، استیعاب (۲۵۱۸)

* اسد الغابہ (۵۱۱۳)، استیعاب (۲۵۲۱)

* اسد الغابہ (۵۱۲۶)، استیعاب (۲۶۰۷)، تجرید (۲۹۷/۲)، استیعاب (۴۷/۴)

۱۰۰۰۔ الحدیث * اسے بغوی نے بطریق حارث بن مرہ، بحوالہ کلیب بن منفعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے دادا نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: میں کس سے حسن سلوک کروں؟..... الحدیث

اسے ابو داؤد نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ کلیب بن منفعہ، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، اور ان کا نام نہیں لیا، ابن مندہ نے ان کا نام لیا ہے۔ کلیب حرف کاف میں گزر چکے ہیں، میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں منفعہ کی روایت نہیں دیکھی۔

باب: میم اس کے بعد ہاء

۸۶۳۲) مہاجر بن مسعود

صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ یہ وہم ہے، ابن ابی خثیمہ نے بطریق داؤد بن ابی ہند، بحوالہ شععی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مہاجر بن مسعود حص میں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کی طرف لوٹا دیا۔

میں کہتا ہوں: وہ گمان جس سے مہاجر کے صحابی ہونے کا گمان ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ روایت جیم کے زیر کے ساتھ ہے، اور وہ صحابی کا نام ہے، جبکہ ایسا نہیں، شععی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فتوحات کے زمانے میں شام کی سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے اور حص فروکش ہوئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کی طرف لوٹا دیا، حاجر فعل ہے اور جیم کے زیر کے ساتھ ہے۔ ابن مسعود، عبداللہ ہیں جو ان کی ہجرت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ وہاں سے ابن ابی خثیمہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود کے سوانح میں نقل کیا ہے۔

۸۶۳۳) مہاجر کلاعی

نبی کریم ﷺ سے ان کی حدیث مرسل ہے، وہ تابعی ہیں، اسی طرح ذہبی رضی اللہ عنہ نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور اس روایت کی طرف اشارہ کیا جسے ابن قانع نے بطریق عامر بن مہاجر کلاعی، بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی تحریر حق کو زیادہ واضح کرتی ہے۔“

ابن قانع کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو۔

۸۶۳۴) مہدی جزری

معروف تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے، علی بن سعید عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں اپنے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن فضل، بحوالہ مہدی جزری حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کو بد اخلاقی میں معذور قرار دیا جائے گا، بیمار، مسافر اور روزہ دار۔“

* ابوداؤد (۵۱۳۹)، ترمذی (۱۸۹۷)، مسند احمد (۳/۵)، مستدرک حاکم (۳/۶۴۲)، (۱۵/۴)

سنن الکبریٰ (۱۷۹/۴)، معجم الکبیر (۹۵۷/۱۹)، (۹۵۸/۱۹)، جامع المسانید والسنن (۶۲/۱۲)، اسد الغابہ (۱۹۹/۴)

* کنز العمال (۲۹۳، ۴)، اسد الغابہ (۵۱۳۴)، تجرید (۹۸/۲)، اسد الغابہ (۲۰۳/۴)

۸۶۳۵ مہران

تالیعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے، جعفر مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے ان کی بیروی کی ہے، اور اپنے طریق سے پھر عبدالصمد بن فضل کی روایت سے بحوالہ ابن جریج نقل کیا ہے کہ مجھے محمد بن مہران نے بتایا کہ انہوں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ”اے تاجرو! میں تمہارے کندھوں کے درمیان یہ حکم پھینک رہا ہوں کہ قافلوں کو پہلے سے جا کر نہ ملو اور نہ کوئی شہری دیہاتی سے کوئی چیز خریدے۔“

محمد بن مہران کا ابن حبان نے ثقات کے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: شیخ ہیں جو مرسل احادیث روایت کرتے ہیں، ان سے ابن جریج نے روایت کی۔

۸۶۳۶ مہلب بن ابی صفرة ازدی

ان کی کنیت ابوسعید ہے، حرف خاء میں ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، وہاں ان کا نسب بیان کیا، اسی طرح حرف حاء میں حذیفہ بن یمان ازدی کے سوانح میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فتح کے سال پیدا ہوئے۔ حاکم نے تاریخ غیثا پور میں ان صحابہ کے باب میں ان کا ذکر کیا ہے، جو وہاں آئے، ابوصفرہ کے سوانح میں مہلب کی روایت آئے گی، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَطْلُوكُنَّ طَائِفًا أَعْظَمُكُنَّ أَجْرًا....)). (الحدیث)

محمد بن قدامہ جوہری نے کتاب الخوارج میں فرمایا: مہلب فتح کے سال پیدا ہوئے۔ حاکم کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد میں آئے، ان کے ساتھ ان کے دس بیٹے تھے، مہلب ان میں سب سے چھوٹے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو ابوصفرہ سے فرمایا: یہ ان کا سردار ہے، اور مہلب کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کا ذکر کیا۔

حاکم رحمہ اللہ کا ان کی ولادت کے بارے میں قول اس روایت کے معارض ہے جو حذیفہ بن یمان ازدی کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ ابوصفرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نابالغ لڑکے تھے، اس سے چار سال پہلے ان کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے، حاکم نے اس بارے میں ان کی موافقت کی ہے، جنہوں نے ان کی تاریخ وفات ۸۳ھ بتائی ہے وہ ۷۶ برس کے تھے۔

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ ابوصفرہ ان لوگوں میں سے تھے جو مرتد ہو گئے تھے، پھر مسلمان ہو گئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہیں اہل بصرہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں شمار کیا گیا ہے، عسکری رحمہ اللہ کا قول ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل احادیث نقل کیں وہ اور ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ آئے۔

میں کہتا ہوں: پہلے اثر کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوصفرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے

تجريد (۹۸/۲) بخاری (۲۱۵۰)، مسلم (۳۷۹۶)، ابوداؤد (۳۴۴۳)

مجمع الزوائد (۶۴۳۱) الطبقات الحکیمی (۳۴۷/۷)

دس بیٹوں کے ساتھ آئے، ان میں سب سے چھوٹے مہلب تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ تمہاری اولاد کا سردار ہے۔
 اصحاب سنن نے مہلب کی روایت سے نبی کریم ﷺ سے سننے والے کسی شخص سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ جب تم
 شب خون مارو تو تمہارا شعار یہ ہونا چاہیے ﴿حَمْدٌ لَا يَبْصُرُونَ﴾ ان کی سنن میں اس کے علاوہ روایت نہیں ہے۔ اسے احمد نے اپنی
 روایت سے بحوالہ سرہ بن جناب حدیث نقل کی ہے۔

وہ اسی طرح ابن عمر، ابن عمرو براء سے روایت کرتے ہیں، ان سے سنا کہ ابن حرب، ابواسحاق سمیعی، عمر بن سیف نے
 روایت کی، ابن قتیبہ کا قول ہے: لوگوں میں سب سے بہادر تھے۔ جب اہل بصرہ کو جلاوطن کیا گیا تو انہوں نے ان کو خوارج سے بچایا،
 ان پر صرف جھوٹ کا عیب لگا۔

میں کہتا ہوں: مبرد نے ذکر کیا ہے کہ ایسا وہ جنگوں میں کرتے تھے، ابو عمر کا قول ہے: وہ ثقہ ہیں، جس نے ان پر جھوٹ کی
 تہمت لگائی ہے، اس کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ انہیں جنگوں میں اس کی ضرورت پڑتی تھی، تاکہ خوارج کو دھوکا ہو۔ انہوں نے غصے کی وجہ
 سے انہیں جھوٹا کہا ہے۔

ابن عبدالبر کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل احادیث روایت کی ہیں، محمد بن قدامہ نے اخبار الخوارج میں
 بحوالہ مہلب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے اور قبلہ رخ جانب کے درمیان کجاوے کی لکڑی کے پھلے
 حصے کے برابر کوئی سترہ ہو تو (آگے گزرنے سے) نماز نہیں ٹوٹے گی۔ *

ابواسحاق سمیعی کا قول ہے: میں نے مہلب سے بہتر کوئی امیر نہیں دیکھا محمد بن قدامہ نے کتاب اخبار الخوارج میں کہا ہے:
 کوئیوں نے بحوالہ ابواسحاق، انہوں نے اپنے اصحاب سے روایت کیا ہے: مہلب نے اپنی رائے سے کبھی امیر نہیں بنایا بلکہ لوگوں کی
 ضرورت کی وجہ سے بنایا، ابواسحاق کا قول ہے: وہ سچ کہتے ہیں، یہ پہلے ہیں جنہیں حضرت علی بن ابوطالب نے مجتہد ادا کیا جب جمل
 کے دن ازد کو شکست ہوئی، مہلب ازرقہ کے خوارج سے لڑائی کے اس وقت امیر بنائے گئے جب انہوں نے لشکروں کو شکست دے کر
 شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا، انہوں نے ان کے لئے یہ شرط رکھی کہ جس شہر سے وہ خوارج کو نکالیں گے تو انہیں اس سال خراج پر تصرف
 حاصل ہوگا، انہوں نے ان سے کئی سال لڑائی کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر نو سال بعد ان کی جمیعت کو توڑنے کی
 آسانی پیدا کی۔

وہ زندہ رہے یہاں تک کہ ۸۲ھ میں وفات پائی، بعض کا قول ہے: ۸۳ھ میں فوت ہوئے، وہ ۷۶ سال کے تھے۔

۸۶۳۶ مہلب

بے نسبت۔ ابن شاپہن نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سند نقل کیا ہے کہ ہم سے محمد بن عیینہ نے بحوالہ ذکوان جو ہمارے
 مولیٰ ہیں نقل کیا، فرماتے ہیں:
 مہلب کا شعار حَمْدٌ لَا يَبْصُرُونَ تھا، مہلب کا قول ہے: یہ رسول اللہ ﷺ کا شعار تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ مہلب بن ابو صفروہ ہیں، وہ مرسل روایت کرتے ہیں، جیسا کہ میں نے ان سے پہلے والے سوانح میں بیان کر دیا ہے۔

باب: میم اس کے بعد واؤ

۸۹۳۸ موسیٰ بن شیبہ

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی، اسی طرح ابو حاتم نے ان کی روایت کو مرسل کہا ہے۔

۸۹۳۹ موسیٰ انصاری

یہ بہت جھوٹا شخص ہے، یا بعض کذاب نے اسے گھڑ لیا ہے، ابو فرج بن جوزی نے موضوعات میں حرز ابو دجانہ کا ذکر کرنے کے بعد بطریق محمد بن ادھم قرشی، بحوالہ ابراہیم بن موسیٰ انصاری، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے..... پھر طویل حدیث نقل کی یہ حدیث موضوع ہے، اس کی اسناد منقطع ہے، صحابہ میں ایسا کوئی شخص نہیں جس کا نام موسیٰ ہو، اس کے اکثر رجال مجہول ہیں۔

۸۹۴۰ مؤیک

ابو حسیب سلامانی، ابن شاہین نے ان کا عنوان قائم کیا ہے، اور حرف میم میں ان کا ذکر کیا ہے، اس میں لفظی غلطی ہے۔ اس کے شروع میں فاء ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف واؤ کے بارے میں ہے، اسے بغوی نے بطریق عثمان بن ابی شیبہ اپنی سند سے نقل کیا ہے، اسے بغوی وغیرہ نے حرف فاء میں اس سند سے نقل کیا ہے جسے ابن شاہین نے بیان کیا ہے۔ فدیك نامی لوگوں میں ان کا نام گزر چکا ہے۔

باب: میم اس کے بعد یاء

۸۹۴۱ مینا بن ابی مینا جرار

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے مولیٰ ہیں، انہوں نے اپنے مولیٰ، حضرت عثمان، حضرت علی و ابن مسعود، ابن ہریرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، ان سے ہمام نے روایت کی جو عبدالرزاق کے والد ہیں۔ ابو حاتم رازی کا قول ہے: منکر الحدیث ہے، اس نے صحابہ کے بارے میں منکر احادیث روایت کیں، اس کی روایت کردہ حدیث کی پرواہ نہیں کی جائے گی وہ جھوٹا شخص تھا۔

عباس دوری نے بحوالہ ابن معین فرمایا: ثقہ نہیں، اسی طرح نسائی کا قول ہے، جوز جانی نے کہا: ائمہ حدیث نے ان کے برے عقیدے کی وجہ سے ان کی حدیث کا انکار کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان کا قول ہے: نہ ثقہ ہیں اور نہ مامون ابو زرہ کا قول ہے: قوی نہیں، ترمذی اور عقیلی کا قول ہے: منکر احادیث روایت کیں، عقیلی نے یہ اضافہ کیا ہے، ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جائے گی، ابن عدی کا قول ہے: ان کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شیعیت میں غالی تھے، حاکم رحمہ اللہ نے عجیب کام کیا ہے، انہوں نے مناقب فاطمہ میں بطریق عبدالرزاق نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد، انہوں نے مینا بن ابی ہینا مولیٰ عبدالرحمن بن عوف سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا: مجھ سے احادیث لے لو، اس سے پہلے کہ احادیث باطل روایات سے مل جائیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میں درخت ہوں، فاطمہ اس کی شاخ ہے اور علی اس کا رس ہے....“ **۱** الحدیث، حاکم کا قول ہے: اسحاق، ان کے والد اور ان کے دادا ثقہ ہیں، مینا نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ سے سنا، یہ متن شاذ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں کئی متضاد باتیں ہیں۔

(۱) ان کا یہ قول کہ حدیثی ابی، عن ابیہ اس میں ایک راوی کا اضافہ ہے، یہ روایت تو عبدالرزاق اپنے والد سے بحوالہ مینا نقل کرتے ہیں، عبدالرزاق کے والد اور مینا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

(۲) عبدالرزاق کے دادا ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں معلومات نہیں، نہ ان کا تذکرہ ملتا ہے، نہ روایت۔

(۳) ان کا یہ کہنا کہ ”مینا نے دور نبوی پایا ہے اور نبی کریم ﷺ سے سنا کیا ہے“ قابل تردید ہے۔ اس لئے کہ مینا خود اپنے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد پیدا ہوئے، ان کا بیان ہے کہ وہ اس وقت بالغ تھے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لی گئی، یہ ۲۳ھ کے آخر کا دور ہے، اس لحاظ سے مینا کی ولادت زمانہ نبوی کے آخر میں ہوئی۔

(۴) مینا، یہ حدیث اپنے مولیٰ حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ ابن عدی نے الکامل میں بروایت حسن بن علی بن عیسیٰ بن ابی عبدالغنی، عن عبدالرزاق درج کی ہے، تو یہ حدیث عبدالرحمن کی ہوئی نہ کہ مینا کی۔

(۵) ان کا یہ کہنا ”هذا المتن شاذ“ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ وہ اس میں متفرد ہیں، قطع نظر اس سے کہ اس کے موافق کوئی روایت مل جائے، تو اس پر صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے گا، تو شاذ نہیں، اور اگر یہ مراد ہے کہ یہ اپنے راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود شاذ ہے تو پھر مطابقت اور اختصار کا احتمال ہے۔

حرف نون

قسم اول از حرف نون

باب نون کے بعد الف

۸۶۳۲ نابغه جعدی *

لمبی عمرو والے مشہور شاعر ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے: قیس بن عبد اللہ بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ، بعض کا قول ہے: عدس کے بدلے دوح ہے، جعدہ وہ ابن کعب بن ربیعہ بن عامر بن معصعہ ہیں۔ بعض نے کہا: نابغہ کا نام عبد اللہ ہے، بعض نے کہا: حبان بن قیس بن عمرو بن عدس ہیں، ایک قول ہے: حبان بن قیس بن عبد اللہ بن قیس، بقول بعض: قیس کو عبد اللہ پر تقدیم حاصل ہے، قحذی ابو فرج اصہبانی نے اس پر اعتماد کیا ہے، پہلے قول پر ابن کلبی، ابو حاتم، جستانی، ابو عبیدہ، محمد بن سلام نجی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے، اسے لغوی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، ابو فرج اصہبانی نے نقل کیا ہے کہ وہ غلط ہے، کیونکہ ان کا ایک بھائی تھا، جس کا نام دوح بن قیس تھا، وہ جاہلیت میں قتل ہو گیا، نابغہ نے اس کا مرثیہ کہا۔ *

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ دوح ان کے ماں شریک بھائی ہوں، حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بحوالہ یعلیٰ بن اشدق نقل کیا ہے کہ مجھ سے قیس بن عبد اللہ بن عدس بن ربیعہ نابغہ بن جعدہ نے بیان کیا، پھر حدیث ذکر کی، ابو فرج کا قول ہے: ایک مدت تک انہوں نے شعر و شاعری ترک کر دی، پھر شعر کہنے لگے تو انہیں ”نغ“ کہا جانے لگا، ایک قول ہے: وہ شعر و شاعری کرتے تھے، پھر انہوں نے اسے جاہلیت میں ترک کر دیا، جب اسلام لائے تو پھر شعر کہنے لگے تو انہیں ”نغ“ کہا گیا قحذی کا قول ہے: نابغہ قدیم شاعر تھے، عجیب کلام کہنے والے، جاہلیت اور اسلام میں طویل عمر پانے والے ہیں، کہتے ہیں: انہوں نے نابغہ زبانی سے زیادہ طویل عمر پائی، ان کے اشعار جوان کی لمبی عمر پر دلالت کرتے ہیں یہ ہیں: ص

”سنو! بنو اسد کا گمان ہے کہ میں لمبی عمر والے بیٹے کا باپ ہوں، مجھ سے اگر کوئی میرے بارے میں پوچھے تو میں ختان نامی بیماری کے سالوں والے جوانوں میں سے ہوں جس سال میری ولادت ہوئی اسے گزرے ہوئے ایک سو بارہ (۱۱۲) سال ہو چکے ہیں، زمانے کے حوادث نے مجھے ایسے ہی باقی رکھا ہے جیسے میں نے یمنی تلوار کو باقی رکھا ہے۔“

ابو حاتم بھتانی * کتاب المعمرین میں لکھتے ہیں: دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے، انہوں نے کہا: ﴿
”امامہ نے کہا: کتنی عمر ہے تمہاری، بتوں پر تم نے بھیٹ چڑھائی، میں بازار عکاظ کی جگہ کو اس کے بننے سے
پہلے دیکھ چکا ہوں، اور میں نوجوانوں میں شمار ہوتا تھا، اس وقت منذر بن حرق اپنی بادشاہت پر قائم تھا، میں
نعمان کے ہجائن کے دن موجود تھا، میں نے اتنی عمر پائی کہ احمد بن حنبلہؒ اہدایت لے کر آگئے، اور ایسی آیات
پڑھیں جو کھٹکھٹانے والی تھیں، میں نے اسلام میں داد و دوش کا وہ کشادہ کپڑا پہنا جس میں نہ محرومی ہے، نہ
احسان کا جتلاؤ۔“

ابن عبد البر * کا قول ہے: مؤرخین نے اس بات کو دلیل بنا کر کہا ہے کہ وہ نابغہ زیبانی سے عمر رسیدہ ہیں، کیونکہ انہوں نے
کہا ہے کہ انہوں نے منذر بن حرق کا زمانہ پایا ہے، اور نابغہ زیبانی نے نعمان بن منذر کا زمانہ پایا ہے، نابغہ زیبانی ان سے مدت پہلے
وفات پا گئے تھے، اس لیے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ نابغہ زیبانی، جدی سے بڑے ہیں، عمر بن شبہ نے بحوالہ اپنے شیوخ ذکر کیا ہے کہ ان
کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال تھی، انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے یہ شعر پڑھا: ﴿
”کچھ لوگوں کے ساتھ میں رہا وہ فنا ہو گئے، ان کے بعد پھر کچھ اور لوگوں کا زمانہ میں نے پایا وہ بھی فنا ہو گئے،
تین صدیوں کے لوگ میرے سامنے صفر ہستی سے مٹ گئے، بس اللہ کی ذات ہی ہے جو سب کے عوض ہے۔“

ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ ہر زمانے والوں کے ساتھ کتنا عرصہ رہے؟ انہوں نے کہا: ساٹھ (۶۰) سال۔ *
ابن قتیبہ کا قول ہے: اس کے بعد وہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے زمانے تک زندہ رہے، اور اصہبان میں وفات پائی ان کی عمر دو سو
میں (۲۲۰) برس تھی۔ * مرزبانی نے اسی طرح ذکر کیا ہے، لیکن ان کی عمر میں اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ
حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے تھے، ان کے حضرت معاویہؓ کے ساتھ بھی واقعات ہیں، اسمعیؓ کے حوالے سے
روایت ہے کہ وہ دوستوں (۲۳۰) برس زندہ رہے، ہم نے حاکم کی کتاب میں بطریق نصر بن فضال روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا
گیا کہ انہوں نے سب سے لمبی عمر والے کس شیخ سے ملاقات کی ہے؟ التبع الاعرابی۔ کہتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: آپ
سب سے بڑی عمر والے کس شخص سے ملے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: النابغہ الجعدی۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: آپ نے
جاہلیت کا کتنا زمانہ پایا ہے؟ کہنے لگے: ”دارین“۔ پھر فرماتے ہیں: یعنی دو سو سال، ابو عبیدہؓ معمر بن اُمیؓ کا قول ہے: نابغہ ان لوگوں
میں سے ہیں جنہوں نے جاہلیت میں سوچ و بچار سے کام لیا، شراب، نشہ آور اشیاء کا انکار کیا۔ تقسیم کے تیروں کو چھوڑا اور، بتوں سے
دور رہے، دین ابراہیمی کا پرچار کیا۔ وہی اپنے ایک قصیدے میں کہتے ہیں: ﴿

”تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جس نے یہ نہ کہا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔“

ابو عمر * کا قول ہے: اس قصیدے میں توحید کی اقسام، بعث بعد الموت جزاء و جزا اور جنت جہنم کا اقرار ہے۔ جیسا امیہ بن

* المعمرین (۸۴) * استیعاب (۷۷/۴) * الأوس: عطیہ و غوث

* اسد الغابہ (۶۰۹/۴) * استیعاب (۷۷/۴) * الشعر والشعراء (۲۹۰/۱) * وسط اللالی (۲۴۸/۱)

* الشعر والشعراء (۳۹۵/۱) * الروض الأنف (۵۳/۱) * استیعاب (۷۷/۴)

ابن الصلت کے اشعار ہوتے ہیں۔ بقول بعض: یہ امیہ کا شعر ہے۔ لیکن حماد راویہ، یونس بن حبیب، محمد بن سلام حمی اور علی بن سلیمان

الانخس نے نابذ کا صحیح قرار دیا ہے۔ میں نے قاہرہ میں علی بن محمد دمشق کے سامنے قاہرہ میں عن سلیمان بن حمزہ وہ فرماتے ہیں: ہمیں علی بن الحسین نے زبانی بتایا کہ ابوالقاسم ابن البتاء نے، ہمیں تحریر بتایا۔ ابوالنصر الطوسی، ابوطاہر الخلیص، ابوالقاسم بغوی، داؤد بن رشید، ان کے سلسلہ سند میں یعلیٰ بن الاشدق سے روایت ہے کہ میں نے نابذ الجعدی کو کہتے سنا: میں نے نبی ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھا: ﴿

بلغنا السماء مجدنا وجدودنا وانا لنرجو فوق ذلك مظهرا

”ہمیں ہماری قدر و منزلت اور عزت نے آسمان تک پہنچا دیا جبکہ ہم اس سے زیادہ اوپر کی ظاہر ہونے کی جگہ کے امیدوار ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہللیٰ، مظهر کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی: جنت میں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، پھر کہا: ﴿

ولاخير في حلم اذا لم يكن له بواذر تحمي صفوه ان يكدوا

”اس بردباری، برداشت اور عقلمندی میں کوئی بھلائی نہیں جس کی ایسی علامات نہ ہوں جو اس کی صفائی کو مکمل کر دے خراب ہونے سے بچا سکیں۔“

ولا خير في جهل اذا لم يكن له حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا

”اور نہ اس جہالت میں کوئی بھلائی ہے جس کے لیے کوئی بردبار نہ ہو جب وہ کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب دے دے۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ”اللہ تمہارے دانت سلامت رکھیں۔“ اسی طرح یہ روایت بزارہ حسن بن سفیان نے اپنی اپنی سند میں، ابو نعیم نے ”تاریخ اصحابان“ میں اور شیرازی نے ”اللقاب“ میں سب کے سب بروایت یعلیٰ بن الاشدق نقل کرتے ہیں۔ جو ایسا راوی ہے جس کی حدیث ساقط الاعتبار ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: یہ روایت یعلیٰ سے ایک جماعت نقل کرتی ہے جن میں ہاشم بن قاسم حرانی، ابوبکر باہلی اور عروہ العرقی سرفہرست ہیں۔ لیکن ان کی متابعت کی گئی ہے۔ ہمیں خطابی کی غریب الحدیث میں ایک واقعہ ملا ہے اور مرجی کی کتاب العلم میں بطریق مہاجر بن سلیم عن عبد اللہ بن جراد مروی ہے کہ میں نے نابذ الجعدی کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنا یہ شعر پڑھا: عَلَوْنَا السَّمَاءَ، تو آپ ناراض ہو گئے۔ اور فرمانے لگے: ابوہللیٰ! مظهر کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: جنت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! ان شاء اللہ تعالیٰ“، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا شعر مجھے سناؤ۔“ تو میں نے یہ دو اشعار سنائے، ولاخير في حلم، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہت اچھا! اللہ تمہارا منہ سلامت رکھے۔“ تو میں نے ان کے دانت دیکھے تو جیسے او لے ہوتے ہیں، نہ ان کا کوئی دانت جدا ہوا اور نہ نکل کر گیا۔

اور ہم نے مؤلف میں، دارقطنی کے مختلف میں، ابن سکین کے صحابہ، وغیرہ کتابوں میں بطریق رجال بن منذر روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد کرز بن اسامہ نقل کیا ہے، انہیں نابذ جعدی کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے، پھر

الاصول في تبيين الصحاح (جلد ۳۱)

اس روایت کو اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے سلفی کی کتاب اربعین البلدانیہ میں بطریق ابو عمرو بن علاء، بحوالہ نصر بن عاصم لیثی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں نے نابذہ کو کہتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے یہ شعر سنایا: "أُمِّیْف رسول اللہ... شعر، اس کے بعد بلغنا السماء... شعر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہاں تک؟ اے ابولہی؟" میں نے کہا: جنت تک، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان شاء اللہ..."۔ جب میں نے آپ کو اپنا یہ شعر سنایا: ولا خیر فی جہل اور ولا خیر فی حلم۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، اللہ تمہارا منہ سلامت رکھے۔ تو بقیہ عمران کے دانت سب لوگوں سے اچھے تھے، جب بھی کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا۔ اس وقت وہ عمر رسیدہ تھے۔

ہم نے اسے مسند حارث بن ابی اسامہ میں بطریق حسن بن عبید اللہ غیری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے نابذہ جعدی سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے: "ہم ایسی قوم ہیں جب ہم دشمن سے ملتے ہیں تو ہم اپنے گھوڑوں کو نہیں موڑتے یہاں تک کہ وہ خود ہی ہٹ جائیں یا بدک جائیں، جنگ کے دن ہم اپنے گھوڑوں کے رنگ نیزہ بازی کی وجہ سے بھول جاتے ہیں۔ حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ہم سفید کو سرخ سمجھنے لگتے ہیں، ہمارے لیے یہ بات اچھی نہیں ہوتی کہ ہم ان گھوڑوں کو صحیح سالم لوٹائیں، اور نہ یہ بات عجیب سمجھی جاتی ہے کہ ان پر گرد و غبار پڑے، ہم نے آسمان کی بلند یوں کو چھو لیا..." بقیہ قصیدہ اسی طرح ہے۔"

ہم نے اس روایت کو مسلسلۃً بالشعراء بروایت دعلج بن علی شاعر، عن ابی ثواس، عن والیہ بن خباب، عن فرزدق، عن طرماح، بحوالہ نابذہ، یہ روایت ابو زر عبد رازی جو متاخر ہیں ان کی کتاب الشعراء میں موجود ہے۔

"مَنْ جَاوَزَ الْمَائَةَ" نامی کتاب میں ان کے حالات اور جو جو گوئی ان کے اور ماجریات کے درمیان جیسے لیلیٰ اخیلیہ توبہ کی محبوبہ، اور اوس مزنئی وغیرہ کے درمیان جاری رہی، طویل انداز سے اس کتاب میں بیان ہوئی ہے، ابو نعیم نے تاریخ اصہبان میں لکھا ہے کہ یہ وہ قیس بن عبد اللہ ہیں جو اصہبان میں فوت ہوئے، لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے انہیں حارث بن عبد اللہ بن عوف بن اصرم کے ساتھ اصہبان روانہ کیا تھا، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اصہبان کے والی تھے اور پھر بطریق امام اصمعی رضی اللہ عنہ عن حانی بن عبد اللہ عن ابیہ عن عبد اللہ بن صفوان مسنداً نقل کیا ہے کہ نابذہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ ابن عبد البر * نے نقل کیا ہے کہ نابذہ کا قصیدہ تقریباً دو سو (۲۰۰) اشعار پر مشتمل طویل قصیدہ ہے۔ اس کا مطلع ہے: "میرے دوستو! گھڑی بھر آنکھیں میچ لو یا چھوڑ دو جو کچھ زمانے نے تمہیں نہیں کیا ہے، اس پر ملامت کرو یا چھوڑ دو۔"

اسی میں کہتے ہیں: ط

"میں اس وقت اللہ کے رسول کے پاس آیا جب آپ ہادی بن کے آئے اور آپ ایسی کتاب کی تلاوت کیا کرتے تھے جو کہکشاں کی طرح روشن تھی۔"

اسی میں سے یہ اشعار ہیں:

”میں نے فاتح کی اتنی مشقت اٹھائی کہ مجھے یہ بھی محسوس نہ ہوا کہ میرے ساتھ جو ہے جب وہ چمکتا ہے، سہیل ستارہ ہے پھر وہ ڈوب جاتا ہے۔ میں تقویٰ پر قائم رہتا ہوں اور تقویٰ کے کاموں پر راضی ہوں اور میں اس جہنم سے جس کا لوگ خوف کرتے ہیں زیادہ ڈرنے والا ہوں۔“

ابو نعیم فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ پورا قصیدہ نبی ﷺ کے سامنے پڑھا ہے، پھر ابو عمر، ابو الفرج ریاشی تک اپنی سند سے لکھتے ہیں کہ اس قصیدے میں سے چوبیس (۲۴) اشعار ہیں۔

عمر بن شبہ، مسلمہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ نابذ جعدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ تاریخ اصہبان میں ابو نعیم کا بیان ہے اور ابن ابی خنیسہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ زبیر بن بکار روایت کی ہے، اور مجھ سے میرے بھائی ہارون بن ابی بکر نے عن یحییٰ بن ابی قحیلہ، عن سلیمان بن محمد بن یحییٰ بن عروہ، عن ابیہ، عن عمہ عبداللہ بن عروہ بیان کیا: نابذ بنی جعدہ پر خشک سالی مسلط ہوئی تو وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد حرام میں آئے اور یہ اشعار سنائے، جب تم ہمارے والی بنے تو تم نے ہمارے سامنے صدیق اکبر، عثمان غنی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم جیسی مثال پیش کی، جس سے نادار شخص نے راحت پائی۔ آپ نے لوگوں میں حق دینے میں برابری کی یہاں تک کہ وہ برابر ہو گئے، پھر رات کی تاریکی میں پھنسا ہوا روز روشن کی طرح لوٹ آیا، ابولیلیٰ آپ کے پاس آیا ہے، تاریکیاں یعنی شب و بجور اسے لق و دق صحراؤں میں گھمراہی ہیں، تاکہ آپ اس کی اس جانب کو مرمت کریں، جسے راتوں کی گردش اور سخت زمانے کے اتار چڑھاؤ نے توڑ دیا ہے۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے گئے: ابولیلیٰ! اپنے اوپر رحم کیجئے! کیونکہ اشعار آسان ہیں اور آپ کا سوال کتدہ ہمارے پاس ہے۔ اللہ کے مال میں آپ کا دہرا حق ہے۔ ایک حق رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرنے کی وجہ سے اور دوسرا حق آپ کا مسلمانوں کے ساتھ غلیحوں میں شرکت کی بنا پر، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر دارالعلم (اصطبل) میں لے گئے جہاں سے انہیں سات اونٹنیاں، بار برداری کے جانور اور گھوڑے دیئے اور ان پر گندم، کھجوریں اور کپڑے لاد دیئے۔ نابذ جلدی کرنے لگے اور صرف دانے کھانے لگے۔

ابن زبیر فرماتے گئے: ابولیلیٰ کا بھلا ہوا نہیں سخت بھوک لگی ہے۔ نابذ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قریش جب بھی والی و حکمران بنے تو انہوں نے عدل کیا۔ رحم کی درخواست کی گئی تو رحم کیا بات کی توبیخ بولا، جو اچھا وعدہ کیا اسے پورا کیا، میں اور انبیاء اور تابعین کی جماعت ﴿عرش کے سامنے تلے ہوگی﴾۔ یہ حدیث ہمیں عالی سند سے حدیث ابن الزبیر سے موافق ملی ہے، قرأت علی فاطمة بنت محمد بن المنجدی بدمشق عن سلیمان بن حمزہ، ابانا محمود بن ابراہیم فی کتاب ابانا مسعود بن حسن ابانا ابوبکر السمسار ابانا ابواسحاق بن خروشدہ، ابانا ابو الحسن المخزومی۔ فرماتے ہیں: ہم سے زبیر بن بکار نے مکمل حدیث بیان کی۔ اسے ابن جریر نے اپنی تاریخ میں ابن ابی خنیسہ سے اور ابو الفرج الاصہبانی نے ”الاعانی“ میں ابن جریر سے اور ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں ہارون سے اور ابن اسکن نے محمد بن ابراہیم الانماطی سے اور طبرانی ”المعجم“ میں عن حسین بن الفہم اور ابو الفرج اصہبانی نے حرمی بن العلاء سے تیوں زبیر سے نقل کرتے ہیں جو ہمیں عالی کے بدل واقع

ہوئی۔ ابو نعیم نے بحوالہ طبرانی اطراف میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۳۳ نابل الحبشی (ایمن کے والد)

ابو احمد الصنابل کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جو ان کی ملاقات پر دلالت کرتی ہو، ابو موسیٰ نے ذیل میں بطریق البوش بحوالہ ایمن بن نابل، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی شخص نے رسول اللہ ﷺ کو دو اونٹنیاں ہدیہ دیا، آپ ﷺ نے انہیں بدلہ دیا تو انہوں نے دو مرتبہ انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ قریشی، انصاری اور ثقفی کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔“ ابو موسیٰ کا قول ہے: اسے ایک جماعت نے بحوالہ بکار نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہیں۔

۸۶۳۴ ناجیہ بن اعجم اسلمی

ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی اولاد نہیں۔ انہوں نے بحوالہ واقدی، انہوں نے عطاء بن ابی مروان سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے ان چودہ (۱۴) افراد نے نقل کیا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور اسلام لائے تھے کہ ناجیہ بن اعجم وہ شخص ہیں جو حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ کا وہ تیرے کریم پانی والے کنوئیں میں اترے تھے، جو آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے انہیں عطا فرمایا تھا، اور انہیں حکم دیا تھا کہ اسے پانی میں گاڑ دیں، اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی ڈال دیں، انہوں نے ایسا ہی کیا، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے، کنوئیں میں اترنے والے ناجیہ بن جنذب تھے، جیسا کہ ان کے سوانح میں آئے گا، عطوی کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اسلم کو فتح کے دن دو جھنڈے دیئے، ان میں سے ایک ناجیہ بن اعجم کو اور دوسرا بريدہ بن حصیب کو دیا۔ اسے ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، اور بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں انہیں نہیں جانتا، ابن شاپین نے صحابہ میں فرمایا: مدینہ میں خلافت معاویہ کے آخر میں فوت ہوئے۔

۸۶۳۵ ناجیہ بن جنذب

بن عمیر بن میسر بن دارم بن وائلہ بن سہم بن مازن بن سلمان بن اسلم اسلمی، ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے بعض اہل علم نے قبیلہ اسلم کے کئی لوگوں سے روایت کیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کا تیرے کرکنوئیں میں اترے تھے وہ ناجیہ بن جنذب اسلمی، رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں والے ہیں فرماتے ہیں: بعض اہل علم کا گمان ہے کہ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں: میں کنوئیں میں اترتا تھا۔ ابن اسحاق کا قول ہے: قبیلہ اسلم کا کہنا ہے کہ انصار کی ایک باندی اپنا ڈول لے کر آئی اور ناجیہ کو لوگوں کو کنوئیں میں سے

استیعاب (۸۳/۴) المعجم الكبير (۹۳۳/۱۸) مجمع الزوائد (۲۵/۱۰) اسد الغابہ (۲۱۱/۴) استیعاب (۸۳/۴)

اسد الغابہ (۵۱۶۴) تجرید (۱۰۰/۲) طبقات الكبير (۳۱۴/۴)

اسد الغابہ (۵۱۶۵) استیعاب (۲۶۸۶) تجرید (۱۰۰/۲)

السيرة النبوية (۲۴۳/۳)

ڈول بھر بھر کے دے رہے تھے تو اس نے کہا:

”اے ڈول بھرنے والے! میرا ڈول لے لے، میں نے دیکھا ہے کہ لوگ تیری تعریف کرتے ہیں۔“

تو انہوں نے کہا:

”یعنی باندی آئی اور میں لوگوں کو ڈول بھر بھر کے دے رہا ہوں، میرا نام ناجیہ ہے۔“

سعید بن عفیر کا قول ہے: ان کا نام ذکوان تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام ناجیہ رکھا، جب انہوں نے قریش سے نجات پائی، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے: ناجیہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں والے تھے وہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں مدینہ میں وفات پا گئے۔ *

حسن بن ابوسفیان نے اپنی مسند میں بطریق موسیٰ بن عبیدہ، بحوالہ عبد اللہ بن عمرو بن اسلم، انہوں نے ناجیہ بن جندب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم غمیم میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قریش کی خبر آئی کہ انہوں نے خالد بن ولید کو گھڑ سواروں کے دستے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کے لیے روانہ کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے لڑائی کو ناپسند کیا، آپ ﷺ ان پر مہربان تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا کوئی شخص ہے جو ہمیں اس راستے کے علاوہ دوسرے راستے سے لے جائے؟“ میں نے کہا: میں، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرماتے ہیں، میں انہیں ایسے راستے سے لے گیا جو دشوار گزار اور گھائیوں والا تھا، زمین میرے لیے ہموار ہو گئی یہاں تک کہ میں نے انہیں حدیبیہ میں جاتا ہوا، ان دنوں اس سے پانی لیا جاتا تھا، فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اس میں اپنے ترکش سے ایک یا دو تیر ڈالے پھر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تیر والوں کو واپس بلایا، جس سے اس کے جیشے بنے گئے یہاں تک کہ میں کہنے لگا: اگر ہم چاہیں تو اپنے پیالے بھر لیں، ابن مندہ کی کتاب المعرفة میں ہمیں یہ روایت عالی سند سے ملی ہے۔ اسی طرح اسے ابن سکین اور طبرانی نے بطریق موسیٰ بن عبیدہ نقل کیا ہے۔ انہیں اس بارے میں شک ہے کہ وہ ناجیہ بن جندب ہیں یا جندب بن ناجیہ، موسیٰ ضعیف ہیں، ناجیہ بن جندب کی ایک اور حدیث ہے جسے ابن مندہ نے مجزاً ابن زاہر کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، انہوں نے ناجیہ بن جندب سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا۔ جب قربانی کے جانور روک دیے گئے تھے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ قربانی کے جانور بھیجیں تاکہ میں انہیں حرم میں ذبح کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کیسے کرو گے؟ فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں انہیں ایسی وادی سے لے جاؤں گا جس پر ان کو دسترس نہیں، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں میرے سپرد کر دیا، میں نے انہیں حرم میں ذبح کر دیا۔

ابن مندہ کا قول ہے: مخول بن ابراہیم نے اسے اسرائیل سے، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسے ان سے ابو حاتم رازی وغیرہ نے روایت کیا ہے اسی طرح منقول ہے۔

اسے نسائی نے بطریق عبد اللہ بن موسیٰ، بحوالہ اسرائیل انہی الفاظ میں نقل کیا ہے، اسے ابو نعیم نے بطریق محمد بن عمرو بن محمد

* جامع المسانید والسنن (۱۸۸/۱۲) استیعاب (۸۳/۴)

* مؤطا امام مالک (۸۸۰) جامع المسانید والسنن (۸۸/۱۲) اسد الغابہ (۶۱۲/۴) استیعاب (۸۳/۴)

* جامع المسانید والسنن (۸۸/۱۲) (۸۹۰)

عمری، بحوالہ اسرائیل نقل کیا ہے، لیکن اس میں فرماتے ہیں: عن ناجیہ جندب، عن ابیہ، اسی طرح اسے طحاوی نے بطریق تحول نقل کیا ہے۔

۸۶۳۶) ناجیہ بن عمرو حضرمی

ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے ابن قانع اور طبرانی نے بطریق سلمہ بن رجاء بحوالہ عائذ بن شرح نقل کیا ہے کہ انہوں نے انس بن مالک، شعیب بن عمرو، ناجیہ بن عمرو سے سنا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مہندی کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔۔۔۔۔ بنوی نے اسے ناجیہ اسلمی کے سوانح میں ذکر کیا ہے، انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم!

۸۶۳۷) ناجیہ بن عمرو خزاعی

اسے ابن مندہ نے کتاب الموالاتہ میں ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن عبد اللہ بن یعلیٰ بن مرہ، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں جس کا دوست ہوں علی اس کا دوست ہے۔“ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذآئے قتل لوگوں کو یہ یاد دلایا تو دس سے زیادہ آدمیوں نے اس کا اقرار کیا، ان میں ابویوب، ناجیہ بن عمرو خزاعی بھی ہیں، اسے ابویوسیٰ نے حضرمی کے سوانح میں ذکر کیا ہے، جو اس سے پہلے گزرے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اور ہیں۔

۸۶۳۸) ناجیہ بن کعب خزاعی

ابن شاپین وغیرہ نے ان میں اور ان سے پہلے والے میں فرق کیا ہے، امام مالک نے موطا میں بحوالہ ہشام بن عروہ، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ناجیہ بنی کریم رضی اللہ عنہم کے قربانی کے جانوروں والے تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: جو اونٹ تھک جائے اس کا کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو اونٹ تھک جائے اسے ذبح کر دیں، پھر اس کے گھر اس کے خون میں لت پت کریں پھر لوگوں کو کھانے دیں۔۔۔۔۔ (المحدث)

اسی طرح اسے شعیب بن اسحاق، حماد بن سلمہ، ابو خالد آخری نے نقل کیا ہے، وکیع نے بحوالہ ہشام، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ناجیہ سے نقل کیا ہے، اسے احمد نے نقل کیا ہے اور وکیع بن عیینہ، عبدہ، جعفر بن عون، روح بن قاسم وغیرہ نے بحوالہ ہشام ان کی متابعت کی ہے۔

اسے ابن خزیمہ نے بطریق عبد الرحیم بن سلیمان، انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: حدیثی ناجیہ اس کے موصول اور مرسل ہونے میں ابو معاویہ وہب بن خالد وغیرہ سے آگے اختلاف ہے، ان میں سے کسی نے ناجیہ کے والد

۱) ہشامی (۱۶۲، ۱۶۱/۵) المعجم الكبير (۷/۷۲۳۴) الاحاد والمثنائى (۵/۳۱۶) جامع المسانيد والسنن (۱۲/۱۹)

۲) اسد الغابہ (۵۱۶۹) تجرید (۱۰۱/۲)

۳) ترمذی (۲۷/۲) مسند احمد (۴/۳۷) مستدرک حاکم (۳/۱۰۹) صحيح ابن حبان (۶۹۳۱)

۴) المعجم الكبير (۵/۴۹۶۹) جامع المسانيد والسنن (۱۲/۹۱) اسد الغابہ (۴/۲۱۳)

۵) اسد الغابہ (۵۱۷۰) تجرید (۱۰۱/۲) مؤطا (۸۸۰)

۶) مسند احمد (۴/۶۴) (۴/۲۲۴)

الکتاب فی التفسیر (جلد ۱) (۲۳۶)

کا نام نہیں لیا۔ لیکن بعض نے کہا: خزاعی، بعض نے کہا: اسلمی، تعدد بعید نہیں، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا ہے کہ ذؤیب خزاعی نے ان سے بیان کیا کہ وہ بھی اذنوں کے ساتھ موجود تھے۔

اسے ابن ابی شیبہ نے بطریق عروہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر تاجیہ خزاعی کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ ابو فتح ازدی اور ابوصالح مؤذن نے یقین سے کہا ہے کہ عروہ، تاجیہ خزاعی سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلمی نہیں۔

۸۶۴۹ تاجیہ طفاوی

ابن مندہ کا قول ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے۔ وہ قرآن پاک لکھا کرتے تھے اور بطریق فروہ بن حبیب نقل کیا ہے کہ ہم سے براء بن عازب نے بحوالہ واصل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جنہیں تاجیہ طفاوی کہا جاتا تھا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پانچ نمازیں پڑھائیں۔ * طبرانی نے بطریق فروہ بن حبیب اس سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: تاجیہ مصاحف لکھا کرتے تھے، ان کے پاس ایک خاتون آئی.... پھر طویل قصہ ذکر کیا۔

۸۶۵۰ ناسج حضرمی

ابو فتح ازدی نے مفردات صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: ناسج، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے شریل بن صفحہ نے روایت کی، ابن شاپین نے بطریق ولید بن مسلم، بحوالہ ناسج حضرمی نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اودادیموں کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کی خرید و فروخت میں قسم کھا رہے تھے۔ پھر بکری کے پاس سے گزرے جسے اس آدمی نے خرید لیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے ایک نے واجب کر لی۔" * ابن ابی حاتم * کا قول ہے: بخاری رحمہ اللہ نے ناسج حضرمی نقل کیا ہے، اسے میرے والد نے بدل دیا، فرماتے ہیں: وہ عبداللہ بن ناسج ہیں۔ میں کہتا ہوں: عبداللہ نامی لوگوں میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۵۱ ناعم بن اُجیل

ہرماتی، مولیٰ ام سلمہ، مستغفری کا قول ہے: بردی نے اپنی سند سے جو مجہول ہے بحوالہ لیث نقل کیا ہے کہ وہ صحابہ میں سے

ہیں۔ ابن یونس نے بطریق ابن لہیعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نام ہمدان کے عزت والے گھرانے میں سے تھے، جاہلیت میں وہ قیدی بنائے گئے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے، انہوں نے انہیں آزاد کر دیا۔

ابن یونس کا قول ہے: نام ان فقہاء میں سے تھے جنہوں نے یزید بن ابی حبیب کا زمانہ پایا، ابونصر اسود بن عبد الجبار کا قول ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ ۸۰ھ میں فوت ہو گئے، اسی طرح ابو عمر کندی نے اہل مصر کے موالیٰ میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جاہلیت میں قیدی بنائے گئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کیا۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صحابی ہیں، اس لیے اس احتمال کی وجہ سے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن سعد، یعقوب بن سفیان اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

(۸۶۵۲) نافع (موتی رسول اللہ ﷺ)

عسکری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی مستند حدیث معلوم نہیں اور بطریق کعب بن علقمہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے نافع، موتی رسول اللہ ﷺ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے اونٹ پر خطبہ دیا، پھر آگے بڑھے اس کے بعد نیچے اتر آئے، پھر سنگوں والا مینڈھا منگوا دیا، اسے ذبح کیا، اور فرمایا: یہ علی اور آل علی کی طرف سے ہے۔

ابن فتحون نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: طبرانی نے تہذیب الآثار میں بطریق کعب بن علقمہ اس ثقہ کو نقل کیا ہے، ابن فتحون کا قول ہے: بخاری رحمہ اللہ نے نافع بن ایمل کا ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن یونس نے نافع بن ایمل کے سوانح میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی، عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے نقل کیا ہے، رواۃ میں ان کے حوالے سے کعب بن علقمہ نے ذکر کیا ہے وہ دونوں ایک ہیں، ہو سکتا ہے کہ جس نے ان کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ موتی رسول اللہ ﷺ ہیں، انہوں نے اسے جائز کہا ہو، اس وجہ سے کہ وہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۸۶۵۳) نافع بن بزیل

بن ورقاء غزالی، قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شہید ہوئے، ان کے والد کا ذکر حرف باء میں اور ان کے بھائی کا ذکر عبد اللہ نامی لوگوں میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ مغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابوبکر وغیرہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو کو اہل نجد کی طرف مسلمانوں میں سے ستر (۷۰) بہترین آدمیوں کے ساتھ بھیجا، ان میں سے حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، فروہ بن اسامہ، نافع بن

بدیل بن ورقاء خزاعی ہیں، وہ سب شہید ہو گئے۔ ابن رواحہ، نافع کی موت کی خبر دیتے ہوئے کہتے ہیں: **ع**
 ”اللہ تعالیٰ نافع بن بدیل پر رحم فرمائے، وہ جہاد کا ثواب چاہنے والا، صبر کرنے والا، سچی بات کہنے والا تھا، جب
 لوگ اکٹھے ہوتے تو صحیح بات کہتا۔“

اسے ابوسعید سکری نے دیوان حسان بن ثابت میں نقل کیا ہے اس میں تیسرے شعر کا اضافہ کیا ہے۔
 مذکورہ روایتی بزم معونہ کی طرف تھی، کئی راویوں نے جن میں ابن کلبی بھی ہیں، انہوں نے حمیرہ میں وضاحت کی ہے کہ نافع
 بزم معونہ میں شہید ہوئے۔

۸۶۵۳ نافع بن حارث خزاعی

نافع بن عبدالحارث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۵۵ نافع بن حارث

بن کلدہ ثقفی، ابوبکرہ کے ماں شریک بھائی ہیں، ابوعمر کا قول ہے: انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا
 ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس طائف سے آئے تھے، ان کی والدہ سمیہ مولاء حارث تھیں۔
 ابن سعد کا قول ہے: حارث نے ان کا دعویٰ کیا ہے، اور اعتراف کیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے، لہذا ان کا نسب اس سے ثابت ہوا،
 وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ میں گھوڑوں کو لازم پکڑا تھا۔ **ع** یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مغیرہ کے خلاف گواہی دی،
 انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے بصرہ میں زمین کا ٹکڑا مانگا تھا۔ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ کو لکھا کہ انہیں دس جراب زمین دے
 دیں، اس میں کسی مسلم یا ذی کا حق نہ ہو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابن ابی شیبہ نے بطریق محمد بن عبید اللہ ثقفی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ثقیف میں سے ایک شخص آیا اسے نافع ابو عبد اللہ عمر کہا
 جاتا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے بصرہ میں اونٹوں کو لازم کر لیا تھا۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہمارے ہاں ایسی زمین ہے جو خراج
 والی نہیں اور کسی کو نقصان نہیں دیتی، مجھے اس میں سے کچھ زمین عطا فرمائیں۔ میں اس پر اپنے گھوڑوں کا اصطلیل بناؤں گا، کہتے ہیں:
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ جیسا یہ کہہ رہے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو انہیں اس میں سے دے دیں۔ ابن سعد نے ان کے سوانح
 میں حدیث نقل کی ہے، میں اسے نافع کے آخر میں ذکر کروں گا۔

۸۶۵۶ نافع بن زید حمیری

ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق زکریا بن یحییٰ بن سعید حمیری بحوالہ ایاس بن عمرو حمیری نقل کیا
 ہے کہ نافع بن زید حمیری، قبیلہ حمیر کے افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں آئے۔ انہوں نے کہا: ہم آپ کے

اسد الغابہ (۵۱۶۹) تجرید (۱۰۲/۲) اسد الغابہ (۵۱۷) استیعاب (۲۶۲۲)

اسد الغابہ (۵۲/۴) جامع البسائید والسنن (۹۵/۱۲) اسد الغابہ (۲۱۶/۴)

اسد الغابہ (۵۱۷۲)

پاس آئے ہیں تاکہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں، اور اس کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ تھا، اس کا عرش پانی پر تھا، پھر قلم کو پیدا کیا اور فرمایا: لکھو جو کچھ ہونے والا ہے، پھر آسمانوں، زمین اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا، پھر عرش پر قرار پکڑا۔“ *

اس میں بہت سے مجہول راوی ہیں۔

۸۶۵۷ نافع بن سلیمان عبدی *

بعض کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ سے حدیث یاد کی، اس وقت وہ کم عمر تھے، اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: مجھے سلیمان بن نافع عبدی نے حلب میں بتایا، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ منذر بن ساوی بحرین سے آئے ان کے ساتھ اور لوگ تھے، میں اس وقت لڑکا تھا، ان کے اونٹوں کو تھامے رکھتا، وہ اپنے ہتھیار ساتھ لے گئے اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، منذر نے اپنے ہتھیار رکھے، اپنے پاس جو کپڑے تھے وہ پہنے، اپنی داڑھی پر تیل لگایا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، میں اونٹوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا، منذر کا قول ہے: مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم میں ایسی بات دیکھی ہے جو تمہارے ساتھیوں میں نہیں ہے۔“ میں نے کہا: کیا وہ میری فطرت میں ہے یا میں نے خود اختیار کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ تمہاری فطرت میں ہے۔“ جب وہ لوگ اسلام لے آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قبیلہ عبد قیس خوشی سے اسلام آیا اور لوگ مجبوری سے اسلام لائے۔“ * سلیمان کا قول ہے: میرے والد ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔

اسے طبرانی * اور ابن قانع دونوں نے بحوالہ موسیٰ بن ہارون بحوالہ اسحاق نقل کیا ہے، موسیٰ کا قول ہے: اسحاق کے ہاں اس سے اعلیٰ سند کی روایت نہیں۔

اسے ابن بشران نے اپنے امالی میں بحوالہ دج، انہوں نے موسیٰ اور سلیمان سے نقل کیا ہے، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد سے ذکر کیا ہے، اس میں تخرج کا ذکر نہیں کیا۔

وہ قصہ جسے منذر بن ساوی کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ اٹھ کا ہے۔ ان کا نام منذر بن جاندہ ہے، میرے خیال میں سلیمان کو اپنے والد کی عمر کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ اس لیے کہ وفود کے سال وہ لڑکے تھے اور اتنی مقدار زندہ رہے تو ایک سو بیس (۱۲۰) سال تک زندہ رہے ہوں گے جو باطل ہے، شاید انہوں نے کہا ہو کہ وہ ایک سو دس (۱۱۰) سال تک زندہ رہے۔ اس لیے کہ حضرت ابوطیفل فوت ہونے والے وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا اور ان کی وفات زیادہ سے زیادہ ایک سو دس

* بخاری (۳۱۹۱) (۷۴۱۸) ترمذی (۳۹۵۱) مسند احمد (۴۲۶/۹) (۴۳۶/۴) صحیح ابن حبان (۶۱۴۲)

* اسد الغابہ (۵۱۷۹) تجرید (۱۰۲/۲)

* ابوداؤد (۵۲۲۵) مسند احمد (۲۰۵/۴) صحیح ابن حبان (۷۲۰۳) ابن ابی عاصم الاحاد والمثنائی (۲۶۶، ۲۶۵/۳)

سنن کبریٰ (۱۰۲/۲) دلائل نبویہ (۳۲۸، ۳۲۷/۵) مجمع الزوائد (۳۸۸، ۳۸۷/۹)

* معجم الکبیر (۷۹۹۲)

(۱۱۰) ہجری بتائی جاتی ہے۔ صحیحین میں یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا: اس رات کے سو (۱۰۰) سال بعد زمین پر موجود لوگوں میں سے کوئی نہیں رہے گا۔ اس سے مراد صدی کا اختتام تھا، ایسا ہی ہوا۔

۸۶۵۸ نافع بن سہل انصاری

اشہلی، عمر بن شبہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یمامہ میں شہید ہوئے، ابن فتحون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۵۹ نافع بن ظریب

بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف، نوفلی، عدوی کا قول ہے: مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا۔ * زبیر بن بکار کا قول ہے: ظریب کے ہاں نافع کی ولادت ہوئی، ان کی والدہ صفیہ بنت عبد اللہ بن جہاد کنانیہ ہیں، وہ ام قائل، ام محمد بن جبیر بن مطعم کے والد ہیں، ان کی والدہ عقبہ بنت ابی رہاب ہیں، جن سے عقبہ بن حارث نے نکاح کیا، پھر اس حبشی خاتون کے اس کہنے کی وجہ سے جدائی اختیار کی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، تو عقبہ نے ان سے جدائی اختیار کر لی، تو ان نافع نے اس سے نکاح کر لیا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ بلاذری کا قول ہے: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا، ایک قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن پاک لکھے۔

۸۶۶۰ نافع بن عبد حارث

بن حبالہ بن عمیر بن عثمان خزاعی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ابو طفیل وغیرہ نے روایت کی، بخاری و شیعہ کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو فتح کے دن اسلام لائے۔ *

ابن عبد البر کا قول ہے: * کبار اور صاحب فضیلت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ بعض کا قول ہے: فتح کے دن اسلام لائے اور مکہ میں فروکش ہوئے اور ہجرت نہیں کی۔ *

واقدی نے انکار کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو۔

ابن حبان، عسکری اور دوسرے لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سنن، مسند احمد * میں ان کی حدیث ہے: یہ انسان کی سعادت ہے کہ اس کا پڑوسی اچھا ہو۔

ابراہیم حربی کی روایت میں ہے: نافع بن حارث اس میں عبد نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ عبد موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

* اسد الغابہ (۵۱۸۴) استیعاب (۲۶۲۶) تجرید (۱۰۲/۲) * اسد الغابہ (۲۱۹/۴) جمہورۃ (۱۱۶)

* اسد الغابہ (۲۱۵/۴) استیعاب (۲۶۲۸) تجرید (۱۰۲/۲) * طبقات کبریٰ (۲۴۲/۳) (۴۶۲/۵)

* جامع المسانید والسنن (۹۷/۱۲) اسد الغابہ (۲۱۵/۴) * مسند احمد (۴۰۷/۳)

میں مکہ کا امیر بنایا، بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا: نافع بن عبد حارث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے صفوان بن امیہ سے مکہ میں بیل خانہ خریدی۔

۸۶۶۱ نافع بن عبد عمرو

بن عبد اللہ بن نعلہ بن عوف بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب بن اخی معمر بن نعلہ، زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ان کا بیٹا عبد اللہ حرہ کے دن شہید ہوا، اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔

۸۶۶۲ نافع بن عبد القیس فہری

عاص بن وائل کے ماں شریک بھائی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ فتح مکہ میں شریک تھے۔ جیسا کہ عبد القیس نے توح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عمرو نے انہیں برقہ کی طرف بھیجا، یہ ابو عمر کی شرط کے مطابق ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے جو انہوں نے نقل کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قریش کا ہر شخص موجود تھا، یہ قریشی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، یہ شرط کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

۸۶۶۳ نافع بن عتبہ

بن ابی وقاص بن زہرہ بن کلاب بن اخی سعد، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، جابر بن سرہ نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ ان کے چچا زاد ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، صحیح مسلم میں ان کی حدیث ہے۔

۸۶۶۴ نافع بن عجبیر

بن عبد یزید بن مطلب بن عبد مناف قرشی، رکانہ کے بھتیجے ہیں، بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن علی بن شافع، بحوالہ نافع بن عجبیر بن عبد یزید نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ شیمہ کو طلاق بائنہ دی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس سے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا..... (الحديث) *
بغوی کا قول ہے: اس سند سے صرف یہ حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے بحوالہ زعفرانی اور بحوالہ شافعی رحمہ اللہ انہوں نے محمد کے حوالے سے نقل کیا ہے، ربیع نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ شافعی رحمہ اللہ اسے اسی طرح بطریق حمیدی، بحوالہ شافعی اس سند سے بحوالہ نافع نقل کیا ہے کہ رکانہ نے اپنی زوجہ شیمہ کو طلاق دے دی، زعفرانی نے اس قصے والے شخص اور ان کی زوجہ کے نام میں اختلاف کیا ہے۔ اسی طرح ابو داؤد نے بحوالہ ابو ثور اور ابن سراج آخرین میں اور بحوالہ شافعی رحمہ اللہ اس سند سے اختلاف کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ نافع بن عجبیر بن رکانہ،

* بخاری فی کتاب الخصومات ... استیعاب (۲۶۲) تجرید (۱۰۲/۲) مسلم (۷۲۳)

* اسد الغابہ (۵۱۷۹) تجرید (۱۰۲/۲) * ابو داؤد (۲۲۰۶) قرمذی (۱۱۷۷) حاکم مستدرک (۱۱۹/۲)

* شافعی فی الأم (الحديث: ۱۱۸/۵)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۲)

اسی طرح اسے ابن قانع نے بطریق ابراہیم بن محمد مدنی، بحوالہ عبد اللہ بن علی بن سائب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن نافع بن عجلون، عن عمہ اور وہ رکانہ ہیں، بحوالہ نافع بن عجلون، بحوالہ ایک اور حدیث مروی ہے، اس کا متن یہ ہے: علی میرا پسندیدہ اور میرا امین ہے۔ ابن حبان نے اسے نقل کیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۶۵ نافع بن علقمہ

ابن شاذان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: شام میں فروکش ہوئے ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو، ابو یعلیٰ نے بطریق حسین بن واقد، بحوالہ حبیب بن ابی ثابت نقل کیا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے ان سے بیان کیا، فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا تو ہمارے سامنے امیر مکہ نافع بن علقمہ آئے، وہ اپنے چچا نافع کے ہم نام تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے مکہ کا امیر کسے بنایا.... (الحدیث)

یہ سند قوی ہے لیکن اس میں ان کے والد کے نام میں غلطی ہے، یہ قصہ نافع بن عبد الحارث کے بارے میں مشہور ہے، جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے، مکہ کے امراء میں نافع بن علقمہ بھی ہیں جو خزاعی نہیں، نہ ہی انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا، چہ جائیکہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو، وہ نافع بن علقمہ بن صفوان بن محرز کنانی ہیں۔ عبد الملک بن مروان نے انہیں مکہ کا امیر بنایا تھا، ان کا ابان بن عثمان کے ساتھ قصہ ہے، زبیر بن بکار نے سوفقیات میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ مروان کے ماموں ہیں جو عبد الملک کے والد ہیں کیونکہ ام مروان، وہ حضرت عثمان کی والدہ آمنہ بنت علقمہ بن صفوان ہیں جن کا تذکرہ ہے، میں نے علقمہ کا صحابہ میں ذکر نہیں دیکھا گو یادہ اسلام لانے سے پہلے وفات پا گئے تو ان کے بیٹے نافع کو شرف صحابیت حاصل ہوگا، ہو کنا نہ مکہ کے قریب تھے، حجاز میں کوئی ایسا باقی نہ رہا تھا جو اسلام نہ لایا ہو اور حجۃ الوداع میں شریک نہ ہوا ہو۔

۸۶۶۶ نافع بن غیلان

بن سلمہ ثقفی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابو عمر نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے، مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں؟ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ دومۃ الجندل میں شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ۱۳ھ کا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بالغ ہوں، پہلے گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قریش اور ثقیف سب اسلام لے آئے تھے اور حج میں شریک تھے، وہ صحابی ہیں، ان کے والد صحابہ میں مشہور ہیں۔ ابن ابی دنیانے بطریق یعقوب بن داؤد ثقفی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نافع بن غیلان بن سلمہ ثقفی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کے والد نے ان پر انتہائی غم کا اظہار کیا اور یہ اشعار کہے:

اسد الغابہ (۵۱۸۰) استیعاب (۲۶۲۲) تجرید (۱۰۲/۲)

اسد الغابہ (۵۱۸۳) استیعاب (۲۶۲۳) تجرید (۱۰۳/۲)

استیعاب (۵۵/۴)

”میری آنکھ کو کیا ہوا، ایک گھڑی کے لیے بند نہیں ہوتی جوں ہی بند ہوتی ہے، اس میں ایک آنسو پھوٹ آتا ہے، اے نافع! اب ان گھڑ سواروں کا مقابلہ کون کرے گا جو پوری قوت اور نیزہ بازی سے حملہ آور ہوں گے، مجھ سے اگر ہو سکتا تو میں نافع کو جڑوں اور زبان کے درمیان رکھ لیتا۔“

کہتے ہیں: ان کے بہت زیادہ رونے پر عتاب کیا گیا، انہوں نے کہا: مجھے رونے دو میرے آنسو ختم ہو جائیں، بعد میں ان سے کسی نے کہا: غیلان! تمہارے آنسو کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے: ہر چیز پرانی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ روایت زبیر نے بطریق عبداللہ بن مصعب زبیری، انہوں نے اپنے والد سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے: نافع بھی پرانا ہو گیا اور آنسو بھی پرانے ہو گئے اب تقریب اس سے ملاقات ہوگی۔

۸۶۶۷ نافع بن کیسان ثقفی

ابن سعد کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، دمشق میں فروکش ہوئے، ابوہریرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بطریق لحدقہ، بحوالہ نافع بن کیسان، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”عقرب میری مت میرے بعد شراب پیئے گی، وہ اس کا دوسرا نام رکھ کر پئیں گے، ان کے امراء، شراب نوشی میں ان کے مددگار ہوں گے۔“

ابن عساکر نے بحوالہ ولید بن مسلم، انہوں نے اس شخص سے روایت کیا ہے، جس نے عبدالرحمن بن ربیعہ سے سنا، انہوں نے عبدالرحمن بن ایوب بن نافع سے، انہوں نے کیسان سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا نافع بن کیسان سے، جو نبی کریم ﷺ کے ساتھی ہیں، مرفوع نقل کیا ہے: ”حضرت عیسیٰ ابن مریم دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اتریں گے۔“

اسے تمام نے اپنے فوائد میں بطریق ابن عساکر نقل کیا ہے، اور محمد بن وہب بن عطیہ نے بحوالہ عبدالرحمن بن زعمہ انہی الفاظ میں ان کی پیروی کی ہے۔

ابن شاہین نے اپنے طریق سے اسے نقل کیا ہے، اسی طرح اسے موسیٰ بن عامر کے طریق سے بحوالہ ولید نقل کیا ہے۔ میں نے دمشق کے ایک شیخ سے مذاکرہ کیا، فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن ربیعہ سے بحوالہ عبدالرحمن بن ایوب انہی الفاظ میں فرماتے ہوئے سنا، اسے ابن قانع نے دوسرے طریق سے بحوالہ ولید نقل کیا ہے کہ مجھے قریش کے ایک شیخ نے بتایا: میں نے اسے عبدالرحمن سے سنا، اسی طرح اسے صفوان بن صالح نے بحوالہ ولید نقل کیا ہے، اور ولید سے آگے اختلاف کیا ہے، ہشام بن عمار، ان کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابوہریرہ سے بحوالہ نافع بن کیسان، انہوں نے اپنے والد سے سنا، اسی طرح ہشام بن خالد کا قول ہے جیسا کہ کیسان کے سوانح میں گزر چکا ہے، صفوان کا قول ہے.... موسیٰ بن عامر نے اسی طرح فرمایا۔

۱۔ اسد الغابہ (۵۱۸۴) (۵۱۰/۴) استیعاب (۲۶۲۴) (۵۵/۴) تجرید (۱۰۲/۲)

۲۔ کنز العمال (۱۳۱۷۵) مختصر تاریخ دمشق (۱۰۸/۲۶) جامع المسانید والسنن (۱۰۶/۷۲)

۳۔ المعجم الكبير (۴۴۰/۱۹) تاریخ کبیر (۲۲۳/۷) (۲۲۴/۷) جامع المسانید والسنن (۱۰۶/۷۲)

اسد الغابہ (۲۶۲/۴) استیعاب (۵۵/۴)

۸۶۶۸) نافع بن مسعود غفاری

ابن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق جریر بن ایوب، بحوالہ شععی، انہوں نے نافع بن مسعود غفاری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا..... پھر رمضان کی فضیلت کے بارے میں حدیث نقل کی، فرماتے ہیں: ان میں سے بعض نے فرمایا: بحوالہ جریر بن ایوب، عن شععی، عن ابی مسعود غفاری۔

۸۶۶۹) نافع جرشی

جعفر مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق عبدالرحمن بن بشیر دمشقی، بحوالہ نافع جرشی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا، تو پہاڑ کی چوٹی پر کاہن رہتا تھا، لوگوں نے اسے بلایا، اور اس سے کہا: ہمیں اس شخص کا حال بتاؤ، تو وہ ان کی طرف اترا، اپنی کمان پر تکی لگائی، اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف بلند کیا، پھر کودنے لگا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو عزت بخشی ہے اور انہیں برگزیدہ کیا ہے، اور اے لوگو! تمہاری طرف مبعوث کیا ہے..... اور قصہ ذکر کیا۔

یہ عبدالرحمن، ابو حاتم نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق منکر روایات نقل کی ہیں، بخاری و شعبہ نے تاریخ نافع جرشی میں فرمایا: زہری و شعبہ فرماتے ہیں: بحوالہ ابن کعب مولیٰ عثمان، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ان کا صحابی وغیرہ ہوتا بیان نہیں کیا، اس کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن کعب وہ عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نہیں بلکہ وہ دوسرے ہیں، مولیٰ عثمان، اسی طرح خطیب نے مشتبہ میں بطریق عبدالرحمن نقل کیا ہے جس کے سیاق میں فرمایا: عن عبداللہ بن کعب مولیٰ عثمان، مجھ سے نافع جرشی نے روایت کیا۔

۸۶۷۰) نافع حبشی

ابوہریرہ کے سواخ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، وہ ان آٹھ آدمیوں میں سے ایک تھے جو حبشہ سے آئے اور اسلام لائے۔

۸۶۷۱) نافع

مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسلم بن سہل نے تاریخ واسطہ میں بطریق یزید بن ہارون، بحوالہ نافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جنت میں کوئی بوڑھا بدکار، تکبر کرنے والا، اور اپنے اعمال کا اللہ پر احسان جتانے والا شخص داخل نہ ہوگا“۔

اسے بخاری و شعبہ، مطین، حسن بن سفیان، بغوی، ابن ابی واؤد، ابن سکین، ابن شہابین، طبرانی، ابن مندہ نے بطریق

اسد الغابہ (۵۱۶۸) تجرید (۱۰۱/۲)

تاریخ کبیر (۸۴/۴) جامع المسانید والسنن (۱۱۳/۱۲) اسد الغابہ (۲۲۵/۴)

اسد الغابہ (۵۱۷۱) استیعاب (۲۶۱۶) تجرید (۱۰۲/۲)

مجمع الزوائد (۲۵۵/۶) تاریخ کبیر (۸۲/۴) جامع المسانید والسنن (۱۱۲/۱۲) استیعاب (۵۲/۴) اسد الغابہ (۲۱۷/۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْاِسْمَاءُ فِي تَقْدِيمِ الْأَسْمَاءِ (الْمَدِينَةُ)

۲۵۵

(جلد ۱)

ابوسعید ارجح، بحوالہ خالد بن امیہ نقل کیا ہے..... پھر انہی الفاظ میں حدیث ذکر کی لیکن اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس اسناد سے، اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت مروی ہے۔

اسے ابن قانع نے دوسرے طریق سے بحوالہ خالد بن امیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے نافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے نافع! تمہیں میرے بعد فقر و فاقہ پہنچے گا تو لوگوں سے اپنا حال بیان کر دینا، وہ تم پر رحم کریں گے۔“ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جنت میں بوڑھا زانی داخل نہیں ہوگا۔“ (المحدث) اس میں یہ اضافہ کیا ہے: ”نہ کثرت سے شراب پینے والا، نہ ہی اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔“ اس میں یہ قول ذکر نہیں کیا: ”نہ اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ پر احسان جتانے والا۔“

۸۶۷۲ نافع روایں

علقہ کے دادا ہیں، عمرو بن مالک روایں کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۷۳ نافع

ابوطیبہ حجام، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا، حدیث میں ان کا نام محمد بن سہل بن ابی خیشہ ہے، بحوالہ محبہ بن مسعود کہ ان کا ایک غلام بچپن لگاتا تھا اسے نافع ابوطیبہ کہا جاتا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی کمائی کے بارے میں سوال کرنے گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے قریب نہ جاؤ۔“ اس نے دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے پانی پلانے والے اونٹوں کو چارا کھلاؤ تو اس کی اوجھ تک پہنچ جائے۔“ اسے ابن سکس، ابن قانع نے بروایت لیث، بحوالہ یزید بن ابی حبیب، انہوں نے بحوالہ ابی حنفیہ انصاری، انہوں نے محمد بن سہل سے نقل کیا ہے۔ کتبوں میں اس کا مزید ذکر آئے گا۔

۸۶۷۴ نافع

مولیٰ غیلان بن سلمیٰ ثقفی، بزار، بغوی نے بطریق لمیہ، بحوالہ غیلان بن سلمہ نقل کیا ہے کہ نافع، غیلان بن سلمہ کے غلام تھے۔ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور غیلان مشرک تھا، پھر غیلان اسلام لائے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی ولادت کو غیلان کے سپرد کر دیا، ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

۸۶۷۵ نافع

بے نسبت۔ بغوی رحمہ اللہ نے نافع بن حارث بن کلدہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور ہیں، ابن سعد کا قول ہے کہ ہم سے خلف بن خلیفہ نے بحوالہ ابان بن بشیر، انہوں نے اہل بصرہ کے شیخ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے نافع نے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ چار سو سے زیادہ افراد کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم لوگ ایک ایسی جگہ پر اتارے جہاں پانی کا نام و نشان نہیں تھا، لگتا تھا لوگوں کو اس سے بڑی گرانی ہوئی، اتنے میں آپ ﷺ کی طرف ایک بکری چلتی ہوئی آئی،

نافع فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور سارے لشکر کو سیراب کیا اور خود بھی پیا، پھر فرمانے لگے: نافع! تم اس بکری کے مالک ہو، مجھے نہیں لگتا تم اس کے مالک بنو، فرماتے ہیں: میں نے ایک ککڑی لے کر زمین میں گاڑی اور بکری مضبوطی سے باندھ دی، میں بھی سو گیا اور لوگ بھی سو گئے۔ جب میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں، رشتی کھل پڑی ہے اور بکری نثار، جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: جو اسے لایا تھا وہی اسے لے گیا۔ *

اسے حاکم ابواحمد نے کئیوں میں ابوالفضل کے سوانح میں جن کا نام مروی نہیں، نقل کیا ہے، پھر بطریق خلف بن خلیفہ بحوالہ ابوالفضل، انہوں نے نافع نامی شخص سے روایت کیا ہے۔ واسط آتے تھے، ان کی طویل عمر ہوئی یہاں تک کہ حجاج کے زمانے میں بھی تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ایک حدیث ذکر کی.... پھر حدیث نقل کی۔

اسے طبرانی نے نافع بے نسبت کے سوانح میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ہم سے اسلم بن سہل نے بحوالہ خلف انہی الفاظ میں نقل کیا ہے، اسلم نے تاریخ واسط میں کہا: ابوالفضل کا نام شیخ ابان یوسف بن میمون ہے، اس میں انہوں نے درست نہیں کہا، کیونکہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ نافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں، جن کا ذکر گزر چکا ہے، وہ اس کے علاوہ ہیں، بہت سے راویوں نے ان میں فرق کیا ہے۔ ان میں حاکم ابواحمد بھی ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے، خلف بن خلیفہ سے آگے مذکورہ حدیث میں اختلاف ہے، اسے ابواکریب نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور سند میں ابان کا ذکر نہیں کیا، اسے عصمہ بن سلیمان نے بحوالہ خلف نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن ابی ہاشم رباعی، عن نافع، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسے ابن سکین اور ابن قانع نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح ابن شاپین کا قول ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۸۶۶۶ نامیہ بن صفارہ ضبعی

رفاعہ بن زید کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، زید بن حارثہ نے جذامیوں نے ساتھ ان کے اسلام لانے کے بعد جو کچھ کیا، اس وجہ سے وہ آئے، اموی نے اپنی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا نام لیا ہے، ابن قحون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب نون اس کے بعد باء

۸۶۷۷ نباش بن زرارہ

ابن مندہ کا قول ہے: مخازی میں ان کا ذکر ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے، اسی طرح ان کا مختصر ذکر کیا ہے، ابوموسیٰ کا قول ہے: نباش بن زرارہ تميمی، ابوالہ، مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے باب نون میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے، اور ان کا نسب بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن زرارہ بن وفد ان بن حبیب بن سلامہ بن عدی بن جردہ بن اسید بن عمرو بن نمیم،

* دلائل النبوة (۱۳۷/۶) البدایہ والنہایہ (۱۹/۶) طبقات کبریٰ (۱۹/۱) (۴۹/۷)

* تجرید (۱۰۳/۲) * اسد الغابہ (۲۲۷/۴)

ابوہالہ تمیمی، پھر فرمایا: مصعب زبیری کا قول ہے: وہ بنو عبددار کے حلیف ہیں، ابن اشیر کا قول ہے: ابو موسیٰ نے ابن مندہ پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے استدراک کی کوئی وجہ نہیں پھر یہ کہ انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، کیونکہ وہ نبوت سے پہلے تھے اور نبی کریم ﷺ سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، ان سے ان کے بیٹے ابوہالہ ہوئے، زرارہ اور اس کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل نہیں۔

رہا ان کا ابو موسیٰ کے قول کا تعاقب کرنا تو وہ قابل توجہ ہے کیونکہ ان کی کنیت ناش ہے، فرماتے ہیں: وہ تمیم ہیں، اور ان کا ابن مندہ کے قول کا تعاقب کرنے میں تردد ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان کا نسب بیان نہیں کیا، احتمال ہے کہ یہ دوسرے ہیں، پھر ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو کچھ مستغفری نے ذکر کیا ہے، انہوں نے اسے دلیل بنایا ہے، اور مستغفری کا حوالہ مصعب زبیری کی روایت ہے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں: ناش بن زرارہ تمیمی ابوہالہ، بنو عبددار کے حلیف ہیں، اور ہند بنت خدیجہ کے والد ہیں۔

اس میں ایسی کوئی بات نہیں جو اس کے صحابی ہونے کی دلیل ہو کیونکہ انہوں نے نسب کی حیثیت سے بحث کی ہے، صحابی ہونے کی حیثیت سے بحث نہیں کی۔

۸۶۷۸) نبتل بن حارث

بن قیس بن زید بن ضعیف بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی، ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب النسب میں ان کے بھائی ابوسفیان کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، ابن کلی نے پھر بلاذری نے منافقین میں ان کا ذکر کیا ہے، احتمال ہے کہ ابو عبید کو معلوم ہوا ہو کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے، محمد بن اسحاق نے سیرۃ النبویہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ آیت ﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُوْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ اَذْنَبَ﴾ ان کے بارے میں نازل ہوئی، اس میں قصہ ہے.... سندی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان لوگوں نے ان میں ان کا نام نہیں لیا۔

۸۶۷۹) نبہان انصاری

اسعد کے والد ہیں، ابن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث کا مخرج کو فیوں کے حوالے سے ہے۔ ہمیں اس طریق کے علاوہ معلوم نہیں پھر بطریق عمرو بن شمر، بحوالہ محمد بن سوید نقل کیا ہے کہ انہوں نے انصار کے ایک شخص سے سنا جنہیں اسعد بن نبہان کہا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عشاء کی نماز کے لیے اذان دیتے ہوئے سنا تو جو کچھ اس نے کہا، آپ ﷺ نے اس کے جواب میں وہی الفاظ کہے۔

اسی طرح وار قطنی نے مؤلف میں نقل کیا ہے۔
اسے ابن قانع، ابن مندہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ عمرو بن شمر نقل کیا ہے۔ عمرو بن شمر متروک راوی ہیں۔

۸۶۸۰ نہبان تمار

مقاتل بن سلیمان نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ضحاک، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: ﴿وہ لوگ جو کوئی گناہ یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں (تو پھر متنبہ ہو کر) اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگ لیتے ہیں....﴾ ﴿الآیۃ﴾ فرماتے ہیں: وہ نہبان تمار ہیں، ان کے پاس حسین و جمیل عورت کھجور خریدنے آئی، انہوں نے اس کے سرینوں پر ہاتھ مارا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت نہیں کی، نہ اپنی حاجت کو پہنچ سکے، وہ شرمندہ ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انہیں بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دیکھنا، کہیں وہ کسی غازی کی عورت نہ ہو؟“ وہ چلے گئے، اور تین دن روتے رہے، دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے، تو اللہ تعالیٰ نے چوتھے دن یہ آیت نازل فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور اس کی خبر دی۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور اللہ کا شکر ادا کیا، فرماتے ہیں: یا رسول اللہ! یہ میری توبہ ہے، میرا شکر کیسے قبول ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَن﴾ دن کے دونوں اطراف میں نماز ادا کرو اور رات کے قریب، نیکیاں، برائیوں کو دور کر دیتی ہیں ﴿﴾۔

اسی طرح عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طویل حدیث نقل کی ہے۔
مقاتل متروک راوی ہے، اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا عبدالغنی اور موسیٰ دونوں فوت ہو گئے۔
اس قصے کو غلبی، مہدوی، بکی، ماوردی نے اپنی تفسیر میں بغیر سند کے روایت کیا ہے۔ لیکن قتادہ نے اس کے بعض حصے کو مختصراً بیان کیا ہے۔

اس قصے والے صحابی کا نام دوسری آیت کے شان نزول میں ابویسر وغیرہ کی کتاب میں آیا ہے۔

۸۶۸۱ نہبان (غیر منسوب)

دعیمہ نے کتاب الرزاقہ کے آخر میں فرمایا کہ ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بحوالہ ابراہیم نخعی نقل کیا ہے کہ نہبان اسلام سے مرتد ہو گئے۔ انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے انہیں توبہ کی تلقین کی، وہ تائب ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر وہ اسلام سے مرتد ہو گئے، انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے انہیں توبہ کی تلقین کی، انہوں نے توبہ کر لی، تو آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا: ”اے اللہ! مجھے نہبان پر قدرت دے کہ اس کی گردن میں کالی رسی ہو۔“ چنانچہ انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، ان کی گردن میں کالی رسی تھی، آپ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا، جب وہ اسے لے کر چلے تو اس نے اپنے سر سے اس شخص کو اشارہ کیا جو اسے لے جا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا:

﴿سورة آل عمران الآية (۱۳۵)﴾ اسد الغابہ (۲۲۲/۴)

﴿سورة هود الآية (۱۱۴)﴾ تجرید (۱۰۳/۲)

الْأَشْهُدُ فِي بَيْتِ الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ (جلد ۱) ۲۵۹

”اس نے تمہیں کیا کہا؟“ اس نے کہا: کہ یہ مجھے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو۔“

اس کا ایک اور موصول طریق ہے لیکن اس کی سند بہت ضعیف ہے، طبرانی نے اوسط میں محمد بن مرزبانی کے سوانح میں بحوالہ انس فرمایا: نبھان تین مرتبہ مرتد ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! مجھے نبھان پر قدرت دے کہ اس کی گردن میں سیاہ رسی ہو۔“ آپ ﷺ کی دعا اتنی جلدی قبول ہوئی اور اس کا اثر یوں ظاہر ہوا کہ نبھان گرفتار ہو گئے ان کی گردن میں سیاہ رسی تھی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لائے گئے، آپ ﷺ نے تلوار اپنے دائیں ہاتھ میں لی اور رسی اپنے بائیں ہاتھ میں تاکہ اسے قتل کریں تو انصار کے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسے اپنے آپ سے دور کر دیں؟ تو آپ ﷺ نے تلوار ایک شخص کے سپرد کی اور فرمایا: ”جاؤ! اسے قتل کر دو۔“ فرماتے ہیں: وہ اسے لے کر چلے تو نبھان بیٹے اور کہا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ تو انہوں نے چھوڑ دیا گیا۔ فرماتے ہیں: اس حدیث کو بحوالہ طبعہ سوائے حکام بن سلم کے کسی نے روایت نہیں کیا۔

۸۶۸۲ نبھان

دوسرے ہیں، بے نسبت۔ حمص میں فروکش ہوئے، ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ایراقیم بن عبداللہ زہبی نقل کیا ہے کہ ہم سے محمد بن عبدالعلی نے بحوالہ عمر بن نبھان، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے تین بچے حالت اسلام میں فوت ہو گئے ہوں، اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کرے گا۔“

فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: کیا تم وہی شخص ہو جس سے نبی کریم ﷺ نے بچوں کے بارے میں فرمایا؟ میں نے کہا: جی ہاں! مجھ سے فرمایا، جو کچھ مجھ سے فرمایا مجھے وہ حمص کے خزانوں سے زیادہ پسند ہے۔

دوسرے راویوں نے بحوالہ ابن جریج ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: عمر بن نبھان بحوالہ ابوشلبہ اشجعی ان کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۶۸۳ بُیْشَہ الخیر الہْدَلِی

ابن عمرو بن عوف، بعض کا قول ہے: ابن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن حارث بن نصر بن حُثَیْل ہذلی کے چچا زاد ہیں۔ ان کی کنیت ابوطریف ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی: ”ایام تشریق، کھانے اور پینے کے دن ہیں، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ پیالے کا اپنے چائے والے کے لیے استغفار کے بارے میں ان کی حدیث ہے، اسے ترمذی نے نقل کیا ہے۔ دوسری حدیث حمیرہ کے بارے میں ہے۔ ایک اور حدیث قربانی کا گوشت تین دن کے بعد ذخیرہ کرنے کے بارے میں ہے، دونوں حدیثیں

❖ مجمع الزوائد (۲۶۲/۶) معجم الاوسط (۷۶۲۹)

❖ مسند احمد (۳۹۶/۶) معجم الکبیر (۶۰۱/۲۲) (۶۰۷/۲۲) مجمع الزوائد (۸/۳) جامع المسانید والسنن (۱۴/۱۲)

❖ استیعاب (۲۶۸۱) ❖ مسلم (۲۶۷۲) ❖ ترمذی (۱۸۰۴)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (اردو) جلد ۱

اصحاب سنن کے ہاں ہیں سوائے ترمذی کے، ان سے ابویح ہذلی نے اور ام عاصم جدہ معلیٰ بن اسد روایت کیا ہے، ابو عمر کا قول ہے: بصرہ میں فروکش ہوئے، بعض کا قول ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے پاس قیدی تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! انہیں فدیہ لے کر آزاد کر دیں یا ان پر احسان کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بہتر فیصلہ کیا تم نبیہ الخیر ہو۔

۸۶۸۳ نبیہ

دوسرے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے بھائی نے ان کی طرف سے جواب دیا تھا، انہیں کہا گیا: پہلے اپنی طرف سے جواب دو پھر نبیہ کی طرف سے جواب دینا۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام شہر مدہ ہے، دارقطنی وغیرہ نے نبیہ کے لفظ کے ساتھ حدیث نقل کی ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔

۸۶۸۵ نبیط بن جابر

بن مالک بن عدی بن زید بن عدی بن عمرو بن مالک، ابن نجار انصاری۔ بنوی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: ان سے مروی کوئی حدیث نہیں پھر ابن سعد نے کہا: اُحد میں شریک تھے، نبی کریم ﷺ نے فریہ بنت اسد بن زرارہ سے نکاح کر دیا۔ بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں، ان کے ہاں عبدالملک، عبداللہ، محمد، ابراہیم، زینب کی ولادت ہوئی۔ حضرت زینب، انس بن مالک کی زوجہ ہیں، ابن ابی حاتم کا اس میں خطبہ ہوتا ہے، عیٹ بن شریط کے سوانح میں فرماتے ہیں: وہ عیٹ بن جابر، بنو مالک بن نجار سے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فریہ سے ان کا نکاح کر دیا، یہ عجیب بات ہے، ابن عیٹ اشجعی کا نسب معروف ہے، ان کا نسب، مالک بن نجار کے نسب سے بالکل جمع نہیں ہوتا۔

۸۶۸۶ نبیط بن شریط

بن انس بن مالک بن ہلال اشجعی، کوفہ میں فروکش ہوئے، ان کے والد شریط کی حدیث میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اور سالم بن عبید سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے سلمہ، نعیم بن ابی ہند، اور ابو مالک اشجعی نے روایت کی۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، نبی کریم ﷺ کے بعد ایک مدت تک زندہ رہے۔

۸۶۸۷ نبیہ بن حذیفہ

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب بن لؤی قرشی عدوی، ابو جہم بن حذیفہ کے بھائی ہیں، ابو عمر نے ان کے بھائی کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں دیدار حاصل ہے (یا نہیں)۔

استیعاب (۸۵/۴) اسد الغابہ (۵۱۹۲) تجرید (۱۰۴/۲)

اسد الغابہ (۵۱۹۳) استیعاب (۲۶۲۶) تجرید (۱۰۴/۲)

الجرح والتعديل (۱۰۴/۲) (۵۰۵/۸) استیعاب (۲۶۲۷)

الجرح والتعديل (۵۰۶/۳) اسد الغابہ (۵۱۹۶) استیعاب (۲۶۲۸) تجرید (۱۰۴/۲)

استیعاب (۵۶/۴)

۸۶۸۸ نبیہ بن صواب جہنیؓ

ان کے والد کا نام صواب، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کے ساتھ آئے، فتح مصر میں شریک تھے، ان چار لوگوں میں سے ہیں جو مصر میں قبلہ کی طرف فروکش ہوئے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یثیم بن عدی، بحوالہ نبیہ بن صواب نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: حمیر سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس ٹھہرا پھر فوت ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا کوئی مسلمان وارث تلاش کرو“ وہ نہیں ملا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی میراث قضاء کے کسی آدمی کے سپرد کرو، تو وہ عبد اللہ بن انیس کے سپرد کی گئی، اس وقت وہ نسب میں ان کے قریب تھے۔ ابن یونس کا قول ہے: یہ حدیث منکر ہے، یثیم اس کے روایت کرنے میں متفرد ہے، وہ قابل اعتبار نہیں، عبد الرحمن نے بحوالہ یزید اس حدیث کے علاوہ بھی روایت کیا ہے۔

اسے ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس تبصرہ کے بغیر ذکر کیا ہے، اور ابن سعد نے بحوالہ عبد الرحمن بن زیاد نقل کیا ہے، اور اس کے نسب میں اضافہ کیا ہے۔ اس ابو یثیم نے بحوالہ یزید فرمایا: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبیہ بن صواب سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں..... پھر ان کا ذکر کیا* حربی نے بطریق یسار بن عبد الرحمن صدفی، بحوالہ عمر نقل کیا ہے کہ انہوں نے سورہ حج میں دو سجدے کئے۔

ابن یونس نے بطریق شجرہ بن عبد اللہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابو عبد الرحمن نہدی کو فرماتے ہوئے سنا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سورہ حج میں دو سجدے کیے، خطیب نے موضع میں فرمایا: * ابو عبد الرحمن وہ نبیہ بن صواب ہیں، ان کے دوسرے شیخ ہیں انہیں نبیہ بن صواب کہا جاتا تھا، قسم ثالث میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۶۸۹ نبیہ بن عثمانؓ

بن ربیعہ بن وہب بن حذیفہ بن حُج، قریشی جمحی۔ واقدی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے۔* ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی موسیٰ بن عقبہ، اور ابو حشر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔

۸۶۹۰ نبیہ بن وہبؓ

بن عثمان بن ابی طلحہ عبد ری، ان کے والد کے سواخ میں دیکھ لیا جائے۔

* اسد الغابہ (۵۱۹۸)، استیعاب (۲۶۲۹)، تجرید (۱۰۴۲) * جامع المسانید والسنن (۱۲۲/۱۲)

* الموضوع (۴۲۹/۲) * اسد الغابہ (۵۱۹۹۹) استیعاب (۲۶۳۰) تجرید (۱۰۴/۲)

* السیرۃ النبویہ (۴/۴) * تجرید (۱۰۴/۲)

نُبِیہ

(۸۶۹۱)

بے نسبت۔ ابو عمر کا قول ہے: مجھے ان کا اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ نبی ﷺ کے موالی میں ان کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں خریدا اور انہیں آزاد کر دیا۔
صاحب الجبرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ سرداروں کی اولاد میں سے ہیں، ان کے لکھنے میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے: تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے کہا: عظیم کے وزن پر ہے۔

باب نون کے بعد جیم

نجف بن ابی صفره ازدی

(۸۶۹۲)

ابو عبید القاسم بن سلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ساتھ وفد میں آئے، وہ مشہور امیر مہلب کے بھائی ہیں، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

نجیح

(۸۶۹۳)

کلثوم بن ہدم کے غلام ہیں، عمر بن حبہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق عبدالعزیز بن عمران بحوالہ عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کلثوم بن ہدم کے ہاں فروش ہوئے تو کلثوم نے اپنے غلام نجیح کو بلایا، نبی کریم ﷺ نے اس کے نام سے اچھا فال لے کر فرمایا: اے ابوبکر! تو نے نجات پائی۔
اسی طرح اس قصے کو ابوسعید خدری نے شرف المصطفیٰ میں نقل کیا ہے۔ اسے محمد بن حسن مخزومی نے اخبار مدینہ میں بحوالہ اسحاق بن ابراہیم بن حارث عن ابیہ نقل کیا ہے۔

باب نون کے بعد حاء

نحام عدوی

(۸۶۹۴)

وہ نعیم بن عبداللہ ہیں، نعیم میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب نون کے بعد دال

نذیر غسانی

(۸۶۹۵)

ابو مریم، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ طبرانی نے بطریق بقیہ نقل کیا ہے کہ ہم سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم غسانی نے

بحوالہ اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے جہنم عطا فرمایا۔ میں نے آپ ﷺ کے سامنے چٹان پر کھڑے ہو کر تیر اندازی کی، آپ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے اور میرے لیے دُعا کی۔

ابو حاتم رازی * کا قول ہے: بعض شامیوں نے ابو مریم کے نام کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: نذیر، بعض کا قول ہے: ان کا نام بکیر ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ کتنوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۶۹۶ نذیر سدوسی

وہ ابن خصاصہ ہیں، پہلے ان کا نام نذیر تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا۔

باب نون کے بعد زاء

۸۶۹۷ نزال بن سبرہ *

ہذلی کوئی، ابو مسعود مشقی نے اطراف میں فرمایا، اور حمیدی نے ان کی پیروی کی ہے، پھر ابن عساکر اور مزی نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، مزی کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، مشہور ہے کہ وہ مخضرمی ہیں جیسا کہ قسم ثالث میں آ رہا ہے، مسلم، ابن سعد، دار قطنی اور حاکم نے یقین کیا ہے کہ وہ تابعی ہیں جیسا کہ مبسوط میں آئے گا۔ واللہ اعلم

۸۶۹۸ نزیل

مضالی، بزیل میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، امیر ابن ماکولا * نے نون اور زاء کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔

باب: نون اس کے بعد سین

۸۶۹۹ نستاس

مولیٰ سعد بن عبادہ خزرجی، دار قطنی رضی اللہ عنہ کی کتاب الاحیاء میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے بطریق ابن وہب، بحوالہ یحییٰ بن عبد العزیز نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک سال حضرت سعد بن عبادہ جہاد کرتے تھے اور ایک سال ان کے بیٹے قیس بن سعد جہاد کرتے تھے، حضرت سعد نے لوگوں کے ساتھ جہاد کیا، رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت سے مسلمان بطور مہمان آئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ اس لشکر میں تھے، انہوں نے کہا: اگر میرا بیٹا قیس ہوتا تو کہتا: اے نستاس! چاہیاں لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی ضرورت کی چیزیں نکالو، تو نستاس کہتا: اپنے والد سے تحریر لاؤ، تو وہ اس کی ناک توڑ کر چاہیاں لے لیتا اور رسول اللہ ﷺ کی ضرورت کی اشیاء نکال لیتا، اسی طرح ہی ہوا، حضرت قیس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے سودق لیے۔

۸۷۰۰) نسطاس، مولیٰ صفوان بن امیہ

حجی، مشرکین کے ساتھ اُحد میں شریک تھے پھر اسلام لائے اور ان کا اسلام سنو گیا، وہ اُحد کے دن کے بارے میں بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں ان لوگوں میں سے تھا جو لشکر سے پیچھے تھے، اس دن غلاموں میں سے وحشی اور صواب جو بنو عبد دار کا غلام تھا، اس کے علاوہ کسی نے جنگ میں حصہ نہیں لیا، فرماتے ہیں: کچھ دیر لڑائی جاری رہی پھر ہمارے ساتھی شکست کھا کر واپس آ گئے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھی ہمارے لشکر میں داخل ہو گئے، ہم اس وقت خیموں میں تھے۔ مجھے بھی قیدی بنا لیا گیا، لشکر میں بڑی لوٹ مار ہوئی، ہم اسی حال میں تھے کہ میں نے گھوڑوں کو آتے دیکھا..... پھر ایک قصہ ذکر کیا، یہ واقعہ ﷺ نے ذکر کیا ہے، اس میں ہے: میں نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے صفوان بن امیہ کو پکڑے ہوا تھا، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ مر جائے گا، جب میں اس تک پہنچا تو اس میں تھوڑی سی رقی باقی تھی، میں اس کے پاس آیا اور اپنے خنجر سے اس پر وار کیا، اس کے بعد میں نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، انہوں نے کہا: بنو ساعدہ کا ایک شخص ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی، ابن اسحاق ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ نسطاس مذکور وہ شخص ہے جو حذیب بن عدی کے ساتھی زید بن دثنہ کے قتل پر مامور ہوا تھا۔

۸۷۰۱) نسیر

نصیر کے ساتھ ہے، ابن عسین بن زید بن عامر انصاری ظفری، ابوسعید نے شرف مصطفیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، موحہ میں گزر چکا ہے، اس میں اختلاف کا ذکر کیا، اس میں یہ اضافہ ہے کہ خلیف نے مؤلف میں نون کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، ابن عمارہ بن قدارح کے ہاں ان کا نسب بیان ہوا ہے، فرماتے ہیں: عسین بن زید بن عامر بن سواد بن کعب ابن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

۸۷۰۲) نسیر بن عنبس

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بہت سی جنگوں میں شریک ہوئے، ان کے والد عنبس کو فارس الیاء کہا جاتا تھا، نسیر جمہری عبید کے دن شہید ہوئے، ان کے پوتے عبد اللہ بن سہل بن نسیر قادیسیہ میں شہید ہوئے۔
میں کہتا ہوں: میں نے ان کے پوتے عبد اللہ کا ذکر پہلے کر دیا ہے۔

۸۷۰۳) نسیر بن یحییٰ انصاری

مولیٰ عثمان بن حنیف، تیسری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب: نون اس کے بعد شین

۸۶۰۳ نشیط بن مسعود

بن امیہ بن خلف ثقفی، ابو غلیظ، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب: نون اس کے بعد صاد

۸۶۰۵ نصر بن حارث

بن عبد رزاح بن کعب انصاری ثقفی، تمام اقوال کے مطابق بدر میں شریک ہوئے، ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ابو مشر، ابن عمارہ، اور واقدی نے صاد کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، ابن قدام نے ضاد کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے، ابن ماکولا نے خطیب کی پیروی میں اسے درست قرار دیا ہے، ابن اسحاق نے نون مضمومہ، اس کے بعد میم کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے، ابن سعد نے ذکر کیا ہے: ان سے روایت کرنے والوں کی غلطی ہے، ان کے بیٹے حارث بن نصر کا ذکر حرف حاء میں گزر چکا ہے۔

۸۶۰۶ نصر بن حزن

عبدہ بن حزن میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۰۷ نصر بن دھر

بن اہرم بن مالک الکلبی، ان کے والد کا پہلی قسم میں ذکر گزر چکا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بخاری کا قول ہے: مدینہ میں فروکش ہوئے، ان سے دو حدیثیں مروی ہیں، نسائی نے ان کے بیٹے ابو یثم کی ماعز کے قصے میں ایک حدیث نقل کی ہے، جو ان سے مروی ہے، اور اس کی سند جید ہے، ان کی ایک حدیث خیبر کے دن حضرت عامر بن اکوع کے قصے کے بارے میں ہے، اسے ابن ابی عاصم نے نقل کیا ہے۔
ابن عبد البر کا قول ہے: عبد اللہ بن یثم بن نصر نے احادیث روایت کیں وہ ان کے حوالے سے انہیں نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

۸۶۰۸ نصر بن غانم

بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عوث بن عدی بن کعب عدوی، زبیر بن بکار نے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ

اسد الغابۃ (۵۲۰۴)، استیعاب (۲۶۴۳)، تجرید (۱۰۵/۲) * اکمال (۲۹۴/۲)

السیرۃ النبویۃ (۲۴۹/۲) * طبقات الکبریٰ (۴۵۴/۳)

اسد الغابۃ (۵۲۰۶)، استیعاب (۲۶۳۴) * نسائی (۸/۹)

الاحاد والمثنائی (۳۴۶/۴) * استیعاب (۲۶۳)، تجرید (۱۰۵/۲)

اور ان کا بیٹا طاعون عمواس ۸ھ میں وفات پا گئے۔

۸۶۰۹ نصر بن وہب خزاعی

ابن سلک اور ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق عبید اللہ بن ابی حمید، بحوالہ ابی ملیح ہذلی نقل کیا ہے کہ مجھ سے نصر بن وہب خزاعی نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کدھے پر بغیر زین سوار ہوئے، اس پر چادر پڑی ہوئی تھی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ الحدیث * اسے ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس طریق سے نقل کیا ہے۔

۸۶۱۰ نصر سلمی

ابن حزم نے وحدان میں مسند قتی بن مخلد سے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے، احتمال ہے کہ وہ نصر بن دھر ہوں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۶۱۱ نصرہ بن اکثم

ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے نام کے پہلے حرف میں اختلاف ہے۔

۸۶۱۲ نصیب غنوی

ان کے مولیٰ، ابو نعیم نے ایک حدیث میں ان کا ذکر کیا ہے جو بطریق ابوسفیان غنوی، بحوالہ سراء بنت نعمان مروی ہے، وہ جاہلیت میں گھر کی مالک تھیں، فرماتی ہیں: ہمارے مولا نصیب نے رسول اللہ ﷺ سے سانپوں کے بارے میں سوال کیا کہ ہم ان میں سے کن کو ماریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو تمہارے سامنے ظاہر ہوں انہیں قتل کرو جس نے انہیں مارا گویا اس نے کافر کو قتل کیا ہے، اور ان میں سے جس نے تم میں سے کسی کو مارا تو وہ شہید ہوگا۔“ *

۸۶۱۳ نصیر

تفسیر کے ساتھ ہے، مطین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ثور بن زید، بحوالہ تفسیر نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے ضرار کی تقسیم سے منع فرمایا ہے۔ * بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں۔

باب: نون اس کے بعد ضاد

۸۶۱۴ النضر بن حارث

بن علقمہ بن کلدہ بن عبدالدار قرشی عبد ربی: ابن ابی حاتم کا قول ہے: نضر بن حارث، بعض کا قول ہے: نصیر، مسلمان فتح

* بخاری (۵۹۶۷)، مسلم (۱۴۲)، مسند احمد (۲۶۰/۳) * المعجم الكبير (۷۷۱/۲۴)، مجمع الزوائد (۴۵/۴)
* تجرید (۱۰۶/۲) * جامع المسانید والسنن (۱۳۱/۱۲)، اسد الغابۃ (۲۲۸/۴) * اسد الغابۃ (۵۲۱۲) تجرید (۱۰۶/۲)

کہ میں سے ہیں۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں، اسی طرح ابن مندہ نے بطریق شعی بن حارث بن ابی زائدہ، بحوالہ ابن اسحاق، انہوں نے عامر بن عمر بن قتادہ سے، انہوں نے محمود بن لبید سے، انہوں نے ابوسعید سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب طائف سے آئے تو ہرانہ اترے اور نصر بن حارث کو سوانٹ دیئے۔

ابن اثیرؒ نے اس شخص پر نکیر کی ہے، جس نے نصیر بن حارث کا عنوان قائم کیا ہے، فرماتے ہیں: نصر حالت کفر میں قتل ہوا، اس پر اللہ سیر کا اجماع ہے اور اس احتمال کی وجہ سے تعاقب کیا ہے کہ اس کا کوئی اور بھائی ہو جو اس کا ہم نام ہو یا ان دونوں میں سے ایک کے نام میں یا کا اضافہ ہے، ان کا ایک اور بھائی ہے۔ جس کا نام ان کے والد کے نام پر حارث رکھا گیا، زیادہ بکائی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

جس نے یہ دلیل بتائی ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ نصیر بن حارث نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، صاحب عنوان کے بارے میں محدثین کا یہ بیان ہے کہ یہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں۔

اس کا مزید ذکر نصیر کے سوانح میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔
بلاذری نے بحوالہ ہشتم بن عدی ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نصیر بن حارث نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ آئے اور مرتد ہو گئے پھر فتح مکہ کے دن یا اس کے بعد اسلام لائے اور یرموک میں شہید ہو گئے اس سے دونوں اقوال کو جمع کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔

۸۶۱۵) نصر بن سلمہ ہذلیؒ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سلمہ بن سلمہ بن نجب، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابو عبد اللہ قراط سے سنا کہ وہ بحوالہ نصیر بن سلمہ ہذلی بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا: ”اگر لوگ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت کی فضیلت جان لیں تو ضرور آئیں اگرچہ گھنٹوں کے بل آنا پڑے۔“

۸۶۱۶) نصرہ بن اشمؒ

بن ابی جون خزاعی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ معبد کے بھائی ہیں، ان دونوں کی والدہ ام معبد بنت خالد ہیں، جن کے ہاں رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت ٹھہرے تھے، وہ نصرہ بن اشم کے علاوہ ہیں حرف باء میں جن کا ذکر گزر چکا ہے، اگرچہ ابو عمر نے ان دونوں کو ملا دیا ہے، اور وہ جو حرف باء میں جن کا ذکر ہے، میرے خیال میں وہ انصاری ہیں۔

۸۶۱۷) نصرہ بن خدیج جشمیؒ

سعید بن عبد الرحمن کی روایت میں، بحوالہ سفیان بن عیینہ ان کے جامع میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے ابی زعراء سے، انہوں

السيرة النبوية (۱۰۷/۴) * اسد الغابة (۳۳۶/۴) * اسد الغابة (۵۲۱۳)

ابن ماجہ (۷۹۶)، مسند احمد (۵۲۵۲)، اسد الغابة (۲۲۹/۴)

اسد الغابة (۵۲/۵)، تجرید (۱۰۶/۲)

نے ابو احوص سے ذکر کیا ہے، ان کا نام عوف بن مالک بن نھلہ ہے: کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کے پاس آئے مرہ بحوالہ ابو احوص وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے اوپر سے بیچ تک دیکھا پھر سر جھکالیا اور فرمایا: ”کیا تم اونٹوں کے مالک ہو یا بکریوں کے؟“ ﴿الحديث﴾

یہ حدیث ابو احوص کے والد کے لئے معروف ہے وہ مالک بن نھلہ ہیں، ان کی حدیث بخاری کے ہاں کتاب الادب میں بطریق ابو احوص ہے، اسی طرح وہ اصحاب السنن الاربعہ کے ہاں ہیں، اسے امام احمدؒ نے بھی بحوالہ سفیان نقل کیا ہے۔

۸۷۱۸ نضله بن طریف *

بن نھصل حرمازی، ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ہے، بغوی، ابن سکین نے بھی بطریق جنید بن امین بن زورہ بن نھلہ بن طریف بن نھصل حرمازی عن ابیہ، عن جدہ نھلہ ان کا ذکر کیا ہے، بغوی کی روایت میں ہے: مجھ سے میرے والد امین نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو زورہ نے بحوالہ ابی نھلہ، انہوں نے ان میں سے ایک شخص سے نقل کیا ہے، جنہیں اعشیٰ کہا جاتا تھا، ان کا نام عبد اللہ بن احوص تھا، ان کے پاس انہی میں سے ایک عورت تھی، اس کا نام معاذہ تھا، ایک دن وہ ہجر سے اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لینے گئے، تو ان کی بیوی بھاگ گئی اور ان کی نافرمان ہو گئی، اس نے مطرف بن نھصل نامی ایک شخص سے پناہ مانگی وہ ان کے پاس گئے اور کہا: اے چچا زاد! تمہارے پاس میری بیوی ہے۔ اسے مجھے واپس لوٹا دو، اس نے کہا: میرے پاس نہیں ہے، اگر میرے پاس ہوتی تو میں تمہیں واپس نہ لوٹاتا، مطرف ان سے زیادہ غالب تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے پناہ لی اور یہ اشعار کہے: ﴿

”اے لوگوں کے بادشاہ اور عرب کے دیانت دار، میں آپ سے اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہوں، جسے بھوک

بھیڑن بھٹ کے سائے میں ہو، میں رجب میں اس کے لئے غلہ لینے نکلا، تو وہ مجھ سے جنگ و جدل کرنے لگی،

اس نے عہد توڑ دیا اور دم دہانی، اور مجھے نسب والے پٹھے میں اتار دیا۔

وہ بری غالب آنے والی ہیں جس پر غالب آجائیں۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ بری غالب آنے والی ہیں جس پر غالب آجائیں“ پھر نبی کریم ﷺ نے مطرف بن نھصل کو خط لکھا: ”اس عورت معاذہ کو تلاش کرو اور ان کے سپرد کردو“ جب انہیں خط پڑھ کر ستایا گیا تو انہوں نے کہا: اے معاذہ! یہ رسول اللہ ﷺ کا تیرے بارے میں خط ہے، میں تمہیں ان کے سپرد کردوں گا، اس نے کہا: میرے لئے عہد و میثاق اور نبی کریم ﷺ کا ذمہ لیں کہ وہ میرے فعل کی مجھے سزا نہیں دیں گے، انہوں نے ان کے لئے عہد و ذمہ لے لیا۔ اور انہیں ان کے سپرد کر دیا، انہوں نے اس کے بارے میں یہ شعر کہا: ﴿

”تیری عمر کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں کہ کسی چغل خور یا زمانے کی دوری تبدیل کر دے۔“ *

* مسند احمد (۱۳۶/۴)، المعجم الكبير (۶۲۲/۱۹)، جامع المسانيد والسنن (۱۳۴/۱۲)

* اسد الغابۃ (۵۲۱۸)، استیعاب (۲۶۳۷)، تجرید (۱۰۶/۲)

* مسند احمد (۲۰۲/۲)، الاحاد والمثنائی (۴۲۲/۲)، استیعاب (۵۸/۳)، اسد الغابۃ (۲۳۱/۴)

۸۶۱۹ فضلہ بن عبید اسلمی

ابو برزہ، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، ابن درید کا قول ہے: فضلہ بن عبد اللہ، یہ وہی شخص ہیں جس نے ہلال بن خلل کو قتل کر دیا، شاید ان کا نام عبد اللہ تھا اور انہیں عبید کہا جاتا تھا، ابن شاپین کا قول ہے: ابو برزہ فضلہ بن عبید، پھر بطریق احمد بن سيار مروزی نقل کیا: ابو برزہ اسلمی ان کا نام عبد اللہ بن فضلہ بن عبید بن حارث بن حبال بن ربیعہ بن دعلج بن انس بن جذیمہ بن مالک بن سلمان بن اسلم بن اقصیٰ ہے۔ مرو میں فروکش ہوئے اور وہیں وفات پا گئے، مقبرہ کلاباز میں دفن ہوئے، مرو میں ان کی اولاد ہے، بعض کا قول ہے: بصرہ میں وفات پائی، بعض کا قول ہے: بھستان اور ہرات کے صحرا میں وفات پائی۔

حاکم کی تاریخ نیشاپور میں ہے: بعض کا قول ہے: ان کا نام فضلہ بن عبید ہے، پھر عباس بن معین: فضلہ بن عبید، وہ اکثر کا قول ہے، کیا ہے فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن مالک بن یزید بن ابی ہریرہ اسلمی نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابی ہریرہ اسلمی کا نام فضلہ بن نيار تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا: ”نيار شیطان ہے“ وہ نيار بن حبال بن ربیعہ ہیں، پھر ان کا نسب بیان کیا، جیسا کہ گزر چکا ہے، لیکن دعلج اور انس کے درمیان عبدان کا اضافہ کیا۔

پھر ابن شاپین نے بحوالہ ابی نعیم نقل کیا ہے کہ وہ فضلہ بن عبد اللہ ہیں۔ احمد اور ابن معین: فضلہ بن عبید، وہ اکثر کا قول ہے، ابن سعد نے بحوالہ یحییٰ بن عدی نقل کیا ہے کہ وہ خالد بن فضلہ ہیں اور بحوالہ واقدی منقول ہے: راوی کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے کا نام عبد اللہ بن فضلہ ہے، وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

ابو عمر کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے، فتح خیبر و فتح مکہ اور حنین میں شریک ہوئے، ان سے مروی ہے: میں نے ابن خلل کو قتل کیا۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے مغیرہ، ان کی پوتی منیہ بنت عبید بن ابی ہریرہ، ابو عثمان نہدی، ابو عالیہ، ابو وازع، ابو ضیاء، ابو نضال سيار بن سلامہ، ازرق بن قیس، ابو طالت بن عبد السلام بن ابی حازم، ان کے والد اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، ابن سعد کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی تھے، پھر بصرہ فروکش ہوئے اور خراسان میں جہاد کیا، دوسرے راویوں کا قول ہے: نہروان میں خوارج کے ساتھ قتال میں شریک تھے۔

انہوں نے خراسان میں اس کے بعد جہاد کیا، بعض کا قول ہے: وہ صفین اور نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے، یہ بطریق ثعلبہ بن ابی ہریرہ بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے۔

ابن کلبی کا قول ہے: بصرہ میں فروکش ہوئے، ان کا وہاں گھر تھا، پھر خراسان چلے گئے اور مرو فروکش ہوئے پھر بصرہ لوٹ آئے، خلیفہ کا قول ہے: خراسان میں ۶۳ھ میں ابن زیاد کے بصرہ سے نکال دینے کے بعد وفات پائی۔ دوسرے راویوں کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: ابواحمد نے پہلے قول پر اعتماد کیا ہے، ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: وہ خلافت عبدالملک تک باقی رہے، اس پر بخاریؒ نے تاریخ اوسط میں، ان لوگوں کی فضیلت میں جنہوں نے ساٹھ (۶۰) سے ستر (۷۰) سال کی عمر کے درمیان وفات پائی، اس کا اعتماد کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی تائید اس سے ہوتی ہے، جس پر محمد بن قدامہ وغیرہ نے اعتماد کیا ہے کہ وہ ۶۵ھ میں وفات پا گئے، اس وقت عبدالملک کی حکومت تھی، یزید ۶۴ھ کے شروع میں فوت ہو گیا۔ پھر اس کا بیٹا معاویہ کچھ دن والی بنا، پھر قتہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ حضرت ابن زبیر حجاز، عراق، خراسان کے امیر بن گئے اور مردان شام کے امیر بنے، پھر وہ مصر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر غلبہ پالیا، پھر تھوڑا عرصہ زندہ رہے، اور رمضان میں اسی سال فوت ہو گئے۔ بخاریؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے مردان، ابن زبیر اور بصرہ کے قراء کی برائی بیان کی جب یزید بن معاویہ کی موت کے بعد اختلاف پیدا ہوا، پھر قصہ ذکر کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ سب دنیا کے لئے لڑ رہے ہیں۔

صحیح بخاریؒ میں ہے کہ وہ اہواز میں خوارج کے قتال میں شریک ہوئے، اسماعیل نے اپنے مستخرج میں اضافہ کیا ہے: مہلب بن ابی مفرہ کے ساتھ یہ ان کے بھائی عبدالملک سے پہلے بشر بن مردان کی بصرہ پر دور حکومت کا واقعہ ہے۔

۸۷۲۰ فضله بن عمروؒ

بن اہبان بن حلان بن جعاف بن حبیب بن غفار غفاری، مکرم غفاری کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، احمدؒ، بغوی اور ثابت نے دلائل میں اور ابن قانع نے بطریق ابن یونس محمد بن معین بن نھله بن عمرو نقل کیا ہے، مجھے میرے دادا نے بحوالہ اپنے والد نصر بن نھله بتایا، نھله بنی کریمؓ سے مرس میں ملے تو گامہن اونٹنی نے ان پر حملہ کر دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے برتن میں دودھ دوہا، آپ ﷺ نے پیا اور نھله نے برتن میں پیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں سات برتنوں میں دودھ پیتا ہوں لیکن میرا پیٹ نہیں بھرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے.....“

ان کی ایک روایت میں ہے: میں نے اپنے دادا سے سنا، مجھ سے نھله بن عمرو نے بیان کیا: فرماتے ہیں: میں اپنی اونٹنی کے ساتھ آیا..... پھر اسی طرح ذکر کیا۔

۸۷۲۱ فضله انصاریؒ

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے سعید بن مسیب نے روایت کیا، ابو عمرؒ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم ان سے سبقت لے گئے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے: ان کی حدیث اس عورت کے بارے میں ہے، جس سے انہوں نے نکاح کیا، ابن قانع کو اس میں تردید ہے، فرماتے ہیں: نھله یا نضرہ۔

تاریخ الکبیر (۱۱۸/۴) استیعاب (۲۶۳۹)، تجرید (۱۰۷/۲) مسند احمد (۳۳۶/۴)

مسلم (۵۳۴۵)، ابن ماجہ (۳۲۵۸)، ابن حبان (۵۲۳۵)، استیعاب (۵۸/۳)

استیعاب (۲۶۴۰) استیعاب (۵۹/۳)

۸۷۲۲ فضله انصاری

دوسرے ہیں، جعفر بن نعلہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۷۲۳ النضیر بن حارث

بن علقمہ بن کلدہ عبدری، موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور یہ کہ وہ یرموک میں شہید ہوئے، رہے ابن اسحاق * تو انہوں نے مغازی میں فرمایا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا، فرماتے ہیں: نضیر بن حارث ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے تالیف قلب کے لئے حبشہ میں سوانث دیئے، اسی طرح ابن سعد اور ابن شاپین کا قول ہے، ابن ماکولا * کا قول ہے: ان کی کنیت ابو الحارث ہے، قریش کے حکماء میں سے تھے، انہیں رہن کہا جاتا تھا، نضیر بن حارث کے بھائی ہیں، جسے رسول اللہ ﷺ نے صفراء مقام میں بدر سے واپسی کے بعد قتل کرنے کا حکم دیا تھا، ابن عبد البر کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے انہیں حبشہ کے دن سوانث دینے کا حکم دیا، تو ان کے پاس بنو ذیل میں سے ایک شخص اس کی خوشخبری دینے آیا، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے انہیں مانگا نہیں تھا، انہوں نے یہ لے لئے اور دہلی کو اس میں سے دس اونٹ دیئے اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اسلام پر رشوت لینا پسند نہیں ہے، پھر مدینہ کی طرف چلے اور وہاں فروکش ہوئے، پھر ہجرت کر کے شام چلے گئے، یرموک میں شریک تھے، وہیں قتل ہوئے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ، زبیر بن بکار اور ابن کلبی کا قول ہے: وہ یرموک میں شہید ہوئے، جو قصہ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے، اسے والدہ نے مغازی میں طویل نقل کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: ہمیں ابراہیم بن محمد بن شریعہ عبدری نے بحوالہ اپنے والد بتایا۔ فرماتے ہیں: نضیر بن حارث لوگوں میں سب سے بڑے عالم تھے، وہ فرماتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت دی، اور ہم پر محمد ﷺ کے ساتھ احسان کیا، ہم اس پر نہ مریں گے جس پر ہمارے باپ دادا مرے، مجھے قریش کے ہر معاملے میں رائے کے لئے ساتھ رکھا جاتا، یہاں تک کہ فتح مکہ کا سال آیا اور آپ ﷺ حبشہ کی طرف نکلے، ہم بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں نکلے، ہم چاہتے تھے کہ اگر محمد ﷺ کو شکست ہو تو ہم آپ کے خلاف مدد کریں، ایسا نہ ہو سکا، جب آپ ﷺ حیرانہ میں پہنچے تو اللہ کی قسم! میں اسی حال میں تھا، مجھے آپ ﷺ کے بارے میں معلوم ہوا، آپ ﷺ مجھ سے خوشی سے ملے، اور فرمایا: ”نضیر“ میں نے کہا: میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بہتر موقع ہے جو تم نے حبشہ کے دن ارادہ کیا تھا“ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس جلدی سے آیا: ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب تم جو کچھ غور و فکر کرنا چاہتے ہو کر سکتے ہو“ میں نے کہا: میں دیکھ چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس کی ثابت قدمی زیادہ کر“ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، میرا دل دین کے اثبات اور حق کی نصرت میں گویا ایسا ہو گیا جیسے پتھر ہے۔

پھر میں اپنے گھر آیا تو بنو ذیل کا ایک شخص آیا اس نے کہا: اے ابو الحارث، رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سوانث دینے کا حکم دیا ہے۔ مجھے اس میں سے دینا کیونکہ مجھ پر قرض ہے۔ فرماتے ہیں میں نے چاہا کہ اسے نہ لوں میں نے کہا: یہ تالیف قلب کے لئے ہے، اور میں نے اسلام پر رشوت نہیں چاہی، پھر میں نے کہا: نہ میں نے اسے طلب کیا ہے نہ اس کا سوال کیا ہے، پھر میں نے انہیں لے لیا



اور وکی کو اس میں سے دس اونٹ دیے۔ ان نضیر کا مرتفع نامی بیٹا ہے، مرتفع ان کا لقب ہے اور محمد نام ہے، انہی کی طرف وہ کنواں منسوب ہے جسے بڑ مرتفع کہا جاتا ہے یہ مکہ میں ہے۔

باب: نون اس کے بعد طاء

۸۷۲۲ نظیر مزنی

ابوموسیٰ نے ذیل میں بطریق ابواسحاق مستملی ذکر کیا ہے، پھر بطریق محمد بن اسماعیل بن جعفر، بحوالہ عبد اللہ بن سلمہ، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے اسماعیل بن ابی حکیم، انہوں نے نظیر مزنی یا مدنی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک اللہ تعالیٰ جب یہ آیت سنتے ہیں ﴿لَمْ يَكُنِ الْاِيْمَانُ كُفْرًا﴾ تو فرماتے ہیں: ”میرے بندے کو خوشخبری دے دو، میری عزت کی قسم! میں تمہیں دنیا اور آخرت کے کسی حال میں نہ بھولوں گا۔“

مستملی کا قول ہے: ابن ترخان سے ان کا ذکر کیا گیا تو وہ انہیں نہ پہچان سکے اور فرمایا کہ یہ حدیث لا تعداد سندوں سے مروی ہے۔ عبد اللہ بن مسلمہ بے حد کزور راوی ہے۔

باب: نون اس کے بعد عین

۸۷۲۵ نعامۃ الضبی

یزید کے والد ہیں، دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے: ابوبشیر مروزی نے بطریق حبان عبد ری، بحوالہ یزید بن نعامۃ الضبی، عن ابیہ ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو فرماتے: ”اے اللہ! تو پاک ہے، کیسا اچھا ہے جو تو نے ہمیں آزمایا، تو پاک ہے، تو نے ہمیں بہت زیادہ عطا فرمایا، تو پاک ہے، تو نے ہمیں بڑی عافیت دی“ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۷۲۶ نعم

نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبد اللہ رکھا، ان کا ذکر کزور چکا ہے۔

۸۷۲۷ نعمان بن اسود کنندی

ابن ابی الجون ہیں، ان کا ذکر آئے گا۔

۸۷۲۸ نعمان بن اشیم اشجعی

ابوہند، نعم بن ابی ہند کے والد ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: ان کا نام رافع بن اشیم ہے، کوفیوں

اسد الغابۃ (۵۲۲۴)، تجرید (۱۰۷/۲) * اسد الغابۃ (۵۲۲۶)، تجرید (۱۰۷/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۴۱/۱۲) * اسد الغابۃ (۵۲۲۴) استیعاب (۲۶۴۴)، تجرید (۱۰۷/۲)

میں ان کا شمار ہے۔ انہیں نعمان، مولیٰ الشیخ کہا جاتا تھا۔

بخاری رحمہ اللہ، ابو حاتم، ابن سکین، ابو عمر کا قول ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کوفہ میں فروکش ہوئے، بخاری اور ابن مندہ نے بطریق ربیع بن نعمان، مولیٰ بنو نصر نقل کیا ہے کہ مجھے نعیم بن ابی ہند نے بتایا، فرماتے ہیں: میرے والد موت کے وقت بے چین ہوئے، ان پر نزع طاری ہو گیا تو فرمایا: اے بیٹے! مجھے خوف ہے کہ میرا کوئی شان باقی نہ رہے، میرے بستر کو گھر کے کونے میں لے جاؤ، لہذا ہم نے ایسا ہی کیا، وہ فوت ہو گئے، فرماتے ہیں: میرے والد نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، ابن سکین نے بطریق سلمہ بن عبیدہ حدیث نقل کی ہے کہ مجھ سے ابو نعیم بن ابی ہند نے بیان کیا، فرماتے ہیں میں نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ حج کیا، یا انہوں نے مجھ سے کہا: تم سرخ اونٹ والے صاحب کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھ رہے ہو؟ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں، اسی طرح ابو ہند کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس بناء پر کہ ابو نعیم سے مراد ابو ہند ہیں، وہ غلطی ہے جو لفظی غلطی اور تہدیلی سے پیدا ہوئی، صحیح یہ ہے: بخوالہ سلمہ، کہ مجھ سے میرے والد یا نعیم بن ابی ہند نے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حج کیا..... پھر حدیث ذکر کی، ان کے قول میں عنہ کی ضمیر سلمہ کے والد کے لئے ہے، حدیث کو روایت کرنے والے عبید بن شریط ہیں، ابو نعیم کے والد نہیں، ابن مندہ نے حدیث کو بطریق سلمہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد ابو نعیم بن ابی ہند نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا..... پھر اسے ذکر کیا، ان کے قول عن ابیہ سے مراد سلمہ کے والد ہیں، نعیم کے والد نہیں، ابو نعیم نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ اور بطریق سلمہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد یا نعیم نے بخوالہ میرے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حج کیا، یہی صحیح ہے۔

۸۷۲۹) نعمان بن اوس معافری

نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابوبلی جبری کا قول ہے، میں نے مغلطائی کی تحریر سے اسے نقل کیا ہے۔

۸۷۳۰) نعمان بن بُرْزِجِ یمانی

ابن حبان کا قول ہے: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔
میں کہتا ہوں: محضریوں میں مشہور ہیں، قسم ثالث میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۷۳۱) نعمان بن بشیر

بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید انصاری خزرجی، ان کا تمام نسب حرف باء میں ان کے والد کے سوانح میں گزر چکا ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، وہ مشہور ہیں، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے، واقدی رحمہ اللہ کا قول ہے: ہجرت کے چودہ ماہ بعد انصار کے گھرانوں میں سے پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔

جامع المسانید والسنن (۱۶۲/۱۲) استیعاب (۵۹/۳)

تاریخ الكبير (۷۶/۸) تجرید (۱۰۷/۲)

اسد الغابۃ (۵۲۳)، استیعاب (۲۶۴۳)، تجرید (۱۰۷/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۶۵/۱۲)

الْاِسْمَاءُ فِي تَسْمِيَةِ الصَّحَابَةِ (جلد ۲)

ابن زبیر کے حوالے سے مروی ہے: نعمان بن بشیر مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ حضرت خالد بن عبد اللہ بن رواح، حضرت عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، ان سے ان کے بیٹے محمد، ان کے مولا سالم، عروہ، شعبی، سمیعی، ابو قلابہ، یحییٰ بن عبد الرحمن، سہاک بن حرب اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

ابو سہر نے بحوالہ شعبہ بن عبد العزیز نقل کیا ہے، وہ حضرت فضالہ بن عبید کے بعد دمشق کے قاضی تھے، سہاک بن حرب کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا والی مقرر کیا، جن لوگوں کو میں نے سنا وہ ان میں سب سے بڑے خطیب تھے، یثیم کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کے بجائے حمص کا والی بنا دیا، اور کوفہ کو حضرت عبید اللہ بن زیاد کی نگرانی میں دے دیا، وہ اس وقت شام میں تھے جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہو گیا اور معاویہ بن یزید خلیفہ بنے، ان کا جلد ہی انتقال ہو گیا تو حضرت نعمان نے حضرت ابن زبیر کی بیعت کی دعوت دی پھر اپنی بیعت کی طرف بلایا، مروان بن حکم نے ضحاک بن قیس کے بعد ان پر حملہ کیا اور نعمان بن بشیر کو قتل کر دیا، یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔

۸۶۳۲ نعمان بن یبسا

شعبی، مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق سعد بن عبد اللہ بن حارث بن خلیفہ، عن ابیہ، عن جدہ، نعمان بن یبسا نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بنو ضعیب کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور آپ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے ہماری حاجات کو پورا فرمایا..... پھر حدیث کا ذکر کیا* اس کی اسناد مجہول ہیں۔

۸۶۳۳ نعمان بن ثابت

بن نعمان، ابو الفضیاح، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، عنقریب ان کا ذکر آئے گا، بعض کا قول ہے: ان کا نام عبیر ہے۔

۸۶۳۴ نعمان بن جبلة

بن وائل بن قیس بن مکر بن عامر بن خلحاح بن عوف بن مکر بن عذرة عذری، طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اور ان کے بھائی عبد عمرو، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، عبد عمرو کا نام مکر تھا، نعمان جاہلیت میں رئیس تھے، یہ وہی ہیں، جنہوں نے بشیر بن ابی حازم کو قید کر لیا اور انہیں اوس بن حارث طائی کو دے دیا، کیونکہ انہوں نے اوس اور اس کی ماں کی بچو کی تھی، قصہ مشہور ہے، تابخہ ذبیانی نے نعمان مذکور کی مدح کی ہے۔

۸۶۳۵ نعمان بن جرز

بن نعمان بن قیس بن مالک بن سعد بن ذهل بن نطیف بن عبد اللہ بن ناجیہ بن مراد مرادی، پھر غطی، ابن یونس* نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، فتح مصر میں شریک تھے، ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ان کے ایک بھائی ہیں جنہیں ہانی کہا جاتا ہے، فتح مصر میں شریک تھے، ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۸۷۳۱) نعمان بن ابی جعال ضیبی

رقاعہ بن زید کے قبیلے سے ہیں۔ ابن اسحاق * نے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ارض حسی میں بنو جذام سے جہاد کرنے کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔

۸۷۳۲) نعمان بن ابی الجون

اسود بن شراحیل بن حجر بن معاویہ کنزی ہیں، طبری نے بحوالہ واقدی ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور کہا: میں آپ کا عرب کی سب سے خوبصورت لڑکی سے نکاح کروں گا، وہ اپنی بہن اسماء کا ارادہ رکھتے تھے، پھر ان کے نکاح اور جدائی کی حدیث نقل کی، حاکم نے بطریق واقدی، بحوالہ عبدالواحد بن ابی عوف نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: نعمان بن ابی جون آئے پھر ان کا ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا: وہ اور ان کے والد شریہ کے قریب فردکش ہوئے تھے، فرماتے ہیں: اسماء کی شادی اپنے چچا زاد سے ہوئی تھی، وہ وفات پا گئے، وہ آپ سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتی ہیں اور آپ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: بارہ اوقیہ اور نصف پران کا مجھ سے نکاح کر دو، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے لئے مہر میں کمی نہ کیجئے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری ازواج میں سے کسی کا مہر اس سے زیادہ نہ تھا، اور نہ میری بیٹیوں میں سے کسی کا مہر اس سے زیادہ ہے“ نعمان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے فضل میں نمونہ ہے۔ اپنے گھر والوں کی طرف کسی کو بھیج دیجئے، آپ ﷺ نے ابواسید ساعدی کو ان کے ساتھ بھیج دیا، جب انہیں معلوم ہوا تو اپنے کمرے میں چلی گئیں اور انہیں اندر آنے کی اجازت دی، حضرت ابواسید نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی ازواج کو مردوں میں سے کسی نے نہیں دیکھا، انہوں نے کہا: پھر مجھے بتا دیجئے، انہوں نے کہا: اپنے محرم مردوں کے سوا دوسرے کسی مرد سے بات نہ کریں، حضرت ابواسید فرماتے ہیں: میں نے انہیں ایک پاکی میں سوار کرایا اور انہیں لے کر مدینہ آیا اور بنو ساعدہ کے ہاں اتارا، ان کے پاس قبیلہ کی عورتیں خوشی سے آئیں، وہ نہایت خوبصورت تھیں، پھر ان کے پاس ایک عورت آئی اور ان سے کہا: تم بادشاہوں میں سے ہو، اگر تم چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں مرتبہ حاصل کرو تو آپ ﷺ سے پناہ مانگ لینا..... (الحديث)

۸۷۳۸) نعمان بن حارثہ انصاری *

بعض کا قول ہے: پہلی بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، ابن مندہ * نے اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن ابراہیم بن یسار بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب مشرکین کی رسول اللہ ﷺ پر تکالیف بڑھ گئیں تو منیٰ میں جبرہ عقبہ کے پاس انصار کے چھ افراد ملے، حضرت نعمان بن حارثہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے میں، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر اپنی تلواروں سے ٹوٹ پڑیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔“

* السيرة النبوية (۱۹۷/۴) * اسد الغابة (۵۲۳/۶)، تجرید (۱۰۸/۲)

* اسد الغابة (۴۴۳/۶)

سند میں غیر معروف راوی ہیں، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان نعمان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۷۳۹) نعمان بن ابی خذمہ *

بن نعمان بن امیہ بن برک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف النزاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد * نے بحوالہ واقدی اور ابو معشر نقل کیا ہے فرماتے ہیں: نعمان بن خذمہ، ابو خذمہ خاء کے ساتھ ہے۔ اور بحوالہ ابو عمارہ خاء کے ساتھ ہے، فرماتے ہیں: ہم نے انصار کے نسب میں دیکھا تو ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملا، جس کی یہ کنیت ہو۔

میں کہتا ہوں: ابن بکلی نے ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ ابن عمارہ کا قول ہے، اور ان کی کنیت ذکر نہیں کی، فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے۔

۸۷۴۰) نعمان و مالک

یہ دونوں خلف بن وارم بن اسلم بن افسی خزاعی کے بیٹے ہیں، ابن سعد * اور بغوی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ دونوں احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے جاسوس تھے، وہ دونوں شہید ہو گئے ہم نے انہیں ایک قبر میں دفن کیا۔

۸۷۴۱) نعمان بن رازیہ

ازدی پھر لہی، ازد کے ناظم اور ان کے علمبردار ہیں، بخاری * کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، ابن مندہ کا قول ہے بخاری نے وحدان میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم * اور ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محض میں آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن قانع، ابن سکین نے بطریق محمد بن ولید زبیدی، بحوالہ محمد بن صالح بن شریح، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ازد کے ناظم کو دیکھا، انہیں نعمان بن رازیہ کہا جاتا تھا، فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت میں شگون لیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام نے اس کی سچائی کی نفی کی ہے، تم میں سے کسی کو یہ سفر سے نہ روکیں“ *

یہ ابن سکین کے الفاظ ہیں، جبکہ ابن قانع کے الفاظ یہ ہیں: یہ اسلام میں سب سے زیادہ سچی بات ہے..... آخر تک، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن سکین کا قول ہے: مجھے نبی کریم ﷺ سے ان کی کوئی اور حدیث نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن ابی حاتم رازی کے قول پر رد ہے، ان سے علم مروی نہیں، واقدی نے مغازی میں بحوالہ ابو معشر وغیرہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حنین کے بعد طائف جانے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمرو دوسی کو پیغام بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ عمرو بن حمزہ کے بت کو گرا دیں اور اپنی قوم سے مدد طلب کریں۔ وہ طائف گئے، ان کے ساتھ چار سو افراد تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

* اسد الغابۃ (۵۲۳۸)، استیعاب (۲۶۴۴)، تجرید (۱۰۸/۲) * السیرۃ النبویۃ (۲۶۰/۲)، استیعاب (۶۸/۳)

* طبقات الکبریٰ (۴۵/۳) * طبقات الکبریٰ (۱۷۶/۴) * تاریخ الکبیر (۷۵/۴) * جامع المسنفید والسنن (۱۴۳/۱۲)

﴿الْأَنْبِيَاءُ فِي سِيَرِ النَّبِيِّينَ﴾ (جلد ۲) ۲۷۷

”اے اُردو کی جماعت! تمہارا جھنڈا کون لے گا“ طفیل نے کہا: جو جاہلیت میں علمبردار تھا یعنی نعمان بن رازیہ لہی۔

۸۷۴۲) نعمان بن ربیع

بعض کا قول ہے: وہ ابو قتادہ بن ربیع انصاری کا قول ہے: مشہور یہ ہے کہ ان کا نام حارث ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۷۴۳) نعمان بن زید

بن اُکال، ان کے بیٹے سعد کے سواں میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ قصہ سعد کا ہے، جبکہ یہ نعمان کا ہے۔

۸۷۴۴) نعمان بن سنان انصاری

مولیٰ بنو عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، مولیٰ بن عقبہ ابن اسحاقؓ وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان سے مروی کوئی روایت نہیں۔

۸۷۴۵) نعمان بن سفیان

بن خالد بن عوف، بنو سہم سے ہیں، ابن سعد نے بحوالہ واقدی ذکر کیا ہے کہ وہ ان تین افراد میں سے تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حرام الاسد میں مشرکین کے پیچھے روانہ کیا تھا، سلیط بن سفیان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، لگتا ہے یہ ان کے بھائی ہیں، حضرت نعمان بن خلف بن عون کا بھی ذکر گزر چکا ہے۔

۸۷۴۶) نعمان بن شریک شیبانی

مفروق بن عمر کے سواں میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ذہبیؒ نے تجریدؓ میں یہ یقین سے لکھا ہے کہ انہیں وفد کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے، رہے ابو نعیم، تو انہوں نے نعمان کے لئے صحابی ہونا ثابت کیا ہے اور بحوالہ مفروق اس کی نفی کی ہے۔

۸۷۴۷) نعمان بن عبد عمرو

بن مسعود بن کعب بن عبد شہل بن حارث بن دینار بن نجار انصاری خزرجی، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن اسحاقؓ نے بدر میں شریک ہونے والوں اور احد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن کلبی کا قول ہے، ان کے بھائی ضحاک کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۷۴۸) نعمان بن عبید

عبید کو مقرن بن اوس بن مالک انصاری کہا جاتا تھا، ابن قدام نے انصار کے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ

❖ اسد الغابۃ (۵۲۴۴)، السیرۃ النبویۃ (۲۵۸/۲) ❖ تجرید (۱۰۸/۲) ❖ تجرید (۱۴۶)

❖ اسد الغابۃ (۵۲۱۶)، استیعاب (۲۶۴۷) ❖ السیرۃ النبویۃ (۲۶۳/۲)

یہاں میں شہید ہوئے۔

۸۷۳۹ نعمان بن عجلان

بن نعمان بن عامر بن ذریق انصاری زرقی، ابو عمر * کا قول ہے: انصار کے خطیب اور شاعر تھے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے شہید ہونے کے بعد ان کی زوجہ خولہ بنت نفیس سے نکاح کیا، وہ فخر سے اپنی قوم کے بارے میں یہ اشعار کہتے ہیں: ص

”قریش سے کہہ دو، ہم مکہ اور حنین کے دن والے ہیں، بدر کے شہسوار ہیں، ہم نے نبی کریم ﷺ کی مدد کی اور پناہ دی، ہم راتوں کے پھیر اور بڑے کاموں سے ڈرے نہیں، ہم نے ہجرت کرنے والوں کو خوش آمدید کہا اور انہیں کہا کہ تم فقر سے مامون ہو گئے ہو، تمہارے لئے ہم اپنے ماموں اور گھروں کو تقسیم کرتے ہیں جیسا اونٹوں کا گوشت نصف نصف تقسیم ہوتا ہے۔“

ابن سکین اور ابن مندہ نے بطریق یزید بن حارون بحوالہ نعمان بن عجلان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے بخار تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”اے نعمان! تمہارا کیا حال ہے؟“ میں نے کہا: مجھے بخار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ جلد شفاء دے.....“ الحدیث

ابن سکین کا قول ہے: مجھے ان کی اس کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ملی، میرے خیال میں وہ مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں: عیسیٰ بہت ضعیف راوی ہے، مبرور * نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے ان نعمان کو بحرین کا والی بنایا تو بنوزریق میں سے جو بھی ان کے پاس جاتا، اسے دیتے جاتے، ان کے بارے میں ابواسود دغلی نے کہا: ص

”میں دیکھتا ہوں کہ فتنے نے لوگوں کو تم سے غافل کر دیا ہے، ابے بنوزریق لومڑی کی طرح مال لوٹو، ابن عجلان وہ شخص ہے تم جانتے ہو، اللہ کے مال کو ایسے خرچ کر رہا ہے، جیسے لوٹ مار مچی ہو۔“

۸۷۵۰ نعمان بن عدی

بن نھلہ عدوی، ان کے والد عدی کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ وہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں، ان نعمان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میان کا والی بنایا، انہوں نے یہ مشہور اشعار کہے: ص

”محبوبہ کو یہ بات کولن سنائے گا کہ اس کا شوہر میان میں شیشوں کے پیالوں اور حتم کے برتنوں میں شراب پیتا ہے، جب چاہتا ہے، بستی کے کسان اسے گانا سناتے ہیں، جھانج والی ہراوچی جگہ پر بلند آواز سے گاتی ہیں، اگر تم دونوں میرے شراب کے ساتھی ہو تو بڑے جام سے مجھے پلاؤ چھوٹے ٹوٹے ہوئے جام سے مجھے نہ پلاؤ، شاید امیر المومنین کو ہمارا ٹوٹے ہوئے محل میں مل بیٹھ کر شراب پینا برا لگے۔“

* استیعاب (۲۶۷)، تجرید (۱۰۸/۲) * استیعاب (۶۴/۳) * الکامل (۱۸۴/۱)

* اسد الغابہ (۵۲۸)، استیعاب (۲۶۹)، تجرید (۱۰۸/۲)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۱۷۹

حضرت عمرؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی طرف لکھا: مجھے تمہارے شعر پہنچے ہیں، اللہ کی قسم! تم نے میرے ساتھ برا کیا ہے، پھر انہیں معزول کر دیا۔ جب آئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ایسا کچھ بھی نہیں، یہ صرف شعر کی لفاظی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تمہیں سچا سمجھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنی طرف سے والی نہیں بناؤں گا۔

حضرت زبیر بن بکار نے بحوالہ اپنے چچا مصعب فرمایا: ابن عمرؓ نے عقیقہ بن خوام کو اس کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے کہا: میں اپنے گوشت کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑوں گا، جس کو پھینک دیا جائے۔ میرا ایک ناتواں بھتیجا ہے، اسے کوئی بھی نکاح کے لیے اپنی بیٹی نہیں دیتا۔ اس کی والدہ عاتکہ بنت حذیفہ بن غانم کی خواہش حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کی تھی، نعیم نے نعمان بن عدی سے اس کا نکاح کر دیا، وہ نعیم اور اس کی پرورش میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے ان کی اولاد کے بارے میں مشورہ لو“۔ * نعیم نے کہا: وہ اس وجہ سے چاہتی تھی کہ ابن عمرؓ نے اسے مال دیا تھا، وہ اسے میرے مال میں سے مل جائے گا۔

۸۷۵۱) نعمان بن عَصْر *

بن ریح بن حارث بن اُدیْم بن اُمیہ بلوی، بنو معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف کے حلیف ہیں، انصاری ہیں، ابن اسحاق * نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بنو معاویہ میں سے نعمان بلوی ان کے حلیف ہیں، ابن عقبہ، ابو معشر وغیرہ نے ان کے والد کا نام لیا ہے۔

اس کے لکھنے میں اختلاف ہے، اکثر کا قول ہے: دو زبر کے ساتھ ہے۔ واقدی کا قول ہے: زیر اور سکون کے ساتھ، ابن ماکولا * کا قول ہے: مرتدین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے، انہیں طلحہ بن خویلد اسدی نے شہید کیا۔

۸۷۵۲) نعمان بن عمرو * بن انسان

ابن خلدہ بن عمرو بن اُمیہ بن عامر بن بياضہ انصاری، اُحد میں شریک ہوئے، ان کے پاس مسلمانوں کا جھنڈا تھا، یہ ابن کلبی کا قول ہے: اسے رشاطی نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن عبدالبر اور ابن فحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۷۵۳) نعمان بن عمرو * بن رفاعہ

بن حارث بن سواد بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، ابن اسحاق * نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن درید کی کتاب اشتقاق میں ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ لیکن تصغیر میں ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے، لیکن تصغیر کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نعیمان بن عمرو، ان کا نسب بیان نہیں کیا، تو بعض کو گمان ہوا کہ وہ نعیمان مزاح کرنے والے ہیں، ایسا نہیں جیسا کہ ان کے سوانح میں آئے گا۔

* السيرة النبوية (۲۶۰/۱) اسد الغابہ (۲۳۹/۴) * السيرة النبوية (۲۶۱/۲)

* السيرة النبوية (۲۵۲/۲) (۲۶۵/۲) * الاكمال (۱۷۲/۲) * تعریذ (۱۰۸/۲)

* استیعاب (۲۶۵۱) * السيرة النبوية (۲۶۱/۲)

۸۶۵۴) نعمان بن عمرو بن عمیر

یمانی، ابن عساکر نے مہمات التعریف والا اعلام کے ذیل میں مسعود، ابن عبدیلیل، اولاد عمرو بن عمیر بن عوف ثقفی وغیرہ کے ساتھ ان کا ذکر اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں کیا ہے: ﴿اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو﴾۔ تفسیر سید کی طرف اس کی نسبت کی ہے، کہ انہوں نے ان کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ہلال نامی شخص کے آخر میں اس کا کچھ قصہ آئے گا، اسی طرح مسعود بن عمرو کے سوانح میں اس میں سے کچھ گزر چکا ہے۔

۸۶۵۵) نعمان بن عمرو بن مقرن

بنوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق جریر بحوالہ نعمان بن عمرو بن مقرن ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے“۔ * اسے ابن شاپین نے بطریق زیاد بکائی بحوالہ نعمان بن مقرن نقل کیا ہے، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

ابن شاپین نے بطریق یحییٰ بن عتیہ بحوالہ عمرو بن نعمان بن مقرن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حزیہ سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے فقر کا اظہار کیا کہ ان کے پاس اموال نہیں، جس کی زکوٰۃ ادا کریں۔ حضرت نعمان بن مقرن اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿وہیہاتوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں...﴾ (الآیہ) * عمرو بن نعمان ان کے چچا زاد ہیں جن کے حالات ذکر کئے جا رہے ہیں، بعض کا قول ہے: یہ نام غلطی سے راوی سے بدل گیا، بعض کا قول ہے: نعمان کی یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرسل ہے۔

۸۶۵۶) النعمان بن عوف

بن نعمان شیبانی، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس قیدیوں کا غص لائے، ثنی ابن حارثہ نے انہیں فتح عراق میں لشکر کے ایک حصے کا امیر بنایا۔ طبری * نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ فتوح کے زمانے میں وہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو امیر بناتے تھے۔

۸۶۵۷) نعمان بن ابی فاطمہ انصاری

ابن سکین اور طبری نے بطریق ابواسامیل قتادہ بحوالہ نعمان بن ابی فاطمہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سیاہ آنکھوں والا، سینک دار ونبہ خرید، نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: ”گویا یہ وہی دنبہ ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا تھا“۔ * انصار میں سے ایک شخص نے ایسا ہی دنبہ خریدنا چاہا، پھر اسے خرید کے ذبح کیا۔

* اسد الغابہ (۵۲۵۰) بخاری (۴۸) ترمذی (۵۲) (۱۹۸۳)

* سورة التوبة الآية (۹۹) طبری فی تاریخہ (۳۸۲/۳)

* مصنف عبد الرزاق (۸۱۳/۴) مجمع الزوائد (۲۳/۴) جامع المسانید والسنن (۱۹۸/۱۲)

اسے رزاق نے بحوالہ محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت نعمان بن ابی فطیمہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے سیاہ دنبہ لے کر گزرے۔۔۔۔ (الحدیث) جنہوں نے اسے خریدنا ان کا نام معاذ بن عفراء ہے۔

۸۷۵۸ نعمان بن قوقل

بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عمرو بن عوف، موسیٰ بن عقبہ نے اور ابن اسحاق * نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، بدر میں شریک ہوئے۔

ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، لغویؒ نے بطریق خالد بن مالک جعدی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کی کتاب میں لکھا پایا کہ نعمان بن قوقل انصاری نے کہا: اے رب! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے میں جنت کی زمین کے سبزہ دار پر پھر رہا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اسے جنت میں پھرتے دیکھا، ان کے ساتھ کوئی لنگڑا ہٹ نہیں تھی“۔ ابن قانع، ابن مندہ نے بطریق ابواسحاق فزاری، بحوالہ ابو ثابت بن شداد بن اوس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت عمرو بن جوح کے لیے مروی ہے۔ مسلم * نے بطریق شیبان بن عبدالرحمن بحوالہ جابر اسی طرح کی حدیث اس سے پہلے مروی ہے، اس کا متن یہ ہے، نبی کریم ﷺ کے پاس نعمان بن قوقل آئے اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے؟ جب میں فرض نماز پڑھوں، اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھوں، اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں!“

ابو حمزہ نے بحوالہ اعمش ان کی پیروی کی ہے، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے، اسے ایک اور طریق سے بحوالہ ابو حمزہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ابوسعید، اسے طبرانی نے مسند نعمان بن قوقل میں بطریق جابر بن نوح بحوالہ اعمش نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ابوصالح، انہوں نے نعمان سے نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔۔۔۔ پھر اسی طرح ذکر کیا، وہ مرسل حدیث ہے، شاید ابوصالح نے نعمان کا قصہ بیان کیا ہے، ان سے روایت کرنے کا ارادہ نہیں کیا، ان کے حوالے سے روایت، بحوالہ جابر مروی ہے۔

اسے عبداللہ بن عبدالقدوس نے بحوالہ اعمش نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ابوصالح، ابوسفیان، انہوں نے جابر سے نقل کیا ہے کہ نعمان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اسے یزید بن جعدہ نے بحوالہ ابو زبیر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ حابرہ مجھے نعمان نے بتایا، اسے ابن قانع اور ابن مندہ نے اپنے طریق سے اور ابن جعدہ نے نقل کیا ہے، بخاریؒ کے ہاں حدیث ابو ہریرہؓ میں ان کا ذکر ہے۔ اسے بطریق حنیہ بن سعید ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں فتح خیبر کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے حصہ مقرر کیجئے، تو ابان بن سعید بن العاص نے کہا: اسے نہ دیجئے، میں نے کہا: یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ بعض کا قول ہے: قوقل لقب ہے۔ ان کا نام ثعلبہ یا مالک بن ثعلبہ ہے۔ ابو عمر نے نعمان بن قوقل اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ میں فرق کیا ہے۔ ابن اثیر * نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

۸۷۵۹ نعمان بن قوقل

دوسرے ہیں۔ ابو حاتمؒ نے ان کے درمیان اور ان سے پہلے والے میں فرق کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: وہ کوفہ میں فروکش ہوئے، ان سے بلال بن یحییٰ نے روایت کی ہے، اسے بخاریؒ نے بطریق حبیب بن سلیم بحوالہ نعمان بن قوقل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں قرآن میں سے جو یاد کرتا ہوں، مجھے بھول جاتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب اتاری، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب مجھے کوئی اور نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن قوقل! آدی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے، اس کے لیے وہی ہے جو اس نے کیا۔“

طبرانی نے پہلے والے سوانح میں بطریق منصور بن ابی اسود، بحوالہ جابر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نعمان بن قوقل جمعہ کے دن آئے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ دو مختصر کعتیں میری ہیں، ابن شاپین نے بطریق ہدبہ بن منہال، بحوالہ اعمش اسی طرح نقل کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ اس کے زیادہ لائق ہیں۔

۸۷۶۰ نعمان بن قیس حضرمی

ابن عبد البرؒ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن مندہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ سے روایت کیا۔ بخاریؒ کا قول ہے: عبید اللہ بن زیاد بن لقیط نے بحوالہ شریحیل، عن ابیہ، عنہ نقل کیا ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن پاک ختم کر لیا تھا، ابو حاتمؒ کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے۔

۸۷۶۱ نعمان بن مالک

بن ثعلبہ بن عد بن فہر بن ثعلبہ بن عثمان بن عمرو بن عوف بن خزرج، ابو عمرؒ کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے، اُحد میں بھی حاضر تھے اور وادی کے قول کے مطابق اسی غزوے میں شہید ہوئے۔ رہے ابن قدامت تو فرماتے ہیں: وہ صحابی جو بدر میں شریک تھے۔ اور اُحد میں شہید ہوئے، وہ نعمان اعرج ہیں، سدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت نعمان بن مالک نے اُحد کی طرف نکلنے وقت فرمایا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میں جنت میں ضرور داخل ہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس چیز کے ساتھ؟“ انہوں نے کہا: اس لیے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں لڑائی سے نہیں بھاگتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے سچ کہا۔“ اس دن وہ شہید ہو گئے۔

ابن اثیرؒ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ نعمان اعرج۔ ابن قوقل ہیں، مالک بن ثعلبہ کا لقب قوقل تھا، جو ابو عمر نے کہا اس کا

اسد الغابہ (۵۲۵۴) استیعاب (۲۶۵۲) جرح والتعديل (۴۴۴/۸)

تاریخ کبیر (۷۶/۴) اسد الغابہ (۵۲۵۵) استیعاب (۲۶۵۳) تجرید (۱۱۰/۲)

استیعاب (۶۷/۳) اسد الغابہ (۵۲۵۷) الاستیعاب (۲۶۵۴) تجرید (۱۱۰/۲)

استیعاب (۶۷/۳) اسد الغابہ (۳۹/۵)

احتمال ہے، بخاری نے نعمان بن قوسل کا عنوان قائم کیا ہے، پھر فرمایا: نعمان بن مالک، ان کی کوئی حدیث نقل کی، واقدی * نے ذکر کیا ہے کہ نعمان بن مالک حضرت عمرو بن جوح کے ساتھ اُحد میں ٹھہرے تھے۔

۸۷۶۲) نعمان بن مقرن *

بن عائد حرنی، سوید اور ان کے بھائیوں کے بھائی ہیں، فتوح عراق میں نعمان کا بہت زیادہ ذکر ہے، یہ وہی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قادیسیہ کی فتح کی خوشخبری لے کر آئے، یہ وہی ہیں، جنہوں نے اصبان فتح کیا، نہادند میں شہید ہوئے، ان کا بخاری * میں مختصر قصہ ہے۔ اسماعیلی نے طویل قصہ نقل کیا ہے، اسے امام احمد رضی اللہ عنہ نے بطریق سالم بن ابی جعد، بحوالہ نعمان بن مقرن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس مزینہ کے چار سو (۴۰۰) افراد کے ساتھ آئے، اس کے رجال ثقہ ہیں، لیکن روایت منقطع ہے، حضرت نعمان خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے، انہوں نے سالم کا زمانہ نہیں پایا۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ، مسلم بن ہضم، جبیر بن حید وغیرہ نے روایت کی، ابن عبد البر * کا قول ہے: بصرہ میں فروکش ہوئے، پھر کوفہ آ گئے، فتح مکہ کے دن ان کے پاس مزینہ کا جھنڈا تھا، ان کی وفات ۲۱ھ میں ہوئی، یہ ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔

۸۷۶۳) نعمان بن مقرن

نعمان بن عمرو بن مقرن میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۷۶۴) نعمان بن مؤرق ہمدانی *

رشاطی نے انسب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: سردار اور شریف ہیں، انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۷۶۵) نعمان بن نافع انصاری

عبید بن نافع کے بھائی ہیں، ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابی داؤد ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، ان کے اقوال میں سے یہ نقل کیا ہے۔ بغیر تہجد کے حمام میں داخل ہونا حرام ہے۔

۸۷۶۶) نعمان بن نضیلہ انصاری

دعبل بن علی نے طبقات اشراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں والی بنایا انہوں نے شراب پی اور یہ اشعار کہے: ص

”محبوبہ کو میری طرف سے کون بتائے گا کہ اس کا شوہر میدان میں شمشے اور حتم کے برتنوں میں شراب پیتا ہے، شاید امیر المومنین کو یہ بات بری لگے کہ ہم ٹوٹے ہوئے محل میں مل بیٹھ کر شراب پی رہے ہیں۔“

* مغازی (۱۵۱) اسد الغابہ (۵۲۶۱) استیعاب (۲۶۵۵) تاریخ کبیر (۷۵/۴)

* مسند احمد (۴۴۴/۵) استیعاب (۶۷/۳) تخرید (۱۱۰/۶)



حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اور اسے معزول کر دیا۔
میں کہتا ہوں: یہ شعر کسی اور کے ہیں، اسے درست کر لیا جائے۔

۸۷۶۷ نعمان بن حلال مُزَنی

عمر بن حفص کی کتاب الزہد میں ان کا ذکر ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حصین نے بحوالہ نعمان بن ہلال حزنی ذکر کیا، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس مزینہ کے چار سو (۴۰۰) افراد کے ساتھ آئے..... (الحدیث)
یہ نعمان بن مرقن کے بارے میں معروف ہے، جیسا کہ ان کے سوانح میں میں نے تنبیہ کر دی ہے۔

۸۷۶۸ نعمان بن یزید

بن خُزَیْمِل بن امرئ القیس بن عمرو بن خُزَیْمِل بن کنَدی۔ اُحِیث بن قیس کے ماموں ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، اسی طرح طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کا لقب اذ العرف تھا۔ ابن کلبی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ان کے دادا کا لقب امرئ القیس تھا۔

۸۷۶۹ النُّعَیْت خُزَاعی

شاعر ہیں، ان کا نام اسد ہے، بعض کا قول ہے: اسید، ان کا لقب نعیت ہے، وہ ابن یسر بن ذہیب بن اصرم بن عبد اللہ بن قُحَیْم بن حُصَیْم ابن سلول بن کعب سلولی ہیں۔
ابو بشر آمدیؒ نے اور مرزبانی نے ہجتم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر کہے تھے، جس میں فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ذکر کیا ہے کہ مکہ میں خزاعہ کا فرد نائب ہوگا، جب آپ ﷺ مکہ سے روانہ ہونے لگے: ان میں سے یہ اشعار ہیں: ص
”ہم نے بڑے لشکر میں مسلمانوں کے پیچھے قدم اٹھائے، جو ہمارے لشکر سے مضبوط اور نیزوں والے تھے، جنگ کے لاپرواہ عمدہ گھوڑے پر جب شور و غلب اور گرد و غبار کا دن تھا۔“
میں نے اسے مؤلف میں خطیب کی تحریر سے نقل کیا ہے اور ترجیح دی ہے کہ اسید الف کے زبر کے ساتھ ہے۔

۸۷۷۰ نعیم بن اثاثہ

بن عبد المطلب قرشی، اموی نے مغازی میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہیں نبی کریم ﷺ نے خیبر میں سے زمین کا ٹکڑا دیا، فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نعمان کو زمین کا ٹکڑا اور ان کے بھائی ہند کو تیس (۳۰) دین دیے، ان کے بھائی مسطح کو پچاس (۵۰) دین دیے۔

۸۶۶۱) نعیم بن اوس داری

تیم کے بھائی ہیں، ابو عمر * کا قول ہے، بعض نے کہا: وہ اپنے بھائی کے ساتھ وفد میں آئے، ابن مندہ کا قول ہے: حدیث میں ان کا ذکر ہے، واقدی نے مغازی میں بطریق عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اسے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: دارمین کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی پر آیا، وہ دس افراد تھے، ہانی بن حبیب، فاکہ بن نعمان، جبلة بن مالک، عروہ بن مالک، قیس بن مالک اور ان کے بھائی مڑہ، ابوہند اور ان کے بھائی طیب، تیم بن اوس اور ان کے بھائی نعیم، یزید بن قیس، نبی کریم ﷺ نے طیب کا نام عبد اللہ رکھا اور عروہ کا نام عبد الرحمن رکھا۔ دوسرے طریق سے طیب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے اور ان کے سوانح میں ہانی کی حدیث آئے گی۔

۸۶۶۲) نعیم بن اوس رھاوی

بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۸۶۶۳) نعیم بن بدر تمیمی *

عطار کے سوانح میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا جو بنو نعیم کے وفد میں آئے، ابن حبیب نے بحوالہ ابن کلیبی ان کا ذکر کیا ہے، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق * ان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سدی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابو مالک، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورہ حجرات کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ قیس بن عاصم کے سوانح کے آخر میں ان کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے: میرا خیال ہے وہ عیینہ بن بدر ہیں۔ انہوں نے اس بات کو رد کیا ہے کہ وہ عیینہ فزاری ہیں، وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، وہ عیینہ بن حصن بن خدیفہ بن بدر ہیں، وہ بنو نعیم کے وفد سے پہلے اسلام لائے، بلکہ نبی کریم ﷺ نے انہیں تیم میں سے اسریہ کے ساتھ ابن العنبر کی طرف بھیجا، انہوں نے ان پر غارت گری کی، یہ ان کے وفد کے آنے کے سبب تھا۔ واللہ اعلم

۸۶۶۴) نعیم بن حمار

بعض کا قول ہے: ابن حمار، بعض نے کہا: ابن حمار، ان کا ذکر آئے گا۔

۸۶۶۵) نعیم بن حیان تجیبی *

انہیں وفد کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے، ابن ماکولانے بحوالہ حضرمی ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۶۶) نعیم بن زید *

بعض کا قول ہے: ابن یزید تمیمی، نجات بن عمرو کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابو عمر * نے نجات کے سوانح میں ان

* استیعاب (۷۳۰) * اسد الغابہ (۵۲۶۴) * السیرۃ النبویہ (۱۵۷/۴) * تجرید (۱۱۰/۲)

* اسد الغابہ (۵۲۶۷) * تجرید (۱۱۱/۲) * السیرۃ النبویہ (۱۵۸/۴)

کا ذکر کیا ہے اور ان کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا، ان کے والد کا نام یزید بتایا ہے۔

۸۶۶۷ نعیم بن سعید تمیمی

ابن سعد نے نبی کریم ﷺ کے پاس بنو نعیم میں سے آنے والے لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۶۸ نعیم بن سلام

بعض کا قول ہے: ابن سلام سلمی، ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے، جسے بزار نے بطریق زید بن حباب بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، عمر، معاذ، ابن مسعود اور نعیم بن سلام رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جب کسی بھیجی گئی مہم کا قاصد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! میں نے نعمان سے زیادہ جلد لوٹنے والا کسی کو نہیں دیکھا، اور ان لوگوں سے زیادہ غنیمت لانے والا کسی کو نہیں پایا، فرماتے ہیں: ”اے ابوبکر! کیا میں تمہیں سب سے جلد لوٹنے والی اور بہت زیادہ غنیمت والی شے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر طلوع شمس تک اللہ کا ذکر کیا۔“ ہمیں یہ روایت ابن مندہ کی کتاب المعرفة میں عالی سند سے ملی ہے۔ اسے ابو سعید نے جو سلیمان بن عبد الملک کے دربان ہیں، انہوں نے بحوالہ نعیم بن سلام نقل کیا ہے، جو بنو سلیم کے ایک شخص ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔

۸۶۶۹ نعیم بن عبد اللہ

بن اسید بن عبد بن عوف بن کعب قرشی عدوی خنم کے نام سے مشہور ہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے نعیم کی آواز سنی۔“ ابن قتیہ نے الغریب میں بطریق عبد الرحمن بن ابی سعید بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سریہ زید بن حارثہ میں نکلے، جس میں بنو فزارہ پر حملہ کیا تھا، ہم خوشبو لگائے ہوئے آئے، نعیم بن خنم عدوی نے اس دن شدید قتال کیا، نکتہ کھانسی کے بعد کی آواز ہوتی ہے۔

خلیفہ کا قول ہے: ان کی والدہ فاختہ بنت حرب بن عبد شمس ہیں، وہ بھی عدویہ ہیں، عمرو کے قبیلے سے ہیں۔

بخاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، مصعب زہیری کا قول ہے: ان کا اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے کا ہے، لیکن انہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت نہیں کی۔ یہ اس لیے کہ وہ بنو عدی کی بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کرتے تھے، جب انہوں نے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی قوم نے کہا: جس دین کو چاہو اختیار کرو اور یہیں رہو، جاہلیت میں بیت بنو عدی ان کا گھر تھا، یہاں تک کہ بنی رزاح میں اسلام کے دور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہو گیا۔

زہیر کا قول ہے: انہوں نے ذکر کیا کہ جب وہ مدینہ میں آئے تو ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے نعیم! تمہاری قوم

۱۱۱/۲) تجرید (۵۲۶۸) اسد الغابہ (۱۱۱/۲) مسند بزار (۲/۱۱۷۲)

۱۰۷/۱۰) اسد الغابہ (۵۲۶۹) استیعاب (۲۶۵۷) تجرید (۱۱۱/۲)

جامع المسانید والسنن (۲۰۴/۱۲) طبقات الکبریٰ (۱۰۲/۴)

الکتاب فی تفسیر الصحاح والترمذی (جلد ۱) ۲۸۷

میری قوم سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا: بلکہ یا رسول اللہ! آپ کی قوم بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری قوم نے مجھے نکالا اور تمہاری قوم نے تمہیں ٹھہرایا۔“ نعیم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی قوم نے ہجرت کے لیے آپ کو نکالا اور میری قوم نے مجھے اس سے روکا۔ * واقدی * کا قول ہے: مجھ سے یعقوب بن عمرو نے بحوالہ ابوبکر بن ابوجہم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نعیم دس (۱۰) سال بعد اسلام لائے، وہ اپنا مسلمان ہونا چاہتے تھے۔ ابن ابی شیمہ کا قول ہے: ازیمس (۳۸) آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ احمد * نے بطریق محمد بن یحییٰ بن حبان بحوالہ نعیم بن نحام نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: صبح کی اذان ہوئی اور میں ایک ٹھنڈے دن اپنی زوجہ کی چادر میں تھا، میں نے کہا: کاش! اذان دینے والا کہے، جو گھر میں پڑھ لے اس پر کوئی حرج نہیں، * تو اس نے یہی کہا، اسے بطریق اسماعیل بن عیاش، بحوالہ یحییٰ بن سعید ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسماعیل کی روایت بحوالہ مدینین ضعیف ہے، ابراہیم بن طہمان، سلیمان بن بلال نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ان دونوں نے بحوالہ نعیم بن نحام نقل کیا ہے، اسی طرح اوزاعی نے بحوالہ یحییٰ بن سعید نقل کیا ہے، اسے ابن قانع نے نقل کیا ہے، امام احمد * نے بھی بطریق یسر، بحوالہ عبید اللہ بن عمر، انہوں نے ایک شیخ سے جنہوں نے نعیم سے سنا۔

ابن قانع نے بطریق عمر بن نافع، بحوالہ ابن عمر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نعیم بن نحام نے کہا وہ بنو عدی بن کعب سے تھے، میں نے نبی کریم ﷺ کے مؤذن کو ایک ٹھنڈی صبح کہتے ہوئے سنا، میں لیٹا ہوا تھا، میں نے کہا: کاش! وہ یہ کہے: جس نے گھر میں نماز پڑھ لی، اس پر کوئی حرج نہیں، فرماتے ہیں: مؤذن نے کہا: جس نے گھر میں نماز پڑھ لی اس پر کوئی حرج نہیں۔ * حرف صاد میں صالح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، وہ نعیم کا نام ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ زہری * نقل کیا ہے کہ حضرت نعیم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں اجتہادین میں شہید ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق، مصعب زہیری، ابوالأسود، عروہ اور سیف نے فتوح میں اور ابوسلمہ بن زبیر نے نقل کیا ہے، واقدی کا قول ہے: اجتہادین کی لڑائی یرموک سے پہلے ۱۵ھ میں ہوئی، ابن برقی کا قول ہے: بعض اہل نسب کہتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں موتہ کے دن شہید ہوئے، اسی طرح ابن کلبی * کا قول ہے: رہا جو عمر بن شہبہ نے اخبار مدینہ میں بحوالہ ابوعبید اللہ بن نعیم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مردان نے نحام سے اس کا گھر تین لاکھ درہم میں خرید کر اسے اپنے گھر میں شامل کر لیا، وہ اس پر محمول ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن نعیم ہیں جن کا تذکرہ ہے، انہیں نحام بھی کہا جاتا تھا۔

۸۷۰) نعیم بن عمرو

بن مالک جذامی، خواجہ کے والد ہیں، عسکری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۸۷۱) نعیم بن قعناب

بن حنظل بن حارث بن عمرو بن ہمام بن رباح بن یربوع: ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن خزیمہ نے

* جامع المسانید والسنن (۲۰۴/۱۲) * مغازی (۹۷۳) * مسند احمد (۱۷۹۵۶)

* مختصر تاریخ دمشق (۱۷۵/۲۶) * مستدرک حاکم (۲۵۹/۳) الاحاد والمثنانی (۶۴/۲)

* اسد الغابہ (۵۷۷۲)

صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابن قانع نے بطریق خمران بن نعیم بن قنعب، بحوالہ اپنے والد نعیم بن قنعب نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی اور اپنے گھر والوں کی زکوٰۃ لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت اچھی لگی، آپ ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ ابن حبان نے ثقات میں نعیم بن قنعب ریاچی کا ذکر کیا ہے، انہوں نے ابوذر سے روایت کیا ہے، ان سے ابوعلواء بن شحیر نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت نسائی کے ہاں ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: میں ابوذر سے ملا، میں نے ان سے کہا: میں جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتا تھا، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ حالت شرک میں ہوا، اللہ تعالیٰ وہ معاف کر دے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔ ابن ماکولا نے اسود شاعر کے سوانح میں لکھا ہے: وہ شریف اور عزت والے تھے، انہوں نے حجاج کے زمانے میں ان کا قصہ ذکر کیا ہے، وہ ابن قرہ بن نعیم ہیں جن کا ذکر ہو رہا ہے۔

۸۷۸۲ نعیم بن مسعود

بن عامر بن آئف بن ثعلبہ بن قنقد بن حلاوہ بن سبیح بن بکر بن أشجع، ان کی کنیت ابوسلمہ اشجعی ہے، مشہور صحابی ہیں، بخاری میں ان کا ذکر ہے، خندق کی راتوں میں اسلام لائے، یہ وہی ہیں جنہوں نے دو قبیلوں قرظہ اور غطفان کے درمیان غزوہ خندق میں اختلاف ڈالا تھا، انہوں نے ایک دوسرے کی مخالفت کی اور مدینہ سے چلے گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ان کے دونوں بیٹوں سلمہ اور زینب نے روایت کی، احمد وغیرہ کے ہاں ان کی حدیث بطریق ابن اسحاق مروی ہے کہ مجھ سے سعد بن طارق نے بحوالہ سلمہ بن نعیم بن مسعود اشجعی بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسیلہ کے دونوں قاصدوں سے کہتے ہوئے سنا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔“

حضرت نعیم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز میں آپ کے بصرہ آنے سے پہلے واقعہ جمل میں شہید ہوئے، بعض کا قول ہے: خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم!

۸۷۸۳ نعیم بن مسعود دھمانی

ابن ذرید نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں وفد کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے۔ رشاطی کا قول ہے: نعیم اشجعی کے نسب میں ایسا کوئی شخص نہیں جس کا نام دھمان ہو، یعنی وہ اس کے علاوہ ہیں۔

۸۷۸۴ نعیم بن مسعود

دوسرے صحابی ہیں۔ انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، مراسیل ابوداؤد میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے بطریق خلف بن خلیفہ بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے نعیم بن مسعود کو قبر میں رکھا اور اپنے منہ سے کپڑے کا بندھن کھولا۔ اسے تکبیری نے دوسرے طریق سے بحوالہ خلف نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: میرا خیال ہے کہ میں

جامع المسانید والسنن (۲۰۶/۱۲) اسد الغابہ (۲۴۷/۴) الإكمال (۲۰۵/۱) الاستیعاب (۲۶۵۸)

مسند احمد (۴۸۷/۳) جامع المسانید والسنن (۲۰۷/۱۲) الكامل فی التاريخ (۱۲۱۲) (۱۲۱۲) الاستیعاب (۷۰/۳)

مراسیل ابوداؤد (۳۷۹)

نے اسے ان کے مولیٰ سے سنا ہے اور ان کے مولیٰ معقل بن یسار ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہ روایت عالی سند سے جزء طلحہ بن صقر میں ملی ہے، یہ اشجعی کے علاوہ کوئی اور ہیں اور اشجعی نبی کریم ﷺ کے بعد زندہ رہے۔

۸۷۸۵ نعیم بن مقرن مرزی

نہمان کے بھائی ہیں، ابو عمر کا قول ہے: وہ اور ان کے بھائی جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے بھائی کو جب وہ نہاوند میں شہید ہوئے امیر بنایا اور جھنڈا لے لیا اور اسے حذیفہ کے سپرد کر دیا، پھر فارس کی فتح ان کے ہاتھ پر ہوئی۔

۸۷۸۶ نعیم بن ہزال اسلمی

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابو داؤدؒ اور حاکم نے اپنی حدیث نقل کی ہے، ابن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، ان کے والد صحابی ہیں، ابن عبد البرؒ نے اسے درست کہا ہے۔ ہزال کے سوانح میں ان کی حدیث کی سند میں اختلاف کا بیان آئے گا۔

۸۷۸۷ نعیم بن حمار

بعض کا قول ہے: ابن حمار، بعض نے کہا: ابن حذار، ایک قول ہے: ابن حمار، بقول بعض: ابن حمار، ہمار زیادہ صحیح ہے۔

۸۷۸۸ نعیم بیاضی

ابن فحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب بحوالہ ابوالیسر، محمد بن نعیم بن محمد بن عبد اللہ بن عمار بن نعیم بیاضی صاحب رسول اللہ ﷺ نقل کیا ہے، پھر حدیث ذکر کی، خطیب نے اپنی تاریخ میں مذکورہ محمد بن نعیم کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ نعیم کے والد عمران کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۸۷۸۹ نعیم خفاری

ابوذر کے چچا زاد ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یونس بن کبیر نے زیادات مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے اور اسے حاکم نے بطریق یونس بحوالہ عبد اللہ بن بڑیدہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوذر، نعیم جو ابوذر کے چچا زاد ہیں چلے اور میں ان کے ساتھ تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے، آپ ﷺ پہاڑ میں چھپے ہوئے تھے، ان سے ابوذر نے کہا: یا محمد! ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ جو آپ کہتے ہیں ہم سنیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔“ تو ابوذر اور ان کے ساتھی ایمان لے آئے۔

استیعاب (۲۶۵۹) تجرید (۱۱۱/۲) استیعاب (۷۱/۳) استیعاب (۲۶۶۰) تجرید (۱۱۱/۲)

ابوداؤد (۴۴۱۹) استیعاب (۷۱/۳) استیعاب (۲۶۶۱)

(۸۷۹۰) **نُعیمان** ابن رفاعہ، بعد والے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

(۸۷۹۱) **نُعیمان بن عمرو**

بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار آنصاری، ابن ابی حاتم کے ہاں نُعیمان بن رفاعہ مذکور ہے۔
جو نیم بن مالک بن نجار سے ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔
میں کہتا ہوں: اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، غنم بن مالک نے لفظ غنم کی ہے، انہوں نے کہا: نیم بن مالک، ابن کلی کا قول ہے: ان کی والدہ فطیمہ کا جنت تھی، مسند محمد بن ہارون رویانی میں ہے: ہم سے خالد بن یوسف نے بحوالہ عمر بن ابوسلمہ، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمن بن عوف چار (۴) بیویاں چھوڑ کر وفات پا گئے، جن میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط، اور نُعیمان کی بہن ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں۔ بخاری، ابوحاتم رحمہما اللہ وغیرہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب زہری اور ابواسود نے بحوالہ عروہ وغیرہ بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے، وہ عقبہ ثانیہ میں شریک تھے، ابن سعد کا قول ہے: بدر اور احد، خندق اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بخاری رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں بطریق وہیب، بحوالہ عقبہ بن حارث نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس نُعیمان یا ابن نُعیمان لائے گئے، اس میں شک ہے، اور راجح یہ ہے کہ وہ بلاشبہ نُعیمان ہیں۔ احمد کے الفاظ ہیں: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے انہیں مارا، اس میں ہے: نُعیمان لائے گئے اس میں شک نہیں ہے اور اسے شک کے ساتھ نقل کیا ہے، محمد بن سعد بطریق معمر، بحوالہ زید بن اسلم مرسل نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: اس قصہ والے ابن نُعیمان ہیں، اس میں تردد ہے، مروان بن قیس سلمی کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ یہ نُعیمان کا قصہ ہے، اسی طرح حضرت زبیر بن بکار نے کتاب الفکاہہ والمزاح میں بطریق ابوطوالہ بحوالہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مدینہ میں نُعیمان نامی ایک شخص تھا جو شراب پی لیتا تھا، پھر اسی طرح ذکر کیا، اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اسے کہا: تم پر اللہ کی لعنت ہو، تو نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: ”ایسا نہ کہو، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔“ میں نے فتح الباری میں ذکر کر دیا ہے کہ عمیر نے یہ کہا تھا، لیکن انہوں نے عبداللہ کو کہا تھا جن کا لقب ”حمز“ تھا، اس سے اس قول کو تقویت ملتی ہے جس نے کہا کہ وہ ابن نُعیمان ہیں، یہ واقعہ نعمان اور ان کے بیٹے کا ہوگا، جس نے ان کے والد کا کہا اس نے ظلم کیا۔

زبیر کا قول ہے: مدینہ میں جب کوئی نیا پھل آتا تو وہ خریدتے اور نبی کریم ﷺ کے پاس لاتے اور کہتے: یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے، جب اس کا بیچنے والا حضرت نُعیمان سے قیمت کا تقاضا کرتا تو وہ اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آتے اور کہتے: اس کو پھل کی قیمت ادا کر دیجئے۔ آپ ﷺ فرماتے: ”کیا تم نے اسے مجھے ہدیہ نہیں کیا تھا؟“ تو وہ کہتے: اللہ کی قسم! میرے پاس پیسے

اسد الغابہ (۵۲۷۹) تجرید (۱۱۲/۲) السیرۃ النبویہ (۲/۲۶۱)

مصنف عبد الرزاق (۱۳۵۵۲) (۸۲-۱۷) اتحاف السادة المتقين (۵۰۲/۷) فتح الباری (۷۷/۱۲) أسد الغابہ (۴/۲۵۰)

نہیں تھے، مجھے یہ پسند تھا کہ آپ اسے کھائیں، آپ ﷺ ہنسنے اور چیخنے والے کو قیمت ادا کرنے کا حکم فرماتے۔

زبیر نے اونٹ کا قصہ دوسرے سیاق سے بطریق ربیعہ بن عثمان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور محن میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعمان انصاری سے کہا: اگر تم اسے ذبح کر لو تو ہم کھائیں، ہمارا گوشت کھانے کو بہت جی چاہتا ہے، انہوں نے ایسا ہی کیا، جب اعرابی نکلا تو چیخنے لگا، اے محمد! میری اونٹنی کٹ گئی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”یہ کس نے کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: نعمان نے، آپ ﷺ انہیں تلاش کرنے کے لیے تشریف لے گئے یہاں تک کہ انہیں ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر میں پایا، وہ گھر میں ٹھنیوں کے نیچے چھپے ہوئے تھے، ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو اشارے سے بتایا کہ وہ وہاں ہیں، آپ ﷺ نے انہیں باہر نکالا، اور ان سے کہا: ”تمہیں ایسا کرنے کے لیے کس نے کہا۔“

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! جن لوگوں نے آپ کو میرا پتہ بتایا ہے، انہی لوگوں نے مجھے ایسا کرنے کو کہا تھا، فرماتے ہیں: آپ ﷺ ان کے چہرے سے مٹی ہٹانے لگے اور آپ ﷺ انہیں رہے تھے، پھر اعرابی کو تادان ادا کر دیا۔

زبیر نے اسی طرح فرمایا: مجھ سے میرے چچا نے بحوالہ میرے دادا نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: خرمہ بن نوفل ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال کے ہو چکے تھے، وہ مسجد میں پیشاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگ چیخنے لگے، مسجد ہے، مسجد ہے، حضرت نعمان بن عمرو نے ان کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے ہٹا دیا، پھر انہیں مسجد کے دوسرے کونے میں کھڑا کر دیا اور ان سے کہا: یہاں پیشاب کریں، فرماتے ہیں: لوگ پھر چیخنے لگے، انہوں نے کہا: تمہاری ہلاکت! مجھے اس جگہ پر کون لایا؟ لوگوں نے کہا: نعمان۔ انہوں نے کہا: اگر اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی تو میں اسے اپنی اس لاشی سے اتنا مار دوں گا کہ وہ یاد رکھے گا۔

نعمان کو یہ بات معلوم ہوئی، کچھ دن تو وہ ٹھہرے رہے، پھر وہ ان کے پاس ایک دن آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کے کونے میں نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے خرمہ سے کہا: کیا آپ نعمان کو تلاش کر رہے ہیں؟ راوی کہتے ہیں انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا کر دیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھا کرتے تو ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ کے سامنے نعمان ہے، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے عصا پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے مارا اور انہیں زخمی کر دیا، لوگ چیخنے لگے: تم نے امیر المومنین کو مارا ہے.... پھر باقی قصہ ذکر کیا۔

زبیر کا قول ہے: مجھ سے علی بن صالح نے بحوالہ میرے دادا عبدالان بن مصعب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نعمان، ابوسفیان بن حارث سے ملے اور انہیں کہا: اے اللہ کے دشمن! تو وہی شخص ہے جس نے انصار کے سردار نعمان بن عمرو کی بھوک پی؟ انہوں نے اس پر معذرت کی، جب وہ چلے گئے تو ابوسفیان سے کسی نے کہا: نعمان وہی شخص ہے جس نے تم سے یہ کہا ہے، انہیں اس پر تعجب ہوا، سوط بن حرمہ کے ساتھ ان کا قصہ سوط کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

عبدالرزاق کا قول ہے: ہمیں معمر نے بحوالہ محمد بن سیرین بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کونئیں کے پاس اترے تو نعمان بن عمرو کونئیں والوں کے کہنے لگے: تمہیں اتنا، اتنا ملے گا، تو وہ ان کے پاس دو دو اور کھانا لانے لگے، تو وہ اسے اپنے ساتھیوں کے پاس بھیجے لگے، حضرت ابوبکر کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں نے آج نعمان کی کہانت سے کھانا کھایا ہے، پھرتے کر دی۔ میں کہتا ہوں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کھانے کے بعد قے کی جو انہوں نے اپنے غلام کی کہانت کی وجہ سے کھایا تھا، اسے

بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، وہ اس قصے کے علاوہ ہے، اس میں ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے جاہلیت میں ان کے لیے کہانت کی تھی۔
محمد بن سعد کا قول ہے: حضرت نعمان زندہ رہے، یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

۸۷۹۲ نعمان بن عمرو

دوسرے ہیں۔ ابن درید نے اشتقاق میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے، یہ ان کے علاوہ ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا ہے، کیونکہ ان کے حالات میں گزر چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حرمہ کے ساتھ ان کا قصہ پیش آیا، ابن سعد نے یہ یقین کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے، شاید وہ نعمان بن عمرو بغیر تصغیر کے ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد فاء

۸۷۹۳ نفاذہ نفاذہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۷۹۴ نفیر بن مالک

بن عامر حضری، نجیر کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابو نجیر ہے، نسائی نے کنیتوں میں بطریق صفوان بن عمرو نقل کیا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر نے بحوالہ اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، ان کی کنیت ابو جبیر تھی۔
ابو حاتم کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ابو احمد حاکم اور عبدالغنی بن سعید کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: شامیوں میں ان کا شمار ہے، عبدالصمد بن سعید نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حصّے آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابوبکر بغدادی نے تاریخ حصّے میں ان کا ذکر کیا ہے، اور عبدالصمد نے اضافہ کیا ہے۔ یہ وہی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے پاس کندیہ کو لائے تاکہ آپ ﷺ ان سے نکاح کریں۔

ابو احمد حاکم نے کنیتوں میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق معاویہ بن صالح، بحوالہ عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ ابو جبیر رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو جبیر! وضو کر“۔ انہوں نے اپنے منہ سے آغاز کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے منہ سے آغاز نہ کرو۔

پھر وضو کی صفت کے بارے میں حدیث ذکر کی، ابو نعیم نے بطریق عبد اللہ بن عبد الجبار، بحوالہ جعفی بن ثوب نقل کیا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر نے بحوالہ اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا، اس شخص کے لیے جس نے اسے دیکھا جس نے اس شخص کو دیکھا جس نے ایسے شخص کو دیکھا ہے، جس نے مجھے دیکھا ہے۔“

تجريد (۱۱۲/۲) * مختصر تاريخ دمشق (۱۷۹/۲۶) * مسلم (۷۲۹۹) مجمع الزوائد (۳۴۸/۷)

مشكاة المصابيح (۲۸۸۱) در المنثور (۲۷/۱) كنز العمال (۲۴۹) الكامل في الضعفاء (۱۴۷/۴) كشف الخفاء (۶۲/۲)

بارے میں روایت ہے۔

طبرانی اور حاکم * نے بطریق معاویہ بن صالح بحوالہ عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، عن ابیہ، عن جده دجال کے بارے میں حدیث نقل کی ہے۔ ”اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو میں اس کے لیے کافی ہوں۔۔۔۔۔“ (الحدیث) یہ مسلم کے ہاں بروایت جبیر بن نفیر بحوالہ نواس بن سیمان مروی ہے، اگر یہ محفوظ ہے تو جبیر بن نفیر کے ہاں بحوالہ شیخین مروی ہوگی۔

۸۷۹۵ * نفیر بن مجیب ثمالی

ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بعض کا قول ہے: ان کا نام سفیان ہے، حرف سین میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۷۹۶ * نفع بن حارث

بعض کا قول ہے: ابن مسروح، ان پر ابن سعد نے یقین کیا ہے، ابواحمد نے بطریق ابوعثمان نہدی، بحوالہ ابوبکرہ نقل کیا ہے، ابواحمد نے بطریق ابوعثمان نہدی، بحوالہ ابوبکرہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہوں، اگر لوگ مجھے ضرور منسوب کریں تو میں نفع بن مسروح ہوں، بعض کا قول ہے: ان کا نام مسروح ہے، اسی پر ابن اسحاق نے اعتماد کیا ہے۔

اپنی کتیت سے معروف ہیں، صاحب فضیلت صحابہ میں سے ہیں، بصرہ میں فروکش ہوئے، ان کی اولاد ذہانت میں مشہور ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس طائف کے قلعے سے گراری کے ذریعے اترے، اس وجہ سے وہ ابوبکرہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ان کی اولاد نے روایت کی۔

۸۷۹۷ * نفع بن معلى

بن لؤذان انصاری خزرجی، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ بعض کا قول ہے: ان کے والد کا نام حارث ہے، اسی پر ابن امین نے استیعاب کے حاشیے میں اعتماد کیا ہے۔

ابن کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے: وہ پہلے شخص ہیں جو انصار میں سے اسلام میں شہید ہوئے، وہ واقعہ یہ ہے کہ مزینہ کا ایک شخص جو اوس کا حلیف تھا، ان کے پاس سے گزرا وہ اس وقت چیزیں فروخت کر رہے تھے، اس نے انہیں ان جنگوں کی وجہ سے شہید کر دیا جو اوس اور خزرج میں اسلام سے پہلے ہوئیں۔

باب نون کے بعد قاف

۸۷۹۸ * نقادہ

اسدی، بعض کا قول ہے: اسلمی بن عبداللہ، بقول بعض: ابن خلف، بعض نے کہا: ابن مسر، ایک قول ہے: ابن مالک،

* مستدرک حاکم (۴/۴۹۲) * اسد الغابہ (۵۲۸۲) * تجرید (۱۱۲/۲)

* تجرید (۱۱۲/۲) * اسد الغابہ (۵۲۸۴)

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل حجاز میں ان کا شمار ہے، دیہات میں رہتے تھے، عسکری کا قول ہے: ان کی کنیت ابو بھیسہ ہے، بصرہ فروکش ہوئے، مسند احمد میں ان کی حدیث ہے، سنن ابن ماجہ میں ان کے بیٹے کے طریق سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک شخص کے پاس اونٹنی لینے کے لیے بھیجا..... (الحدیث) * معجم ابن قانع میں ان کی ایک اور حدیث ہے، ان سے ان کے والد سر نے روایت کیا، استیعاب میں دال کے ساتھ ہے، ابن اثیر * کا قول ہے: یہ ٹھیک نہیں ہے، ان کے بھائی کا نام نہیں لیا گیا، زید بن اسلم اور براء سلیمی ان سے روایت کرتے ہیں۔

۸۷۹۹ نقب بن فروہ

ابو نعیم وغیرہ نے ان کا ذکر نون کے ساتھ کیا ہے، ابن ماکولا * نے تین نقطوں کے ساتھ نقل کیا ہے، وہاں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۸۰۰ نقیدہ بن عمرو خزاعی کعبی

ابن مندہ کا قول ہے: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے، یہ ثابت نہیں، ان کی روایت بحوالہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مروی ہے، ان سے حوام بن ہشام نے روایت کیا۔

۸۸۰۱ نقیر

تفسیر کے ساتھ ہے، ابوسلمی کے والد ہیں، اوس بن حوشب کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد کاف

۸۸۰۲ النکاس

بے نسبت۔ ذہبی نے تجرید میں فرمایا: مسند قس بن مخلد میں ان کی تین احادیث ہیں، میں انہیں نہیں جانتا۔

۸۸۰۳ نکرہ

www.KitaboSunnat.com

بے نسبت۔ معروف میں گزر چکے ہیں۔

باب نون کے بعد میم

۸۸۰۴ نمر خزاعی

مسند قس میں ان کی ایک حدیث ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ابو جعفر طبری کی طرف ان کی

* تاریخ کبیر (۱۷۶/۴) ابن ماجہ (۴۱۳۴) مسند احمد (۷۷/۵)

* اسد الغابہ (۲۵۳/۴) الاکمال (۲۱۲/۱)

نسبت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: بعید نہیں کہ وہ نمیر خراسانی ہوں، ان کے حالات آئیں گے۔

۸۸۰۵ نمبر بن تولب

بن زہیر بن قیش بن عبدکعب بن حارث بن عوف بن وائل بن قیس بن عوف بن عبدمناف بن اُدعکلی، عکلی، عوف کی اولاد ہیں۔ اس کی والدہ نے انہیں گود لیا تھا، لہذا ان کی طرف منسوب ہو گئے، اسی طرح ابو عمر نے ان کا نسب بیان کیا ہے، رشاحلی کا قول ہے: ابن کلبی، ابو عبیدہ نے زہیر کے نسب میں ذکر نہیں کیا۔

مرزبان بن ان کے نسب میں حارث کے بعد ایک اور قول بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن عدی بن عبدمناف، انہوں نے وائل اور قیس کا ذکر نہیں کیا اور عوف کو عدی سے بدل دیا، محمد بن سلام بھی فرماتے ہیں: غلام بن فردہ نے بحوالہ اپنے والد اور جریری نے بحوالہ ابو علاء نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم مرید کے مقام پر تھے، ایک اعرابی آیا، اس کے پاس چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے کہا: دیکھو! جو کچھ اس میں ہے..... (الحدیث) اس میں ہے: ہم نے کسی سے اس کے بارے میں پوچھا، کہا گیا: یہ نمیر بن تولب ہے۔ اسے ابن قانع، طبرانی نے بحوالہ ابو خلیفہ اس کے حوالے سے نقل کیا ہے، یہ حدیث احمد، ابوداؤد اور نسائی کے ہاں بطریق جریری، بحوالہ موسیٰ مروی ہے۔

طبرانی میں بطریق عوف بحوالہ یزید بن خمیر مروی ہے کہ ہم سے عکلی کے ایک شخص نے روایت کیا، مرزبان کا قول ہے: وہ شاعر اور فصیح تھے، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں خط لکھا، بصرہ میں اس کے بعد فروکش ہوئے، ابو عمرو بن علاء کا نام کہیں اس کی شعری سخاوت، کثرت امثال کی وجہ سے رکھا گیا، وہ سخی تھے، انہوں نے طویل عمر پائی۔ یہاں تک کہ ان کی عقل بہک گئی، بعض کا قول ہے: دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے، انہوں نے یہ شعر کہا: ع

”نوجوان لمبی سلامتی کو کوشش کرتے ہوئے پسند کرتا ہے، وہ کیسے دیکھتا ہے کہ لمبی سلامتی کیا کرتی ہے۔“

ابن حزم نے حمیرہ میں نمیر بن تولب بن اُقیش عکلی اور نمیر بن تولب شاعر میں فرق کیا ہے، پھر پہلے والے کا نسب بیان کیا ہے، اور ان کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے، دوسرے کا نسب انہوں نے نمیر بن قاسط میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ وہی ہیں جو اتنا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ ان کی عقل بہک گئی، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ نمیر بن تولب شاعر ہیں۔ جب ان کی عقل بہک جاتی تو ان کی عادت تھی مہمان کی ضیافت کرو، سوار کے لیے صبح کا چراغ جلاؤ، اونٹ ذبح کرو، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو انہیں ان پر ترس آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اتنا عرصہ زندہ رہا کہ ان سے ابو علاء اور ان کے طبقہ کے لوگ ملے، مزی اپنی کتاب اطراف میں وہی بات لکھتے ہیں، جو اکثر کا قول ہے، انہوں نے نمیر بن تولب شاعر کا عنوان قائم کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: مہمات میں یزید بن عبد اللہ بن خمیر کے سوانح میں آئے گا، ابن قتیبہ نے بھی لکھا ہے کہ نمیر بن تولب شاعر تھے، ان کا ربیعہ نامی بیٹا تھا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ کی طرف ہجرت کی، نمیر بن تولب کے یہ اشعار ان کے صحابی ہونے پر

دلائل کرتے ہیں: ﴿ اے قوم! میں ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس خبر، اللہ کی آیات میں سے یہ چاند، سورج اور شعری ستارہ اور دوسری نشانیاں ہیں۔﴾

ایک شعر میں وہ نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں: ﴿ ہم آپ کے پاس آئے، سفر لہا ہو گیا، گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے۔ جو لوٹنے والے تھے، چلنے کی وجہ سے ان میں تھکان پیدا ہو گئی تھی۔﴾

ان کے اچھے اشعار میں سے یہ ہیں: ﴿ نو جوان طویل سلامتی کو کوشش کرتے ہوئے چاہتا ہے، وہ کیسے دیکھتا ہے کہ طویل سلامتی کیا کرتی ہے۔ نو جوان کو اعتدال اور صحت کے بعد (بڑھاپے کی طرف) لوٹا دیا جاتا ہے، جب وہ کھڑے ہونے اور حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو دور ہوتا ہے۔﴾

ان میں سے چند اشعار یہ ہیں: ﴿ کسی آدمی کے مال کی وجہ سے ہرگز اس سے ناراض نہ ہونا، اپنے وراثت کے مال پر ناراض ہو، جب تجھے فقر و فاقہ پہنچے تو مال داری کی امید رکھ، اور جو مرغوب چیزیں دیتا ہے، اس کی طرف رغبت کر۔﴾

۸۸۰۶ نمط بن قیس

بن مالک بن سعد بن مالک بن لای بن سلیمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب ہمدانی ارجسی، بعض کا قول ہے: وہ قیس بن مالک بن نمط ہیں، رشاطی نے بحوالہ ہمدانی ان کا ذکر کیا ہے۔

طبری کا قول ہے: قیس بن مالک کو وفد کے ساتھ آنے کی سعادت حاصل ہے، بعض کا قول ہے: نمط بن قیس بن مالک وفد میں آنے والے ہیں، اسی پر ابن کلبی نے اعتماد کیا ہے اور ان کا نسب بیان کیا ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایسا کھانا دیا جو یمن میں آج تک ان کی اولاد کو دیا جاتا ہے (زمین کی پیداوار)۔

میں کہتا ہوں: مالک بن قش کا ذکر گزر چکا ہے۔ گویا سب وفد کے ساتھ آئے، ہمدانی نے بیان کیا ہے کہ وفد میں ایک سو بیس (۱۲۰) افراد تھے۔

۸۸۰۷ نمیر بن حارث ظفری نصر میں گزر چکے ہیں۔

۸۸۰۸ نمیر بن حارث سہمی تمیم میں گزر چکے ہیں۔

۸۸۰۹ نمیر بن خرشہ

بن رہبہ بن حارث بن حبیب بن حارث بن حطیط بن بشم بن ثقیف ثقفی، ابن حبان نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: وہ ان کے حلیف ہیں، بنو حارث بن کعب سے ہیں، طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان سے کوئی حدیث نقل نہیں کی، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بغوی، ابن سکین اور ابونعیم نے بطریق عبدالعزیز بن قاسم بن عامر بن نمیر بن خرشہ، عن جدہ، عن نمیر بن خرشہ، ثقیف کے پہلے وفد میں آئے، فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھجھ میں پایا، آپ ﷺ نے لوگوں کو ہمارے آنے کی خوشخبری دی..... (الحدیث) بغوی نے عبدالعزیز کے دادا کا نام نہیں لیا، حدیث کے سیاق میں ان کی شرائط کا ذکر کیا، جو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کی تھیں۔

۸۸۱۰ نمیر بن ابی نمیر خزاعی

بعض کا قول ہے: ازدی ہیں، ان کی کنیت ابو مالک ہے، جو انہوں نے اپنے بیٹے مالک کے نام پر رکھی، ان کی ایک حدیث ہے، اسے عصام بن قدامہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا بحوالہ مالک عن ابیہ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے، ابو عمر کا قول ہے: بصرہ میں فروکش ہوئے، ان کی ایک حدیث ہے۔

۸۸۱۱ نمیلہ بن عبداللہ

بن نقیم بن حزن بن سیار بن عبداللہ بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث لیشی، انہیں ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کلبی کہا جاتا تھا، اگر مطلق کلبی ہو تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو بنو کلب بن ویرہ سے ہو۔ ابن اسحاق کا قول ہے: یہ دعویٰ ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے دن مقیس ابن صباہ کو قتل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا تھا، جیسا کہ مشہور قصے میں ہے۔ ابن ہشام نے زیادات السیرۃ میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں خیر کا امیر بنایا تھا۔ ابن اسحاق نے السیرۃ میں فرمایا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا، فرماتے ہیں: مقیس بن صباہ فتح مکہ کے دن قتل ہوا، نبی کریم ﷺ نے اس کے

استیعاب (۲۶۶۵) تجرید (۱۱۳/۲) استیعاب (۷۳/۳)

تاریخ کبیر (۱۱۶/۶) (۱۱۷) اسد الغابہ (۵۲۹۵) استیعاب (۲۶۶۶) تجرید (۱۱۳/۲)

ابوداؤد (۷۵۵) نسائی (۸۸۱) ابن ماجہ (۸۱۱) مسند احمد (۴۷۱/۳) سنن کبیری (۱۳۱/۲) الاحاد والمناہی (۳۰۵/۴)

استیعاب (۷۳/۳) اسد الغابہ (۵۲۹۶) استیعاب (۲۶۹۳)

السیرۃ النبویہ (۴۱/۴، ۴۲)

خون کورائیکاں قرار دیا تھا، کیونکہ ہشام بن صباحہ انصار کا ایک شخص تھا، غلطی سے وہ قتل ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے مقس کو اپنے بھائی کی دیت لینے کا حکم دیا، اس نے اسے لے لیا، پھر ہشام کے قاتل کی گھات میں رہا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا، جب فتح مکہ کا دن آیا تو نمیلہ نے مقیس کو قتل کر دیا، وہ اس کی قوم کے ایک شخص تھے، اس کے بارے میں مقیس کی بہن نے یہ شعر کہے: **ط**

”میری عمر کی قسم! نمیلہ نے اپنی قوم کو رسوا کر دیا ہے، مقیس کی وجہ سے سردیوں کے مہمانوں کو تکلیف ہوئی ہے۔“

۸۸۱۲ نمیلہ بن عبد اللہ انصاری

فاہکی نے کتاب مکہ میں اپنی سند میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ ثقفی کو فتوح عراق میں لشکر کا امیر بنایا، ان کے ساتھ نمیلہ بن عبد اللہ انصاری تھے۔

۸۸۱۳ نمیلہ

بے نسبت۔ بنوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بقیہ نقل کیا ہے کہ ہم سے عجلان انصاری نے بیان کیا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے نمیلہ سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل عراق کی طرف لکھا: اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ اس شخص سے بری ہیں، جس نے بیعت کی اور توڑ دی۔ تم لوگ جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ والسلام

ابن مندہ نے یہ حدیث نمیلہ کلبی کے سوانح میں نقل کی ہے، مجھے یوں لگتا ہے کہ یہ اور ہیں۔

۸۸۱۴ نمیلہ

دوسرے ہیں، مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق قزو، بحوالہ نمیلہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو کہتے ہوئے سنا: ”ایمان یہاں ہے اور نفاق یہاں ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ (الحدیث) اس کی سند میں نامعلوم راوی ہیں۔ واللہ اعلم

باب نون کے بعد ہاء

۸۸۱۵ نہار عبدی

محمد بن حسن نقاش نے اپنی تفسیر میں بغیر اسناد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نہار عبدی کہتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کون سا شخص حسب میں عزت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”یوسف صدیق اللہ، ابن یعقوب اسرائیل اللہ، ابن اسحاق زوج اللہ، ابن ابراہیم خلیل اللہ۔“

اسد الغابہ (۵۲۹۷) جامع المسانید والسنن (۲۳۶/۱۲)

اسد الغابہ (۵۲۹۹) تجرید (۱۳/۲) المعجم الکبیر (۱۸۴/۱۰) مجمع الزوائد (۲۰۲/۸)

میں کہتا ہوں: اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے پتہ چلتا ہو کہ وہ صحابی ہیں، ابن مردویہ نے اپنے تفسیر میں بطریق یوسف بن اسباط بحوالہ نہار نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے فرمایا: ”اسحاق ذبح اللہ۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں فرمایا: یہ اس روایت سے مختصر ہے جسے نقاش نے ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: حافظ عبد الغنی نے کتاب الکمال میں خیال کیا کہ یہ نہار عبدی ہیں، جن کی سنن ابن ماجہ میں ان کی روایت سے بحوالہ ابوسعید حدیث مروی ہے، انہوں نے رواۃ میں ان کے حوالے سے نقل کیا، تو ابن یزید، حزی نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ انہوں نے ٹھیک کہا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ نے ان میں فرق کیا ہے۔ شیخ ثور شامی ہیں، وہ اس حدیث کے اور حضرت ابوسعید بصری کے حوالے سے حدیث کے راوی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کے ذکر کے بارے میں معتبر روایت وہ ہے جس کے سیاق میں لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۸۸۱۶ نہشل بن عمرو

بن عبد اللہ بن وہب بن سعد بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیمان بن محارب بن نھر قرشی، پھر محارب بن طبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، زبیر بن بکار نے کتاب النسب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ قریش کے بڑے لوگوں میں سے ہیں، انہوں نے تصریح نہیں کی کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے چار (۴) بیٹے ہیں، وہ یہ ہیں: عبد اللہ، عبد الرحمن، نعلہ، صالح، خلافت یزید بن معاویہ میں حرہ کے دن شہید ہوئے۔

۸۸۱۷ نہیر بن ہیثم انصاری

حرف باء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابو عمر نے موضعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۱۸ نہیک بن اساف

اساف بن نہیک میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۸۱۹ نہیک بن اوس

بن خزیمہ بن عدی بن ابی غنم بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی۔ قواقل میں سے ہیں، ان کی کنیت ابو عمر ہے، اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، یہ ابن بکلی، طبری وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے فتح خیبر کی خوشخبری دی، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زیاد بن لبید کی طرف یمن میں قاصد تھے۔ ان کے ساتھ زیاد نے قیدیوں کو اور اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے بھیجا۔ یہ واقندی نے بحوالہ داؤد بن حصین نقل کیا ہے۔

تاریخ کبیر (۱۲۲/۴) * استیعاب (۲۶۹۴) تجرید (۱۱۲/۲)

استیعاب (۹۴/۳) * استیعاب (۲۶۶۷)

مجمع الزوائد (۱۲۵۴۲) جامع المسانید والسنن (۲۲۹/۱۲) اسد الغابہ (۲۶۰/۴)

ابو یثم کے بھائی ہیں، کشتوں میں ان کے نسب کا ذکر آئے گا، اُموی نے بحوالہ ابن اسحاق، بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابو زرہ دمشقی نے شام فرود کش ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اہل یمن میں سے ہیں۔ عبدالصمد نے حمص آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق محمد بن ابان بحوالہ ابوادریس خولانی، انہوں نے نہیک بن صُرَیم سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مشرکین سے ضرور قتال کرو گے یہاں تک کہ تمہارے باقی لوگ نہراون پر دجال سے قتال کریں گے تم مشرقی جانب اور وہ مغربی جانب ہوں گے۔“ ❁

فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اردن اس وقت زمین پر کہاں ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر اس طریق سے کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ ابنِ ضریم اور ان کا نام نہیں لیا۔

ابن ابی حاتم صُرِّم کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کے شروع میں زبرد اور تصغیر کے ساتھ ہے، ان کے نسب کے بارے میں فرماتے ہیں: سکونی یا یثکری۔

بن مالک بن منفق عامری پھر عقلی، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں لقیط بن عامر کے ساتھ آئے، ابن ابی خنیمہ اور عبد اللہ بن احمد نے زیادات المسند میں بطریق دلہم بن اسود بن عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن منفق، عن جدم، عن عمہ لقیط بن عامر نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: دلہم، مجھ سے ابواسود نے بحوالہ عبد اللہ بن عاصم بن لقیط نقل کیا ہے کہ لقیط بن عامر وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھی نہیک بن عاصم بن مالک تھے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس رجب کے ختم ہونے پر آئے، ہم آپ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب آپ ﷺ صبح کی نماز سے پڑھ چکے تھے، لوگ بیٹھ گئے، میں اور میرا ساتھی کھڑا ہوا، پھر طول حدیث ذکر کی۔

بن عوف بن جابر بن عبدنہم بن عبد الغزالی بن تمیمہ بن عمرو بن مرزہ بن عامر بن حصصہ عامری سلولی، ابن کلی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، اسی طرح طبری کا قول ہے۔

❖ أسد الغامه (٥٣.٤) تجريد (١١٤/٢) ❖ أسد الغامه (٥٣.٥) استيعاب (٢٦٦٩) تجريد (١١٤/٢)

❁ اسد الخامة (۵۳.۷) استنباط (۲۶۹۵)

۸۸۲۳ نہیک بن مساحق

قسم رابع کے آخر میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب نون کے بعد واؤ

۸۸۲۵ نواس بن سمان

بن خالد بن عمرو بن قُرط بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب عامری کلابی، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے، صحیح مسلم میں ان کی حدیث ہے۔

۸۸۲۶ نوبہ أسود

مولیٰ رسول اللہ ﷺ سیف نے کتاب الردۃ والفتوح میں فرمایا: ہم سے سلمہ بن عیبط نے بحوالہ عائشہ نقل کیا، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز شروع کروا چکے تھے، ہمارے سیاہ فام غلام نوبہ اور بریرہ نے جلدی سے آپ ﷺ کو سہارا دیا، میں آپ ﷺ کے قدموں کو دیکھ رہی تھی آپ مسجد میں چل رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پہنچا دیا اور آپ ﷺ کو صف میں بٹھا دیا۔

ابوموسیٰ نے یہ قصہ خواتین کے ناموں میں نوبہ میں ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالغنی بن سعید اسے نقل کیا ہے، پھر بطریق زائدہ، بحوالہ ابو داؤد نقل کیا ہے، وہ شقیق بن سلمہ ہیں، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نوبہ اور بریرہ کے درمیان تشریف لائے..... (الحدیث) اس سیاق میں یہ نہیں کہ نوبہ باندی ہیں اور بطریق یعقوب بن سفیان، پھر بروایت سلیمان تمیمی، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی جب افادہ ہوا تو نوبہ اور بریرہ سے سہارا لیے ہوئے آئے..... پھر حدیث ذکر کی۔

اس قصے میں حدیث سالم بن عبید اشجعی میں ہے، انہوں نے بریرہ کو جو ان کی خادمہ تھیں، اور ایک اور شخص کو بلایا..... پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے: وہ دونوں چلے اور آپ ﷺ کو سہارا دیے ہوئے چلے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آدنی ہیں، اگر وہ باندی ہوتی تو یہ الفاظ ہوتے فانطلقنا فلذهبنا والعلم عند اللہ تعالیٰ۔

۸۸۲۷ نوح بن مخلد ضبعی

ابوجمرہ کے دادا ہیں، نصر بن عمران، ابن قانع، طرانی اور ابن مندہ نے بطریق سعید بن نوح ضبعی، بحوالہ ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی نقل کیا ہے کہ ان کے دادا نوح بن مخلد ضبعی نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ میں آئے، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تم کس قبیلے سے ہو؟“ انہوں نے کہا: میں بنو ضبیعہ بن ربیعہ سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ربیعہ میں سب سے بہتر عبدالغنی ہیں، پھر وہ قبیلہ جس سے تم ہو۔“

ابن مندہ کا قول ہے: حدیث غریب ہے، سعید بن نوح اس میں متفرد ہیں۔ واللہ اعلم

۸۸۲۸ نوئل بن ثعلبہ*

بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن نعلہ بن مالک بن علان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری، اسی طرح ابن عبد البر نے ان کا نسب بیان کیا ہے، رہے ابن اسحاق* تو فرماتے ہیں: نوئل بن ثعلبہ، بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے۔

۸۸۲۹ نوئل بن حارث*

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ہیں، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، زبیر بن بکار کا قول ہے: بنو ہاشم میں سے اسلام لانے والوں میں سب سے بڑے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے بھی، ابن اسحاق کا قول ہے: نوئل، بدر کے دن قیدی بنائے گئے تو نبی کریم ﷺ نے عباس سے فرمایا: ”اپنا اور اپنے بھتیجے نوئل اور عقیل کا فدیہ ادا کرو، جب اسلام لائے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔“ ابن سعد* نے بطریق اسحاق بن عبد اللہ بن حارث بن نوئل، عن ابیہ نقل کیا ہے فرماتے ہیں: جب بدر کے دن نوئل کو قیدی بنایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا فدیہ ان نیزوں سے ادا کرو جو جدہ کے مقام پر ہیں۔“ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ جدہ میں میرے نیزے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، لہذا انہوں نے انہی سے اپنا فدیہ ادا کیا، وہ ایک ہزار (۱۰۰۰) نیزے تھے۔ ابن مندہ نے بطریق حبیش نقل کیا ہے، وہ عکرمہ کے حوالے سے روایت کرنے میں ضعیف ہیں، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت نوئل بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور فرمایا: اپنے چچا کے پاس جاؤ، شاید وہ تمہیں زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کر دیں..... (الحدیث)

حاکم* نے مستدرک میں نقل کیا ہے، بطریق اسحاق سمی، بحوالہ سعید بن حارث، انہوں نے اپنے دادا نوئل بن حارث بن عبد المطلب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مدد چاہی، آپ ﷺ نے ایک خاتون سے ان کا نکاح کرا دیا.... پھر حدیث ذکر کی۔

ابن قانع اور ابن سکین نے بطریق سعید بن سلیمان بن سعید بن نوئل بن حارث، عن ابیہ، عن جدہ، عن نوئل بن حارث نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لو، اور نماز کی جگہ سے مٹی صاف کرو....“*

* اسد الغابہ (۵۳:۹) استیعاب (۲۶۷۶) تجرید (۱۱۴/۲) * السیرۃ النبویہ (۲۵۴۴)

* اسد الغابہ (۵۳:۱۰) استیعاب (۲۶۷۱) ...

* مستدرک حاکم (۲۴۶/۳)

* ترمذی (۳۴۸) ابن ماجہ (۴۹۷) مجمع الزوائد (۲۵۰/۸) معجم الکبیر (۱۷۳/۱۱)

اس سند میں ضعف ہے۔ مغیرہ بن شعبہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

دارقطنی رحمہ اللہ نے کتاب الاخوانہ میں فرمایا: نوفل بن حارث خلافت عمر کے دو سال گزرنے کے بعد مدینہ میں فوت ہوئے، ان کی کوئی مسند روایت بیان نہیں کی، ابن عبدالبرؒ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ ان کے جنازے کے ساتھ چلے۔

۸۸۳۰) نوفل بن طلحہ انصاریؓ

علاء بن حضری کے شرکاء میں سے تھے، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۸۳۱) نوفل بن عبداللہؓ

بن نھلہ انصاری، ابن اشیرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے ان کے دادا کے نام میں لفظی غلطی کی ہے، وہ ثعلبہ ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے، اسے درست کر لیا جائے۔

۸۸۳۲) نوفل بن عدیؓ

بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ، قرشی اسدی، ورقہ بن نوفل کے بھتیجے ہیں، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کا بیٹا حرہ کے دن ۶۳ھ میں شہید ہوا، اس کا نام عبید اللہ القحیر کے ساتھ ہے۔

۸۸۳۳) نوفل بن عدیؓ

بن ابی جیش اسدی، اسد خرمیہ سے ہیں، عمر بن شہب نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ فاطمہ بنت ابی جیش کے بھتیجے ہیں۔

۸۸۳۴) نوفل بن معاویہؓ

بن عروہ ابن مضر بن یسر بن نفاثہ بن عدی بن ذکل بن بکر بن عبدمناتہ بن کنانہ کنانی پھر ذکلی، ابن کلبی کی طرف انہیں منسوب کیا ہے۔ ابن شامہ کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۹ھ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۱۰ھ میں حج کیا۔ سو (۱۰۰) برس کی عمر تھی۔ ابوعمر کا قول ہے: یہ ان لوگوں میں سے تھے جو جاہلیت میں ساٹھ (۶۰) سال اور اسلام میں ساٹھ (۶۰) سال رہے۔ فاکہی کی کتاب مکہ میں بطریق ابوبکر بن ابوسبرہ بحوالہ نوفل بن معاویہ ذکلی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے عبدالمطلب کے زمانے میں مقام ابراہیم کو بیت اللہ کے ساتھ اونچی جگہ کی طرف ملا ہوا دیکھا۔ ابوجہر عسکری کا قول ہے: ان کے والد فہار کے دن ذکل کے رئیس تھے، ان کا اس کے بارے میں قصہ ہے۔ ان کا بیٹا نوفل اسلام لایا اور فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوا، پھر مدینہ فرود کش ہوا اور یہیں وفات ہوئی۔

استیعاب (۷۵/۳) * اسد الغابہ (۵۳۱۱) تجرید (۱۱۵/۲) * اسد الغابہ (۵۳/۲)

اسد الغابہ (۵۷۴/۴) * اسد الغابہ (۵۳۱۵) تجرید (۱۱۵/۲)

الاصطلاح فی تفسیر الصحیح (جلد ۲) ۳۰۶

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے عزا کہ بن مالک، عبدالرحمن بن مطیع، ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث نے حدیث نقل کی۔ بخاری، مسلم، نسائی میں ان کی حدیث ہے۔
واقندی، ابوخاتم رازی، ابن شاہین، ابوعمر، ابوخاتم، ابن حبان کا قول ہے: خلافت یزید بن معاویہ میں وفات پائی۔

۸۸۳۵ نوئل بن فروہ اشجعی

فروہ، عبدالرحمن اور تحیم کے والد ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ان کی اولاد نے روایت کی۔
اصحاب سنن، احمد، ابن حبان اور حاکم نے بطریق ابواسحاق سمعی بحوالہ فروہ بن نوئل، عن ابیہ مرفوعاً سورۃ کافرون کی فضیلت میں حدیث نقل کی۔

ابن عبدالبر کا خیال ہے کہ وہ حدیث مضطرب ہے، ایسا نہیں جو انہوں نے کہا بلکہ وہ روایت جس میں عن ابیہ ہے، وہ زیادہ رائج ہے، وہ موصول روایت ہے، اس کے راوی ثقاہت ہیں، اسے ان لوگوں کی مخالفت نقصان نہیں دیتی، جنہوں نے اسے مرسل کہا ہے، اضطراب کی شرط یہ ہے کہ اختلاف کی وجوہ برابر ہوں البتہ جب ثقاہت ہوگا تو بلا اختلاف حکم رائج سند کے لئے ثابت ہوگا۔
اسے ابن ابی شیبہ نے بطریق ابومالک اشجعی، بحوالہ عبدالرحمن بن نوئل اشجعی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، پھر اس کا ذکر کیا۔

۸۸۳۶ نومان

اس نام سے نبی کریم ﷺ نے انہیں مخاطب کیا وہ حذیفہ بن یمان ہیں، جیسا کہ مسلم میں بطریق یزید بن شریک بحوالہ حذیفہ، قصہ احزاب میں منقول ہے، حذیفہ فرماتے ہیں: جب میں واپس آیا تو سو گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اشھواے نومان!“

۸۸۳۷ نویرہ

بے نسبت، ابوموسیٰ نے ذیل میں بحوالہ مستغفری اپنی سند سے ذکر کیا ہے جسے وہ عمر بن ہارون بخنی تک لے گئے ہیں کہ ہم سے مغلس بن عقدہ نے بحوالہ نویرہ صاحب النبی ﷺ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ”جس نے میری امت میں سے اپنے دین کے بارے میں چالیس احادیث یاد کیں، قیامت کے دن وہ علماء کے ساتھ جمع ہوگا۔“

استیعاب (۳۶۷۲) تجرید (۱۱۵/۲)

ابوداؤد (۵۰۵۵) ترمذی (۳۴۰۳) مسند احمد (۴۵۶/۵)

سورہ کافرون الآية (۴۵۶/۵)

استیعاب (۷۵/۲)

اتحاف السادة المثقین (۷۷/۱)، کنز العمال (۲۹۸۶)، علی المتناهیة (۱۱۲/۱)

جامع المسانید والسنن (۴۸/۱۲)

باب: نون اس کے بعد یاء

۸۸۳۸ نیاربین ظالم

بن عیسٰ بن حرام بن جنبد بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے، یہ ابو عسان مدنی نے ذکر کیا ہے۔

۸۸۳۹ نیاربین عیاض اسلمی

طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے محاصرے میں گفتگو کی تھی، اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا تھا جنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی آدمی نے قتل کر دیا تھا، لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اس وقت کے سب سے پہلے مقتول تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے یہ شوریٰ کے قصے میں ذکر کیا ہے، پھر حصار کا واقعہ ذکر کیا، فرماتے ہیں: نیاربین عیاض بن اسلم کھڑے ہوئے، وہ بہت بوڑھے تھے، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پکارا، انہوں نے اوپر سے جھانکا، اسی اثناء میں ایک شخص نے انہیں تیر مارا، لوگوں نے پکارا: ہمیں نیار کا خون بہا دو..... پھر قصہ ذکر کیا۔

۸۸۴۰ نیاربین مکرم اسلمی

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: نبی کریم ﷺ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسی طرح ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پھر تابعین میں دوبارہ ان کا ذکر کیا ہے، ترمذی نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور ابن خزیمہ نے روم کے غلبے کے بارے میں قریش کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شرط کے بارے میں ہے۔ ابن قانع کے ہاں اس کے سیاق میں ہے، ان کی سند سے عروہ تک، بحوالہ نیاربین مکرم، انہیں شرف صحابیت حاصل تھا، سند کے رجال ثقافت ہیں، ان کی ایک اور حدیث ہے، ابو عمر کا قول ہے: یہ ان چار لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذبح کیا تھا، ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے صحابی ہونے کا انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

تاریخہ (۳۸۲/۴) استیعاب (۲۶۷۴)

اسد الغابۃ (۲۶۷۶)، استیعاب (۲۶۷۶)

ترمذی (۳۶۱۴) استیعاب (۷۶/۳)

باب: نون اس کے بعد زاء

۸۸۴۱ نزال بن سبرہ

تیسری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب: نون اس کے بعد صاد

۸۸۴۲ نصر بن حجاج

بن علاط سلمیٰ، صحابہ کی اولاد میں سے ہیں، ان کے والد کا قصہ گزر چکا ہے ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ ہے، ان کے زمانے میں ایک شخص تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ابن فحون نے استیعاب کے ذیل میں اس کا سبب معلوم کیا ہے، فرماتے ہیں: قنادہ کا قصہ ذکر کیا ہے اور اسے مختصر نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے ان کے نقل کرنے والے مصنفین کا ذکر نہیں کیا۔

ابن سعد، خرائطی نے صحیح سند سے بحوالہ عبد اللہ بن بريدة نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں ایک رات گشت کر رہے تھے، ایک عورت کہہ رہی تھی:

”کیا شراب کی طرف کوئی راستہ ہے جسے میں پیوں یا نصر بن حجاج کی طرف کوئی راہ ہے۔“

جب صبح ہوئی تو انہوں نے ان کے بارے میں سوال کیا، اور انہیں بلا بھیجا وہ بہت خوبصورت بالوں والے اور رونق چہرے والے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کا سرموٹ دو، انہوں نے ایسا ہی کیا، تو ان کی پیشانی چمک کر سامنے آ گئی، جس سے ان کے حسن میں اضافہ ہو گیا، انہوں نے ان کو عمامہ باندھنے کا حکم دیا، اس سے ان کا حسن اور بڑھ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میرے ساتھ ایک شہر میں اکٹھے نہیں ہو سکتے، پھر ان کو بقدر ضرورت سامان دینے کا حکم دیا اور بصرہ بھیج دیا، خرائطی نے کزور سند سے بطریق محمد بن سیرین نقل کیا ہے کہ جب وہ بصرہ گئے تو مجاشع بن مسعود کے پاس جاتے تھے کیونکہ وہ ان کی قوم کے آدمی تھے، مجاشع کی زوجہ بہت خوبصورت تھی، انہیں خضراء کہا جاتا تھا، وہ مجاشع کے ساتھ باتیں کر رہے تھے تو نصر نے زمین پر لکھا، میں تم سے محبت رکھتا ہوں اگر میں تمہارے اوپر ہوں تو تمہارا سایہ بنوں اور اگر تمہارے نیچے ہوں تو تمہیں اٹھا لوں، اس خاتون نے پڑھ لیا اور مجاشع نے نہیں پڑھا، خاتون نے لکھا ہوا دیکھا تو کہا: اور میں بھی مجاشع کو معلوم ہوا کہ یہ لکھے ہوئے کا جواب ہے، انہوں نے پانی منگوایا اور تحریر پر ڈال دیا پھر کاتب کو بلایا اس نے اسے پڑھا، نصر کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں بہت شرم آئی، وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئے اور چوڑے کی طرح کزور ہو گئے، مجاشع کو یہ بات معلوم ہوئی اور اس کا سبب معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی بیوی

سے کہا: اس کے پاس جاؤ، اسے اپنے سینے سے لگاؤ، اور اسے کھانا کھلاؤ، انہوں نے اسے قسم دی تو اس نے ایسا کیا، نصر تھوڑے عرصے میں صحت یاب ہو گیا اور بصرہ سے چلا گیا۔

ثشم بن عدی نے ذکر کیا ہے کہ جاشع ابو موسیٰ کا نائب تھا، جب ابو موسیٰ کو معلوم ہوا تو انہوں نے انہیں حکم دیا کہ فارس چلے جائیں، وہ وہاں چلے گئے، وہاں عثمان بن ابوالعاص امیر تھے، پھر ان کے سوداگر کے ساتھ ان کا قصہ پیش آیا، انہوں نے انہیں کہا: یہاں سے چلے جاؤ، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم میرے ساتھ یہ کرتے رہے تو میں مشرکوں کی سرزمین میں چلا جاؤں گا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ لکھا، انہوں نے لکھا کہ ان کا سرموٹہ دو، ان کی قمیص باندھ دو، اور اسے مسجد سے نہ نکلنے دینا۔

باب: نون اس کے بعد ضاد

۸۸۴۳ نصر بن انس

بن نصر انصاری خزرجی، حضرت انس بن مالک کے چچا زاد ہیں، نبی کریم ﷺ کے خادم ہیں، ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان کا یہ تذکرہ حدیث میں ہے جسے ابن ابی شیبہ نے بحوالہ عمر موئی عفرہ وغیرہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: پھر قصہ ذکر کیا، اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجسٹر پر نام لکھے، مسلمانوں کے لئے حصہ مقرر کیا اور مہاجرین سابقین کو فضیلت دی، فرماتے ہیں: ان کے پاس سے نصر گزرے تو کہا: ان کا دو ہزار مقرر کر دو، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں آپ کے پاس ایسا ہی فوجوان لے کر آیا تھا، آپ نے اس کے لئے آٹھ سو مقرر کئے ہیں۔ ان کی مراد اپنا بیٹا عثمان تھا اور اس کے لئے دو ہزار مقرر کئے، انہوں نے کہا: اس فوجوان کا والد مجھے اُحد کے دن ملا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے ہیں، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی تلوار نکال لی، اور نیا م توڑ دی، انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے تو اللہ تو زندہ ہے اسے موت نہیں آتی، پھر لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

۸۸۴۴ فضلہ بن نہشل فہری

ان کے والد نہشل کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۸۸۴۵ فضیر بن نصر

بن حارث عبدی، مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے کہ وہ مہاجرین حبشہ کی اولاد میں سے ہیں، ابو موسیٰ نے اسے ذیل میں نقل کیا ہے، ابن اثیرؒ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ نصر بن حارث بدر کے بعد حالت کفر میں قتل ہوا، تو وہ مہاجرین حبشہ میں سے کیسے ہو سکتا ہے؟ میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ نصیر نصر مقتول کے بھائی ہیں، ان کے بیٹے نہیں، جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے، انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

باب: نون اس کے بعد عین

۸۸۳۶ نعمان بن اشعث

بن قیس کنذی، نبی کریم ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے، ان کے والد کو ان کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! شریک کا پیالہ جو میں اپنی قوم کو پلاؤں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

القسم الثالث مخضرمین

باب: نون اس کے بعد الف

۸۸۳۷ نابل، ابونباتہ أخرجی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتوح عراق میں شریک تھے، انہوں نے فارس کے شہ سواروں میں سے شہر باکو مہارزت کے بعد قتل کیا اور اس کا سامان اور کنگن مال غنیمت میں لے لیے، وہ پہلے شخص ہیں جنہیں عراق میں کنگن پہنائے گئے، انہوں نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۳۸ ناجد بن هشام ازدی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتح مصر میں شریک ہوئے، ان سے ابو قیل معافری نے روایت کیا ہے، یہ ابوسعید بن یونس کا قول ہے۔

۸۸۳۹ ناسرہ بن سُمی یزنی

ابن عساکر * فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور معاذ کے پیچھے یمن میں نماز پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جابیہ میں خطبے میں شریک تھے۔ ابن یونس نے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہتا اور ان سے قرآن سیکھتا تھا، جب نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن بھیجا۔

اسی طرح بحوالہ ابی بن کعب، ابولطیف حشی مروی ہے، ان کی حدیث ان کے حوالے سے اور بحوالہ عمر سنن نسائی میں قوی سند سے مروی ہے، ان سے علی بن رباح، عبدالرحمن بن عائد نے روایت کیا شام میں سکونت تھی، پھر مصر فروکش ہوئے اور وہیں وفات پا گئے، عجلی کا قول ہے: مصری، تابعی، ثقہ ہیں، ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اہل شام میں ان کا شمار ہے۔

۸۸۵۰ ناسرہ مزنی

انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا سچا بت حارث تمیمیہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتھ لڑائی میں ان کا ذکر ہے، سیف اور طبریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۵۱ نافع بن اسود

بن قطنہ بن مالک تمیمی پھر اسیدی، بنو اسید بن عمرو بن تمیم سے ہیں، مرزبانی فرماتے ہیں: مختصری ہیں، ان کی کنیت ابو نجید ہے، فرماتے ہیں: جب عبد اللہ بن منذر بن خلّاح تمیمی کو یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ بنی ہنّو کے ساتھ شہید کر دیا گیا تو انہوں نے مرثیہ کہا، میں نے اس میں سے عبد اللہ مذکور کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔

دارقطنی نے مؤتلف میں فرمایا: ابو جراح نافع بن اسود، وہ فتوح عراق میں شہید ہوئے، انہوں نے یہ اشعار کہے: ص
"اگر تم پوچھتے ہو تو میری قوم اور میرا معدن اسید ہے، حسب کی کانوں کا تمہیں بخوبی علم ہے۔"

اسی میں کہتے ہیں: ص

"تمہارے بعد لوگوں میں کوئی ایسا مرد نہیں جو نعمت اور گھاس لگانے میں برابر ہو، کتنی غارت گریاں اور لوٹ مار میں نے جمع کیں، نرم، پہنے ہوئے بازو میں نے دیکھے اور کتنے مد مقابل میں نے اس حال میں چھوڑے کہ پرندے اس کے ارد گرد گوشت نوچنے کے لئے دوڑ رہے تھے، میں نے ہندوستانی کاٹ دینے والی تلوار سے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔"

سیف نے فتوح میں بہت سے اشعار کہے ہیں، جن میں وہ اشعار پر فخر کرتے ہیں اور فتح شام اور عراق میں اپنی شرکت کا ذکر کرتے ہیں، اس میں سے چند اشعار یہ ہیں: ص

"معد وغیرہ کے قاضی کہنے لگے تمہارا قبیلہ تمیم اونچے بادشاہوں کا ہمسرہ ہے یہ لوگ ثابت غلبے اور عزت والے ہیں، یہی لوگ اولاد اور سرداروں میں معد سے ہیں، جب تک پڑوسی ٹھہرا رہتا ہے تو وہ مال کے ضامن ہوتے ہیں، تلوار کے وار کی طرح یہ ہمیشہ کھانا کھلاتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے شہسواروں کو سبقت فرمانے میں شرف بخشا ہے اور جب اسلام آیا تو یہ لوگ سردار تھے، سب نے پورے معد کو بلایا تو وہ جڑوں سمیت آگئے، ہجرت کی طرف جو روشنی اور رفعت تھی ان کے باقی ماندہ لوگوں کے لئے بہتر اور بھاگنے کی بہترین جگہ ہے، لشکروں کے درمیان انہیں نصرت لے آئی، تو یہ لوگ سخت دشواریوں کے وقت لوگوں کے حمایتی تھے، تو انہوں نے مشرکوں کے مقابلے میں صف باندھی اور اکٹھے ہو گئے، اور کانٹنے والی تلواریں لے کر ٹوٹ پڑے، ص
کے وقت یہاں تک کہ وہ منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور تمیم کی تلواریں چیر پھاڑنے والے شیروں کی طرح انہیں بھاگے ہوئے تھیں۔"

۸۸۵۲ نافع بن قعیط

بن حبیب بن خالد بن نھلہ بن اشتر بن حمزہ ان اسدی فقعی، انہیں نوبخت کہا جاتا ہے، ابو الفضل بن ابی طاہر نے کتاب اشعراء میں فرمایا: جالبی شاعر ہیں، مرزبانی کا قول ہے: عرب کے ان لوگوں میں سے ہیں جو شعر گوئی اور بہادری میں مشہور ہیں۔

ان کا حجاج کے ساتھ واقعہ پیش آیا، اس میں وہ کہتے ہیں: ﴿

”اگر میں عتقا پر دے میں ہوتا تو پھر بھی تیرے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ تم رک کر مجھے دیکھتے، اس کے

خوف کی وجہ سے زمین کی فضا مجھ پر تنگ ہو جاتی اگرچہ میں ہر جگہ کے چکر کاٹ چکا ہوں۔“

ابن ابی طاہر کا قول لیا جائے گا کہ وہ جالبی ہیں، حجاج کا زمانہ پانے کی وجہ سے وہ اس قسم میں سے ہیں، مرزبانی نے ان کے

اشعار عمر رسیدہ ہونے کے بعد نقل کئے ہیں: ﴿

”تو جوان اپنی کوشش کی انتہا تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، افسوس اس کے درمیان کئی مشکلات حائل ہو جاتی ہیں، جب نفس

سے تم سچی بات کہو تو اس کی ہمیشہ ایک امید رہے گی، اور جب تک جھوٹے کی چاہت ہوگی تو امید کرتا رہے گا۔“

باب: نون اس کے بعد باء

۸۸۵۳ نباتہ بن یزید نخعی

انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد کیا۔

ابوبکر بن ذریر نے اخبار السنہ میں بطریق ابن کلبی، بحوالہ ان کے والد، انہوں نے مسلمہ بن عبداللہ بن شریک نخعی سے

نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: ہم میں نباتہ بن یزید نخعی نامی ایک شخص تھا۔ وہ قبیلے کی ایک

جماعت کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں نکلا، جب تک کہ ایسی جگہ پہنچے جس کا انہوں نے ذکر کیا تو اس کا گدھا مر گیا

قبیلے کا ایک آدمی جسے علان بن زھیل کہا جاتا تھا، نفع سے تھا، کوڈکرا اور اس کی رسی اتار لی، انہوں نے ان سے کہا، ہمارے ساتھ سوار

ہو جاؤ، انہوں نے کہا: نہیں، جاؤ اور مجھے چھوڑ دو، جب وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تو وہ کھڑے ہوئے، وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر

کہنے لگے: اے اللہ! تو جانتا ہے میں خوشی سے اسلام لایا، جہاد کرنے کے لئے نکلا، میں تیری رضا چاہتا ہوں، میرے گدھے کو میرے

لئے زندہ کر دے، اور مجھے کسی کے احسان سے بچا، پھر سجدہ کیا اور اپنا سر اٹھایا تو اس کا گدھا کھڑا تھا، وہ کھڑے ہوئے، اس پر زین

گسی، پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔ ہشام بن کلبی یہ قصہ نخعی کے نسب میں ذکر کیا ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں: یہاں تک کہ

انہوں نے قزوین میں جہاد کیا پھر واپس لوٹے اور بعد میں کوفہ میں اسے بیچ دیا۔

۸۸۵۴ ثبیبہ بن صواب

یظفر من (.....) * (یعنی فلاں جگہ سے دیکھا جائے)

باب: نون اس کے بعد جیم

۸۸۵۵ نجاشی ملك حبشه

اس کا نام اصمہ تھا، حرف الف میں آئے گا۔

۸۸۵۶ نجاشی شاعر حارثی

ان کا نام قیس بن عمرو بن مالک بن معاویہ بن خدیج بن حسان بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کعب، ان کی کنیت ابو الحارث اور ابو حاشن ہے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، مصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ وہ حضرت علی بن ابوطالب کے ساتھ تھے، اور ان کی مدح کرتے تھے، انہوں نے انہیں شراب پینے کی وجہ سے کوڑے مارے تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھاگ گئے۔ انہوں نے لہجے عمر پائی کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ”عرب میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟“ تو انہوں نے کہا: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گھر کے دروازے پر دو حلیفوں اسد اور غطفان میں شیشیں تقسیم کر رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون تھا؟ انہوں نے کہا: حصین بن حذیفہ بن بدر۔

حصین، عیینہ کے والد ہیں جو احزاب کے دن غطفان کے رئیس تھے، ان کے والد بعثت سے پہلے یا تھوڑے عرصے بعد وفات پا گئے، بعض کا قول ہے: نجاشی کا نام سحان تھا، تاریخ حلب میں حرف نون میں ابن العدیم کے حالات میں، فرماتے ہیں: نجاشی بن حارث بن کعب حارثی، ابواحمد عسکری نے ریح الاداب میں ذکر کیا کہ نجاشی شاعر، ابوساک اسدی کے پاس سے رمضان میں گزرے، انہوں نے انہیں پینے کی طرف بلایا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ابوساک بھاگ گئے اور نجاشی کو پکڑ لیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے مارے تو ہند بن عاصم نے اپنے آپ کو ان پر گرا دیا، کوڑے کے سرداروں کی ایک جماعت نے جو چالیس تھی، ان پر اپنی دھاری دار چادریں گرا دیں، ان میں سے کچھ لوگ کہنے لگے: یہ اللہ کی تقدیر ہے، نجاشی کہتے ہیں: انہوں نے مجھے مارا پھر کہنے لگے: اللہ نے ان کی بری تقدیر مقرر کی، پھر شام کی طرف بھاگ گئے۔

مرزبانی کا قول ہے: انجام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنی قوم کی ایک جماعت میں آئے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک تھے۔ اہل شام سے تیر اندازی میں مقابلہ کرتے تھے انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں آسی (۸۰) کوڑے مارے پھر بیس (۲۰) اور مارے، انہوں نے کہا: یہ اس کے علاوہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: رمضان کے مہینے میں تمہاری اللہ پر جرات کی وجہ سے، ہمارے بچے روزے سے ہیں، تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھاگ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھوکی، انہوں نے قسیم بن مقل کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جھوکی، انہوں نے ان کے ہاں درخواست پیش کی، اس نے مغیرہ کے چھوٹے قد کی وجہ سے جھوکی: ع

”میں قسم کھاتا ہوں، اگر اس کی سرینوں سے اٹھا کرے تو بعض کے بعض سے قریب ہونے کی وجہ سے گر کر نہ

توئے۔

سیف نے یہاں میں ان کا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں شعر کہے ہیں۔ احمد بن مروان دینوری نے مجالس کے جز سابع میں بطریق ساک ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نجاشی کی بھوکہی اس کا نام قیس بن عمرو بن مالک بن عجلان تھا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں درخواست پیش کی، انہوں نے کہا: تمہارے بارے میں کیا کہا؟ انہوں نے یہ اشعار پڑھے: **ع**
 ”اللہ تعالیٰ اہل روم کو ذمہ کا بدلہ دے، بنو عجلان بن مقل کے قبیلے کا بدلہ دے۔“

انہوں نے کہا: اگر وہ مظلوم ہیں تو ان کی دعا قبول ہوگی انہوں نے کہا: **ع**

”ان کا قبیلہ ذمہ میں بدعہدی نہیں کرتا اور لوگوں پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتے۔“

انہوں نے فرمایا: کاش آل خطاب بھی ایسے ہوتے پھر قصہ ذکر کیا، ہم نے اسے امالی ثعلب میں روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب نے کہا: تمیم بن مقل نے نجاشی سے درخواست کی..... پھر اسی طرح ذکر کیا۔

تمیم بن مقل کے سوانح میں گزر چکا ہے، حسن بن بشر آمدی نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ نجاشی جب وفات پا گئے تو ان کے بھائی خدیج نے ان کا مرثیہ کہا:

”جو شخص کسی فوت ہونے والے پر روتا ہے، اسے چاہیے کہ ایسے نوجوان پر رونے، مقام الحج کے ریتلے ٹیلے میں جس کی قبر ہے اور سواریاں واپس آ گئی ہیں۔“

میں کہتا ہوں: الحج یمن کا مشہور شہر ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یمن گئے، اور الحج میں فوت ہو گئے۔

ابن قتیبہ نے معارف میں فرمایا: نجاشی دین میں کمزور تھا، پھر رمضان المبارک میں اس کے شراب پینے کا قصہ ذکر کیا، اسے نجاشی اس لئے کہا جاتا تھا کیونکہ اس کا رنگ حبشیوں سے ملتا تھا۔

ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ بنو حارث کی ایک جماعت وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور فرمایا: ”یہ کون لوگ ہیں لگتا ہے ہند سے آئے ہیں؟“

۸۸۵۷ نجد بن صامت

بن عابد بن اسماء بن تروؤس بن حارث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس دوس قردوسی ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بیٹے سعد کا خلافت بنو مروان میں، خراسان میں ذکر ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے خلافت سلیمان بن عبد الملک میں خراسان کے امیر قتیبہ بن مسلم باہلی کو قتل کیا، ابن کلبی نے تمھرہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح فرمایا: مشہور ہے کہ قتیبہ کا قاتل کعب بن ابی اسود ہے، لیکن ابن درید نے اشتقاق میں دونوں قولوں کو جمع کیا ہے، اور ذکر کیا کہ کعب اس میں سردار تھے، اور نجد نے خود انہیں قتل کیا، ان کے ساتھ جم بن زحر بھی تھے۔

باب: نون اس کے بعد خاء

www.KitaboSunnat.com

۸۸۵۸ نغار بن اوس

ابن ابیر بن عمرو بن عبد حارث بن رباح بن لوی بن عبد مناف بن حارث بن سعد بن ہذیم، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، وہ نسب کے بہت بڑے عالم تھے، یہاں تک کہ ابن کلیبی نے کہا: عرب میں نسب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ سے اچکن بات نہیں کر رہی بلکہ جو اچکن میں ہے وہ بات کر رہا ہے، ابن ماکولا* نے ابیر کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب: نون اس کے بعد زاء

۸۸۵۹ توال بن سبرہ*

حلالی، کوئی، مسلم، ابن سعد نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے: بہت بڑے تابعی ہیں، اسی طرح بخاری، ابن ابی حاتم ابن حبان اور دوسرے لوگوں نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، ان کی روایت حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی سے مجھے معلوم نہیں، کہا را تابعین میں ان کا شمار ہے، مزی نے ابو مسعود کی سند میں فرمایا: نزال بن سبرہ کو شرف صحابیت حاصل ہے، اس میں ابو مسعود مشقی اور ابن عساکر کی پیروی کی ہے، تہذیب میں فرمایا: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں: مرسل حدیث ہے، انہوں نے حضرت عثمان، علی، ابن مسعود، سراقہ بن مالک وغیرہ سے روایت کی۔

ان سے شعبی، عبد الملک بن میسرہ، ضحاک بن مزاحم وغیرہ نے روایت کیا بخاری نے تاریخ اوسط میں بطریق مسعر، بحوالہ نزال بن سبرہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم اور تم بنو عبد مناف سے تھے، آج ہم اور تم بنو عبد اللہ سے ہیں۔“* مسعر کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ بنو عبد مناف بن قصی سے ہیں، ہم بنو عبد مناف بن ہلال بن عامر سے ہیں، یہ وہی حدیث ہے جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا کہ نزال نے اسے مرسل کہا ہے۔

باب نون کے بعد سین

۸۸۶۰ نسطاس

مولیٰ ابی بن خلف ہیں، ابن ابی ضیمرہ نے اپنی تاریخ میں فرمایا: زمانہ جاہلیت کے ہیں، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے

روایت کیا۔

۸۸۶۱) نسیر بن ثور عجل

انہوں نے زمانہ نبوت پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتوح میں شریک ہوئے، ان میں قادسیہ بھی ہے، انہوں نے یہ

شعر کہا:

”قادسیہ میں اسے خوب معلوم ہے کہ میں تختیوں کو برداشت کرنے والا، پاک کماٹی والا ہوں۔“

۸۸۶۲) نسیر بن یحییٰ انصاری

مولیٰ عثمان بن حنیف۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، خطیب نے مکتلف میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق یوسف بن محمد بن مکتدر عن ابیہ، مسنداً نقل کیا ہے کہ مجھے نسیر بن یحییٰ نے بتایا، فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مال تقسیم کیا، مجھے ایسا ہی دیا جیسا میرے مولیٰ عثمان ابن حنیف کو دیا، اور فرمایا: اس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا..... (الحدیث)

باب نون کے بعد صاد

۸۸۶۳) نصاص

وہمہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتوح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، ابو اسحاق بن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۶۴) نصف الطريق غسانی

ان کا تذکرہ ہے۔

۸۸۶۵) نصر بن نصر

بن قدامہ، بعض کا قول ہے: نصر بن عوف بن قدامہ، صفوان بن قدامہ کے بھتیجے ہیں، ان کی حدیث اور اشعار ان کے چچا کے حالات میں گزر چکی ہے۔

۸۸۶۶) نصیر

تغیر کے ساتھ ہے، بن عبدالرحمن بن یزید، مولیٰ بن نصیر کے والد ہیں جنہوں نے مغرب کے شہر فتح کئے، ان کے والد عبدالرحمن بن یزید کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

رشاطی کا قول ہے: انہوں نے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مروان، نصیر بن عبدالرحمن جب بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کرتے تھے۔ وہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے محافظ تھے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے، وہ ان پر ناراض ہوئے تو ان کے علاوہ کسی اور کو بنا دیا، پھر صفین کے بعد انہیں دوبارہ بنا دیا، انہوں نے اتنی عمر پائی کہ مصر آئے اور وہیں وفات پا گئے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کندی نے موالی میں ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن نصیر کی ولادت ۱۹ھ میں ہوئی، بعض کا قول ہے: نصیر اُراشہ سے تھے، اور خلافت ابو بکر میں جبل خلیل سے قیدی بنائے گئے، ان کا نام نصر تھا، نصیر رکھا گیا، بعض بنو امیہ نے انہیں آزاد کر دیا۔

باب نون کے بعد ضاد

۸۸۶۷ نصر بن بشیر

بن عمرو مؤنی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، کندی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہوں نے جگہ لی، پھر ۷۲ھ میں ان کا بیٹا مصر کا قاضی مقرر ہوا، اور اس میں ۸۹ھ میں وفات پائی۔

۸۸۶۸ فضلہ بن خالد

بن نعلہ بن مہرول، وحیمہ نے کتاب الرّدۃ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ بنو حنیفہ میں سے ان کے ماموں تھے، جب ان لوگوں نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو انہوں نے انہیں منع کیا، اور انہیں ثبات کی طرف بلایا اور انہیں انجام سے ڈرایا تو ان لوگوں نے ان کی بات قبول نہیں کی۔ تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے، انہوں نے اس کے بارے میں شعر کہے۔

۸۸۶۹ فضلہ بن ماعز

انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، حُسنِ معلّم نے بحوالہ عبد اللہ بن زیدہ، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابو ذر کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابن مندہ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم اور ابویہم نے ان کی پیروی کی ہے۔

۸۸۷۰ فضلہ بن عبد اللہ

بن عمرو بن عبد بن جرمز ابن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ان کا بیٹا محمد، عراق میں صاحبِ شرافت انسان تھا، بنو مروان نے انہیں مختلف عہدوں پر فائز کیا۔

باب نون کے بعد عین

۸۸۷۱ نعمان بن بزرَج یمانی

اہل صنعاء سے ہیں، ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، ابن عساکر کا قول ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ سے ملے نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شام آئے، ابن مندہ نے بطریق محمد بن حسن بن انس بحوالہ سلیمان بن وہب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے نعمان بن بزرَج نے نقل کیا۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا،

الْاِسْمَاءُ فِي مَنَاصِبِ الصَّحَابَةِ (ابن جریر)

فرماتے ہیں..... پھر طویل حدیث نقل کی۔ ابو نعیم نے ابن مندہ کا تعاقب کیا ہے کہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: ان کا اسلام لانا معروف نہیں۔ ان کی رائے اس کے بارے میں ٹھیک نہیں۔ بخاری، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جو کچھ واقدی نے کتاب الردۃ میں بطریق ہمام بن منہبہ ذکر کیا ہے اس سے ابو نعیم دھوکا کھا گئے ہیں، فرماتے ہیں: صنعاء میں مدینہ سے سب سے پہلے آنے والے ویر بن مخنس ہیں، وہ نعمان بن بزرج کی بیٹیوں کے ہاں فروکش ہوئے، وہ اسلام لائیں اور نماز پڑھنے لگیں، انہیں ان کے بھائی عبدالرحمن بن نعمان بن بزرج کے ہاں بھیجا، وہ اسلام لے آئے، انہیں فیروز دیلمی کے پاس بھیجا، وہ اسلام لے آئے، پھر مرکبہ دیلمی کے پاس بھیجا، وہ بھی اسلام لے آئے، فرماتے ہیں: صنعاء میں سب سے پہلے قرآن سیکھنے والے عطاء بن مرکبہ ہیں۔

اس سے ابو نعیم کو وہم ہوا ہے کہ نعمان وفات پا چکے تھے، لیکن سلیمان بن وہب کا ان کا زمانہ پانے کے بیان سے اس کی تردید ہوتی ہے، ان کی اپنی روایت کردہ حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے، شاید یہ اس وقت تھا جب کہ ہمام بن منہبہ نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ صنعاء سے چلے گئے تھے، کیونکہ اسود کذاب جب صنعاء پر غالب آیا تو اس کے اکثر رہنے والے بھاگ گئے، اسی طرح عبید بن محمد کسوری نے اپنی تاریخ میں بطریق ہشام بن یوسف، بحوالہ عمر بن نعیم نقل کیا ہے: میں نے نعمان بن بزرج سے سنا، وہ جاہلیت میں تیس (۳۰) سال اور اسلام میں سو (۱۰۰) سال زندہ رہے، انہوں نے اسی طرح ذکر کیا ہے کہ وہ وفد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے ان سے سوال کیا کہ شماک بن فیروز کو امارت دے دیں۔ ابو بکر بن برقی نے اپنی تاریخ میں فرمایا: نعمان بن بزرج، خلافت عبدالملک بن مروان میں فوت ہوئے۔

۸۸۶۲ نعمان بن حمید

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ان سے سماک بن حرب نے روایت کی۔

۸۸۶۳ نعمان بن صفوان

بن عمرو بن نعیم، سوادہ بن عمرو بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن اہل حمیری کی اولاد میں سے ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کا بیٹا سر روم میں کفار کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوا۔

۸۸۶۴ نعمان بن محمیدہ خثعمی

انہیں ذوالانف کہا جاتا ہے، ابو اسامیل ازدی نے یرموک میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو عبیدہ نے انہیں اپنی قوم خثعم کی سرداری کا جھنڈا انہیں باندھ کر دیا، وہ اور ابن ذی ہم کا سرداری کے بارے میں تنازع تھا۔

میں کہتا ہوں: پہلے گزر چکا ہے کہ وہ فتوح کے زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی اور کو امیر نہیں بناتے تھے۔

۸۸۷۵ نعمان زعینی

بعض کا قول ہے: ذورعین، یمن کے بادشاہوں میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسلام لائے، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یمن کے بادشاہوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے اسلام لانے کے بارے میں لکھا اور ان کے پاس اپنی کتاب لائے وہ حارث بن عبدکلال اور ان کے بھائی نعیم اور نعمان ہیں۔ بعض کا قول ہے: ذی زعین، ہمدان، معافر، ان کی طرف زورع بن سیف بن ذی یزن مالک بن مرارہ کو بھیجا۔

مستغفری کے ہاں ہے کہ نعمان خط لانے والے قاصد تھے، ابوسویٰ نے اس کے بارے میں غلطی کی، ابن فتحون نے بحوالہ طبری اپنے استدراک میں اس کا درست ذکر کیا ہے۔

۸۸۷۶ نعیم بن صخر

بن عدی عدوی، ابواسامیل ازدی نے فتوح شام میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۸۸۷۷ نعیم خبیر

نصرانی تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تھے۔ وہ کعب احبار کی مثال ہیں، انہوں نے قسم ثالث میں ان کا ذکر کیا ہے، مطرف بن مالک کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ ابن ابی خنیس نے اپنی تاریخ میں بطریق قادم بحوالہ مطرف بن مالک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں فتح تستر میں شریک ہوا، پھر قصہ ذکر کیا، یہاں تک کہ فرمایا: مطرف فرماتے ہیں: پھر میرے دل میں آیا کہ میں بیت المقدس جاؤں، میں نے ایک سوار کو دیکھا، میں نے کہا: کیا تم نعیم ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: تمہاری نصرانیت کا کیا ہوا؟ فرماتے ہیں: میں نے آپ کے بعد دین ابراہیم اختیار کر لیا۔ فرماتے ہیں: یہود نے حضرت نعیم اور کعب کے بیت المقدس آنے کا سنا تو وہ لوگ جمع ہوئے، ان سے کعب نے کہا: یہ قدیم کتاب ہے، میں نے تمہارے پاس پہنچائی ہے، اسے پڑھو، ان کے پڑھنے والے نے اسے پڑھا، وہ ایک جگہ پر آئے اور زمین کھودنے لگے، نعیم غصے ہوئے اور اسے لے لیا، اور فرمایا: میں اسے تمہیں نہ دوں گا کہ تم اسے پڑھو، پھر انہوں نے اس سے وہ کتاب مانگی اور ان سے طلب کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا: میں اسے اپنے سینے سے لگائے رکھوں گا، انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگائے رکھا، اور ان کے پڑھنے والے نے پڑھا، یہاں تک کہ جب اس جگہ پہنچے تو اس میں یہ الفاظ تھے ﴿جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا....﴾ فرماتے ہیں: اس وقت ان میں سے بیالیس (۲۲) یہودی عالم اسلام لے آئے۔

باب نون کے بعد فاء

۸۸۶۳ نفع صانع

بورافع، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب نون کے بعد میم

۸۸۶۹ نملہ بن عامر محاربہ جسرہ

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور عراق کی فتوح میں شریک ہوئے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم بنی جسر کی فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی جب آپ ان سے ناراض ہوئے اور ان کے گھروں کو گرانے کا حکم دیا تھا۔

باب نون کے بعد ہاء

۸۸۸۰ نہشل بن حری

بن ضمیرہ بن جابر بن قطن بن نہشل بن دارم بن مالک بن حظلہ بن زید مناۃ بن تمیم، مرزبانی کا قول ہے: شامی، شریف، مشہور اور مختصر ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں شریک تھے، ان کے بھائی مالک صفین میں شہید ہوئے۔ اس وقت وہ رئیس بنو حظلہ تھے، ان کا جھنڈا ان کے پاس تھا، نہشل نے بہت سے مرے کہے، ایک قیدے میں ہے:

”میرے دوست کا مجھ سے جدا ہونے کا غم اس وقت ہلکا ہو جاتا ہے جب میں کسی ایسے شخص سے ملتا ہوں جس کا ساتھی فوت ہو گیا ہے، جو اقوام کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کرتی ہے، سختی کے دن اس کے تارے نہیں ڈوبتے۔“

فرماتے ہیں: ان کے والد شاعر، شریف ہیں، ان کا تذکرہ ہے۔ ضمیرہ کے دادا ضخم الشرف کے سردار تھے، ان کے دادا کے دادا ضمیرہ شاعر اور شریف انسان تھے، شہسوار تھے، بنو دارم کے اچھے گھروں میں سے تھے۔

باب نون کے بعد واو

۸۸۸۱ نواح بن سلمہ

بن کہلہ اصغر ابن عصام بن کہلہ اکبر ابن وہب بن سلان بن دینار بن موزع بن عبداللہ بن ناج بن تمیم بن اراشہ اراشی،

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے دادا کہلہ وہی شخص ہیں جن کو ابو جہل نے ان کا حق دینے میں ٹال مٹول کی تھی، تو انہوں نے قریش کے سامنے اس کی درخواست پیش کی، انہوں نے اس سے بات کی، پھر بھی اس نے وہ حق نہ دیا۔ وہ دوبارہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کا پتہ بتایا، آپ ﷺ انہیں ساتھ لے کر ابو جہل کے پاس گئے، رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر نکلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مے اسے اس کا حق دو“۔ اس نے کہا: ہاں! ابھی دیتا ہوں، وہ گھر گیا اور اس کا حق دے دیا۔ تو قریش نے اسے ملامت کی اور کہنے لگے: ہم نے تمہیں کہا تو تم نے انکار کیا، محمد ﷺ نے سفارش کی تو دے دیا۔ اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ دیکھا جس کا منہ کھلا ہوا تھا، اللہ کی قسم! اگر میں روکتا تو وہ مجھے کھا لیتا۔

ابن کلبی رحمہ اللہ نے یہ ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے اُراشی کا قصہ میرت میں ذکر کیا ہے، نواح سلمہ کے بیٹے ہیں، بنو مروان کے زمانے میں ان کا ذکر ہے، ہشام بن عبدالملک نے صفوان بن سلمہ کو بقاء کا گورنر بنایا، ان کے بعد علی بن صفوان کو سفاح کے زمانے میں اس کا والی بنایا، قضاء شام میں سردار اور گرمیوں کی جنگوں کے امیر بھی تھے، ان کے بعد ان کے بیٹے شراحیل بن علی کو بقاء کا امیر بنایا، مہدی نے ان سے وعدہ کیا کہ اُردن کے لشکر کو افریقہ کی طرف بھیجیں، ان کے بعد ان کے بیٹے رماحس کو پانچ سال بعد گورنر بنایا، یہ سب ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔

قسم رابع از حرف نون

باب نون کے بعد الف

۸۸۸۲ ناجیہ بن خُفاف عنزی

ابو خُفاف ہیں، ابن مندہ کا قول ہے: صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔ ان سے ابو اسحاق سمیعی نے روایت کیا ہے۔ وہ مشہور تابعی ہیں، انہوں نے بحوالہ ابن مسعود، عمار بن یاسر وغیرہ روایت کیا ہے، ابن مدینی کا قول ہے: انہوں نے عمار سے نہیں سنا، یہ پرانے نہیں ہیں۔ بخاری، مسلم، ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان ناجیہ اور ناجیہ بن کعب اُسدی میں فرق کیا ہے، یعقوب بن شبیبہ وہم کا سبب ہے، وہ یہ کہ ابو اسحاق نے بحوالہ ناجیہ، انہوں نے عمار سے تمیم کا قصہ نقل کیا ہے، زائدہ کا قول ہے: بحوالہ ابن ناجیہ اور ان کا نسب بیان نہیں کیا، ابو بکر بن عیاش نے ان کے حوالے سے، انہوں نے ناجیہ عنزی سے نقل کیا ہے، ابو اُحوص فرماتے ہیں: عنہ، عن ناجیہ بن خُفاف، ابن عیینہ کا قول ہے: عنہ، عن ناجیہ بن کعب اُسدی، فرماتے ہیں: ابن المدینی کا قول ہے: یہ غلط ہے، وہ ناجیہ بن خُفاف ہیں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اسرائیل اور معلیٰ نے کہا: عن ابن اسحاق، عن ناجیہ بن کعب، اسی طرح ابو نعیم کا قول ہے، ابن ہشام کا قول ہے: عن ابی اسحاق، عن ناجیہ بن کعب، خطیب کا قول ہے: میرا خیال ہے کہ وہ ابو اسحاق ہیں، انہوں نے اسے بحوالہ ناجیہ

روایت کیا، خطیب کا قول ہے: میرا خیال ہے کہ ابواسحاق نے اسے ان کے لیے بحوالہ ناجیہ بے نسبت نقل کیا ہے، انہوں نے انہیں ابن کعب گمان کیا۔ کیونکہ انہوں نے ناجیہ بن کعب کے حوالے سے اس حدیث کے علاوہ روایت کی ہے، ناجیہ بن کعب، ان کے بارے میں ابن ابی شیبہ بحوالہ ابن معین فرماتے ہیں: صالح، ابوحاتم کا قول ہے: شیخ، میں نے کسی کا اس میں سوائے جوز جانی کے قول کے کوئی اعتراض نہیں دیکھا کہ مذموم ہیں، اس میں ان کے شیعیت کو اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

۸۸۸۳ ناسرہ بن سُوید جہنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان سے ان کے بیٹے مروح نے روایت کیا، پھر بطریق عبداللہ بن داؤد بن دلہاب، بحوالہ ان کے باپ داؤد حدیث روایت کی ہے، ان کے اور ان کے والد کے نام میں خطا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئے، صحیح یہ ہے کہ وہ یاسر ہیں، ان کے بیٹے کا نام مسرح ہے، کیونکہ حدیث میں ان کا نام مسرح ہے، انہوں نے اسلام لانے میں جلدی کی، جن لوگوں نے لفظی غلطی کی ہے، ان میں ابواسحاق بن امین ہیں، انہوں نے حرف نوں میں استیجاب کے ذیل کے آخر میں فرمایا: ناشر بن سُوید جہنی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے بیٹے کے ہاں ان کی حدیث ہے۔ ابن عبدالبر نے ان کی جگہ پر ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ناشرہ۔

۸۸۸۴ نافع بن سلیمان عبدی

نافع ابی سلیمان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے دو عنوان قائم کئے ہیں، وہ دونوں ایک ہیں۔

۸۸۸۵ نافع بن صبرہ

ان کی حدیث اہل مدینہ سے مروی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مجلس میں لغو باتوں کے کفارہ میں ہے، اسی طرح ابن عبدالبر نے اسے نقل کیا ہے، وہ خطا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی وہ نافع بن بجیر ہیں، ابن مطعم، اہل مدینہ کے مشہور تابعی۔ انہوں نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے، اسے ان کے حوالے سے اہل مدینہ میں سے داؤد بن قیس نے نقل کیا ہے، اسی طرح ہم نے اسے اسماعیل بن جعفر کے نسخے میں علی بن حجر کی روایت سے بحوالہ اسماعیل نقل کیا ہے، اس کے چار اجزاء ہیں، ان کی احادیث اسماعیل کے شیوخ کے ناموں پر مرتب ہیں، یہ حدیث داؤد بن قیس کے سوانح میں ہے، اسی طرح اسے ابو عمر نے اپنی مسند میں اور حمیدی نے نوادر میں نقل کیا ہے، دونوں نے سفیان بن عیینہ سے بحوالہ داؤد نقل کیا ہے، اسی طرح محمد بن عجلان نے مسلم بن ابی حمزہ سے، انہوں نے نافع بن بجیر سے مرسل نقل کی ہے، اسے لیث بن سعد نے بحوالہ ابن عجلان نقل کیا ہے، ایک جماعت نے اسے موصولاً نقل کیا ہے، ان میں سے احمد بن حسن لہی، عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی، ابوعاصم ثمال ہیں یہ ابن ابی دنیا کے ہاں ہیں، خالد بن یزید عمری، طبرانی کے ہاں ہیں۔ ان میں سے چار (۴) نے بحوالہ داؤد بن قیس، انہوں نے نافع بن بجیر سے، بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔

الْأَكْبَابُ فِي مَنَازِلِ الْأَنْبِيَاءِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

اسی طرح ایک جماعت نے بحوالہ سفیان بن عیینہ، انہوں نے محمد بن عثمان سے نقل کیا ہے، ان میں سے ابن ابی عمر ہیں، انہوں نے اپنی سند میں ان کے حوالے سے، نسائی نے فی الیوم واللیلہ میں، ابن ابی عاصم نے دعاء میں حاکم، اور طبرانی نے: ان سب نے بطریق عبد الجبار بن علاء، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے، حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۸۸۸۶) نافع بن عمرو مزنی

ابو مسعود اصبہانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ہلال بن عامر حنفی ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں تھے، یہ خطا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی، وہ رافع ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۸۸۸۷) نافع بن یزید ثقفی

رافع درست نام ہے، جیسا کہ حرف راء میں گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد باء

۸۸۸۸) نباش بن زرارہ تمیمی

ابو ہالہ، نبی کریم ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، ہند کے والد اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ماموں ہیں، مستقری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کی پیروی کی ہے، وہ غلط ہے۔

۸۸۸۹) نبیۃ الخیر

بغوی رضی اللہ عنہ نے ان کے اور میسجہ ہندی کے درمیان فرق کیا ہے، وہ ایک ہیں۔

باب نون کے بعد جیم

۸۸۹۰) نجاب

ابن ثعلبہ بن خزیمہ انصاری، ابراہیم بن سعد نے بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے، خطیب نے مؤتلف میں فرمایا: یہ لفظی غلطی ہے، اسی طرح اموی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ہشام بن کلبی کے ہاں ہے۔

۸۸۹۱) نجیب بن سری

ان کے صحابہ میں ذکر کرنے میں وہم ہوا ہے، ابو حاتم رازی کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

مرسل روایت کی ہے۔

۸۸۹۲) نجید بن عمران

بن حصین خزاعی، حرف باء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد سین

۸۸۹۳) نسطور راہب

ابن سعد نے بحوالہ واقدی رحمہ اللہ ذکر کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اور آپ ﷺ سے نکاح سے پہلے جب شام کی طرف تجارت کے لیے بھیجا۔ آپ کے ساتھ آپ کے غلام میسرہ کو بھیجا، میسرہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں بصری آئے اور درخت کے سائے کے نیچے اترے، ان سے نسطور راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کوئی اور نہیں اترتا۔ پھر نبی کریم ﷺ اور دوسرے شخص کے درمیان بحث ہوئی۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا: لات اور غزنی کی قسم کھاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ان دونوں کی قسم کبھی نہیں کھائی، میں جب ان کے پاس سے گزرتا ہوں تو ان سے اعراض کر کے گزرتا ہوں۔“ اس شخص نے میسرہ سے کہا: یہ اس امت کے نبی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہجیرا کے قصبے میں نسطور کے قصبے کی طرح گزر چکا ہے، یہ ہجیرا کے لیے مشہور ہے، اس وجہ سے ابن مندہ نے ہجیرا کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے، یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔

۸۸۹۴) نسطور رومی

نہایت جھوٹا شخص ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد تین سو (۳۰۰) سال سے زیادہ زندہ رہا، خطیب الموصل عبد اللہ بن احمد طوسی نے بحوالہ نسطور رومی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا غزوہ تبوک میں کوڑا گر گیا، میں اتر آیا، اسے صاف کیا اور آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں اضافہ کرے۔“ میمون کا قول ہے مجھ سے شریف عبد الجلیل نے بحوالہ عمرو بن حنین کا شغری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے ابن نسطور سے پوچھا: تمہارے والد اس کے کتنے عرصے بعد زندہ رہے، انہوں نے کہا: تین سو (۳۰۰) سال اس وقت ان کے عمر میں (۳۰۰) سال تھی۔

حسن بن حسین حسینی نے ۵۰۸ھ میں فرمایا: ہم سے ابو جعفر عمر بن حسن بن ابوبکر سامانی نے ۳۷۹ھ میں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے جعفر بن نسطور نے یمن کے ایک کونے میں راس الشری نامی بستی میں بحوالہ اپنے والد جو صحابی ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔۔۔ پھر حدیث ذکر کی، عمر فرماتے ہیں: میں نے جعفر سے پوچھا: تمہارے والد نبی کریم ﷺ کی دعا سے پہلے کتنے برس کے تھے، انہوں نے کہا: تیس (۳۰) سال، آپ ﷺ کی دعا کے بعد تین سو (۳۰۰) سال زندہ رہے۔ فرماتے ہیں: جعفر کی بڑی بیبت وحشت تھی، اس لیے میں نے ان سے ان کی عمر کے بارے میں نہیں پوچھا: میں نے اس بستی کے شیوخ سے پوچھا، تو وہ کہنے لگے: ہم

پڑھنے جاتے تھے تو اسی بیت پر تھے۔

باب نون کے بعد صاد

۸۸۹۵ نصر بن حارث انصاری

ابو عمر کا قول ہے: وہ ابو مفعہ ہیں، انہیں اس کے بارے میں وہم ہوا ہے، وہ بکر ہیں، گویا کاف بدل گیا۔ پھر وہ صاد کی صورت میں ہو گیا، انہوں نے لفظی غلطی کی ہے۔

۸۸۹۶ نصیر

مولیٰ معادیہ، جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، انہیں وہم ہوا ہے۔ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے، ان سے سلیمان بن موسیٰ نے روایت کی ہے۔
میں کہتا ہوں: ان کی روایت مراسیل میں ابو داؤد میں ہے، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے ضبط میں اختلاف ہے۔

باب نون کے بعد ضاد

۸۸۹۷ فضلہ

یا ابن ہنبلہ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے طلحہ بن ہنبلہ میں صحیح وجہ بیان کر دی ہے۔

باب نون کے بعد عین

۸۸۹۸ نعمان بن بازیدہ لہبی

اسی طرح ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم کی طرف اس کی نسبت کی ہے، ابن فتحون نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی، بخاری، ابن ابی حاتم، بغوی، ابن حبان، ابن سکین نے ان کا ذکر کیا ہے، پہلی قسم میں صحیح گزر چکا ہے۔

۸۸۹۹ نعمان بن زراع

أزد کے ناظم ہیں، ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جو ان سے روایت کیا گیا میں ان سے زیادہ انہیں نہیں

الجرح والتعديل (۴۹۲/۸) * اسد الغابہ (۵۲۲۸) استيعاب (۲۶۴۲)

الجرح والتعديل (۴۴۵/۸) * استيعاب (۲۶۴۵) * استيعاب (۶۳/۴)

جانتا کہ انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں ٹھکون لیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن رازیہ نے اسے درست کہا ہے، اسی طرح ابن سکن نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نعمان بن رازیہ آزدی، پھر لہی، آزد کے ناظم ہیں۔ ان کے علمبردار ہیں۔ پھر اپنی سند سے حدیث نقل کی جس کی طرف اشارہ ہے، پہلی قسم میں صحیح مکرر چکا ہے۔

میرے خیال میں یہ اور پہلے والے ایک ہیں۔

۸۹۰۰ نعمان بن حصن

بن حارث بلوی، انصار کے حلیف ہیں، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد نے لفظی غلطی کی ہے، وہ عصر ہے، جیسا کہ درست گزر چکا ہے۔

۸۹۰۱ نعمان بن مرہ زرقی مدنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ وہ تابعی ہیں، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: ان کی حدیث مرسل ہے، ان کی بحوالہ علی روایت ہے، عسکری کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، بخاری اور مسلم نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث مؤطا میں ہے کہ چور، زانی اور شرابی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے۔ نعمان کے ہاں اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں، اس میں مالک وغیرہ سے آگے اختلاف ہے، حدیث حسن سے متن کا شاہد موجود ہے۔ بحوالہ عمران بن حصین، اسے بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں نقل کیا ہے، دوسری حدیث ابوسعید خدری رحمہ اللہ سے ہے، اسے ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ ایک اور بحوالہ ابو ہریرہ اسی معنی کی مروی ہے، ان نعمان نے حضرت علی، جریر، انس رضی اللہ عنہم کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے، ان سے اسی طرح ابو جعفر محمد بن علی بن حسین المعروف باقر نے نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے ثقات تبع تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نعمان بن مرہ زرقی انصاری، اہل مدینہ سے ہیں۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا، ان سے محمد بن علی نے روایت کیا، گویا صحابہ میں سے کسی سے ان کی روایت مروی نہیں ہے۔

۸۹۰۲ نعمان بن ناقد انصاری

میں نے مؤلف میں خطیب ابوبکر الخافض کی تحریر سے پڑھا ہے، عمر بن احمد کا قول ہے: وہ ابن شاہین ہیں، میں نے عبد اللہ بن سلیمان یعنی ابن ابوداؤد سے کہتے ہوئے سنا: نعمان بن ناقد، انصار سے ہیں، ابوعبید بن ناقد کے بھائی ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں۔

۸۹۰۳ نعیم بن ربیعہ

ابن کعب، ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابراہیم بن سعد نے بحوالہ نعیم بن ربیعہ ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا.... ابو نعیم نے تعاقب کیا ہے کہ صحیح یہ ہے: بحوالہ نعیم، انہوں نے ربیعہ سے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی ہے، جیسا انہوں نے کہا: اس میں لفظی غلطی ”عن“ کی جگہ ہوئی ہے وہ ابن ہو گیا، مذکورہ حدیث کو احمدؒ نے اپنی مسند میں بطریق محمد بن عمرو بن عطاء، بحوالہ نعیم نقل کیا، وہ محمر بحوالہ ربیعہ بن کعب السلی مردی ہے، وہ حدیث ربیعہ ہے، ان کے حوالے سے مشہور ہے۔ ابن مندہ: بہت زیادہ حافظے کے باوجود یہ بات ان سے مخفی رہی، اس پر تعجب ہے۔ صحیح مسلم میں دوسرے طریق سے بحوالہ ربیعہ اس کی اصل ہے۔

۸۹۰۴ نعیم بن عبدالرحمن ازدیؒ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے، یہ صحیح نہیں۔
میں کہتا ہوں: بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابو حاتم، عسکری کا قول ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے، اور آپ ﷺ سے ملاقات نہیں کی۔

باب نون کے بعد فاء

۸۹۰۵ نفع بن حارث

ابن لوزان، ابواسحاق، ابن ائین نے بحوالہ عدوی نقل کیا ہے، وہ خطا ہے، صحیح نفع بن معلى ہے۔

باب نون کے بعد قاف

۸۹۰۶ نقادہ بن عبداللہ

سحر بن عبداللہ کے والد ہیں، بغوی نے ان کے اور نقادہ اسدی مذکور کے درمیان قسم اول میں فرق کیا ہے، وہ ایک ہیں۔

۸۹۰۷ نقیلہ اشجعی

تقی نے ان کا ذکر کیا ہے، صحیح گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد میم

۸۹۰۸ نمیر بن اوس اشعری *

بعض کا قول ہے: اشجعی، دمشق کے قاضی ہیں، ابن عبد البر * کا قول ہے، جن کی صحابہ رضی اللہ عنہم پر گہری نظر نہیں، انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک ان کا صحابہ سے ہونا درست نہیں، ان کی روایت بحوالہ ابوداؤد و امام درداء مروی ہے، ان سے ان کے بیٹے ولید نے روایت کیا، ابوموسیٰ نے بطریق نمیر بن ولید بن نمیر بن اوس اشعری نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دعا اللہ کے لشکروں میں سے مجتمع لشکر ہے، جو میری تقدیر کو بدل دیتے ہیں۔“ یہ مرسل ہے۔

محمد بن سعد وغیرہ نے نمیر کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ ایک سو میں (۱۳۰) سال سے زیادہ زندہ رہے۔ ان سے اوزاعی، محمد بن ولید زہیری وغیرہ نے روایت کیا، نمیر بن اوس نے بھی بحوالہ مالک بن مسروح، ابوموسیٰ روایت کیا ہے، بحوالہ معاذ اور حذیفہ نقل کیا ہے، ان سے اسی طرح عبداللہ بن علاء بن زہر، سعید بن عبد العزیز، یحییٰ بن حارث وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن حبان کا قول ہے: هشام نے انہیں قضاء کا عہدہ دیا، انہوں نے استعفیٰ دے دیا، انہوں نے قبول کر لیا، ۱۵ھ میں وفات پائی۔

خلیفہ کا قول ہے: ۲۱ھ میں وفات پائی، ابن سعد کا قول ہے۔ ۲۲ھ میں فوت ہوئے، ان سے چند احادیث مروی ہیں، ابو زرہ دمشقی نے طبقہ ثالثہ * میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ انہوں نے ابودرداء اور معاذ کا زمانہ نہیں پایا، مجھے ان کی تیسری حدیث ملی ہے، جو مرسل ہے، اسے ابن عساکر نے اوائل تبیین کذب المفتری میں بطریق ہشام بن عمار، بحوالہ ولید بن سلمہ نقل کیا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن علاء بن زہر نے نقل کیا کہ میں نے نمیر بن اوس سے فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”أزود اور اشعری مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں....“۔ (الحدیث) ابن عساکر کا قول ہے: یہ روایت مرسل ہے، نمیر بن اوس دمشق کے قاضی تھے۔ *

حضرت عبداللہ بن ملاؤ نے ان کی مخالفت کی ہے فرماتے ہیں: عن نمیر بن اوس عن مالک بن مسروح عن ابی عامر اشعری، اسے امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے۔

۸۹۰۹ نمیر بن عامر نعیری *

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور بطریق جریر بن حازم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے ایوب کی مجلس میں

* استیعاب (۲۶۴۴) تجرید (۱۱۳/۲) * استیعاب (۷۳/۴)

* کنز العمال (۳/۱۱۹) تحاف السادة المتقين (۳۰/۵) مختصر تاریخ دمشق (۲۶۱/۶) جامع المسانید والسنن (۲۲۲/۱۲)

* طبقات الکبریٰ (۱۶۳/۷) * مختصر تاریخ دمشق (۱۸۸، ۱۸۷/۲۶) * تجرید (۱۱۳/۲)

ایک اعرابی کو دیکھا کہ اس پر اون کا جبہ تھا، جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ حدیث بیان کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے میرے مولائے بن عمروں نے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں مدینہ آیا تو نبی کریم ﷺ..... (الحدیث) اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ضحاک کو زکوٰۃ پر عامل بنا کر بھیجا، وہ ایک ہزار جوڑے لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم ہلال بن عامر اور نمیر بن عامر سے زکوٰۃ لائے، تم لوگوں نے اچھے اموال لیے ہیں؟“

میں کہتا ہوں: یہ حدیث صحیح ہے، مگر یہ کہ ہلال بن عامر اور نمیر بن عامر سے مراد دو معروف قبیلے ہیں، ابو موسیٰ کا گمان ہے کہ ان کی مراد دو آدمی ہیں، جن پر زکوٰۃ واجب تھی، ابو موسیٰ نے اس کے بارے میں ابن مندہ کی پیروی کی ہے، انہوں نے ہلال بن عامر کا اس قصے میں ذکر کیا ہے۔ اس پر تنبیہ کی گئی ہے جیسا کہ میں نے بحوالہ ابو موسیٰ ذکر کیا۔

۸۹۱۰ نمیر بن عریب

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوبکر بن ابی علی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث ابواسحاق کے ہاں بحوالہ نمیر بن عریب مروی ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ”سردیوں میں روزہ غنیمت بارہ ہے۔“

ابو موسیٰ نے صحیح کہا ہے کہ ان کی یہ روایت بحوالہ عامر بن مسعود مروی ہے۔ انہوں نے بغوی سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ان کی مذکورہ حدیث دو طریق سے مروی ہے۔ ان میں سے ایک ان کی روایت سے بحوالہ عامر بن مسعود، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، دوسرے طریق میں عامر موجود نہیں، پھر فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن علی جوزجانی نے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے بحوالہ نمیر بن عریب سوال کیا، انہوں نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، میں نے احمد سے پوچھا، انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں، ترمذی نے مذکورہ حدیث بروایت نمیر، بحوالہ عامر بن مسعود نقل کی ہے، فرماتے ہیں: بخاری رحمہ اللہ، ابن ابی حاتم وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے: میں انہیں نہیں جانتا، ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ عامر بن مسعود کو ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

باب نون کے بعد ہاء

۸۹۱۱ نہیک بن مرداس

ابن قحون نے اپنے استاد راہک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور واقدی کے مغازی میں بحوالہ بشر بن محمد بن عبد اللہ بن زید ذکر

مسند احمد، مجمع الزوائد (۴۴۴۴) سنن کبریٰ (۱۰۶/۴) تجرید (۱۱/۲)

المعجم الصغير (۲۵۴/۱) مجمع الزوائد (۵۲۱۸) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰۰/۳) کنز (۲۳۶/۹)

کامل فی الضعفاء (۱۰۷۵/۳) کشف الغطاء (۷/۲)

مغازی (۷۲۴)



کیا ہے کہ اسامہ بن زید نے نہیک بن مرداس کو اسلام لانے کے بعد قتل کیا، بشر بن سعد نے انہیں بہت سخت ملامت کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ملامت کی، تو انہوں نے کہا: ”اس نے پناہ چاہنے کے لیے ایسا کہا تھا“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کا دل چر کر دیکھا تھا؟“

وہ خطا ہے، کیونکہ نام بدل گئے ہیں، بعض راویوں نے اسے بدل دیا ہے، وہ مرداس بن نہیک ہیں، حرف میم میں صحیح گزر چکا ہے۔

باب نون کے بعد واؤ

۸۹۱۲ نوئل بن مساحق

بن عبد اللہ بن خزیمہ عامری، البوسعد، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مستغفری نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے، فرماتے ہیں: عبد الملک بن مروان جو صاحب النبی ﷺ ہیں، ان کے زمانے کے آغاز میں وفات پائی، پھر اپنی سند سے بخاری تک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے عبد الجبار بن سعید بن سلیمان نے نوئل سے یہ بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مستغفری کا گمان ہے کہ ان کے یہ الفاظ صاحب النبی ﷺ نوئل کی صفت ہے، جبکہ ایسا نہیں، اس کا بیان، بخاری کے بقیہ کلام میں مذکور ہے، انہوں نے ان کا نسب بیان کرنے کے بعد فرمایا: انہوں نے بحوالہ سعید بن زید صاحب النبی ﷺ روایت کیا ہے۔ مستغفری سے آگے یہ ناقلین سے جملہ رہ گیا، جس سے وہم ہوا، مذکورہ نوئل معروف تابعی ہیں، ان سے ابو داؤد نے نقل کیا ہے، ان کی حدیث بحوالہ سعید بن زید مروی ہے: ”جس نے سود لیا، اس نے مسلمان کی عزت پر ناحق دست درازی کی“۔ تہذیب الکمال میں ان کے حالات ہیں۔



حرف الہاء

قسم اول از حرف ہاء

باب ہاء کے بعد الف

۸۹۱۳ ہاشم بن ابو حذیفہ

ہشام میں ان کا ذکر ہے۔

۸۹۱۴ ہشام بن ضبابہ

لیث، مقیس کے بھائی ہیں، بعض کا قول ہے: ہشام، ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۱۵ ہاشم بن عتبہ

ابن ابی وقاص بن اُیُب بن زہرہ بن عبد مناف زہری، مشہور بہادر ہیں۔ مرقال کے نام سے معروف ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص کے بیٹے ہیں، دولابی کا قول ہے: ان کا لقب مرقال ہے، کیونکہ وہ جنگوں میں جلدی کرتے تھے، یہ اِرقال سے ہے، وہ دشمنوں سے لڑائی ہے۔ ابن کلبی اور ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: بعض نے انہیں ہشام کہا ہے، وہ وہم ہے۔

مطین، بغوی، ابن سکین، طبری، سراج، اور حاکم نے بطریق بشیر بن ابی اسحاق بحوالہ ہاشم بن عتبہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مسلمان جزیرہ عرب، فارس، روم اور کانے دجال پر غالب آئیں گے۔“ بغوی نے ان کا نام نہیں لیا، بلکہ فرماتے ہیں: عن ابن انخی سعد، فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے: عن نافع بن عتبہ۔

ابن سکین کا قول ہے: حدیث نافع بن عتبہ کی ہے مگر یہ کہ نافع اور ہاشم دونوں کا نام لیا ہو۔

ابو نعیم کا قول ہے: اسے عبد الملک بن عمیر کے ساتھیوں نے بحوالہ نافع بن عتبہ نقل کیا ہے، ابن عساکر نے عبد الملک کے

حوالے سے روایت کرنے والوں کا شمار کیا ہے، فرماتے ہیں: نافع نامی سات شخص ہیں۔

وہ مسلم کے ہاں اس طریق سے ہے، سماک بن حرب نے بحوالہ جابر بن سمرہ ان کی پیروی کی ہے، ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے، ابواسمہ حاکم کا قول ہے، ان کی کنیت ابو عمر ہے، بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

خطیب کا قول ہے: فتح کے دن اسلام لائے، قادیسیہ میں اہل فارس کے ساتھ لڑائی میں اپنے چچا کے ساتھ شریک تھے، ان کے اس میں کئی واقعات ہیں، ہاشم بن عدی کا قول ہے: ان کے چچا سعد نے اس لشکر کا جھنڈا انہیں دیا تھا، جسے انہوں نے فارس کے بادشاہ یزدجرد سے لڑائی کے لیے تیار کیا تھا، اس سے واقعہ جلولا پیش آیا۔ یعقوب بن شیبہ نے بطریق حبیب بن ابی ثابت نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا ہاشم بن عقبہ کے پاس تھا۔ اسے یعقوب بن سفیان نے بطریق زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: صفین کے دن ہاشم بن عقبہ اور عمار بن یاسر شہید ہوئے۔ *

ابن سکین نے بطریق اعش، بحوالہ عبدالرحمن سلمی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ ہم نے آپ کے گھوڑے پر دو آدمیوں کو مقرر کیا، جب دشمن قوم میں تمھوڑی غفلت پاتے تو ان پر حملہ کر دیتے اور اپنی تلوار خون سے رنگین کر لاتے، میں نے ہاشم بن عقبہ اور عمار بن یاسر کو دیکھا کہ ان سے ہاشم کہہ رہے تھے: ”ایسا کا تا جس کے اہل جگہ کی تلاش میں ہیں، اس نے اتنی زندگی گزاری یہاں تک کہ اکتا گئے، اب ضروری ہے کہ کند ہو یا کند کیا جائے“ (یعنی اسے شہید کیا جائے یا یہ کسی کو قتل کر دے)۔

فرماتے ہیں: پھر وہ صفین کی کسی وادی میں نکل گئے اور واپس نہیں لوٹے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ عبدالرزاق نے بحوالہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نقل کیا ہے کہ ہاشم نے یہ اشعار پڑھے، پھر اس کا مفہوم نقل کیا، مرزبانی کا قول ہے: جب اہل کوفہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو ہاشم نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا: اے ابوموسیٰ! آؤ، اس وقت کے بہترین شخص علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ انہوں نے کہا: جلدی نہ کرو، پھر ہاشم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور فرمایا: یہ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور یہ میرا ہے، میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر یہ شعر کہے: ”میں تعداد بڑھائے بغیر علی کی بیعت کرتا ہوں اور کسی اشعری گورز کا خدشہ نہیں ہے۔ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس کے ذریعے یقیناً اللہ اور نبی ﷺ کو راضی کر لوں گا۔“

۸۹۱۶) حالہ بن ابی حالہ تمیمی *

ابو عمر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن حبان کا قول ہے: حالہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حالہ کے والد کا نام ہند بن نباش بن ذرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن غزی بن جرہہ بن أسید ابن عمرو بن تیم ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے: ابوالہ کا نام مالک بن نباش تھا، باقی نسب اسی طرح ہے۔ بعض کا قول ہے: ان کا نام ذرارہ ہے، ابن ماکولا نے ان کے نسب میں غزی کے تفسیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ زبیر نے لفظ جارہ کی طرح ان کا ذکر کیا ہے، صحیح تفسیر کے ساتھ ہے۔ طبرانی نے بحوالہ علی بن محمد بن عمرو بن تیم بحوالہ زید بن حالہ بن ابی ہالہ تمیمی مصر میں روایت کیا ہے کہ

* مختصر تاریخ دمشق (۵۷/۲۷) * اسد الغابہ (۵۳۲۲) استیعاب (۲۷۳۰) تجرید (۱۱۶/۲)

* الاستیعاب (۱۰۸/۴) * الإكمال (۱۳۰/۲) * المعجم الصغير (۱۹۵/۱)

مجھ سے میرے والد نے بحوالہ ہالہ بن ابی حالہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ سوئے ہوئے تھے، آپ بیدار ہوئے اور حالہ کو اپنے سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے: ”ہالہ، ہالہ، ہالہ“۔

جعفر مستغفری نے بطریق مؤنل بن اسماعیل، بحوالہ عائشہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہالہ آئے نبی کریم ﷺ کا قولہ کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہالہ کی آواز سنی تو بیدار ہوئے اور فرمایا: ”ہالہ، ہالہ“۔ جعفر کا قول ہے: موسیٰ بن اسماعیل نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ حماد، اس سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں، فرماتے ہیں، جعفر، وہی صحیح ہے۔ صحیح میں ہالہ اخت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بطریق علی بن مسہر بحوالہ عائشہ روایت ہے۔

۸۹۱۷ ہامد *

بے نسبت۔ ان کی کنیت ابو زہیر ہے، یحییٰ بن یونس شیرازی اور جعفر مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق معمر بن سلیمان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے والد نے فرمایا: مجھے بحوالہ ابو عثمان نہدی معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اسے ہامہ کہا جاتا تھا، وہ اپنے کثرت مال کی وجہ سے مشہور تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارا مال تمہیں پسند ہے یا تمہارے موالی کا مال؟“ اس نے کہا: میرا مال، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں اے ابو زہیر! یہ اس طرح کا تمہارا مال ہے، اور جو کچھ تم چھوڑ جاؤ وہ تمہارے وارثوں کا مال ہے“۔ *

۸۹۱۸ ہامد بن ہیم *

بن لاقیس بن ابلیس، جعفر مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی سند ثابت نہیں، عبد اللہ بن احمد نے زیادات زہد میں، عقلی نے ضعفاء میں اور ابن مردودہ نے تفسیر میں بطریق ابوسلمہ محمد بن عبد اللہ انصاری جو ضعیف راوی ہے، بحوالہ انس بن مالک، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ سے باہر پہاڑ پر تھا جب ایک بوڑھا اپنی لاشی پر ٹیک لگائے آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جن کی چال ہے اور جن کی آواز ہے“۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم جن ہو؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا: تم کون سے جن ہو؟“ اس نے کہا: میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری عمر کتنی ہے؟“ اس نے کہا: میں نے دنیا کی عمر کھائی ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے، میں ان کے ساتھ ایمان لانے والوں میں تھا، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، انہوں نے مجھ سے کہا: اگر تم محمد ﷺ کا زمانہ پاؤ تو انہیں میری طرف سے سلام پہنچانا، یا رسول اللہ! میں نے سلام پہنچا دیا اور آپ پر ایمان لے آیا، راوی فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اسے قرآن کی دس سورتیں سکھائیں رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور اس کی موت کی خبر ہمیں نہیں ملی۔ *

* جامع المسانید والسنن (۲۵۴/۱۲) * اسد الغابہ (۵۳۲۳) تجرید (۱۱۶/۲)

* اسد الغابہ (۲۶۸/۴) * اسد الغابہ (۵۳۲۴) تجرید (۱۱۶/۲)

* مختصر تاریخ دمشق (۵۶/۲۷) تذکرۃ الموضوعات (۲۰۸/۱)

الاصول في الحديث النبوي (جلد ۳۳۲)

ابوموسیٰ نے ذیل میں دوسرے طریق سے نقل کیا ہے، اسے ابوعلیٰ بن اخیعہ نے جو متروک راوی ہے اپنی کتاب السنن میں اس طریق سے نقل کیا ہے، اس کا سیاق حضرت انس کی روایت کے سیاق کی طرح ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: ہامہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو خوشخبری ہو۔ میں نے پچھلی امتوں کو آپ پر درود پڑھتے اور آپ کی امت کی تعریف کرتے دیکھا ہے، مجھے سکھا دیجئے، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور اس جن کے فوت ہونے کی خبر ہمیں نہ ملی۔

اسے بطریق ابو معشر بحوالہ عمر اسی مفہوم میں نقل کیا ہے، ابو معشر سے روایت کرنے والا راوی متروک ہے۔ وہ اسحاق بن بشر کا بیٹا ہے، عقلی کے نزدیک وہ ضعفاء میں سے ہے، طواریات انتخاب السلفی میں بروایت مبارک بن عبد الجبار صریحاً اس طریق سے منقول ہے۔

عقلی کا قول ہے: اس کی کوئی اصل نہیں، ابو معشر اس روایت کا بار نہیں اٹھا سکتے، یہ سارا بوجھ ابن اسحاق پر ہے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول ہے: اسحاق بن بشر نے بحوالہ ابو معشر محمد بن ابو معشر، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسے یہی نے شعب میں نقل کیا ہے، جعفر مستقیری اور اسحاق بن ابراہیم نخعی نے بطریق ابو یحسین حکم بن عمار، بحوالہ سعید بن مسیب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا.... پھر ان کا طویل ذکر کیا، اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا: میری عمر آٹھ ہزار، چار سو بائیس سال ہے۔ جب قاتیل نے ہاتھ کو قتل کیا، اس وقت وہ لڑکا تھا، ان جنوں کی تعداد جنہوں نے قرآن سنا اور نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، تہتر (۷۳) ہزار تھی۔ ان کا بروایت عبد الحمید بن عمر جندی بحوالہ عمر طویل حدیث، دوسرے طریق سے نقل کیا ہے۔

اسے فاکہی نے کتاب مکہ میں بطریق عزیز جریجی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہزار رقم میں چالیس (۴۰) آدمیوں اور بارہ (۱۲) عورتوں کے ساتھ کفار سے چھپے ہوئے تھے، دروازے پر دستک ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دروازہ کھولو! یہ شیطان کی آواز ہے۔“ فرماتے ہیں: دروازہ کھولا گیا تو ایک چھوٹے قد والا آدمی اندر آیا اور کہا: السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ہامہ بن نیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور ابلیس کے درمیان دو نام ہیں۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس دن قاتیل نے ہاتھ کو قتل کیا تھا، اس وقت تمہاری کیا عمر تھی؟“ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس وقت لڑکا تھا، میں ٹیلیوں پر چڑھا، مجھے گناہوں، کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نشان زدہ شیخ اور بڑھنے والا جوان بڑا ہے۔“ اس نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا نہ کہیں۔ میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا، ان پر ایمان لایا، پھر میں ان کے ساتھ رہا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی وہ سب ہلاک ہو گئے، وہ ان پر روئے اور اپنے ساتھ مجھے بھی لڑایا، پھر میں ان کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، میں ہرنی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ سب وفات پا گئے، پھر میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ رہا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا، انہوں نے مجھ سے فرمایا: ”اگر آپ محمد ﷺ سے ملیں تو انہیں میری طرف سے سلام کہنا۔“

کریم ﷺ نے فرمایا: ”و علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ و علیہ السلام یا ہامۃ۔“
ابوعلی بن اشعث جو متروک راوی ہیں، ان کی کتاب السنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہامہ بن ہم بن لاقیس جنت میں ہوگا۔“

۸۹۱۹ ہانی بن جزء

بن نعمان مرادی قطعی، ان کے بھائی نعمان کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، وہ فتح مصر میں شریک تھے۔

۸۹۲۰ ہانی بن حارث

بن جبلة ابن حجر بن شریح بن حارث بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ کنذی، ہشام بن کلثی کا قول ہے: وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔

۸۹۲۱ ہانی بن حبیب داری

واقفی رضی اللہ عنہ نے تمیم داری کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والے دارین میں ان کا ذکر کیا ہے، نعیم بن ادس کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ رشاطی کا قول ہے: تمیم داری کے ساتھ دارین کے وفد میں آئے، نبی کریم ﷺ کے لیے سونوں کے پتروں سے مزین ایک قبا کا بدیہ لایا، آپ ﷺ نے اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، انہوں نے ایک یہودی کو آٹھ ہزار میں فروخت کر دیا۔

۸۹۲۲ ہانی بن حجر

بن معاویہ بن جبلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کنذی، ابن کلثی اور ابن سعد کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے ساتھ وفد میں آئے۔ ہانی کی اولاد میں سے ولید بن عدی بن ہانی ہیں، ابن کلثی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اسلامی شاعر ہیں۔

۸۹۲۳ ہانی بن عدی

بن معاویہ بن جبلة کنذی، حجر بن عدی کے بھائی ہیں، ابن کلثی نے ذکر کیا ہے کہ وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔

۸۹۲۴ ہانی بن عمرو

ابو شریح خزاعی، طبری نے ان کا نام لیا ہے، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام خولید ہے۔

❖ الالی المصنوعة (۹۱/۱) ❖ تذکرة الموضوعات (۱۱۱) الالی المصنوعة (۹۲/۱)

❖ تجرید (۱۱۶/۲) ❖ تجرید (۱۱۶/۲) ❖ تجرید (۱۱۶/۲)

۸۹۲۵) ہانی بن فراس اسلمی

ابو عمر کا قول ہے، درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ہیں، ان سے مجزاة بن زاہر نے روایت کیا، ابن مندہ کا قول ہے، ہانی بن فراس اشجعی، اہل کوفہ میں سے ہیں۔ بیمار ہوئے اور اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھنے لگے، اسے اسرائیل نے بحوالہ مجزاة بن زاہر روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بخاری رحمہ اللہ نے یہ بطریق مجزاة بحوالہ ابان بن اوس نقل کیا ہے۔ فائدہ اعلم

۸۹۲۶) ہانی بن مالک ہمدانی

شام میں فروکش ہوئے، ابومالک، خالد بن یزید بن ابومالک کے دادا ہیں۔ ابوقاتم کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ابن حبان کا قول ہے: یمن میں سے نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، پھر اسلام لے آئے، دمشق میں ۲۸ھ میں وفات پائی۔

بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور طبرانی رحمہ اللہ، خطیب نے بطریق سلیمان بن عبد الرحمن، بحوالہ خالد بن یزید بن ابی مالک، عن ابیہ عن جده نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس یمن سے وفد میں آئے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، وہ اسلام لائے، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی، انہیں یزید بن ابوسفیان کے پاس ٹھہرایا، جب حضرت سہو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر بھیجا تو وہ ان کے ساتھ نکلے، پھر واپس نہیں لوٹے، خطیب کا قول ہے: ابوسلیمان اسے روایت کرنے میں تنہا ہیں۔

۸۹۲۷) ہانی بن ہانی

ذہبی رحمہ اللہ نے تجربہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مسند قحی بن خالد میں ان کی چار (۴) احادیث ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ ہانی بن ہانی ہیں۔ جنہوں نے حضرت علی، عمارہ سے روایت کی، قسم ثالث میں ان شاء اللہ میں ان کا ذکر کروں گا۔

۸۹۲۸) ہانی بن ہبیرہ

بن ابودہب قرشی مخزومی، ان کے والد فتح مکہ کے بعد حالت کفر میں فوت ہوئے، وہ ام ہانی بنت ابوطالب کے کنوہر ہیں، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہے، ان سے ہی ان کی کنیت ہے، ان کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ خواتین کے حالات میں آئے گا۔ زبیر نے بیان کیا ہے کہ ام ہانی کے ہاں ہبیرہ سے ہانی، یوسف اور جعدہ کی ولادت ہوئی، ابن سعد کا نقل کیا ہے کہ اسلام نے ان کے اور ہبیرہ کے درمیان جدائی کر دی، جب فتح مکہ ہوا تو ہبیرہ بھاگ گیا، اس کے بعد حالت کفر میں فوت ہو گیا، اس سے ان کے

استیعاب (۲۶۹۷) * استیعاب (۹۶/۴) * تجرید (۱۱۶/۲) * الجرح والتعديل (۱۰۰/۹)

تاریخ کبیر (۲۲۹، ۲۲۸/۴) * معجم الکبیر (۵۲۳/۲۲) * اسد الغابہ (۵۳۳۱)

طبقات الکبریٰ (۱۰۰/۸)

الکتاب فی تفسیر الصحیح (جلد ۱) ۳۳۵

ہاں حانی، جعدہ، عمرو اور یوسف پیدا ہوئے۔ انہوں نے بطریق اسماعیل سدی بحوالہ ابوصالح مولیٰ ام حانی نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ام حانی کو نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے کہا: میں بیوہ ہوں اور میرے بچے چھوٹے ہیں، جب ان کے بیٹے بڑے ہو گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ پر اپنا نفس پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب نہیں“۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے ﴿جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے﴾۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ ❊

۸۹۲۹ ہانی بن نیار ❊

بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دھمان بن عثم بن دینار بن بسم بن کابل بن ذہل بن بلی بلوی، ابو بردہ بن نیار ہیں جو آنصار کے حلیف ہیں، براء بن عازب کے ماسوں ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کتیبوں میں ان کا ذکر آئے گا، بعض کا قول ہے: ان کا نام حارث ہے، ایک قول ہے: مالک ہے، پہلا قول مشہور ہے۔

۸۹۳۰ ہانی بن یزید ❊

بن نہیک مدنی، بعض کا قول ہے: نجفی، شریح کے والد ہیں، امام احمد نے اور امام بخاری رحمہما نے ادب المفرد ❊ میں ان کی حدیث نقل کی ہے، ابوداؤد، نسائی ❊ نے بطریق یزید بن مقدام بن شریح بن حانی، عن ابیہ، عن جعدہ، عن ابیہ حانی، اسے نقل کیا ہے، اس میں سے وہ روایت ہے جسے ابوداؤد ❊ نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب وہ وفد میں اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ لوگ انہیں ابوالحکم کی کنیت سے پکار رہے ہیں، آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تم ابوالحکم کنیت نہ رکھو“۔ انہوں نے عرض کیا: ”میری کنیت ابوالحکم اس وجہ سے ہے کہ میری قوم جب کسی چیز میں اختلاف کرتی ہے تو میرے پاس آتی ہے، میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بہت اچھا ہے، تمہارے کتنے بیٹے ہیں؟“ انہوں نے کہا: شریح، مسلم اور عبداللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ان میں سے بڑا کون ہے؟“ انہوں نے کہا: شریح۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ابوشریح ہو“۔ ابن ابی شیبہ ❊ کے ہاں بحوالہ یزید بن مقدام اس سند سے مروی ہے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتائیے جو میرے لیے جنت واجب کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی گفتگو اور کھانا کھانا“۔

۸۹۳۱ ہانی مغزوم ❊

ابو مغزوم، ابن سکن کا قول ہے، بعض نے کہا: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بطریق یعلیٰ بن عمران بجلی نقل کیا ہے کہ مجھے مغزوم بن حانی مغزومی نے بحوالہ اپنے والد بتایا، ان کی عمر ایک سو پچاس (۱۵۰) برس تھی، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات آئی تو کسریٰ کا ایوان تھر تھرانے لگا، اس میں سے چودہ (۱۴) کنگرے گر گئے، بحیرہ ساہ کا پانی کم ہو گیا..... (الحدیث) ابن اثیر کا قول ہے: ابولید بن دباغ نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استاد راک میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اس

❊ سورہ الأحزاب الآية (۵۰) ❊ کنز العمال (۳۵۵:۱) طبقات الکبریٰ (۱۰۹/۸)

❊ اسد الغابہ (۵۳۳۲) تجرید (۱۱۷/۲) ❊ استیعاب (۲۷۰۰) تجرید (۱۳/۲)

❊ ادب المفرد (۸۱۱) نسائی (۵۳۸۷) ❊ ابوداؤد (۴۹۵۵) ❊ مصنف ابن ابی شیبہ (۵۱۹/۸)



حدیث میں ایسی کوئی شے نہیں جو ان کے صحابی ہونے پر دلالت کرے۔

میں کہتا ہوں: اگر وہ مخزومی ہیں تو فتح کے بعد قریش میں سے جو نبی کریم ﷺ کے بعد زندہ رہا وہ حجتہ الوداع میں شریک

ہوا ہے۔

باب ہاء کے بعد باء

۸۹۳۲ ہبار بن اسود*

بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اُسدی، ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن قرظہ قشیریہ ہیں، حزن اور ہمیرہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں جو ابوہب کے بیٹے اور مخزومی ہیں۔

ابن اسحاق* نے مغازی میں بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے لشکر بھیجا، میں ان میں تھا، پھر ہم سے فرمایا: ”اگر تم ہبار بن اسود، نافع بن قیس پر قابو پاؤ، تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا۔“ یہاں تک کہ اگلا دن ہوا تو ہماری طرف پیغام بھیجا۔ ”میں نے تمہیں ان آدمیوں کو پکڑ کر جلانے کا حکم دیا تھا، پھر میں نے دیکھا کہ سوائے اللہ کے کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ آگ میں جلانے کی سزا دے۔“

اسے ابن سکس نے بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی طرح ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ اسے لیث نے بحوالہ یزید روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں ابو اسحاق دوسی کا ذکر نہیں کیا، وہ مجہول ہیں۔

میں کہتا ہوں: لیث کے طریق کو بخاری،* ابوداؤد،* ترمذی،* نسائی نے نقل کیا ہے۔ اس میں ہبار اور اس کے ساتھی کا نام نہیں لیا۔ عمرو بن حارث نے بحوالہ بکیر ان کی بیرونی کی ہے۔ بخاری رضی اللہ عنہ نے تعلیق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نسائی نے اسے موصولاً نقل کیا ہے۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں بطریق عبد اللہ بن مبارک بحوالہ بکیر نقل کیا ہے۔ دونوں کا نام لیا ہے۔ لیکن نافع بن عبد عمرو نے فرمایا: ان کو جلانے کے حکم کا سبب یہ تھا جو ابن اسحاق* نے سیرۃ میں نقل کیا ہے کہ ہبار بن اسود نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس وقت نیزہ مارا جب ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع نے انہیں مدینہ بھیجا، وہ گر پڑیں، اس کا قصہ سیرۃ میں مشہور ہے، علی بن حرب نے اپنے فوائد میں ثابت بن قیس نے دلائل میں اور ابودوداح دشتی نے بھی اپنے فوائد میں، ان سب نے بطریق ابن ابی شیبہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا اور فرمایا: ”اگر تم ہبار بن اسود کو پاؤ تو اسے لکڑیوں کے دو گٹھوں کے درمیان رکھ کر جلا دو۔“ سریہ ان تک نہ پہنچا تھا کہ وہ اسلام لے آئے اور مدینہ ہجرت کی، وہ زیادہ گالیاں دینے والے تھے، نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: ہبار کو گالی دی جاتی ہے اور وہ گالی نہیں دیتے، وہ آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ”جو تمہیں برا بھلا کہے اسے برا بھلا کہو۔“ تو لوگ انہیں برا بھلا کہنے سے رک گئے۔

* اسد الغابہ (۵۳۳۴) استیعاب (۷۷۰۱) تجرید (۱۱۷/۲) السیرۃ النبویہ (۲۲۴/۲) بخاری (۳۰۱۷، ۳۰۱۶)

* ابوداؤد (۲۶۷۳) ترمذی (۱۵۷۱) السیرۃ النبویہ (۲۲۴/۲، ۲۲۶/۲)

یہ روایت مرسل ہے، اس میں اس قول کے بارے میں وہم ہے کہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، کیونکہ وہ ہجرانہ میں اسلام لائے تھے، یہ فتح مکہ کے بعد کا قصہ ہے اور فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ صحیح یہ ہے جو زبیر بن بکار نے کہا: ہمارا جب اسلام لائے تو مدینہ آئے لوگ انہیں برا بھلا کہنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تمہیں برا بھلا کہے اسے برا بھلا کہو“ تو لوگ انہیں ایسا کہنے سے رک گئے۔ ❀

ابن شاہین نے بطریق عقل بحوالہ ابن شہاب اسی مفہوم میں مرسل روایت نقل کی ہے، رہا ان کا اسلام لانا تو اسے واقدی ❀ نے بطریق سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہجرانہ سے واپسی پر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے سے ہمارا بن اسود آئے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارا بن اسود! آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔“ ایک شخص نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا، نبی کریم ﷺ نے اسے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، تو ہمارا رک گئے اور کہا: السلام علیک یا نبی اللہ، اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا رسول اللہ۔ میں آپ سے بھاگ کر شہروں میں چلا گیا اور عجمیوں سے مل گیا، پھر مجھے آپ کا لوٹنا، آپ کی صلہ رحمی اور جو آپ سے جہالت کرے اسے دل سے معاف کرنا یاد آیا، اے اللہ کے نبی! ہم شرک کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت دی، اور ہمیں ہلاکت سے بچایا، میری جہالت کو اور جو کچھ میری طرف سے آپ کو پہنچا ہے، معاف فرمادیں۔ میں اپنی برائی کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں معاف کر دیا، اللہ تمہارے ساتھ اچھا معاملہ کرے، اب جب اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی ہے، اور اسلام پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“ طبرانی ❀ نے بطریق ابو معشر بحوالہ یحییٰ بن عبد الملک بن ہبار بن اسود عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارا بن اسود کے گھر کے پاس سے گزرے اور گانے کی آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: شادی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ نکاح ہے زنا نہیں حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ہبار بن اسود بحوالہ ان کے والد، عن جدہ اسی مفہوم میں نقل کیا ہے، دونوں اسناد میں ضعف ہے، ابو نعیم کا قول ہے: ابو عبد اللہ بن ہبار کا نام عبد الرحمن تھا۔

میں کہتا ہوں: اسے بغوی نے بطریق عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ہبار اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن ان کی سند میں علی بن قرین ہیں، محدثین نے ان کی طرف حدیث گھڑنے کی نسبت کی ہے، لیکن خطیب نے مؤلف میں بطریق ابراہیم بن محمد بن ابویاتب نقل کیا ہے، ہمیں یہ عالی سند سے فوائد ابن ابی ثابت میں یہ ان کی روایت سے، ان کی سند سے جو احمد بن سلمہ حرانی تک پہنچتی ہے۔ بحوالہ عبد اللہ بن ہبار، عن ابیہ ملی ہے، فرماتے ہیں: ہمارے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، اس کے نکاح میں دف بجایا گیا۔۔۔۔۔ (الحدیث) ❀ اسماعیلی نے نعم الصحابہ میں اور خطیب نے مؤلف میں اپنے طریق سے نقل کیا ہے، میں نے ان کی تحریر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن طاہر بن ابی دمیك نے، بحوالہ یحییٰ بن عبد الملک بن ہبار، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ علی بن ہبار کے پاس سے گزرے، پھر حدیث کا ذکر کیا، جیسا کہ علی بن ہبار کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

ایک دوسرے قصہ میں ہبار کا ذکر ہے، ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن مغیرہ بحوالہ ہبار بن اسود، عقبہ بن ابی لہب شیر کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس پر ایک کتا مقرر کر دے۔“ * ہبار نے فرمایا: میں نے شیر کو دیکھا کہ باری باری ہر ایک کی نیام سوگھ رہا ہے، یہاں تک کہ وہ عقبہ کے پاس جا پہنچا اور اسے پکڑ لیا، ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ ہے، بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں بطریق موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ہبار بن اسود نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ان کا حج رہ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: بیت اللہ اور صفاد مروہ کے درمیان طواف کرو، اسی طرح بیعتی نے اس طریق سے اسے نقل کیا ہے۔ وہ موطا میں بحوالہ سلیمان بن یسار مروی ہے کہ ہبار بن اسود نے شام سے حج کیا۔

اسی طرح اسے سعید بن ابی عروہ نے کتاب المناکب میں بحوالہ نافع نقل کیا ہے، پھر اسے طویل نقل کیا ہے۔ ان کے بیٹے علی بن ہبار کا حرف عین میں ذکر گزر چکا ہے۔ مرزبانی نے بجم الشعراء میں ان کے شعر نقل کیے ہیں، جن میں وہ قوت بن حبیب بن أسید بن عبدالعزیٰ بن قصی کو جاہلیت میں خطاب کرتے ہیں:

”قوت کیا تم نہیں جانتے جبکہ تمہارا علم پھیلا ہوا ہے، وہ اس لیے کہ تم کمینوں کے غلام ہو، جب تم میری بہتری اور میری تمہاری طرف لوٹنے کی امید رکھتے ہو۔ پست نگاہ سے دیکھنے والا اور کم سمجھ ہو۔ کیا تم اپنے اشعار سے میری برابری کی امید رکھتے ہو، جو دوسرے اشعار میں مجھے اعلیٰ دکھائی دیتے ہیں۔“

۸۹۳۴ ہبار بن سفیان *

بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابواسود، انہوں نے عروہ اور محمد بن اسحاق * سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اجتادین میں شہید ہوئے، اسی طرح ابوحنیفہ نے مبتدا میں عبداللہ بن محمد قدامی نے فوج میں اور محمد بن سعد نے فرمایا: اجتادین میں شہید ہوئے، سیف بن عمر کا قول ہے: یرموک میں شہید ہوئے، زبیر بن بکار اور ابن سعد نے بھی اسی طرح فرمایا: موتہ میں شہید ہوئے۔

۸۹۳۵ ہبار بن صیفی *

صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے، اس میں تردد ہے، یہ ابو عمر * کا قول ہے۔ میں کہتا ہوں: کسی اور کی کتاب میں مجھے اس کا ذکر نہیں ملا۔

۸۹۳۶ ہبار بن ابی العاص *

بن نوفل بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عثمی، ان کے والد بدر کے دن حالت کفر میں قتل ہوئے، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، ان کا عمر نامی بیٹا تھا، جو شام میں تھا، ان کی اولاد میں خالد بن یزید بن عمر ہیں، بنو عباس کے دور حکومت میں شام میں بنی امیہ کے

* الدر المنثور (۱۲۲/۶) البدایہ والنہایہ (۴۴۷/۷) دلائل النبوة (۱۶۴)

* اسد الغابہ (۵۳۳۵) الاستیعاب (۲۷۰۲) تجرید اسماء الصحابة (۱۱۷/۲) السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۱) (۶/۴)

* اسد الغابہ (۵۳۳۶) استیعاب (۲۷۰۳) تجرید (۱۱۷/۲) * استیعاب (۹۷/۳)

ساتھ قتل ہوئے۔

۸۹۳۶) ہبار بن وہب

بن حذافہ، ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ بلاذری نے بیان کیا ہے۔

۸۹۳۷) کُتیب

بعض کا قول ہے: مُغْضِل ان کے والد کے دادا ہیں، ان کی طرف نسبت ہوئی۔ یہ ابو نعیم کا قول ہے، فرماتے ہیں: وہ ابن عمر بن مغفل بن واقدہ بن حرام بن غفار غفاری ہیں، ابن یونس نے ان کا نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ میں کہتا ہوں: بازار کے بارے میں ان کی صحیح حدیث محمد بن علیہ کے سوانح میں گزر چکی ہے، وہ احمدؒ وغیرہ کے ہاں ہے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد قنہ کے دور میں مربوط اور فہوم کے درمیان ایک وادی میں الگ ہو گئے، اس وجہ سے اسے وادی ہیب کہا جاتا ہے۔

۸۹۳۸) ہبیرہ بن سبل

خطیب نے ابن فرات کی تحریر سے اسے لکھا ہے، رہے دار قطنی رضی اللہ عنہ تو انہوں نے جادہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح فاکہی رضی اللہ عنہ کی کتاب مکہ کے قابل اعتماد نسخے میں میں نے دیکھا ہے: ابن عجلان بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔

ابن کلی رضی اللہ عنہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے، ابن سعد اور بغوی نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال طائف گئے تو ہبیرہ بن سبل ثقفی کو نائب مقرر کیا، جب طائف سے واپس آئے تو عتاب بن اسید کو مکہ اور حج کا امیر مقرر کیا۔ اسی طرح خطیب نے بطریق اسحاق بن ابراہیم بن حاتم، بحوالہ کلی بن انیس کا ذکر کیا ہے، عبدالرزاق نے بحوالہ ابن جریج نقل کیا ہے۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ فتح مکہ کے بعد مکہ میں سب سے پہلے ہبیرہ بن سبل بن عجلان نے جماعت کرائی، نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، وہ ثقیف کے ایک شخص ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ اس وقت حدیبیہ میں تھے۔ اسی طرح فاکہی اور ابو عروبہ نے اوائل میں بطریق ابن جریج نقل کیا ہے۔

۸۹۳۹) ہبیرہ بن مفاضہ العامری

دہیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق رذیۃ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب عرب کے قبائل مرتد ہو گئے تو انہوں نے بنو سلیم کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا۔

تجريد (۱۱۷/۲) اسد الغابہ (۵۳۳۷) مسند احمد (۲۳۷/۳) (۲۳۷/۴)

اسد الغابہ (۵۳۳۸) تجريد (۱۱۷/۲) اسد الغابہ (۲۷۴/۴)

اسد الغابہ (۵۳۳۹) تجريد (۱۱۷/۲)

۸۹۳۰ ھبیل

ابن کعب، بنو مازن میں سے ہیں۔ مازن بن غشمہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۸۹۳۱ ھبیل بن ویرہ انصاری

ان کے بھائی عصمہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد وال

۸۹۳۲ ھذا ج حنفی

مذہبن میں ان کا شمار ہے۔ بغوی، ابن سکین اور ابن مندہ نے بطریق ابوعمار ہاشم بن غطفان، بحوالہ عبداللہ بن ہذا ج، انہوں نے اپنے والد ہذا ج سے نقل کیا ہے، ہذا ج نے جاہلیت کا دور پایا، فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس کی داڑھی زرد تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خضاب اسلام میں سے ہے....“۔ (الحدیث) *

۸۹۳۳ ھذا رکسانی

ابو عمر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن مندہ کا قول ہے: اہل حمص میں ان کا شمار ہے، عبدالغنی بن سعید نے تاریخ حمص میں فرمایا: ہم سے محمد بن عوف نے بیان کیا، اسے امام احمد بن حنبل کے ہاں لکھا، مجھ سے میرے والد نے بحوالہ ہذا رکسانی بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے میدے کی روٹی میں اسراف دیکھا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور گندم کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے۔ * اسے ابن مندہ نے بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: غریب ہے۔

اسے ابن سکین نے بروایت محمد بن عوف اور عہدہ بحوالہ ہذا ج رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، فرماتے ہیں: اس طریق کے علاوہ ہذا ج سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ اسی طرح اسے ابن قانع نے بروایت محمد بن عوف روایت کیا ہے، اسے ابوالفضل بن طاہر نے اپنے فوائد میں دوسرے طریق سے بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: میں نے ہذا ج سے سنا، وہ صحابہ میں سے ہیں، اسے ابو نعیم نے دوسرے طریق سے بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا ہے، اس میں ہے: میں نے حضرت ہذا رکسانی کو سنا وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو میدے کی روٹی کھانے پر عتاب کر رہے تھے۔

۸۹۳۴ ھدم بن مسعود

بن مجاہد بن عبد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عیس عسی، نو (۹) لوگوں کے دند میں سے تھے، بشر بن حارث کے سوانح

* اسد الغابہ (۵۳۴۳) تجرید (۱۱۸/۲) تاریخ کبیر (۲۴۹/۸) اسد الغابہ (۲۷۵/۴) کنز العمال (۱۷۳۴۳)

* کنز العمال (۱۷۳۴۳) تجرید (۱۱۸/۲)



میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ طبری اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، رشاطی کا قول ہے: ابن عبدالبر نے ان کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی ابن قعقون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا نے ہدم لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۸۹۳۵ (۸۹۳۵) **ہدم مغتث**

حیث کے ساتھ ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۳۶ (۸۹۳۶) **ہدیم بن عبداللہ**

بن عاتقہ بن مطلب کلبی، ابن عبدالبر اور ابن ماکولا کا قول ہے، یمامہ میں شہید ہوئے، لیکن ابن عبدالبر نے راء کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

باب ہواء کے بعد راء

۸۹۳۷ (۸۹۳۷) **ہرماس بن زیاد باہلی**

ابوداؤد وغیرہ نے صحیح اسناد سے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ وہ بنو سہم بن عمر میں سے ہیں، ابوامامہ باہلی کے قبیلے سے ہیں، ان کا ایک چچا زاد تھا جسے حبیب بن وائل کہا جاتا تھا، مال میں اسے وسعت دی گئی تھی، ابو شحمہ باہلی اس کے بارے میں کہتے ہیں: **ص**

”میں اگرچہ حبیب کو وسعت دی گئی ہے کفایت کرنے والوں پر زیادہ قناعت نہیں کرتا، میں اتنا کھاتا ہوں جس سے سیر ہو جاؤں اور ٹھنڈے پانی کا نیبڑ بنا کے پیتا ہوں۔“

تو ہرماس نے حبیب کی طرف سے اسے جواب دیا: **ص**

”حبیب کی طرح ہو جا پھر اسے زیادہ چھوڑنے والا کر چھوڑ، اپنے آپ پر رحم کر کہ کہیں تو بزدل ہو جائے۔“

۸۹۳۸ (۸۹۳۸) **ہرماس بن زیاد عنبری**

ثعلبہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۹۳۹ (۸۹۳۹) **ہرم بن حیان عبدی**

ابن عبدالبر کا قول ہے: وہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، خلیفہ نے بحوالہ ولید بن ہشام فرمایا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان عبدی کو قلعہ بجرہ کی طرف بھیجا، انہوں نے اسے دبدبے

اسد الغابہ (۵۳۴۸) تجرید (۱۱۸/۲) * اسد الغابہ (۵۳۵۵)

بخاری (۱۶۸۴) ابوداؤد (۱۹۳۸) ترمذی (۸۹۶) نسائی (۳۰۴۷) ابن ماجہ (۳۰۲۲) مسند احمد (۴۸۵/۳) (۷/۵)

اسد الغابہ (۵۳۵۶) استیعاب (۲۷۰۴) تجرید (۱۱۸/۲)

الکتاب النبی ﷺ (جلد ۳۳۲)

سے فتح کر لیا، یہ ۲۰ھ کا واقعہ ہے۔ بعض کا قول ہے: ۱۸ھ کا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ فتوح کے زمانے میں وہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو امیر بناتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب الزہد میں ہے کہ وہ حمہ دوسی کے ساتھی تھے، حمہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے، مسند داری میں بطریق ابی عمران جو فی مروی ہے: فاسق عالم سے بچو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی طرف لکھا، تمہاری کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ عالم امام اپنے علم سے گفتگو کرے گا اور گناہ کے کام کرے گا جس سے لوگ شبہ میں پڑ جائیں گے، اس میں ہے بحوالہ حسن کہ وہ جب وفات پا گئے تو نہایت گرم دن تھا، بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور ان کی قبر اور اس کے ارد گرد جگہ پر بوجھا ڈر گیا۔

ابن حبان کا قول ہے: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور ان کی خلافت میں بہت سے عہدوں پر مامور رہے، ابو نعیم کی کتاب الحلیہ میں ان کا قصہ حضرت اویس قرنی کے ساتھ ہے، اس میں بطریق بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق اعمش نقل کیا ہے کہ ہم سے عامر نے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو زید بن خلیفہ نے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہرم بن حیان بن عبد القیس سے ملے، فرمایا: کیا تم اہل کوفہ میں سے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تم مجھ سے پوچھ رہے ہو جبکہ تم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اکابر تابعین میں سے آٹھ (۸) زحاد میں ان کا شمار کیا ہے۔ عسکری کا قول ہے: خیار تابعین میں سے ہیں، ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے: ثقہ ہیں، انہیں فضیلت حاصل ہے، فتوح میں قبیلہ عبد القیس کے امیر تھے، ابن ابی شیبہ کا قول ہے: ہم سے خلف نے بحوالہ ابو نعیرہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرم بن حیان کو شہسواروں پر امیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، مجھے نگرانی کی طاقت نہیں۔

۸۹۵۰ ہرم بن خنیش

حرف داؤ میں وہب بن خنیش کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۵۱ ہرمز

نبی کریم ﷺ کے مولیٰ ہیں، کیسان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۹۵۲ ہرمز بن ماہان فارسی

ابو موسیٰ نے ذیل میں بطریق احمد بن محمد بن سعد بحوالہ ہرمز بن ماہان جو فارسی ہیں سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لایا، آپ ﷺ نے مجھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں رکھا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے صدقہ کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ نہ میرے لیے حلال ہے نہ میرے گھروالوں میں“

تاریخ کبیر (۲۴۳/۴) طبقات الکبریٰ (۱۰۶/۷)

اسد الغابہ (۵۳۵۷) تجرید (۱۱۹/۲)

سے کسی کے لیے حلال ہے۔ پھر میرے لیے ایک دینار دیئے کا حکم فرمایا۔

ابن اثیر کا قول ہے: ہو سکتا ہے یہ پہلے والے ہی ہوں، لگتا ہے ان کی دلیل وہ روایت ہے جو بخوی نے بطریق ابو یزید بن ابو زیاد بحوالہ معاویہ بن قرہ نقل کی ہے، فرماتے ہیں: بدر میں بیس (۲۰) غلام شریک ہوئے، ان میں نبی کریم ﷺ کا غلام طرمز بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزاد کیا ہے، کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں شمار ہوتا ہے۔ ہم اہل بیت صدقہ نہیں کھاتے، تم بھی اسے نہ کھاؤ۔“ لیکن فارسی کی روایت میں ہے کہ ان کا اسلام لانا خیر سے ہے، کیونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عہد میں اسلام لائے اور غزوہ بدر اس سے طویل مدت پہلے ہوا، دونوں قولوں کو جمع کرنا اس قول سے ممکن ہے کہ مجھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل کر دیا، اس سے ان کے تاخیر سے اسلام لانے کا پتہ چلتا ہے، اگرچہ حرف فاکے ذریعے اس پر حلف کیا گیا۔

۸۹۵۳ ہرم یا ہرمی بن عبد اللہ انصاری

بنو عمرو بن عوف سے ہیں، وہ ان رونے والوں میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وہ واپس چلے جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں﴾۔ یہ ابن عبد البر نے دولابی کی پیروی کرتے ہوئے کہا ہے: رشاطی وغیرہ نے ان کا تعاقب کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ بنو عمرو بن عوف سے نہیں ہیں، وہ بنو مالک بن اوس سے ہیں۔ ان کا نام ہرمی ہے، وہ ہرمی بن عبد اللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن محمد بن عامر بن کعب بن واقف بن امرئ القیس بن مالک بن اوس ہیں۔ اسی طرح ابن کلی اور ابن سعد وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے، وہ رونے والوں میں سے ایک ہیں۔ ابن ماکولا نے یہ اضافہ کیا ہے کہ خندق میں اور بعد کے غزوات میں شریک تھے۔ اور ہرمی بن عبد اللہ کے علاوہ ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ ابن اثیر کا قول ہے: ایسا لگتا ہے ابن ماکولا نے انہیں ایک قرار دیا ہے۔ یہ ان سے چوک ہو گئی ہے۔ ابن اثیر نے ابن عبد البر کے قول کا یہ عذر پیش کیا ہے کہ وہ بنو عمرو بن اوس سے ہیں، کیونکہ جاہلیت میں بنو واقف، بنو عمرو کے حلیف تھے، یہ اچھا عذر ہے۔

۸۹۵۴ ہرم

دوسرے ہیں، صیب میں ان کا ذکر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۸۹۵۵ ہرمی

حذیم مطلق میں ان کا ذکر آئے گا۔

مصنف عبد الرزاق (۶۹۴۵) معجم الكبير (۲۷۴/۴) (۲۱۶/۵) کنز العمال (۱۲۹۱۷) (۱۶۵۲۵)

الکامل فی الضعفاء (۲۳۴۹/۶) جامع المسانید والسنن (۲۷۲۱/۲)

البدایہ والنہایہ (۳۲۱/۵) اسد الغابہ (۵۳۳۸) استیعاب (۲۷۰۵)

سورة مائدہ الآية (۸۳) استیعاب (۹۸/۳) طبقات الكبرى (۱۶۵/۲)

الإكمال (۳۱۵/۲)

باب ہاء کے بعد زاء

۸۹۵۶ ہزال بن یزید

بن ذئاب بن کلیب بن عامر بن جذیمہ بن مازن اسلمی، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی حدیث نسائی کے ہاں ان کے بیٹے نسیم بن ہزال کی روایت سے ہے کہ ہزال کی ایک لونڈی تھی، ماعز اس سے زنا کر بیٹھے تو ہزال نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ، امید ہے کہ تمہارے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔ وہ گئے اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ہزال سے فرمایا: ”اے ہزال! اگر تم اپنے اس عیب کو چھپا لیتے تو تمہارے لیے بہتر تھا۔“

حاکم نے مستدرک میں بطریق شعبہ بحوالہ ابن ہزال نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے اسی مفہوم میں روایت نقل کی ہے۔

۸۹۵۷ ہزال

ورخت والے ہیں، ان سے معاویہ بن قرہ نے روایت کیا، فرماتے ہیں: تم لوگ ایسے گناہ کرتے ہو جو تمہاری نگاہوں میں بال برابر ہیں۔ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کرتے تھے۔

۸۹۵۸ ہزان بن عمرو

بن قریوس بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج النصاری، ابن فتحون نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۵۹ ہزان زہاوی

ابن شامین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، عمرو بن شعیب کے سوانح میں ان کے بارے میں گزر چکا ہے۔

۸۹۶۰ ہزہار بن عمرو عجلی

طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر لشکر کے ایک حصے کا سردار بنا دیا تھا۔ جب شہسواروں کو عراق کی طرف بھیجا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، پہلے گزر چکا ہے کہ فتوح کے زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بتاتے تھے۔

تجريد (۱۱۹/۲) مستدرک حاکم (۳۶۳/۴)

اسد الغابہ (۵۳۶۰) استيعاب (۲۷۰۶) تجريد (۱۱۹/۲)

مسند احمد (۷۹/۵) اسد الغابہ (۵۳۶۳)

باب ہاء کے بعد شین - ہشام نامی لوگوں کا بیان

۸۹۶۱ ہشام بن بختری مخزومی

ان کے مولا ہیں، مرزبانی نے نجم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا مرثیہ ہے، جب وہ خلافت عمر میں وفات پا گئے، اسے معافی نہروانی نے کتاب الجلیس میں بطریق ابی علی جرمازی روایت کیا ہے۔ ہشام بن بختری مخزومی کے لوگوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے کہا: اے ہشام! حضرت خالد بن ولید کے بارے میں اپنے شعر سناؤ، انہوں نے شعر سنا، تو ان سے فرمایا: تم نے ابوسلمیان پر رونے میں کمی کی، وہ پسند کرتے تھے کہ شرک اور شرک کرنے والے ذلیل ہوں، مصیبت پر خوش ہونے والا اللہ کی ناراضگی کا سامنا کرنے والا ہے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے، بہ نسبت اس کے جس حال میں وہ تھے۔

۸۹۶۲ ہشام بن حبیب داری

طبری نے نبی کریم ﷺ کے پاس دارین میں سے آنے والے لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۶۳ ہشام بن حبیش

ابن خالد مخزومی، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، یحییٰ بن یونس شیرازی نے بطریق حرام بن ہشام بن حبیش نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے کہ انہوں نے بستی پر بادل دیکھے تو فرمایا: یہ لہری کعب کی زمین کو نرم کرے گا، یہ بات صحیح ثابت ہے کہ ان کے والد فتح مکہ کے دن قتل ہوئے، اسید بن ابی ایاس کی سوانح میں اس حدیث کا طریق گزر چکا ہے۔

۸۹۶۴ ہشام بن حبیش سلمی

مسند قمی بن محمد میں ان کی ایک حدیث ہے، تجرید میں اس کا ذکر ہے۔

۸۹۶۵ ہشام بن ابی حذیفہ

ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ابن اسحاق اور زبیر بن بکار نے حبش کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا

اسد الغابہ (۵۳۶۵) * الثقات (۴۳۳/۳) * تاریخ کبیر (۱۹۲/۸)

جامع المسانید والسنن (۲۷۸/۱۲) * اسد الغابہ (۵۳۶۶) * السیرۃ النبویہ (۲۷۱/۲) (۶/۴)

ذکر کیا ہے۔ واقدی نے ان کا نام ہاشم لیا ہے، ابو مشر اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۹۶۶ ہشام بن حکیم

ابن حزام بن ثؤیلد بن أسد بن عبد العزی بن قصی قرشی أسدی، ابن منہ کو وہم ہوا ہے، انہوں نے انہیں مخزومی کہا ہے۔ صحیح میں بروایت زہری، بحوالہ عمران کا ذکر ثابت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم نے سورہ فرقان اس طریقے سے ہٹ کے پڑھ رہے ہیں جس طریقے سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھایا تھا، اسی میں ہے کہ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے دونوں کی قراءت سنی اور دونوں کو درست قرار دیا، فرمایا: ”قرآن پاک سات (۷) لہجوں میں نازل ہوا“۔ * حدیث طویل ہے۔

ابن سعد کا قول ہے: بارعب تھے، زہری کا قول ہے: اپنے ساتھ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے، مصعب زہری کا قول ہے: انہیں فضیلت حاصل تھی، ابن وہب نے بحوالہ مالک نقل کیا ہے۔ کسی کو دوست نہیں بناتے تھے، نہ ان کی اولاد تھی، ان سے اسی طرح جبیر بن نفیر، قتادہ سلمی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اپنے والد سے ایک مدت پہلے فوت ہو گئے، ابو نعیم کا قول ہے، اجنادین میں شہید ہوئے۔

۸۹۶۷ ہشام بن صباحہ

ابن حزن بن سیار بن عبد اللہ بن کلیب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ، ابن کلیب نے ان کا نسب بیان کیا ہے، ابو سعید سکری کا قول ہے: وہ ہشام بن حزن ہیں، ان کی والدہ صباحہ بنت مقیس بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ہیں، ابن اسحاق * نے مخازی میں فرمایا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ ہشام مر سیح کے دن مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑے یہاں تک کہ نہایت جرأت مندی کا مظاہرہ کیا، وہ اسلام لا چکے تھے، ان سے بنو عوف بن خزرج کا ایک شخص ملا، اس نے خیال کیا کہ وہ مشرک ہیں اور انہیں قتل کر دیا۔

تفسیر سعید بن جبیر میں وہ روایت ہے جسے ابن لہیعہ نے بحوالہ عطاء بن دینار، انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسی طرح تفسیر ابن کلیب * میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کے بارے میں مروی ہے ﴿جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے﴾۔ * فرماتے ہیں: یہ آیت مقیس بن صباحہ کے بارے میں نازل ہوئی، وہ اور ان کے بھائی ہشام اسلام لا چکے تھے، مقیس نے اپنے بھائی کو مقتول پایا تو رسول اللہ ﷺ اسے اس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے اسے دیت دینے کا حکم فرمایا، اس نے اسے لے لیا، پھر اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر مرتد ہو کر مکہ مقیم ہو گیا اور اس کے بارے میں اشعار کہے۔

* اسد الغابہ (۵۳۶۷) استیعاب (۲۷۱۰) تجرید (۱۲۰/۲)

* مسند احمد (۴۰۳/۳) مجمع الزوائد (۱۰۵/۷) مصنف ابن ابی شیبہ (۵۱۶/۱۰) در المنثور (۶/۲) تاریخ بغداد (۲۶/۱۱)

* اسد الغابہ (۵۳۶۹) استیعاب (۲۷۱۱) تجرید (۱۲۰/۲)

* السيرة النبوية (۲۸/۳) (۲۲۰/۳)

* سورة النساء الآية (۹۳)

واقفی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ان کے قاتل کا نام اوس لیا ہے، اور ان کا نام ہاشم لیا ہے، اسی طرح بحوالہ ابن شاپین، بطریق محمد بن یزید، اپنے راویوں سے نقل کیا ہے، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۸۹۶۸ هشام بن العاص

ابن وائل سہمی، ان کے بھائی عمرو کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ابن حبان کا قول ہے: ان کی کنیت ابو العاص تھی، نبی کریم ﷺ نے ان کی کنیت ابو مطیع رکھ دی۔ ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ ام حرمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہیں، اسی طرح ابن سکین کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے، حبشہ کی طرف ہجرت کی، ابن سکین نے صحیح سند سے بحوالہ ابن اسحاق * بحوالہ عمر نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ، ہشام بن العاص نے وعدہ کیا جب ہم نے ہجرت کا ارادہ کیا کہ ہم میں سے صبح کے بعد جو پیچھے رہ جائے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ اسے کوئی مسئلہ پیش آ گیا، پھر باقی چل پڑیں گے۔ فرماتے ہیں: صبح سے پہلے میں اور عیاش نکل آئے اور ہشام روک لیے گئے اور آزمائش میں ڈالے گئے..... (الحدیث)

نسائی اور حاکم نے بطریق محمد بن عمر، انہوں نے بحوالہ ابو ہریرہ مرفوع حدیث نقل کی ہے: ”العاص کے دونوں بیٹے مؤمن نہائی اور حاکم نے بطریق محمد بن عمر، انہوں نے بحوالہ ابو ہریرہ مرفوع حدیث نقل کی ہے: ”العاص کے دونوں بیٹے مؤمن ہیں: ہشام اور عمرو“ * ہم نے اسے امالی الحاطی میں بطریق عمرو بن دینار، بحوالہ عمرا سی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

بخاری نے بطریق ابو حازم بحوالہ عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم آئے اور لوگ قرآن کے بارے میں بحث مباحثہ کر رہے تھے۔ ہم ان سے الگ ہو گئے، رسول اللہ ﷺ حجرے کے پیچھے سے ان کی گفتگو سن رہے تھے، آپ ﷺ غصے سے باہر آئے یہاں تک کہ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اسی کی وجہ سے تم سے پہلی آیتیں گمراہ ہوئیں، قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا کہ تم اس کے بعض حصے کو بعض سے لگراؤ، اس کا بعض حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے“۔ پھر میری اور میرے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے ہمیں اپنے آپ پہ بڑا غصہ آیا کہ آپ ﷺ نے ہمیں ان کے ساتھ نہ دیکھا ہو، اسے سوید بن سعید نے بحوالہ عبدالعزیز بن ابی حازم، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

واقفی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے انہیں فتح مکہ * سے پہلے ایک سریہ میں بھیجا، ابن مبارک نے زہد میں بحوالہ عبداللہ ابن سعید بن عمیر فرمایا، فرماتے ہیں: عمرو بن العاص قریش کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، انہوں نے ہشام کا ذکر کیا، کہنے لگے: ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ عمرو نے کہا: میں اور ہشام جنگ یرموک میں شریک تھے، ہم میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا، جب صبح ہوئی تو میں اس سے محروم رہا اور انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

اسی طرح ابن سعد، ابن ابی حاتم اور ابو زرعد مشقی کا قول ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو اسود نے بحوالہ عروہ، ابن اسحاق، ابو سعید، مصعب، زبیر اور دوسرے راویوں سے اجتادین میں * شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* استیعاب (۲۷۱۲) تجرید (۱۲۰/۲) * السیرۃ النبویہ (۹۰/۲)

* مستدرک حاکم (۴۵۲/۳) المعجم الكبير (۱۱۷/۲۲) طبقات الکبریٰ (۱۹۷/۴)

* مختصر تاریخ دمشق (۹۳/۲۷) * مختصر تاریخ دمشق (۸۸/۲۷)

الاصحاب في المدينة المنورة (جلد ۱)

۳۳۸

(جلد ۱)

واقفی نے بحوالہ عمر بن بکیر، انہوں نے ام بکر بنت مسور سے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: ہشام نیک شخص تھے، اجنادین میں بعض مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پسپائی اختیار کر رہے ہیں، انہوں نے اپنے چہرے سے خود ہٹایا اور دشمن کو مارنے کے لیے پیش قدمی کرنے لگے اور بلند آواز سے کہنے لگے: میری طرف آؤ، میری طرف آؤ۔ میں ہشام بن العاص ہوں۔ کیا تم جنت سے بھاگتے ہو..... یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

خالد بن معدان کے طریق سے ہے کہ جب رومیوں کو اجنادین میں شکست ہوئی تو وہ ایسی جگہ کی طرف پہنچے جسے صرف ایک شخص عبور کر سکتا تھا، رومی اس پر لڑنے لگے۔ ہشام بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس مقام پر ان کی لاش گری اور اس کا راستہ بند ہو گیا۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو ان کی لاش کو روندنا پسند نہ کیا۔ عمرو نے کہا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت عطا فرمائی ہے، ان کی روح کو اٹھا لیا ہے، وہ صرف جسم ہے۔ پھر اس کے اوپر سے گزر گئے۔ عمرو نے اس کے بعد انہیں جمع کیا اور چڑے کے مندرے میں ڈال کر دفن کر دیا۔

۸۹۶۹ ہشام بن العاص اموی

نبہتی نے دلائل میں بطریق شریح بن مسلم بحوالہ ہشام بن العاص اموی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے اور قریش کے ایک شخص کو ہرقل کی طرف بھیجا گیا، تاکہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں۔ ہم جبلہ کے پاس پہنچے ہم نے اسے اسلام کی طرف بلایا، تو اس پر سیاہ کپڑے تھے۔ انہوں نے اس کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: میں نے قسم کھائی ہے کہ انہیں اس وقت تک نہیں اتاروں گا جب تک تمہیں شال سے نکال نہ لوں۔ فرماتے ہیں: ہم نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! تم اپنی اسی جگہ پر بیٹھے رہو گے اور ہم تمہارا انتخاب اور ملک لے لیں گے جس کی ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اطلاع دی ہے۔ وہ کہنے لگا: تم ایسا کام کر سکتے ہو، پھر ان کا وہ واقعہ ذکر کیا جس میں وہ ہرقل کے پاس جاتے اور علیحدگی میں اس سے ملتے ہیں، پھر اس نے ایک صندوق نکالا، جس میں انبیاء کی نشانیاں اور صفات تھیں، یہاں تک کہ اس نے ان کے سامنے حضور ﷺ کی تصویر نکالی جو سفید تھی، کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو؟ فرماتے ہیں: ہم رو پڑے اور کہنے لگے: ہاں! تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! تو وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کے کہنے لگا: یہ آخری خانہ تھا، میں نے اس لیے جلدی کی کہ دیکھوں تمہارے پاس کیا ہے؟ اس کے بعد اس نے کہا: اگر اپنی بادشاہت سے نکلنے کی وجہ سے میرا دل خوش ہوتا تو میں یہ چاہتا کہ میں تمہارے شیر کا اس کی بادشاہت میں مرتے دم تک غلام رہتا۔ فرماتے ہیں: جب ہم واپس آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ترو پڑے اور فرمایا: اگر اللہ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو کرے، پھر کہنے لگے: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ ان نصاریٰ اور یہود کو نبی ﷺ کی علامات کا پتہ تھا۔

عدی بن کعب کے حالات میں اس واقعے سے ملتا جلتا واقعہ بیان ہو چکا ہے، لیکن اس میں ہے کہ وہ ہشام بن العاص بھی تھے۔ واللہ اعلم!

۸۹۷۰) هشام بن العاص بن هشام

ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ابو جہل کے بیٹے ہیں، ان کے والد غزوۂ بدر میں قتل ہوئے۔ بعض کا قول ہے: انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ ابو عمرؓ کا قول ہے: یہ وہی ہیں جو فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئے، آپ ﷺ کی کمر مبارک سے کپڑا ہٹ گیا تو اس نے مہر نبوت پر ہاتھ رکھا۔ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ ہٹایا پھر ان کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا اور فرمایا: ”اے اللہ! اس سے کھوٹ اور حسد کو دور فرما۔“ تین بار ایسا فرمایا۔ یہ زبیر بن بکار کی کتاب میں ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں بحوالہ اوقص، انہوں نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب فتح مکہ کا دن تھا، هشام بن العاص آئے پھر ان کا ذکر کیا، اس کے آخر میں فرماتے ہیں: اوقص فرماتے تھے، سب سے کم حسد ہمارے ساتھیوں میں تھا پھر بطریق ابن شہاب نقل کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص اموی سے کہا: میں نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے، تم نے میرے ماموں عاص بن هشام کو قتل کیا ہے۔

۸۹۷۱) هشام بن عامر

ابن امیہ انصاری، ان کا ذکر اور نسب، ان کے والد کے سوانح میں گزر چکا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، ان کی حدیث مسلم کے پاس ہے، ان سے سعید بن جبیر، حمید بن ہلال اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔ ابن مبارک نے زہد میں بطریق جعفر بن زید نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم ایک غزوے میں کابل کی طرف نکلے، لشکر میں صلہ بن اشمیم تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا کہ وہ اور هشام بن عامر نے نیزوں، تلواروں سے دشمن پر حملہ کر دیا اور قتل کرنے لگے۔ فرماتے ہیں: دشمن نے کہا: عرب کے دو آدمیوں نے ہمارے ساتھ یہ کیا ہے، اگر وہ جنگ کریں تو کیا حال ہوگا؟ یعنی وہ شکست کھا گئے۔ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: هشام بن عامر نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! بلکہ انہوں نے اس آیت پر عمل کیا ﴿لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ کی رضا چاہنے کے لیے اپنے نفس کو سچ ڈالتے ہیں﴾۔ بعض کا قول ہے: ان کا نام شہاب تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام هشام رکھا، بصرہ میں فروکش ہوئے، زیاد کے زمانے تک زندہ رہے۔

۸۹۷۲) هشام بن عتبہ

ابن ربیعہ، بعض کا قول ہے: وہ ابو حذیفہ کا نام ہے، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۷۳) هشام بن عقبہ

ابن ابی معیط اموی۔ ان کے والد بدر کے دن حالت کفر میں قتل ہوئے، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، ان کے پوتے

اسد الغابہ (۵۳۷۶) استیعاب (۲۷۱۳) تجرید (۱۲۰/۲) اسد الغابہ (۱۰۷/۴)

لسان المیزان (۸۷۰/۵) سورة البقرة الآية (۲۰۷)



ہشام بن معاویہ بن ہشام قسریں پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے گورز تھے۔

۸۹۷۲ ہشام بن عمارہ

ابن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی ہیں، ابوحنظلیہ بخاری نے مبتدا میں ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک کی جنگ قبل میں ۱۳ھ میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد عمرو بن العاص کے ساتھ حبشہ میں تھے، نجاشی کو ان کے بارے میں بھڑکایا گیا، یہاں تک کہ اس نے حکم دیا کہ ان کے ذکر کے سرے میں ہوا بھری جائے، جس سے ان کا ذہن توازن جاتا رہا۔ وہ جنگی جانوروں کے ساتھ پھرتے یہاں تک کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ان کی وفات ہو گئی۔ وہ اور ان کے یہ بیٹے حبشہ کی طرف گئے، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ وہ ہماری شرط کے مطابق ہے، ولید بن عمارہ کے سوانح میں قصہ آئے گا۔

۸۹۷۵ ہشام بن عمرو

ابن ربیعہ بن حارث بن حبیب، ابن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب قرشی عامری۔ ابن اسحاق نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہیں تالیف قلب کے لیے نبی کریم ﷺ نے حنین کی غیموں میں سے سو (۱۰۰) سے کم اونٹ دیئے، یہ وہی ہیں جو اس عہد کو توڑنے کے لیے گئے جسے قریش نے بنو ہاشم کے بارے میں لکھا تھا، جب وہ شعب ابوطالب میں محصور تھے، ان دنوں میں وہ بہت آتے جاتے تھے۔ ابن فتون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خلیفہ بن خیاط نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انہیں پچاس (۵۰) اونٹ دیئے۔ ابن اسحاق نے عہد توڑنے کے قصے میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اس کے لیے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا، اللہ ان پر رحم کرے۔

۸۹۷۶ ہشام بن قلدیک

مسند یحییٰ بن خالد میں ان کی ایک حدیث ہے، تجرید میں ان کا ذکر ہے۔

۸۹۷۷ ہشام بن ولید

بن مغیرہ مخزومی، خالد کے بھائی ہیں، ابو عمر کا قول ہے: ان لوگوں میں ان کا ذکر ہے، جنہیں تالیف قلب کے لیے دیا گیا۔ عبدالرزاق نے بطریق سعید بن مسیب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو لوگ ان پر رونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ پھر بھی وہ روتے رہے، تو انہوں نے ہشام بن ولید سے کہا: جاؤ اور عورتوں کو باہر نکالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم خود ہی چلے جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ! میں نے تمہیں اجازت دی ہے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے لگیں: اے بیٹے! کیا تم مجھے

استیعاب (۲۷۱۵) تجرید (۱۲۰/۲) السیرۃ النبویہ (۱۷/۲)

مصنف عبدالرزاق (۶۶۹۲) (۶۶۷۵)

نکالو گے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو اجازت دی، تو عورتیں ایک ایک کر کے باہر آنے لگیں یہاں تک کہ ام فروہ بنت ابی قحاذہ بھی باہر آ گئیں۔

اسے ابن سعد نے دوسرے طریق سے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نوحہ کرنے سے روکا، وہ نہ کر کے تو ہشام بن ولید سے کہا: میرے پاس ابوقحاذہ کی بیٹی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوپھی کو بھیجو، پھر قصہ ذکر کیا۔ * وہ بخاری رحمہ اللہ کے ہاں تعلیقاً اختصار کے ساتھ ہے، مرزبانی نے بحکم الشعراء میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں، جس میں وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خطاب کر رہے ہیں: ص

”میری زبان طویل ہے، اس کی اذیت سے بچ، میری نکوار، میری زبان سے بھی زیادہ طویل ہے۔“

۸۹۷۸ ہشام

بے نسبت۔ بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں بطریق سعید بن ہشام، بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس شہاب نامی شخص کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ہشام ہو۔“ ابو موسیٰ نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ وہ ہشام بن عامر یعنی سعد کے والد ہوں پھر بطریق عیسیٰ بن موسیٰ غنچار بحوالہ زینب بنت سعد، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کے دادا جن کا نام ہشام بن عامر ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں کی ایک تھیلی لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا کیا نام ہے؟“ انہوں نے کہا: میرا نام شہاب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کے ناموں میں سے ایک نام شہاب ہے، تم ہشام ہو۔“ *

میں کہتا ہوں: ابوامیہ وہ عبدالکریم بن ابی غرق ہیں، احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جو راوی ہیں وہ کوئی اور ہیں۔ مسلم بن عبداللہ کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ ان کا نام شہاب تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل دیا۔

۸۹۷۹ ہشام (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

طبرانی، مطین، ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ نے بطریق ثوری بحوالہ ہشام مولیٰ رسول اللہ ﷺ ان کی حدیث روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میری بیوی ناحرم کے ہاتھ کو نہیں لوثاتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے طلاق دے دو۔“ اس نے کہا: وہ مجھے پسند ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اسی حال میں اس سے نفع اٹھاؤ۔“ *

اسے عبداللہ بن عمر رقی نے بحوالہ جابر نقل کیا ہے، گویا وہ اسی راستے پر چلے۔ ابو عمر * نے ذکر کیا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ ہشام جن کا ذکر کیا گیا۔ وہی سوال کرنے والے ہیں۔

* مسلم (۲۱۳۹) ابوداؤد

* مستدرک حاکم (۲۷۵/۴) (۲۷۷/۴)

* استیعاب (۲۷/۷) تجرید (۱۲۰/۲)

* ابوداؤد (۲۰۴۹) نسائی (۳۴۶۴) نصب الرایۃ (۳۵۳/۳) تذکرۃ الموضوعات (۱۲۹)

* استیعاب (۱۰۲/۴)

فُشِيم

۸۹۸۰

بعض کا قول ہے: وہ ابو العاص بن ریح کا نام ہے، ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب ہاء اس کے بعد لام

ہلال بن امیہ

۸۹۸۱

ابن عامر بن قیس بن عبد اعلم بن عامر بن کعب بن واقف انصاری واقفی۔ بدر میں اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، مرارہ بن ریح کی سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ یہ ان تین لوگوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول ہوئی، شریک بن حماء کے سوانح میں بھی ان کا ذکر گزر چکا ہے، صحیحین میں بروایت سعید بن جبیر بحوالہ ابن عمر ان کا ذکر ہے۔

ابن شاپین نے بطریق عطاء بن عجلان بحوالہ عکرمہ بن ہلال بن امیہ نقل کیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر لحان کا طویل قصہ نقل کیا، یہ اگر ثابت ہے کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہلال بن امیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، یہاں تک کہ عکرمہ نے ان سے روایت کی۔ لیکن عطاء بن عجلان متروک راوی ہے، اسی طرح احتمال ہے کہ عکرمہ نے ان سے مرسل حدیث نقل کی ہے۔

ہلال بن امیہ خزاعی کعبی

۸۹۸۲

حدیث عمران بن حصین میں ان کا ذکر ہے، اسے یہی نے خلافت میں بطریق ابن وہب، بحوالہ خزاعی بنت حصین، انہوں نے اپنے بھائی عمران سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے ساتھی ہلال بن امیہ نے کیا کیا ہے، اگر میں کسی مومن کو کسی کافر کی وجہ سے قتل کرتا تو انہیں قتل کرتا، اسے فدیہ دے دو“۔ فرماتے ہیں: ہم نے ان کا فدیہ دے دیا اور بنو مدلج، جاہلیت میں بنو کعب کے حلیف تھے۔ ہم نے عوالی ابوطی بن خزیمہ کے جزء الثالث میں اسے عالی سند سے روایت کیا ہے، اس میں ہے: جب فتح مکہ کا دن ہوا تو ہلال بن امیہ نے ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔۔۔۔۔ (الحدیث) یہی کا قول ہے: اسے واندی رضی اللہ عنہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ عبد الملک نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: خراش بن امیہ۔ میں کہتا ہوں: یہ وہی شخص ہیں، ابن اسحاق نے جن کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

ہلال بن ابی خولی

۸۹۸۳

ابن عمرو بن زہیر بن خثیمہ بن ابی خراش بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بھٹی، ابن کلبی کا قول ہے: وہ اور ان کے دونوں بھائی خولی اور عبد اللہ بدر میں شریک ہوئے، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے

اسد الغابہ (۵۳۸۱) استیعاب (۲۷/۸) تجرید (۱۲۱/۲)

اسد الغابہ (۵۳۸۵) استیعاب (۲۷/۲۱) تجرید (۱۲۱/۲)

ان کا ذکر نہیں کیا۔

۸۹۸۲ ھلال بن حارث

ابوجراء، نبی کریم ﷺ کے مولیٰ ہیں۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۸۵ ھلال بن سعد

جعفر مستغفری وغیرہ نے صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ جسے عبدالرزاق * نے اپنے مصنف میں بحوالہ ابن جریج نقل کیا ہے کہ مجھے صالح بن دینار نے بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عامل کو شہد کے بارے میں لکھا، تمام شہد والے لوگ جمع ہوئے انہوں نے گواہی دی کہ حضرت ہلال بن سعد رسول اللہ ﷺ کے پاس شہد لے کر آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: ہدیہ ہے، آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر دوسری مرتبہ آئے تو کہا: صدق ہے، نبی کریم ﷺ نے اسے لینے کا حکم فرمایا اور اٹھا لینے کو کہا، اس وقت نہ عشروں کا ذکر کیا، نہ ہی نصف عشر کا۔ البتہ آپ نے وہ لے لیا۔ انہوں نے یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو لکھا اور فرمایا: اگر ہمیں کچھ دے دیتے تو ہم لے لیتے تھے، ہم عشر وغیرہ طلب نہیں کرتے تھے، جو انہوں نے ہمیں دیا ہے، ہم نے لے لیا۔ * اسے ابن مبارک نے بحوالہ ابن جریج مختصراً ذکر کیا ہے۔

۸۹۸۶ ھلال بن سلیم

ہلال بن ابی ہلال میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۸۷ ھلال بن عمرو

ابن عمیر ثقفی، ہلال نامی اشخاص کے آخر میں ان کا ذکر آئے گا۔

۸۹۸۸ ھلال بن مرہ اشجعی

صحیح حدیث میں ان کا ذکر ہے، اسے حارث بن ابی اسامہ، طبرانی، طحاوی، ابن مندہ نے بروایت سعید بحوالہ عبداللہ بن عتبہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خاتون کے بارے میں سوال آیا، پھر شروع بنت واثق کا قصہ ذکر کیا، اس میں ہے اشجعی قبیلے کے کچھ لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح بن سنان اور ابوسنان بھی تھے۔ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان بروح بنت واثق کے بارے میں اسی طرح فیصلہ کیا، ان کے شوہر ہلال بن مرہ تھے، جیسا کہ آپ نے فیصلہ کیا، طحاوی کے ہاں ہے: ہلال بن مروان، حارث نے ان کے والد کا نام نہیں لیا، ابن فتحون کا قول ہے: ایک جماعت نے یہ حدیث ذکر کی ہے، ان میں مسلم ابن حجاج ہیں، ہلال کا نام نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: مسلم سے ان کی نسبت کے بارے میں ناوانستہ غلطی ہوئی ہے، حدیث سنن میں ہے۔ جیسا کہ جراح کے

سوانح میں گزر چکا ہے۔

۸۹۸۹) ہلال بن مروان اشجعی

پہلے والے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۸۹۹۰) ہلال بن معلیٰ

ابن لؤذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مائۃ انصاری، بنو نجیم بن خزرج میں سے ہیں، ابن اسحاق * نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، وہیں شہید ہوئے، اسی طرح ابن حبان وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۹۱) ہلال اسلمی

أضحیٰ میں ان کی حدیث ہے۔ اسے امام احمد، ابن ماجہ نے حسن سند سے نقل کیا ہے، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کے لیے یہ عنوان قائم کیا ہے: ہلال بن ابی ہلال اور ابن قانع نے یہ لکھا ہے: ہلال بن مسلم۔

۸۹۹۲) ہلال

بنو تھعان میں سے ایک ہیں، شہد کے بارے میں ان کی حدیث ہے، ابو موسیٰ نے ان کے اور ہلال بن سعد کے درمیان فرق کیا ہے، صاحب تجرید کا قول ہے: بعض نے کہا کہ وہ ایک ہیں۔ ابوداؤد * نے بطریق عمرو بن حارث، عن ابیہ، عن جدہ فرماتے ہیں: بنو تھعان کے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس شہد کی مکھیوں کا عشر لے کر آئے اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ انہیں سلک نامی وادی دے دی جائے، آپ ﷺ نے انہیں یہ وادی دے دی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کی طرف سفیان بن وہب نے لکھا اور اس کے بارے میں سوال کیا، آپ نے انہیں لکھا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو ادا کرتے تھے، ادا کرتے رہیں۔ انہیں وہ وادی دے دو اور ان کا اکرام کرو ورنہ وہ بارانی زمین ہے جو چاہے اس سے نفع اٹھائے۔

میں کہتا ہوں: یہ قصہ ہلال بن سعد سے کئی وجوہات کی وجہ سے مختلف ہے، مغایرت ظاہر ہے۔

۸۹۹۳) ہلال، مولیٰ مغیرہ

ابن شعبہ، ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اہل صفہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن بکوال کا قول ہے: زہیر بن عباد کی کتاب التّحقیق میں ان کا ذکر ہے، ابو نعیم نے حلیہ میں بطریق عطاء خراسانی، بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس دروازے سے وہ شخص داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ جس کی طرف دیکھتا ہے۔“ فرماتے ہیں: حضرت ہلال داخل ہوئے، آپ نے ان سے کہا: ”اے ہلال! مجھ پر درود بھیجو۔“ اور ان سے کہا: ”جو تمہیں اللہ عزوجل کا پسندیدہ بنائے اور تمہارا اس کی وجہ سے اکرام کیا جائے۔“ اس کی سند ضعیف اور منقطع ہے۔

* اسد الغابہ (۵۳۹۳) استیعاب (۷۷۲۴) تجرید (۷۶۴/۲) السیرۃ النبویہ (۷۶۴/۲)

* استیعاب (۷۷۲۶) اسد الغابہ (۵۳۸۸) ابوداؤد (۱۶۰۰) تجرید (۱۲۲/۲)

ابو نعیم نے معرقۃ الصحابہ میں اس سے صرف نظر کیا ہے، ابو موسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، احمد بن منصور بن یوسف مذکور نے بروایت ابو ہریرہ بہت طویل نقل کیا ہے، یہ ابو موسیٰ کا قول ہے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں اویس قرنی کے سوانح میں بطریق ضحاک، بحوالہ ابو ہریرہ اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ لیکن ہلال کا نام نہیں لیا، ابودرداء کی حدیث میں ان کا ذکر ہے لیکن مغیرہ کی طرف ان کی نسبت نہیں۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ایک سو پچیس (۱۲۵) اصول میں بطریق یحییٰ بن ابی طلحہ، بحوالہ ابودرداء ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس دروازے سے ایسا شخص داخل ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، میں اس دروازے سے داخل ہوا، میں نے کسی کو نہیں دیکھا، پھر میں واپس آیا، دروازے سے داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابودرداء! تم نہیں ہو۔“ پھر ایک حبشی آیا اور اس دروازے سے داخل ہوا، اس پر اون کا جبہ تھا۔ اس میں چمڑے کا پوند تھا، وہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف کئے ہوئے تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ہلال! تمہارا کیا حال ہے۔“ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! خیریت سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ہلال! ہمارے لیے دعا اور استغفار کرو۔“ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ آپ سے راضی ہو اور آپ کی مغفرت فرمائے، پھر طویل حدیث ذکر کی۔

۸۹۹۳ ہلال ثقیفی

ابن جریج نے بطریق عکرمہ اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے: ﴿اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو﴾۔ بنو عمرو بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئی، فرماتے ہیں: مسعود، عبدیلیل، حبیب بن ربیعہ، اور ہلال اسلام لائے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا بنو مغیرہ پر سود تھا۔

میں کہتا ہوں: اسے طبری نے تفسیر سنید سے، ان کی روایت سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا ہے، اس سے پہلے بحوالہ ابن جریج حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ثقیف نے نبی کریم ﷺ سے اس بات پر صلح کی تھی کہ ان کا جو سود لوگوں پر ہے، وہ ان کا ہے اور جو لوگوں کا ان پر ہے، وہ ختم ہے۔ جب فتح مکہ کا واقعہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر عتاب بن اسید کو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کیا۔ ثقیف کا معاملہ بنو مغیرہ کے ساتھ تھا، بنو عمرو بن عمیر، بنو مغیرہ سے اپنا سود لینے آئے، انہوں نے دینے سے انکار کیا، وہ معاملہ حضرت عتاب کے پاس لے گئے، حضرت عتاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو خط لکھا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو﴾ (الآیۃ) ابن جریج کا قول ہے: عکرمہ نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ وہ مسعود، عبدیلیل، حبیب اور ربیعہ تھے، جو بنو عمرو بن عمیر ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کا دوسرے لوگوں پر سود تھا، وہ اسلام لے آئے۔ پھر پانچ (۵) بیٹوں کا ذکر کیا۔ میں کہتا ہوں: جس کا آخر میں اضافہ کیا وہ ہلال ہیں، احتمال ہے کہ وہ چاروں کا بھائی ہو، یہ احتمال بھی ہے کہ وہ ان کا بھائی نہ ہو بلکہ ثقیف سے ہو، فتح مکہ سے پہلے ثقیف سے صلح ہوئی اس میں تردد ہے، میں نے اسباب النزول میں اس کی وجہ کا ذکر کر دیا ہے۔

۸۹۹۵ مہلب طانی

ابن درید کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گنجا شخص آیا، آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے بال اُگ آئے۔ اس کا نام مہلب پڑ گیا، ابن درید کا قول ہے: وہ اقرع تھے، پھر افرع ہو گئے، اُحلب کا مطلب بہت زیادہ بالوں والا ہے۔ میں کہتا ہوں: وہ یزید بن قنابہ ہیں، بعض کا قول ہے: ابن یزید بن عدی بن قنابہ، اسی طرح ابن کلی کا قول ہے، لیکن ان کا نام سلامہ لیا ہے۔ ابن کلی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ان کے بارے میں شاعر کہتے ہیں: ”پہلے تو اس کے سر پر ایک بال بھی نہ تھا، پھر وہ گنجا زلفوں والا ہو گیا۔“

مہلب نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، ان سے ان کے بیٹے قبیصہ نے روایت کیا، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں ان کی حدیث ہے، ابن سعد نے مسلمانان فتح مکہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۹۶ ہلوب

اسمر بن ساعدہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد میم

۸۹۹۷ ہمام بن حارث

ابن ہمزہ، ابو عمر کا قول ہے: ہذر میں شریک ہوئے، مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

۸۹۹۸ ہمام بن ربیعہ عصری

رشاطی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو عبد قیس سے وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، وہ ان کے سردار اور شہسوار تھے۔ ابو عبیدہ معمر بن شعی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: صحار بن عباس میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۸۹۹۹ ہمام بن زید

ابن ابیہ و ابھی، حاکم نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے نیشاپور داخل ہوئے، فرماتے ہیں: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، حضرت عبداللہ بن عامر کے ساتھ آئے اور نیشاپور کو اپنا وطن بنایا وہیں وفات پائی، ان کی وہاں اولاد ہے، پھر بطریق سہل بن عمار نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے دادا عبداللہ بن محمد کے پاس آیا، ان کے پاس یحییٰ بن یحییٰ، بشر بن قاسم، حسین بن ولید عیادت کرنے کے لیے آئے۔ انہوں نے ان کی عمر کے بارے میں پوچھا اور یہ کہ انہوں نے لوگوں میں سے کس کا

اسد الغابہ (۵۳۹۶) ابوداؤد (۱۰۳۹) نسائی (۱۲۳۵) ترمذی (۲۹۰) (۳۹۵)

طبقات الکبریٰ (۲۰/۶) اسد الغابہ (۵۳۹۸) تجرید (۱۲۲/۲) تجرید (۱۲۳/۲)

زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ہمام بن زید وابصی نامی شیخ کا زمانہ پایا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا: مجھے نبی کریم ﷺ نے چادر دی، پھر واقعہ ذکر کیا۔ یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں: ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا، اور جس نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا“۔ * حاکم کا قول ہے: ابوخلیب کراہیسی فرماتے ہیں: ابراہیم بن ابی طالب، ہمام بن زید کا حال بیان کرتے ہیں اور عبداللہ بن محمد کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرے طریق سے بحوالہ ہبل بن عمار مروی ہے کہ ہم سے میرے دادا نے بیان کیا کہ میں نے ہمام بن زید بن وابصہ کو دیکھا ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ جنہم میں سے تھے، برجان میں فروکش تھے، جب وہ شہر میں داخل ہوتے تو ہر چھوٹا بڑا ان کے پاس جاتا اور انہیں سلام کرتا، پھر قصہ ذکر کیا۔ اسے خلیب نے محمد بن محمد بن یحییٰ کے سوانح میں، دوسرے طریق سے، بحوالہ ہبل بن عمار نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے دادا عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہ ہمام بن وابص جب کوفہ میں داخل ہوتے تو اپنے پاس سے گزرنے والے ہر مرد و عورت اور بچے کو سلام کرتے اور فرماتے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم سلام کو پھیلائیں۔

ہبل کا قول ہے: میں نے یہ روایت یحییٰ بن یحییٰ سے بیان کی ہے، وہ حسین بن ولید اور بشر بن قاسم آئے، ان لوگوں نے میرے دادا سے حدیث کا ذکر کر کے، یہاں تک کہ انہوں نے ان سے یہ روایت سنی۔ یحییٰ بن یحییٰ یا بشر کا قول ہے: ہم اس حدیث کے بارے میں بات کر رہے تھے: ”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا“۔ اسی طرح ہمام بن وابص نے کہا: گویا انہوں نے انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا عنوان قائم کیا ہے۔

۹۰۰۰ ہمام بن عروہ

ابن مسعود ثقفی، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ابن سکن کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، محمد بن اسحاق ثقفی نے ان کی حدیث بحوالہ یعقوب بن زید بن ہمام بن عروہ بن عبید، عن جدہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو طائف کے ایک طرف اترے، ہم نے آپ کی تبریر سرائے اور آپ ﷺ دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے۔ میں کہتا ہوں: عروہ بن مسعود واقعہ طائف کے بعد اسلام لائے، مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، اسلام لائے اور ان کا اسلام سنو گیا۔ پھر طائف کی طرف لوٹ گئے، ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا، انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان کی اولاد کا صحابی ہونا ممکن ہے۔

کئی مرتبہ گزر چکا ہے کہ مکہ اور طائف میں قریش اور ثقیف میں سے ہر شخص حجۃ الوداع کے موقع پر اسلام لا چکا تھا اور حاضر تھا۔ بلاذری نے بیان کیا ہے کہ فارعہ ان ہمام کی بیٹی، یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن عمرو بن مسعود ثقفی کی زوجہ تھیں، ان سے مشہور امیر حجاج بن یوسف پیدا ہوئے۔

* مسند احمد (۲۴۸/۵) مجمع الزوائد (۵۴/۱۰) المعجم الكبير (۸۰۰/۹) مشکوٰۃ المصابیح (۶۲۸)

الدر المنثور (۲۷/۱) المطالب العالیہ (۲۲۲۱) (۲۲۲۴) کنز العمال (۲۴۹) (۳۲۴۷۲) کشف الخفاء (۶۲/۲)

الکامل فی الضعفاء (۱۴۲۷/۴)

۹۰۰۱ ہمام بن مالک

ابن ہمام بن معاویہ عہدی، ابن کلی کا قول ہے: وہ اور ان کے بھائی عبیدہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔

۹۰۰۲ ہمام بن معاویہ

ابن شہابہ، وفد عبدالقیس سے ہیں، ابن سعد * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۰۳ ہمام بن نفیل سعدی

ابوعلی بن سکن نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عاصمہ بنت عاصم بن ہمام سعدی نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد ہمام بن نفیل بیان کیا، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کواں کھودا ہے، اس کا پانی تمکین ہے۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھے ایک برتن دیا، اس میں پانی تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس میں ڈال دو“۔ میں نے ایسا ہی کیا، جس سے اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

۹۰۰۴ ہمام بن وابصہ

ہمام بن زید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۰۰۵ ہمیل بن دمون

ابن عبید بن مالک ثقفی، انہوں نے اور ان کے بھائی قبیصہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، ابن ماکولانے ان کا ذکر کیا ہے، ابوحسن مدائنی نے کتاب اخبار ثقیف میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضری ہیں، وہ اور ان کے بھائی ثقیف کے حلیف ہیں۔ طائف میں رہائش تھی، پھر ان کے بھائی قبیصہ کا بنو مالک کے ساتھ واقعہ پیش آیا، انہوں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا وہ اور ان کے بھائی اور شریہ بن سوید وہاں سے بھاگ گئے، وہ اسلام لے آئے۔ یہ ثقیف کے اسلام لانے اور ان کے وفد کے آنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

باب ہاء کے بعد نون

۹۰۰۶ ہناد

۹۰۰۷ ہند بن اسماء

ابن حارثہ اسلمی، ان کے والد اسماء کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت

* تجرید (۱۲۳/۲) طبقات الکبریٰ (۴۲۱/۵) * تجرید (۱۲۳/۳)

* تجرید (۱۲۳/۲) بیاض فی الاصل * تجرید (۱۲۳/۲)

حاصل ہے۔ ابن سکن نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور خلافت معاویہ میں وفات پائی۔ احمد رحمہ اللہ نے بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بحوالہ حبیب بن ہند بن اسماء اسلمی، بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے میری قوم قبیلہ اسلم کی طرف بھیجا اور فرمایا: ”اپنی قوم کو حکم دو کہ اس دن یعنی عاشوراء کے دن روزہ رکھیں، جسے تم اس حالت میں پاؤ کہ اس نے پہلے وقت تو کھالیا ہے وہ دن کی آخری گھڑی میں روزہ رکھے۔“ ابن کلبی کا خیال ہے کہ جنہیں حکم دیا گیا، وہ ہند بن حارثہ، ان کے چچا ہیں۔ ابو عمر نے ان کی پیروی کی ہے۔

۹۰۰۸ ہند بن حارثہ اسلمی

پہلے والے صحابی کے چچا ہیں، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن قانع نے بطریق عبدالرحمن بن حرمہ بحوالہ یحییٰ بن ہند بن حارثہ، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ وہ اور ان کے بھائی اسماء بن حارثہ اصحاب حدیبیہ میں سے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کے لوگوں کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے۔ تو فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کرو، تمہارا باپ تیر انداز تھا۔

ابن ابی حاتم کا گمان ہے کہ ہند بن اسماء بن حارثہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، بغوی نے بیان کیا ہے کہ وہ بیعت الرضوان میں اپنے سات (۷) بھائیوں کے ساتھ شریک تھے۔ وہ یہ ہیں: ہند، اسماء، خراش، ذؤیب، سلمہ، فضالہ، مالک اور حران۔ فرماتے ہیں: اس میں ان کی تعداد کے برابر بھائی شریک نہ تھے، اس میں مقرر کی اولاد کو شامل کیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ہند اور اسماء کو بہت عرصہ تک آپ ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا۔ ابو عمر کا قول ہے: ہند سے اس حدیث کو صرف ان کے بیٹے نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ یحییٰ کے والد ہیں، جن سے عبدالرحمن بن حرمہ نے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں وہم ہوا ہے، حبیب یحییٰ کے بھائی نہیں بلکہ ہند جو یحییٰ کے والد ہیں وہ حبیب کے چچا زاد ہیں۔

۹۰۰۹ ہند بن صامت

ابن عبداللہ بن صامت بن سدوس بنسبی، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ٹھوڑی کے نیچے پلو گزار کے عمامہ باندھیں۔ فرمایا: یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے عمامہ باندھنے کا انداز ہے۔ ابوعلیٰ جہری نے اپنی کتاب نوادر میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ جرولیہ کا عمامہ باندھنے کا انداز ہے۔ ہند کی کنیت ابو جروہ تھی، رشاطی کا قول ہے: ابو عمر اور ابن فحون نے ان کا ذکر نہیں کیا، ابن بشکوال نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۱۰ ہند بن ابی ہالہ التیمی

نبی کریم ﷺ کے پروردہ ہیں، ان کی والدہ حضرت خدیجہ بنت جحش، نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

مسند احمد (۴۸۴/۳) استیعاب (۲۷۲۷) استیعاب (۱۰۵/۴)

اسد الغابہ (۵۴۰۴) استیعاب (۲۷۲۸)

روایت کیا، ان سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی صفات کے بارے میں روایت کی، اسے ترمذی، بغوی، طبرانی وغیرہ نے کئی طرق سے بحوالہ حسن بن علی نقل کیا ہے۔ ہمیں یہ روایت عالی سند سے، ابوی بن شاذان کے مشیخ میں بطریق اہل بیت ملی ہے، اسے بغوی نے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن مندہ نے اسے بطریق یعقوب بھی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہند بن ابوالہ سے فرمایا: مجھ سے نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرو۔ * بغوی نے بحوالہ اپنے چچا، انہوں نے ابوعبید سے نقل کیا ہے: نبی کریم ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ابوالہ کا نام نباش بن زرارہ تھا، ان کے بیٹے کا نام ہند بن نباش بن زرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن غزی بن حرہ بن أسید بن عمرو بن تمیم تھا، جو بنوعبدالدار کے حلیف تھے، بعض کا قول ہے: وہ زرارہ بن نباش ہیں۔

زیر کا قول ہے: ان کا نام مالک بن نباش بن زرارہ ہے، ابو محمد بن حزم کا قول ہے: ابوالہ کا نام ہند بن زرارہ بن نباش ہے۔ مجھے ان سے پہلے شخصیت مل گئی ہے جس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی خثیمہ کا قول ہے، ہم سے احمد بن مقدم نے بحوالہ سعید نقل کیا ہے، قتادہ کا قول ہے: ابوالہ، ہند بن زرارہ بن نباش ہیں، میں نے مرزبانی کی محکم الشعراء میں دیکھا ہے کہ زرارہ بن نباش نے بدر میں کفار کا مرثیہ کہا، ان کا اسلام لانا مذکور نہیں۔

ابن سکین، ابن قانع نے بطریق سیف بن عمر، بحوالہ ہند بن ہند بن ابوالہ، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے کس وجہ سے اپنی بیٹی عتیبہ سے چھڑائی، یہاں تک کہ آپ نے انہیں اپنا مخالف بنا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے جنتی خاتون سے نکاح کرنے اور جنتی شخص کو رشتہ دینے کا حکم دیا ہے۔“ *

زیر بن بکار کا قول ہے: ہند، جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ دارقطنی نے کتاب الاخوان میں فرمایا: ابو عمر کا قول ہے: * فصیح و بلیغ تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بڑے اچھے اور مضبوط طریقے سے بیان کیے۔

۹۰۱) ہند بن ہند *

ابن ابوالہ، پہلے والے کے بیٹے ہیں، قتادہ اور ان کے قبیعین کے قول کے مطابق ہند ابو ہند بن ہند تینوں ترتیب وار ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حسان بن عبداللہ واسطی، بحوالہ مالک بن دینار نقل کیا ہے کہ مجھ سے ہند جو حضرت خدیجہ زوجہ نبی ﷺ کے بیٹے ہیں، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ حکم ابومروان کے پاس سے گزرے وہ اپنی انگلی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کرنے لگا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: ”اے اللہ! اس پر کبھی طاری کر۔“ فرماتے ہیں: وہ اپنی جگہ پر چکرا گیا، اسی طرح ابن ابی حاتم * رازی اور عبداللہ بن احمد نے زیادات الزہد میں اس طریق سے اور مالک بن دینار نے نقل کیا ہے، انہوں نے ہند بن ابی ہالہ کا زمانہ نہیں پایا، البتہ ان کے بیٹے کا زمانہ پایا ہے، گویا انہوں نے ان کے دادا کی طرف

* اسد الغابہ (۵۴: ۴) استیعاب (۷۷۲۸)

* شمائل ترمذی (حدیث: ۳۳۰) مستدرک حاکم (۶۴۰/۳) السنن الکبریٰ (۱۶۱/۱) (۲۳۸/۱) المعجم الکبیر (۱۵۵/۲۲)

* کنز العمال (۳۱۹۳۹) جامع الجوامع (۴۶۱۴)

* اسد الغابہ (۵۴: ۵) استیعاب (۷۷۲۸) تجرید (۱۲۳/۲) الجرح

ان کی نسبت کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے بحوالہ ان کے والد ذکر کیا ہے کہ ہند بن ہند نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے۔ ابو عمرؒ نے اس کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے اس حدیث کو ہند بن ابوبالہ سے ذکر کیا ہے۔

زبیر بن بکار اور دولاہی نے بطریق محمد بن حجاج، یونسیم کے ایک شخص کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے ہند ابن ہند بن ابوبالہ کو دیکھا، ان پر سبز جوار تھا، وہ طاعون میں فوت ہوئے۔ چار آدمی ان کا جنازہ لے کر نکلے، کیونکہ لوگ اپنے مردوں کی وجہ سے مشغول تھے۔ ایک خاتون چیخ کر کہنے لگی: ہائے ہند بن ہند اور رسول اللہ ﷺ کے پروردہ کے بیٹے! فرماتے ہیں: لوگوں نے اپنے مردوں کو چھوڑ دیا اور ان کے جنازے میں شامل ہو گئے، جس سے بہت اثر دام ہو گیا۔

۹۰۱۲) ہنیدہ بن خالد خزاعیؒ

ابن حبان اور ابو عمرؒ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: کوفہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا شمار ہے، فرماتے ہیں: ابواسحاق کا قول ہے: ان کی والدہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، ابونعیم کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، انہوں نے بطریق شعبہ، بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے کہ میں نے ہنیدہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نکو اور اس کے حق کے ساتھ کون لے گا؟“ ایک شخص نے اسے لے لیا اور کہا: ص

”میں وہ ہوں کہ میرے دوست نے مجھ سے عہد لیا ہے۔“

فرماتے ہیں: وہ اس سے لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

یہی نے اسے سنن کبریٰ میں اس طریق سے اس قول کے علاوہ نقل کیا ہے جس کے آخر میں وہ لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ اسے ابن مندہ نے بطریق یونس بن ابی اسحاق، عن ابیہ، عن ہنیدہ بن خالد خزاعی اسی مفہوم میں نقل کیا ہے، اس کے آخر میں ہے: وہ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ دشمن نے ان پر یلغار کر دی اور انہیں شہید کر دیا۔

ان کا قصہ مشہور صحابی ابو دجانہ سے ملتا ہے، لیکن ابو دجانہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں شہید نہیں ہوئے، ابن حبان نے ثقات تابعین میں لکھا ہے: ہنیدہ بن خالد خزاعی، انہوں نے حضرت علی، حضرت حفصہ بنت عمر سے روایت کی، ان کی والدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، ان سے عدی بن ثابت وغیرہ نے روایت کیا، اس میں اور تہذیب میں ان کے کلام کے بارے میں اختلاف ہے۔

باب ہاء کے بعد واؤ

۹۰۱۳) ہودؒ

بعض کا قول ہے: ہود بن امر حارثی، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہود بن امر، بنی سددوسؒ میں

الاستیعاب (۱۰۵/۴) * اسد الغابہ (۵۴۰/۶) استیعاب (۲۷۴/۱) تجرید (۱۲۳/۲)

الاستیعاب (۱۱۰/۴) * اسد الغابہ (۵۴۰/۸) * اسد الغابہ (۲۹۶/۴)

نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ابو ذر کربا بن منہ نے ان کے دادا پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: شیرازی نے القاب میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق نمبر بن حاجب بن ثوبہ بن شہاب بن زہیر ذہلی،
بحوالہ شہاب بن زہیر نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف بکر بن وائل میں سے پانچ افراد نے، بنو سدوس میں سے چار
اور جمل میں ایک شخص نے ہجرت کی، انہوں نے سدوسیوں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ فرمایا: ہوذہ بن احمر حارثی، فرماتے ہیں: فرات ابن
حیان عجلی ہیں۔

۹۰۱۳ ھوذہ بن حارث

ابن عمرہ بن عبد اللہ بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بھشہ بن سلیم سلمی، طبری اور ابن شاپین نے صحابہ
رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ھوذہ بن حارث اسلام لائے اور فتح مکہ کے موقع پر حاضر تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ سے، ان کے ساتھ جھگڑے کے بارے میں کہا: ع

”یہ معاملہ تاہل کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس کام کا ذمہ دار اب تم کہاں سے تلاش کرو گے؟“

مرزبانی کا قول ہے: ھوذہ، ابن حمامہ کے نام سے معروف تھے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں عطاء لینے کے لیے
آئے، انہوں نے ان سے پہلے ان کی قوم کے کچھ آدمیوں کو بلالیا تھا، انہوں نے مذکورہ شعر کہا، لیکن اس کے آخر میں ہے: ع
”اے اللہ کے امین! کیسے باز رہتا ہے؟ کیا خشم اور شریک کو ہم سے پہلے بلایا جاتا ہے، ریاچ اور طرود کو ہم سے
پہلے بلایا جاتا ہے، اگر اس کتاب کے مطابق فیصلہ ہوا ہے تو ٹھیک ہے، کیونکہ وہ آزاد بادشاہوں کی اولاد ہیں اور
ہم غلام ہیں۔“

فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا اور عطا کیا، اسی طرح بلا ذری کے قصہ میں مذکور ہے۔

۹۰۱۵ ھوذہ بن خالد

ابن ربیعہ عامری، ابن سعد نے وفد بنو عامر میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ، ان کے والد خالد اور بھتیجے اسلام لائے۔

۹۰۱۶ ھوذہ بن خالد کنانی

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو زبیر نے بحوالہ جابر، حضرت معاویہ کے ساتھ فقہ میں ان کی حدیث
روایت کی ہے۔

۹۰۱۷ ھوذہ بن عرفطہ حمیری

نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، فتح مصر میں شریک تھے۔ مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، یہ ابو سعید بن یونس کا

اسد الغابہ (۵۴۰۹) * معجم الشعراء (۴۶۰) اسد الغابہ (۵۴۱۰) * اسد الغابہ (۵۴۱۰)

تجريد (۱۷۴/۲) * اسد الغابہ (۵۴۱۱) تجريد (۱۷۴/۲) * اسد الغابہ (۲۹۷/۴)

قول ہے۔

۹۰۱۸ ہوذہ بن عمرو

ابن یزید بن عمرو بن رباح بن عوف بن عمرو بن ہون جری، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، * اسی طرح طبری نے ذکر کیا ہے، ابن ماکولا * نے اسے رباح کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے۔

۹۰۱۹ ہوذہ انصاری

طبرانی نے صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔
میں کہتا ہوں: شاید وہ معبد بن ہوذہ کے والد ہیں، ان کے حالات میں کسی کا قول گزر چکا ہے۔ یہ حدیث معبد کے والد ہوذہ کی ہے۔

۹۰۲۰ ہوذہ

بے نسبت۔ بغوی کا قول ہے: ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی، اور اسے ذکر نہیں کیا۔ طبرانی * نے ان کا عنوان قائم کیا ہے، لیکن حدیث ذکر نہیں کی۔
میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ یہ پہلے والے ہوں۔

باب ہاء کے بعد یاء

۹۰۲۱ ہياج بن محارب عامری

ابن سکین اور ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن قانع نے بطریق خلدہ بنت عرباض، بحوالہ ہياج بن ہياج بن محارب نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک خیر بندھی ہوئی ہے۔“ * ابن سکین کا قول ہے: ان سے مجہول سند سے حدیث مروی ہے۔
میں کہتا ہوں: اس میں جعفر بن عبدالواحد ہاشمی ہیں، انہوں نے حدیث گھڑنے کی طرف ان کی نسبت کی ہے۔

۹۰۲۲ ہیبان

اسلمی، بعض کا قول ہے: ہیبان، ابن مندہ نے اسے بطریق یزید بن ابی منصور، بحوالہ عبداللہ بن ہیبان، عن ایسہ نقل کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۵۴/۲) * جمہورہ انساب العرب (۴۵۱) اسد الغابہ (۲۹۷/۴)

* الإكمال (۱۶/۴) * المعجم الكبير (۲۰۱/۲۲) * تجرید (۱۲۴/۲)

* بخاری (۲۸۵۰) مسلم (۹۸) ترمذی (۱۶۹۴) نسائی (۳۵۷۶) کنز (۲۵۲۵۴) سیوطی فی در المنثور (۱۹۳/۳)

نصب الراية (۹۱/۴، ۹۲) * اسد الغابہ (۵۴۱۵) تجرید (۱۲۴/۲)

الاصول فی التبیان فی الصحیح (جلد ۳۶۳)

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا وسعت کی حالت میں صدقہ کرنا مشک کی خوشبو کی طرح ہے، جو ایک دن کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے اور فقر و فاقہ کی حالت میں صدقہ کرنا مشک کی ایسی خوشبو کی طرح ہے جو خشکی یا تری میں ایک سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔“

ہیت المغنث (۹۰۲۳)

صحیح بخاری میں بطریق سفیان بن عتبہ، بحوالہ ام سلمہ ان کا ذکر ہے، فرماتی ہیں: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس عنث تھا، آپ ﷺ نے اسے عبد اللہ بن ابی امیہ کو کہتے ہوئے سنا: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں طائفہ پر فتح دے تو غیلان کی بیٹی کو نہ جانے دینا، وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے نہ آنے دو۔“ سفیان کا قول ہے، ابن جریج نے کہا: عنث کا نام ہیت تھا، یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، نسائی کے ہاں اس کے نام کے بغیر ہے۔

عبد الملک بن حبیب نے واضحہ میں بحوالہ حبیب، کا تب مالک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے مالک سے کہا: سفیان نے بنت غیلان کی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عنث کو ہیت کہا جاتا تھا، مالک کا قول ہے: ٹھیک کہا، ایسا ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے چراگاہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔

ابو عمر نے تمہید میں کہا: یہ سفیان کے حوالے سے غیر معروف ہے، سفیان نے بحوالہ ابن جریج ان کا ذکر کیا ہے۔ جو زبانی نے اپنی تاریخ میں بطریق اوزاعی بحوالہ علی بن حسن نقل کیا ہے، ایک عنث نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس آتا تھا، اس کا نام ہیت تھا۔

اسی طرح ابو یعلیٰ نے بطریق یونس، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کیا، پھر اصل قصہ ذکر کیا، اس میں ہے: ہیت گھر میں جاتا تھا، صحیح میں یہ بطریق معمر، بحوالہ زہری نام کے بغیر مروی ہے۔

مستغفری نے بطریق داؤد بن بکر، بحوالہ ابن مسعود نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو باتیں جو اس نے کی تھیں وہ عورتوں کی باتوں کے مشابہ تھیں، جلا وطن کر دیا۔ اس نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے کہا: جب تم کل طائفہ فتح کرو تو غیلان کی بیٹی کو نہ جانے دینا، وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے، نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ”ان لوگوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دو۔۔۔۔۔۔“ (الحدیث)

ابن ابی شیبہ اور احمد بن ابراہیم دورقی نے اپنی مسند میں بطریق محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، بحوالہ عامر بن سعد بن مالک، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے مکہ میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام دیا اور کہا: مجھے اس کے بارے میں کون بتائے گا؟ ہیت نامی ایک عنث نے کہا: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں، جب دو پہ چلتی ہوئی آتی ہے اور جب واپس جاتی ہے تو چار پر جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تو یہ بات بری لگتی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ عورتوں کو جاتا ہے۔“ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتا تھا،

کنز العمال (۱۶۲۷۸) جامع المسانید والسنن (۳۱۱/۱۲) اسد الغابہ (۵۴۱۶) تجرید (۱۷۴/۲)

بخاری (۵۲۳۵) مسلم (۳۲) ابوداؤد (۴۹۲۸) ابن ماجہ (۲۶/۴)

آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا کہ اسے گھر آنے دیں۔ جب مدینہ آئے تو اسے جلاوطن کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک ایسا ہی رہا۔ پھر اس نے کوشش کی تو اسے اتنی رخصت ملی کہ مدینہ آئے، جمعہ کے دن لوگ اسے صدقہ دیتے۔

ابن وہب نے اپنے جامع میں اس شخص کے حوالے سے نقل کیا ہے جس نے ابو محضر سے سنا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، اسے مدینہ میں ذی الحلیفہ کے پاس جبل عیر کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے لیے سفارش کی کہ وہ بھوک سے مر جائے گا۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی کہ ہر جمعہ کو کھانا لے لے پھر اپنی جگہ پر چلا جائے، وفات تک وہیں رہا۔

مانع کے سوانح میں اس کے کچھ حالات گزر چکے ہیں۔

ابو عبید بکری نے شرح امالی الثعالی میں فرمایا: مدینہ میں تین غنث تھے جو عورتوں کے پاس آیا کرتے تھے، ان سے پردہ نہیں کیا جاتا تھا۔ ہیٹ، ہدم اور ماتح۔

۹۰۲۳) ہیثم اسدی

بعض کا قول ہے: ابو معقل، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، محمد بن عبد اللہ بن زکریا انصاری نے ان کا نام لیا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے: بعض نے کہا: ان کا نام ہثم ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۹۰۲۵) ہیثم بن دھر

ابن سعد نے بحوالہ واقدی اپنی سند سے نقل کیا ہے، انہوں نے منذر بن جهم سے، انہوں نے ہثم بن دھر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی پیشانی اور زیر لب سفید بال دیکھے جنہیں میں نے شمار کیا تو تیس بال تھے، طبری کے نزدیک ایک ترجمہ بعد والے صاحب ہیں، ان کا اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوا۔

۹۰۲۶) ہیثم بن ضرار

ابن ابی شیمہ کا قول ہے، بعض نے کہا: وہ شام کا نام ہے، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کا نام معقل ہے۔ یہ ابو فرج اصبہانی کا قول ہے۔

۹۰۲۷) ہیثم بن نصر

ابن دھر اسلمی، واقدی نے نبی کریم ﷺ کے خدام میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے حوالے سے ان کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا، حاجت مند لوگوں کے ساتھ میں آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھ گیا، میں آپ ﷺ کے پاس بحر ابی ہثم بن تیہان سے پانی لاتا تھا، اس کا پانی میٹھا تھا، گرمیوں میں ایک دن آپ ﷺ ابو ہثم کے پاس آئے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے..... پھر قصہ ذکر کیا۔

۹۰۲۸ * ہیثم

قیس کے والد ہیں، محمد بن سلام نجفی اور ابن قانع نے مختصر ذکر کیا ہے، بطریق عبدالقاهر بن سری بن قیس بن ہشیم فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میرے دادا ہشیم کو اپنی قوم کے صدقات وصول کرنے پر مقرر کیا۔ انہوں نے پوری زکوٰۃ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ زبرقان نے بھی پوری زکوٰۃ دی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبرقان نے اکرام کرنے کے لیے اسے پورا کیا اور ہشیم نے گناہ سے بچنے کے لیے پوری دی یا ثواب حاصل کرنے کے لیے دی۔ عبدالقاهر کا قول ہے: میں نے ان سے کہا: آپ سے کس نے بیان کیا؟ انہوں نے ایک لمحہ سوچا پھر فرمایا: حمید نے بحوالہ حسن نقل کیا ہے۔ ابن اثیر * کا قول ہے: یہ ابن قیس بن صلت ابن حبیب سلمیٰ ہیں، جو امیر خراسان عبداللہ بن حازم کے چچا ہیں۔

۹۰۲۹ * ہیدان بن سیج عبسی

جاہظ نے بیان میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نابذ سے فرمایا: ”تمہارے دانت سلامت رہیں۔“ اور ہیدان بن سیج سے فرمایا: ”عص سے بہت سے خطیب ہوں گے۔“ حسان بن ثابت سے فرمایا:.... پھر کریم کا ذکر کیا۔ میرے لیے ان کے والد کا نام واضح نہیں ہوا۔

۹۰۳۰ * ہیکل بن جابر

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حماد بن عمر نصیبی، بحوالہ ہیکل بن جابر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ کعبہ کے پردوں سے چٹا ہوا تھا اور کعبہ رہا تھا، اس گھر کی حرمت کی قسم! تو مجھے معاف کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے ڈانٹا پھر طویل قصہ ذکر کیا اس میں ہے: ”بخل کرنا کفر ہے اور کفر آگ میں لے جائے گا، اگر تم روزہ رکھو اور مقام ابراہیم اور رکن کے پیچھے ایک ہزار یا دو ہزار سال تک نماز پڑھو، پھر تم روتے رہو یہاں تک کہ تمہارے آنسوؤں سے نہریں جاری ہو جائیں اور اس سے درخت اگیں پھر تم سر جاؤ اور تم کہیں ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں منہ کے بل آگ میں پھینکیں گے۔“ * حماد بن عمرو حدیث گھڑنے میں مشہور ہے۔

قسم اول از حرف ہاء

باب ہاء کے بعد راء

۹۰۳۱ * ہرمی بن عبداللہ

بعض کا قول ہے: ابن عتبہ ہیں، بعض نے کہا: ابن عمرو انصاری عطفی۔ بعض نے کہا: واقعی ہیں، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا

* اسد الغابہ (۵۴۱۸) تجرید (۱۲۴/۲) * اسد الغابہ (۶۲۶/۵) * اسد الغابہ (۵۴۲۰) تجرید (۱۲۵/۲)

* اتحاف السادة المتقين (۱۹۵/۸) جامع المسانید والسنن (۳۱۲/۱۲) * اسد الغابہ (۵۳۵۲) استیعاب (۲۷۳۷)

الْأَكْبَلُ فِي مَنَاصِبِ الْأَعْلَى (جلد ۲) ۳۶۷

ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ مجھ سے تمام بن قیس بن رفاعہ نے بحوالہ ہری بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے جو ان کی قوم کے ایک شخص تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے، وہ کثیر تعداد میں تھے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ پایا پھر اس میں نہیں آیا تو بعد والے میں بوجھل ہوگا۔“ (المحدث) * ان ہری نے بحوالہ خزیمہ بن ثابت اور نسائی روایت ہے، اس کی سند میں اختلاف ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا: عبد اللہ بن ہری، وہ نام بدل گیا ہے، بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ہاء کے بعد لام

۹۰۳۲ ہلال بن عامر نعیمی *

وہ ابن حنم ہیں، ان کے والد صحابی ہیں، انہیں دیدار حاصل ہے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے، ان کے سوانح میں بطریق وہیب بحوالہ قبیصہ کوف شمس کے بارے میں نقل کیا ہے، یہ ابن مندہ کا قول ہے، دوسرے راویوں نے بحوالہ ہلال بن عامر فرمایا یعنی ابو قتاہب نے اسے بحوالہ ہلال بن عامر، انہوں نے قبیصہ سے روایت کیا ہے۔ نہ کہ ہلال بن عامر سے، جو اس حدیث کے صحابی ہیں اسے ابو داؤد * نے بروایت عباد بن منصور، بحوالہ ہلال نقل کیا ہے کہ قبیصہ نے ان سے بیان کیا، طبرانی نے بطریق انیس بن سوار، بحوالہ ایوب اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

قسم اول از حرف ہاء

باب ہاء کے بعد الف

۹۰۳۳ ہاشم بن حرمہ مزی *

جاہلیت کے شہسواروں میں سے ہیں، انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، میں نے تاریخ مظفری میں پڑھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنو مرہ کے ایک شخص سے فرمایا: اگر تم چاہو تو اپنے نسب یعنی قریش کی طرف لوٹو، ان میں میں حارث بن عوف، حصین بن حمام، ہرم اور خارجہ بنان کے بیٹے، ہاشم بن حرمہ بھی تھے، ہاشم وہی شخص ہیں جنہوں نے عامر ہاشمی کی ان الفاظ میں تعریف کی: ع

”اس کے باپ کو ہاشم بن حرمہ نے گردوغبار اور مشقت کے دن بچایا۔“

انہیں یہ شعر پسند نہ آئے تو انہوں نے مزید کہا: ع

* مصنف عبدالرزاق (۵۸۴) جامع المسانید والسنن (۲/۲۷۷)

* اسد الغابہ (۵۳۸۹) تجرید (۲/۱۲۲) * ابو داؤد (۱۱۸۵، ۱۱۸۶)

”تو اس کے ارد گرد بادشاہوں کو گھنایا دیکھے گا وہ قصور و ارادے بے قصور کو قتل کرتے ہیں۔“
یہ شعر انہیں پسند آیا تو انہیں انعام دیا۔

۹۰۳۴ ہانی بن عروہ

ابن فضاض بن نمران بن عمرو بن قماس بن عبد بنوٹ مرادی پھر غطفی، مخضری ہیں۔ کوفہ میں رہائش تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص لوگوں میں سے تھے، جب اہل کوفہ نے مسلم بن عقیل بن ابوطالب کی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کی تو وہ مذکورہ ہانی کے پاس ٹھہرے، جب عبید اللہ بن زیاد آیا تو اس نے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کروا دیا۔
ابن سعد نے شعی وغیرہ تک اپنی اسانید سے نقل کیا ہے کہ مسلم کوفہ میں خفیہ طور پر آئے، نعمان بن بشیر کوفہ کے امیر تھے، جب یزید بن معاویہ کو حضرت حسین بن علی کی کوفہ کے ارادے سے آنے کی اطلاع ملی تو اسے خوف ہوا کہ نعمان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے، اس نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا اس وقت وہ بصرہ کا امیر تھا کہ اسے کوفہ کی امارت بھی دے دی جائے گی، وہ کوفہ آیا۔ اس کے ساتھ شریک بن اعور حارثی بھی آیا۔ شریک ہانی بن عروہ کے پاس ٹھہرا اور اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا، عبید اللہ بن زیاد اس کی عیادت کو آیا، انہوں نے اسے دھوکے سے قتل کرنا چاہا۔ اس نے بھانپ لیا اور جلدی سے واپس لوٹا۔ ہانی بن عروہ کو اپنے پاس بلایا، اسے محل میں داخل کیا، اس وقت ان کی عمر نوے (۹۰) برس سے زیادہ تھی۔ انہیں ڈانٹا، پھر نیزہ مارا اور ان کا سر علیحدہ کر لیا۔ اسے محل کے اوپر سے گرا دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات میں یہ مشہور واقعہ ہے۔ اس قول کہ انہوں نے ۹۰ سے زیادہ عمر پائی یہ غرض ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ سے چالیس (۴۰) سے زیادہ سال پائے۔ اس لیے وہ اس قسم والے لوگوں میں سے ہیں۔

ان کے والد عروہ کا ذکر اسی طرح قسم ثالث میں گزر چکا ہے۔

۹۰۳۵ ہانی بن معاویہ صدفی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا، انہوں نے عثمان بن حنیف کے حوالے سے روایت کیا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب ہاء کے بعد باء

۹۰۳۶ ہبیرہ بن اسعد

ابن کھلان سبائی۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، فتح مصر میں شریک ہوئے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: برقتہ میں ان کی اولاد باقی ہے۔

۹۰۳۷ ہبیرہ بن احنس

ابن کور بن مولہ بن ہمام بن ضب بن کعب بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ آسدی، مرزبانی نے نجم اشعراء

میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضری ہیں، کہتے ہیں: ص
 ”اے آل مالک! میں نے گھبرا کر انہیں پکارا، جس نے قوم کے کیڑوں کو سردار بنادیا۔“

۹۰۳۸) ہبیرہ بن خالد

ابن مسلم بن حارث بن تھقف بن حاج، وہ مالک بن حارث بن بکر بن ثعلبہ بن عقبہ بن سکون سکونی ہیں۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بیٹے مالک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں شریف اور امیر تھے۔ ان کا ان کے ساتھ حجر بن عدی کے قتل میں قصہ تھا، ابن کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، محمد بن ابی حذیفہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۰۳۹) ہبیرہ بن مفاضہ عامری

وہمہ نے کتاب الردہ میں ذکر کیا ہے، انہوں نے بنو سلیم کا پیغام بھیجا جس میں انہوں نے انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا جبکہ عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے تھے۔ مرزبانی نے محم الشعراء میں ذکر کیا ہے: ہبیرہ بن عامر بن ربیعہ بن عبادہ بن عقیل ابن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، یہ وہی ہیں جنہیں ہبیرہ بن مفاضہ کہا جاتا ہے، مفاضہ ان کی والدہ ہیں اور بنو اسد سے ہیں۔ ان کے بارے میں ان کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔

۹۰۴۰) ہبیرہ بن نعمان

ابن قیس بن مالک بن معاویہ بن سعد بن بذاہ بن سعد بن عمرو بن ذہل بن حتران بن جعفی بن سعد عشیہ الجعفی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں سے تھے، ان کے ساتھ صفین میں شریک تھے، انہوں نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا تھا، شریف تھے، یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

باب ہاء کے بعد جیم

۹۰۴۱) ہجاس ایادی

ابو فرج اصہبانی، انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ان کے حوالے سے دواد ایادی نے شعر نقل کیے ہیں۔

۹۰۴۲) ہجالہ بن افلح

ابن قیس بن عرعرہ عافقی، انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، فتح مصر میں وہ اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمن شریک ہوئے، ان کی وفات بہت پہلے فتح مصر کے تھوڑے عرصے بعد ہی وفات پا گئے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب ہاء کے بعد وال

www.KitaboSunnat.com

۹۰۴۳ ہدیل بن حبیرہ ثعلبی

مرزبانی نے بحم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مختصری ہیں۔

۹۰۴۴ ہذیل کاہلی

سیف نے فتوح میں اور طبریؒ نے تاریخ میں نقل کیا ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حیرہ کی فتح کی خبر دے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔

۹۰۴۵ ہذیم ثعلبی

ادیم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد راء

۹۰۴۶ ہرم بن حبان عبدی

مشہور ہے کہ کبار تابعین میں سے ہیں، پہلی قسم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۰۴۷ ہرم بن سنان مری

ہاشم بن حرمہ کے سوانح میں ان کا ذکر ہے، یہ وہی ہرم ہیں جنہوں نے بنو عیس اور بنو فزارہ میں صلح کروائی، داحس اور غمراء کی وجہ سے ان کے درمیان جو جنگیں ہوئیں وہ لڑتے لڑتے یہ لوگ ختم ہونے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مشہور شاعر زہیر بن ابی اسلمی جو والد کعب بن زہیر ہیں نے اپنے شعر میں مراد لیا ہے جو ان کے اور ان کے دوست کے بارے میں ہے: ع

”تم دونوں نے عس اور ذہیان کا اس وقت تدارک کیا جب ان کے درمیان عداوت کی بو بھیل چکی تھی اور وہ فنا ہونے کے قریب پہنچ چکے تھے۔“

ابن کلبی کا قول ہے: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، فرماتے ہیں: ہرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے، انہوں نے ان سے کہا: عامر بن طفیل اور علقمہ بن غلاش میں سے کون سا شخص زیادہ فضیلت والا ہے؟ انہوں نے کہا: اگر میں یہ بات کہہ دوں تو جذعہ لوٹ آئے، آپ نے فرمایا: ہرم تو بہترین رازدار ہو۔

۹۳۸) ہرم بن قطبہ

ابن شان فزاری، انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اسلام لائے۔ ارتد کے زمانے میں ثابت قدم رہے، وحیہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عیینہ بن حصن کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی طرف بلایا، اس سے کہا: ہباءہ کے دن سرکشی کے انجام کو، قیس کے دن گھوڑوں کی سخت دشمنی کو احزاب کے دن اپنی شکست کو یاد کرو، طویل نصیحت کی، اس نے نہ مانا تو وہ اس سے جدا ہو گیا اور اس کے بارے میں شعر کہے، ہرم بن قطبہ جاہلیت میں عربوں میں فیصلہ کرتے تھے، عامر بن طفیل اور علقمہ بن علاشہ نے انہیں فیصلہ بنایا، انہوں نے ان دونوں سے بات مخفی رکھی، ابوعبیدہ نے یہ کتاب الدباج میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہرم بن قطبہ اسلام لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں فرمایا: اگر تمہیں فیصلہ بنایا جاتا تو تم کس کے بارے میں فیصلہ کرتے، انہوں نے کہا: آپ مجھے معاف رکھیے! اللہ کی قسم! اگر میں یہ بات ظاہر کر دیتا تو فیصلہ جدمہ کو لوٹا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، اسی عقل کے ذریعے تم نے فیصلہ کیا تھا۔ یہ قصہ ابوحسین رازی نے جو تمام کے والد ہیں، اپنے فوائد میں بطریق شافعی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے کئی لوگوں نے روایت کیا، پھر ان کا ذکر کیا۔

جاہظ نے کتاب البیان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب پہلے پہل انہیں دیکھا تو ان کا حال جانتا چاہا، ان سے ان کی معلومات سے مشورہ لیا، کیونکہ وہ پستہ قد اور گھر کے کونے میں مونے کپڑے میں لیٹے پڑے رہتے تھے، جب انہوں نے اس بات سے آپ کو جواب دیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اچھے لگے، ان کے فخر کے مقابلے کا واقعہ ابن درید نے اپنی امالی میں بطریق ابن کلبی، عن ابیہ، عن ابی مسکین، عن اشیاہ فہم نقل کیا ہے۔

۹۳۹) ہرمزان فارسی

فارس کے بادشاہوں میں سے تھے، فتوح عراق میں قیدی بنائے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے، پھر ان کے پاس مدینہ میں قیام کیا، انہوں نے ان سے اہل فارس سے قتال کے بارے میں مشورہ لیا۔ قاضی اسماعیل بن اسحاق فرماتے ہیں: ہم سے یحییٰ بن عبد الحمید نے بحوالہ عبد اللہ بن شداد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہرمزان کی طرف خط لکھا: ”محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے، میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لاؤ، سلامتی حاصل ہوگی....“۔ (الحدیث)

شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ہم سے ثقفی اور ابن ابی شیبہ نے بحوالہ مروان بن معاویہ، دونوں نے حمید سے بحوالہ انس نقل کیا: ہم نے کسرت کا محاصرہ کیا، ہرمزان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعے سے نیچے اترے، اسے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، اس پر آپ کی بیعت چھا گئی، آپ نے اس سے کہا: کوئی حرج نہیں بات کرو، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امان تھا، اسی طرح مختصر مروی ہے۔ اسے علی بن حجر نے فوائد اسماعیل بن جعفر میں طویل نقل کیا ہے۔ حمید سے بحوالہ انس فرماتے ہیں: مجھے ابو موسیٰ نے ہرمزان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر قلعے سے اتر تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بات چیت کرنے

الذی یبائی فی القضاۃ (جلد ۱) ۳۷۲

گئے۔ اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: بات کرو، اس نے کہا: کیا زندہ شخص جیسی بات کروں یا مردہ شخص جیسی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات کرو، تمہیں کوئی حرج نہیں۔ اس نے کہا: اے عرب کی جماعت! ہم اور تم اگر اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان حاکم نہ ہو جاتا تو ہم تمہیں غلام بنا لیتے، جب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو ہمارا تم پر کوئی زور نہیں.... پھر ان کو امان دینے کے بارے میں انہوں نے وہ واقعہ ذکر کیا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا، فرماتے ہیں: ہرمزان اسلام لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے حصہ مقرر کیا۔

یحییٰ بن آدم نے کتاب الخراج میں بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کے لیے دو ہزار (۲۰۰۰) مقرر کیے۔ علی بن عامر نے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے: ہرمزان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر ان کے امان دیئے جانے کا قصہ ذکر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے میرے پاس سے لے جاؤ، اسے کشتی میں سوار کراؤ، پھر کوئی بات کہی، میں نے اس بات کے بارے میں پوچھا: مجھے کہا گیا کہ انہوں نے کہا: اے اللہ! اسے توڑ دے، انہیں کشتی میں سوار کرایا گیا، ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ اس کے تختے کھل گئے اور وہ سمندر میں گر پڑی۔ مجھے ان کی یہ بات یاد آگئی: اسے توڑ دے، آپ نے یہ نہیں کہا تھا: اسے غرق کر دے، مجھے نجات کی طمع ہوئی، میں تیرے لگا اور بچ گیا، پھر اسلام لے آیا۔

حمید نے نوادر میں بحوالہ حضرت عبداللہ بن خلیفہ نقل کیا ہے کہ میں نے ہرمزان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیکھا کہ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کر رہے تھے اور لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ رہے تھے۔

کرامت بیسی نے ادب القضاء میں صحیح سند سے جو سعید بن مسیب تک پہنچتی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو میں ہرمزان، بھقیہ اور ابولؤلؤہ کے پاس سے گزرا، وہ سرگوٹی کر رہے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو ادھر ادھر ہو گئے، ان کے درمیان سے اس کا وہ خنجر گر پڑا جس کے دوسرے تھے، اس کا دستہ اس کے درمیان میں تھا، اس خنجر کی طرف دیکھو کہ یہ وہی تو نہیں جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، دیکھا گیا تو وہی تھا، وہ عبید اللہ بن عمر کے پاس گئے جب انہوں نے یہ سنا تو اپنی تلوار نکالی اور ہرمزان کے پاس آئے اور اسے قتل کر دیا، بھقیہ کو قتل کر دیا اور ابولؤلؤہ کی چھوٹی بیٹی کو قتل کر دیا، اور مدینہ میں ہرقیدی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لوگوں نے انہیں روکا.... جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سے حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا: جس وقت یہ معاملہ ہوا تھا آپ لوگوں کے امیر نہیں تھے، ہرمزان کا خون رائیگاں ہوا۔

۹۰۵۰) ھُرَیم بن جَوَّاس تمیمی

بنو عامر میں سے ہیں جو بنو کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، وہ خضریٰ ہیں، اغلب علی جو رجزیہ شاعر ہیں، جن کا ذکر قسم اول میں حرف الف میں گزر چکا ہے ان کی بھوکرتے تھے۔ مرزبانی * نے عجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بیان کیا کہ وہ عکاظ کے بازار میں آمنا سامنا ہوا اور ان سے کہا: ص

”تم گزرے ہوئے زمانے اور غلام کی گدی سے بڑے ہو جب قوم پست و بلند ہوتی ہے، تمہارے دشمن صاف

نہیں ہوئے جیسے مخیزے کے اطراف بری سبزی کی وجہ سے صاف نہیں ہوتے۔
تو انہوں نے ان سے کہا: تمہارا ناس ہو! تم کون ہو؟ تو یہ بولے:
”میں بنو مقامس کا جوان ہوں، جو گھڑ سواروں کی تلواروں کو منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔“

۹۰۵۱) ہزال التمیمی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کا قصہ ہے جسے مرزبانی نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہزال تمیمی اور مغبل السعدی شاعر نے زبرقان کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دیا، ہزال کو اس نے رشتہ دے دیا اور مغبل کو انکار کر دیا، اس سے وہ ناراض ہوا، ہزال نے زبرقان کی باندی کو قتل کیا تھا، فرماتے ہیں: غفل نے زبرقان کی بھوکی اور اشعار میں اس پر عار دلایا۔

۹۰۵۲) ہزال بن حارث

بن صعب بن مخرم خلانی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، فتح مصر میں شریک ہوئے، جب مصر میں داخل ہوئے تو اپنی قوم کے ناظم تھے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۵۳) ہزیل بن شرحبیل ازی کوفی

ابوسوی نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ابن سعد * نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔
میں کہتا ہوں: انہوں نے ابوذر، ابن مسعود، عثمان، علی، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، قیس بن سعد بن عبادہ وغیرہ کبار تابعین سے روایت کی، ان سے شععی، ابواسحاق، طلحہ بن مصرف، عمرو بن مژہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے، عجل کا قول ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں میں ان کا شمار ہے۔

باب ہاء کے بعد لام

۹۰۵۴) ہلال بن علفہ *

عین کے پیش، لام کی تشدید اور اس کے بعد فاء ہے۔

۹۰۵۵) ہلال بن وکیع *

ابن بشر بن عمرو بن عدس بن دارم، ابو عمر * نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ کوئی مستند روایت نقل نہیں کی، فرماتے ہیں: جمل کے دن شہید ہوئے، زید بن جبہ کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ ہلال بن وکیع وفد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس

* طبقات الکبریٰ (۱۲۲/۶) * اسد الغابہ (۵۳۹۱)

* اسد الغابہ (۵۳۹۵) استیعاب (۲۷۲۳) تجرید (۱۲۲/۲) * استیعاب (۱۰۴/۴)

سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا، لہذا وہ اس قسم میں سے ہیں۔

باب ہواء کے بعد میم

۹۰۵۶ ہمدان صنعانی

اہل یمن کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، یہ قول نقل کیا: نمازی باتیں کرنے والوں کی نسبت ستونوں کے زیادہ حق دار ہیں، اسے حمیدی نے نوادر میں اور ابن ابی شیبہ دونوں نے بحوالہ ہمدان نقل کیا ہے۔

۹۰۵۷ ہملع بن اعمر تمیمی

ہجویم سے ہیں، مرزبانی ^{۱۸} نے ہجم اشعراء میں لکھا ہے۔ حضرمی ہیں، بصرہ میں فروکش ہوئے، حضرت زبیر بن عوام نے ان کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے اس کے بارے میں اشعار کہے جن میں سے یہ ہے۔ ”میں خوش اسلوبی سے خرید و فروخت کرتا ہوں اگر کہیں میرا سودا ہو جائے اور زینب حواری کو بدیہ کرنے۔“

باب ہواء کے بعد نون

۹۰۵۸ ہند بن عمرو جملی

مرادی، انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ۷۱ھ میں نصاریٰ بنو تغلب پر امیر بنایا تھا، انہوں نے ہند ابن عبداللہ بن یثرب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، اس کے بارے میں کہتے ہیں: ^ط ”اگر تم مجھے قتل کر دو تو میں ابن یثرب ہوں، علی اور ہند جملی کا قاتل ہوں۔“ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مارے گئے، ابن فحقون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۵۹ ہنئی

تصفیر کے ساتھ ہے، مولیٰ عمر ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں چراگاہ کا مگران بنایا، صحیح بخاری ^{۱۹} میں اس کے بارے میں روایت ہے۔

ابن سعد نے بحوالہ واقدی، انہوں نے عمرو بن عمیر بن ہنئی، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یثرب کے علاوہ کوئی زمین، سرکاری زمین قرار نہیں دی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ بہت ہو گئے تو مجھے ربذہ کی چراگاہ پر مگران بنایا، ابن سعد نے بھی بحوالہ جعفر بن محمد نقل کیا ہے کہ میں نے انصار کے ایک شخص سے سنا کہ میرے والد سے ہنئی کے بارے

میں بات چیت کر رہا ہے جو مولیٰ عمر ہیں کہ وہ صفین میں شریک تھے، پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی طرح قصہ ذکر کیا۔ اس کے بارے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ نقل کیا۔

باب ہاء کے بعد واؤ

۹۰۶۰ ہوذہ بن الحارث

ابن عجرہ ابن عبد اللہ بن یفطہ سلمی، ابن حمادہ کے نام سے معروف ہیں، یہ ان کی والدہ ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔ مرزبانیؒ نے معجم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عطیات آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پہلے ان کی قوم کے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے کہا: ”معاملہ نا اہل کے سپرد ہو گیا ہے، دیکھو! اللہ کا امین کیسے ہناتا ہے، کیا خشم اور شریہ کو ہم سے آگے بلایا اور رباح اور طرد کو ہم سے پہلے بلایا۔ اگر یہ اللہ کی کتاب کے مطابق ہے تو ٹھیک ہے، کیونکہ وہ آزاد، بادشاہ کے بیٹے ہیں اور ہم غلام ہیں۔“

میں کہتا ہوں: چاؤں جن کا ذکر ہے، میرے خیال میں صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ شریہ ابن سلمی مشہور صحابی ہیں۔ گویا انہیں صحابی ہونے کی وجہ سے ہوذہ سے پہلے ذکر کیا گیا اور یہ خود اسلام لانے سے پہلے ان پہ مقدم تھے، جیسا کہ اس طرح کی صورتحال حارث بن ہشام اور ان جیسے دوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آئی جب انہوں نے صہیب جیسے لوگوں کو دیکھا کہ انہیں ان سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت ملتی ہے۔

۹۰۶۱ ہوذہ بن عبد اللہ

ابن طفیل، اجنادین میں شہید ہوئے، تاریخ مظفری میں ان کا ذکر ہے۔

۹۰۶۲ ہوذہ

بے نسبت، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، بدر میں مشرکین کے ساتھ شریک تھے۔ پھر بعد میں اسلام لے آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس وفد میں آئے، ابن مندہ نے بطریق رحمة بن عصمہ، بحوالہ شععی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت معاویہ کے پاس ہوذہ نامی ایک شخص آیا، حضرت معاویہ نے ان سے کہا: کیا تم بدر میں شریک تھے، اس نے کہا: جی ہاں! اے امیر المؤمنین! وہ میرے لئے وبال تھا کہ فائدہ مند، گویا میں دیکھ رہا تھا کہ ان کی تلواروں کی چمک سورج کی شعاع ہے جو بادلوں کے درمیان ہو، انہوں نے کہا: تمہاری عمر کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: میں انتہائی مضبوط اور لمبا انسان تھا جیسے سخت پتھر ہوتا ہے۔ پھر واقعہ ذکر کیا، ابونعیم کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا درست نہیں کیونکہ وہ

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اسلام لائے۔

باب ہا اس کے بعد یاء

ہیثم بن اسود (۹۰۶۳)

ابن قیس بن معاویہ بن سفیان نخعی: ان کی کنیت ابو عربان ہے، ابو عمر نے یہ جائز کہا ہے کہ یہ وہی ہیں جن سے حدیث سہو مروی ہے۔ ابن کلبی نے بحوالہ عوانہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا منیرہ بن شعبہ کے ساتھ قصہ ذکر کیا ہے، جب وہ خلافت عمر میں بصرہ کے امیر تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن کلبی کا قول ہے: مذبح کے لوگوں میں سے تھے، ان کے والد قادیہ کے دن شہید ہوئے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے، ابو عریان ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حجر بن عدی کے خلاف گواہی دی تھی، وہ طویل عمر تک زندہ رہے، ابو احمد حاکم نے کنتوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد الملک بن عمیر روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: عمرو بن خریت نے ابو العریان کی عیادت کی اور کہا: کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ چیزیں سفید ہو گئی ہیں جو مجھے پسند تھیں کہ سیاہ ہو جائیں اور وہ چیزیں سیاہ ہو گئیں جو مجھے پسند تھیں کہ سفید ہو جائیں اور یہ اشعار پڑھے۔

”سنو! میں تمہیں بڑھاپے کی نشانیوں سے خبردار کرتا ہوں، قدموں کا چھوٹا ہو جانا، نظر کی کمزوری، اور جب کھانا حاضر ہو تو بھوک کم لگے جب یاد دلایا جائے تو بات بات پر بھول جائے۔“

رہا: ابو عمر کا یہ جواز پیش کرنا یہ وہی ہیں جن سے محمد بن سیرین نے حدیث سہو نقل کی ہے، کنتوں میں اس کا بیان آئے گا۔

ہیثم حنفی (۹۰۶۴)

دعیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا ایک شعر ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام پر قائم رہے۔

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ میں نے تمہارے اور لوگوں کے درمیان اذان کو عداوت بنایا ہے۔ جہاں اذان ہو اس علاقے کو چھوڑ دو اور جہاں اذان نہ ہو وہاں جہاد کرو، اس کے بارے میں بنو حنیفہ کا دیشم نامی ایک شخص کہتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔

”کیا تم دیکھتے ہو کہ خالد ہمیں چھوٹے سے گناہ کی وجہ سے بے دریغ قتل کر رہا ہے۔ خواہ خواہ ہمیں جھوٹا قرار دے رہا ہے، ہم نے نہ تو نبی کریم ﷺ کے دین کو چھوڑا ہے اور نہ ہی ہم اس سے پھرے ہیں۔“

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اسے چھوڑ دیا۔ جب وہ شیعہ سے واپس ہوا تو اس کی سواری نے اسے اچھال دیا، جس سے وہ فوت ہو گیا۔

ہیثم بن مالک تنوخی (۹۰۶۵)

بنو ساعدۃ سے ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابو سعید بن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، انہوں نے اپنی

کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

التسم الرابع

باب ہا کے بعد الف

۹۰۶۶ (۹۰۶۶) الہاد

ذہبی نے تجرید میں ذکر کیا ہے کہ مسند قحی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ خطا ہے، حدیث ان کے بیٹے شداد بن الہاد یعنی سے مروی ہے۔

باب ہاء کے بعد جیم

۹۰۶۷ (۹۰۶۷) ہجنع بن عبد اللہ

ابن جندب بن بکاء بن عامر بن معصہ عامری، ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اس کے بارے میں انہوں نے واضح غلطی کی ہے اور بطریق عقبہ بن وہب بن عقبہ، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ مجمع نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے مردار میں سے کیا حلال ہے؟ الحدیث ان کا قول مجمع لفظی غلطی ہے، وہ فجیع ہیں، حرف فاء میں صحیح گزر چکا ہے۔ حدیث ابو داؤد کے ہاں ہے، اسے خطیب نے مؤلف میں اس طریق سے نقل کیا ہے، جسے ابن قانع نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ مجمع بن عبد اللہ پھر اس کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی طرح لکھا ہے صحیح فجیع بن عبد اللہ ہے۔

۹۰۶۸ (۹۰۶۸) ہجنع بن قیس حارثی

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوبکر بن علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہشیم، بحوالہ مجمع حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ پسند ہو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکھے، اسے چاہیے کہ ابوذر کو دیکھے۔“

اسے ابن عساکر نے ابوذر کے سوانح میں بطریق ہشیم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے مذکورہ حدیث بروایت ابراہیم ہجری، بحوالہ عبد اللہ بن مسعود نقل کی ہے۔

ابو حاتم رازی کا قول ہے: مجمع نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مرسل حدیث نقل کی ہے، ابن حبان نے اتباع التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی کے حوالے سے روایت کیا ہے، ابن یونس نے اسے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے،

باب ہا کے بعد وال

۹۰۶۹

میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ کو وہم ہوا ہے کہ یہ حدیث کسی آدمی کا نام ہے، جبکہ ایسا نہیں، وہ اسم جنس ہے یہ فاختہ کا ترجمہ ہے، یہاں مراد ضرب الثل ہے، ذوالثمتہ شاعر کا قول ہے: ص
میں کہتا ہوں کیا طوق والا پرندہ حدیث کو یاد کر کے روتا ہے، حدیث کی یہ رسم پرانی ہے۔

باب ہا کے بعد راء

٩٠٤٠ هرماس بن حبيب عنبري

ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسی طرح ہر ماس بن زیاد کے بعد ان کا ذکر کیا ہے، وہ خطا ہے۔ کیونکہ بخاریؒ نے ہر ماس بن زیاد کے بعد ہر ماس بن حبیب کا ذکر کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، ان سے نصر بن سمیل نے روایت کیا ہے، یہی صحیح ہے، ہر ماس بن حبیب تابعین میں سے ہیں۔ ان کے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔

٩٠٤) هرم بن مسعدة

بنو عدی بن بجاد سے ہیں، ابن شاپین نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے اور ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہے، وہ بدم ابن مسجدہ ہیں، بنو عیس کے وفد کے نو (۹) افراد میں سے ایک ہیں، اسی طرح ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے درست ان کا ذکر کیا ہے، رشطلی وغیرہ نے ان کی پیروی کی ہے، قسم اول میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد زاء

۹۰۷۲ ہرّال بن مرّہ اشجعی

أزرقی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ ابو عمر کا قول ہے۔
میں کہتا ہوں: وہ خطا ہے جو غلطی غلطی سے پیدا ہوئی وہ ہلال بن مرّہ ہیں۔ جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد شین

۹۰۷۳ ہشام بن عتبہ

ابن ابی وقاص، پہلے گزر چکا ہے کہ صحیح ہاشم ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

۹۰۷۴ ہشام بن قتادہ رھاوی

بغوی نے اور یحییٰ بن یونس، ابوعبید نے اس غلطی کی پیروی کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے جو سند سے ان کے والد کا ذکر بعض راویوں سے رہ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

بغوی کا قول ہے: ہم سے ابوبکر بن زنجویہ نے بحوالہ ہشام بن قتادہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مجھے میری قوم کا جھنڈا باندھ کر دیا تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ کو الوداع کہا، ابوسویٰ نے ذیل میں فرمایا: دوسرے راویوں نے بحوالہ علی بن بحر یعنی اس سند سے ہشام بن قتادہ تک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن ابیہ، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھنڈا باندھ کر دیا۔

میں کہتا ہوں: یہی صحیح ہے، اسے احمد بن ابی فیثمہ نے بحوالہ علی بن بحر اسی طرح نقل کیا ہے، اسی طرح بخاری رحمہ اللہ نے اسے بحوالہ احمد بن ابی طالب، انہوں نے قتادہ بن فضل سے نقل کیا ہے، اسی طرح طبرانی میں وہ دوسرے طریق سے بحوالہ علی بن بحر ہے، بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ہشام بن قتادہ کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۹۰۷۵ ہشام بن مغیرہ

ابن العاص، یحییٰ بن یونس اور مستفیری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوسویٰ نے ذیل میں ان کی پیروی کی ہے،

اسد الغابہ (۵۳۶۱) * اسد الغابہ (۵۳۷۵) تجرید (۱۲۱/۲)

المعجم الكبير (۲۲/۱۹) مجمع الزوائد (۱۳۱/۱۰) الدر المنثور (۳۲۱/۱)

کنز العمال (۷۴۷۸) جامع المسانید والسنن (۲۹۰/۱۲)

الجرح والتعديل (۶۸/۹)

اسد الغابہ (۵۳۷۷) استیعاب (۲۷۱۶) تجرید (۱۲۱/۲)

الاصناف في السير والفتوح (جلد ۲) ۲۸۰

انہوں نے بطریق ابی عسان بحوالہ عمرو بن ہشام، انہوں نے اپنے دادا عمرو اور ہشام سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن اس لیے نازل ہوا تاکہ اس کے بعض حصے دوسرے حصوں کی تصدیق کریں۔۔۔۔۔“ (الحدیث)*

سند میں یہ الفاظ عمرو بن ہشام، اس میں غلطی ہے، وہ عمرو بن شعیب ہیں ان کے دونوں دادا عمرو اور ہشام، عاص بن وائل کے بیٹے ہیں، مغیرہ بن ہشام اور عاص کا تذکرہ سوانح میں اضافہ ہے، جس کی ضرورت نہیں ہے۔

ہشام بن عاص کے سوانح میں بروایت سدید بن سعید، بحوالہ ابن ابی حازم، عن ابیہ، عن عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جده ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ فرماتے ہیں: میں اور میرا بھائی ہشام نبی کریم ﷺ کے دروازے پر تھے۔۔۔۔۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

باب ہاء کے بعد لام

(۹۰۷۶) ہلال بن حارث*

ابو جہل، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، اسی طرح ابن عبدالبر* نے اسے نقل کیا ہے، پھر کئیوں میں دوبارہ اسے ذکر کیا ہے۔ عباس بن محمد نے بحوالہ ابن معین ان کا نسب بیان کیا ہے، دو جگہ پر انہوں نے بہت بری لفظی غلطی کی ہے، وہ ابو حراء ہیں، ان کے ساتھیوں اور قبضین نے ان کا تعاقب کیا ہے، یہ بات اس سے زیادہ مشہور ہے، اللہ ہی کی توفیق ہے۔

(۹۰۷۷) ہلال بن حکم*

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق علی بن سلمہ بحوالہ ہلال بن حکم نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے اسلام کی بہت سی باتیں سیکھیں، ان میں سے ایک یہ بھی تھیں کہ جب کوئی شخص چھینک لے، پھر اللہ کی حمد بیان کرے تو میں اس کا جواب دوں۔۔۔۔۔ (الحدیث) اس میں چھینکنے والے کا جواب دینا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو، مذکور ہے، ابوسوی نے ذیل میں فرمایا: یہ حدیث معاویہ بن حکم کے بارے میں مشہور ہے، اس راوی کے بارے میں وائم ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا تعین نہیں، وہ علی بن سلمہ ہیں، اسے ابوداؤد* نے بحوالہ عبدالملک بن عمرو اس سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ معاویہ بن حکم، وہ مسلم اور نسائی کے ہاں بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، بحوالہ ہلال بن علی اسی طرح مروی ہے۔

(۹۰۷۸) ہلال بن ربیعہ*

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالرحمن بن بشر، بحوالہ ابن اسحاق،* انہوں نے ہلال بن ربیعہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے سیف بن عاصم مخزومی کو گرفتار کر لیا، پھر اسے مال غنیمت میں شامل کر دیا، اسے ارقم بن ابی ارقم مخزومی نے

* تاریخ کبیر (۱۹۹/۴) شرح السنة (۸۵/۶) * اسد الغابہ (۵۳۸۲) استیعاب (۲۷۱۹) تجرید (۲۷/۲)

* استیعاب (۱۰۳/۴) * اسد الغابہ (۵۳۸۳) تجرید (۱۲۶/۲) * ابوداؤد (۵۰۳۶)

* اسد الغابہ (۵۳۸۶) تجرید (۱۲۶/۲) * السيرة النبوية (۲۱۴/۲)

دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے ان کو عطا فرمادیا۔

ابونعیم کا قول ہے: صحیح نام مالک بن ربیعہ ہے، وہ ابو اسید ساعدی ہیں، پھر بطریق ابراہیم بن سعد، بحوالہ ابن اسحاق اسی طرح نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: کاش ابن مندہ اپنے وسعت علم کے باوجود خاموش رہتے۔

۹۰۷۹) ہلال بن عامر

ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، انہیں صریح وہم ہوا ہے۔ انہوں نے انہیں صحابی خیال کیا، جبکہ وہ معروف قبیلے کا نام ہے جو اپنے دادا ہلال بن عامر کی طرف منسوب ہیں۔
حرف نوں میں نمبر بن عامر کے سوانح میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

۹۰۸۰) ہلال بن عامر مڑنی

دوسرے ہیں، جعفر مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں اس میں وہم ہوا ہے۔ وہ تابعی ہیں، پھر بطریق عبدہ، بحوالہ محمد بن عبید طنافسی نقل کیا ہے کہ میں نے بنوفزارہ کے ایک شیخ سے بحوالہ ہلال بن عامر مڑنی وغیرہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ خچر یا اونٹ پر دیکھا..... (الحدیث)
میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کی پیروی کی ہے، اسے ہلال بن عامر نے اپنے والد سے، انہوں نے رافع بن عمر سے نقل کیا ہے، اسے امام احمد رحمہ اللہ نے بحوالہ محمد بن عبید اسی طرح بحوالہ ہلال بن عامر، عن ابیہ نقل کیا ہے، ابو داؤد اور نسائی نے بطریق مروان بن معاویہ، بحوالہ رافع نقل کیا ہے، ابو معاویہ نے یحییٰ بن عیینہ، یحییٰ بن قحطان وغیرہ کی پیروی کی ہے، یہ راجح ہے۔

باب ہاء کے بعد میم

۹۰۸۱) ہمام

مولیٰ رسول اللہ ﷺ ابو موسیٰ نے بطریق جعفر مستغفری، بحوالہ بردی نقل کیا ہے کہ ابو ذر نے بحوالہ ہمام مولیٰ رسول اللہ ﷺ نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی بڑھنے والے ہاتھ کو روڈ نہیں کرتی..... (الحدیث) اس میں لفظی غلطی ہے، وہ ہشام ہیں، جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

تفسیر طبری (۳۷۴/۱۳) تفسیر ابن کثیر سورة انفال الآية (۵۴۷/۳)

تجريد (۱۲۲/۲) اسد الغابہ (۵۳۹۹)

ابوداؤد (۲۰۴۹) نسائی (۳۴۶۴) نصب الراية (۳۵۳/۳) تذكرة الموضوعات (۱۲۹)

باب ہاء کے بعد نون

۹۰۸۲ ھنّاد

میں نے جزء ابواسحاق بن ابوثابت میں ان کی سند سے جو عزری تک پہنچتی ہے، وہ محمد بن عبید عزری ہیں، بحوالہ عبید اللہ بن عبید اللہ بن ہناد، عن ابیہ، فرماتے ہیں: ہناد نے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس میں دف بجائے۔ وہ لفظی غلطی ہے، وہ جبار ہیں: پہلی قسم میں صحیح گزر چکا ہے۔

۹۰۸۳ ھنیدہ بن مغفل غفاری

ابن اسحاق نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، مصر میں رہائش تھی، میرا خیال ہے کہ وہ حبیب بن مغفل ہیں۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے جیسا کہ ان کا خیال ہے۔ لگتا ہے انہیں کہیں سے درست نام مل گیا ہے۔ لہذا اسے ذکر کر دیا پھر انہیں کسی جگہ سے غلط نام ملا، انہوں نے اسے احتیاط سے ذکر کر دیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک ہی شخص ہیں۔ ان کے والد مغفل ہیں۔

باب ہاء کے بعد واؤ

۹۰۸۴ ھوذہ بن قیس

ابن عبادہ بن دہیم انصاری، ابن شاپین اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، ان دونوں کو اس میں وہم ہوا ہے۔ شرف صحابیت ان کے بیٹے معبد کو حاصل ہے۔ ابن شاپین نے بطریق صالح بن ذریق، بحوالہ عبدالرحمن بن معبد بن ھوذہ، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔

ابن مندہ نے بطریق نفیلی، بحوالہ عبدالرحمن بن نعمان بن ھوذہ، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوشبودار اثیر سرے کا حکم دیا اور فرمایا: ”روزہ دار کو اس سے بچنا چاہیے۔“

صحیح وہ ہے جو امام احمد، ابوداؤد، ابن قانع نے بطریق عبدالرحمن بن نعمان بن معبد بن ھوذہ، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ پہلی روایت میں، راوی کے نسب میں نعمان اور دوسری روایت میں معبد کا نام رہ گیا ہے۔ علانی نے اس پر تنبیہ کی ہے، شرف صحابیت معبد بن ھوذہ کو حاصل ہے۔

ابن مندہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس سے ابن اثیر کو دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہ حدیث ان کے سوانح میں مسند

اسد الغابہ (۵۴۱۳) تجرید (۱۲۴/۲) * ابوداؤد (۲۳۷۷) مسند احمد (۵۰۰/۳)

اسد الغابہ (۲۹۷/۴)

احمد سے نقل کی ہے، اور اسے ابن مندہ کے سیاق پر نقل کیا ہے، جو ان کا وہم ہے، جبکہ سند میں جو سند ہے اس میں نعمان کا نام لکھا ہوا ہے۔

۹۰۸۵) ہودہ عصری

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں اس میں وہم ہوا ہے جو ظاہر ہے۔ انہوں نے ان کے سوانح میں حدیث بطریق ہودہ عصری، عن جدہ نقل کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیسے وہ بے خبر رہے، یہاں تک کہ ہودہ کو صحابی کہا جبکہ شرف صحابیت ان کے مانا کو حاصل ہے، وہ ان کے مانا ہیں ان کا نام مرثد بن جابر ہے، جیسا کہ حرف میم میں گزر چکا ہے۔

باب ہاء کے بعد یاء

۹۰۸۶) ہیشم بن ربیع

ابو حنیفہ نمیری، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۹۰۸۷) ہیشم بن مالک طائی

تابعی ہیں، اہل شام میں سے ہیں۔ انہوں نے مرسل حدیث نقل کی تو بعض نے انہیں صحابی گمان کیا۔ ابراہیم حربی نے بطریق صفوان بن عمرو، بحوالہ ہیشم بن مالک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم چاہتی ہو کہ زلفوں والے سے شادی کرو، اور اس کی ہر لٹ سے شیطان پیدا ہو۔“ یہ حدیث صحیح السند مرسل ہے۔

بیہقی نے بطریق ہیشم بن مالک اسی طرح نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا، ایک شخص رونا لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر آج تم میں ہر ایمان والے شخص پر مضبوط پہاڑ جیسے گناہ ہوتے تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے اس کی بخشش کر دی جاتی۔“ یہ اس لیے کہ جب کوئی شخص روتا اور دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! رونے والوں کی نہ رونے والوں کے بارے میں سفارش قبول فرما۔

اسے بخاری، ابن ابی حاتم وغیرہ نے تابعین سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم



حرف واؤ

قسم اول از حرف واؤ

باب واؤ کے بعد الف

۹۰۸۸ وابصہ بن معبد

ابن عتبہ بن حارث بن مالک بن حارث بن قیس بن کعب بن سعید بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، ابو حاتم کا قول ہے: وہ وابصہ بن عبید ہیں، معبد کا لقب ابوسالم تھا، بعض کا قول ہے: ابوشعاع، بعض نے کہا: ابوسعید ہے۔

۹ھ میں نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ ابن مسعود، ام قیس بنت محسن وغیرہ سے روایت کی، ان سے ان کے دونوں بیٹوں سالم اور عمر نے اور زر بن حبیش، شداد مولیٰ عیاض، راشد بن سعد، زیاد بن ابی جعد وغیرہ نے روایت کی۔

جزیرہ میں فروکش ہوئے، ابوعلی حرانی نے تاریخ رقة میں بطریق عبید اللہ بن عمرو قی نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو عبد اللہ رقی نے بیان کیا وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مددگار تھے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے مال دے کر بھیجا اور وابصہ کی طرف لکھا کہ میرے ساتھ سپاہیوں کو بھیجیں جو لوگوں کو مجھ سے روکے رکھیں، انہوں نے کہا: یہ مال جاری نہر پہ تقسیم کرنا مجھے خدشہ ہے کہ لوگ پیاسے ہو جائیں گے۔

ابوعلی کا قول ہے: میرا خیال ہے کہ یہ وہم ہے کیونکہ وابصہ خلافت عمر بن عبد العزیز تک زندہ نہ رہے۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ ان کا گمان ہے۔ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے کہ اصل میں یہ وابصہ کا بیٹا ہو۔

۹۰۸۹ وابصہ بن خالد

ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی، ہشام بن کلثی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں تالیف قلب کے لیے مال دیا گیا۔ ان کی کتاب کے آخر میں جنگوں میں ان کا ذکر ہے۔

۹۰۹۰ واثلہ بن اسقع

ابن کعب بن عامر، بنو لیت بن عبد مناة سے ہیں۔ بقول بعض: ابن اسقع بن عبد اللہ بن عبد یاسیل بن ناشب بن غیرہ بن

الاصحاب في حياة النبي ﷺ (جلد ۱)

۳۸۵

ابن سعد بن لیث، ابن ابی خثیمہ نے تصحیح کی ہے کہ وہ واثلہ بن عبد اللہ بن اسحاق ہیں۔ وہ اپنے دادا کی طرف منسوب تھے، بعض کا قول ہے: اسحاق لقب ہے، ان کا نام عبد اللہ ہے۔

واقدی کا قول ہے: ان کی کنیت ابو قمر صامہ ہے، اوروں کا کہنا ہے: ان کی کنیت ابو اسحاق ہے، بعض نے کہا: ابو محمد، بقول بعض: ابو خطاب، بعض کا قول ہے: ابو حذافہ ہے، بخاری رحمہ اللہ کو اس کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ جبکہ سے پہلے اسلام لائے اور اس میں شریک ہوئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ حضرت ابو مرثدہ، ابو ہریرہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، ان سے ان کی بیٹی فہیلہ، بعض کا قول ہے: فہیلہ، ابو ادیس خولانی، شداد ابو عمار، بشر بن عبید اللہ، کھول، معروف ابو الخطاب اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔ ابن سعد کا قول ہے: اہل صفہ میں سے ہیں، پھر شام فروکش ہوئے۔

الواحتم کا قول ہے: فتح دمشق اور حمص رحمہما اللہ وغیرہ میں شریک ہوئے، ابن شیح کا قول ہے: خلافت عبد الملک میں وفات پائی، اسماعیل بن عیاش نے بحوالہ سعید بن خالد نقل کیا ہے ۸۳ھ میں وفات پائی اور یہ اضافہ کیا ہے کہ اس وقت ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) سال کے تھے۔ ابو مسہر وغیرہ کا قول ہے: ۸۵ھ میں وفات پائی، واقدی نے ان کی تاریخ وفات بتائی ہے۔ اٹھتر (۷۸) سال کے تھے، وہ دمشق میں وفات پائے والے آخری صحابی تھے۔

۹۰۹۱ واثلہ بن خطاب قرشی

فرماتے ہیں: ابو حمین رازی، تمام کے والد ہیں، صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلے سے ہیں۔ یہ ابن عساکر نے ان کے حوالے سے بحوالہ اپنے دمشق شیوخ، ان کی اسانید سے نقل کیا ہے کہ دار واثلہ کے نام سے مشہور مگر حمام خالد کے محن میں واثلہ بن خطاب عدوی قریش کا گھر تھا، پھر ان کا ذکر کیا، ابو قاسم بغوی نے ان کا عنوان قائم کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یحییٰ بن یونس شیرازی اور جعفر مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق اسماعیل بن عیاش بحوالہ واثلہ بن خطاب قرشی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کے لیے تھوڑا سا اپنی جگہ سے ہٹ گئے، اس نے کہا: یا رسول اللہ! جگہ کشادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ اسے دیکھے تو اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہٹ جائے۔“ ابو موسیٰ کا قول ہے: اس کا یہ نام لیا ہے: زفر بن ہمیرہ، عن اسماعیل، عن مجاہد بن روی بن فرقد، اسی طرح ابن قانع نے نقل کیا ہے۔ اسے ابو بکر بن ابیہلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور بطریق تہمید بن مہران، بحوالہ واثلہ بن خطاب ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ کا قول ہے: میرے خیال میں انہوں نے لفظی غلطی کی۔

میں کہتا ہوں: مشہور صحابی کے والد میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ رہے مجاہد کے والد تو ان کے بارے میں ٹھیک کہا ہے۔ فرماتے ہیں: ہناد بن سری، عن اسماعیل، عن مجاہد بن فرقد، اسے تابعی نے ادب میں بطریق فریابی نقل کیا ہے کہ ہم سے مجاہد ابو اسود نے

تاریخ کبیر (۱۸۷/۴)

المعجم الکبیر (۵۳/۲۲) مختصر تاریخ دمشق (۲۳۷/۲۶)

اسد الغابہ (۵۴۲۷) تجرید (۱۲۵/۲)

مجمع الزوائد (۳۸/۸) مکنز (۲۵۴۰۵) مختصر تاریخ دمشق (۲۴۳/۲۶) جامع المسانید والسنن (۳۴۴/۱۲)

بحوالہ واثلہ بن خطاب نقل کیا ہے۔

۹۰۹۲ * واثلہ بن عبد اللہ *

ابن عمرو لیشی، ابو طفیل عامر کے والد ہیں۔ حرف عین میں ان کے بیٹے عامر کے حالات میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمر بن یوسف ثقفی، بحوالہ ابو طفیل، عن امیہ یا جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حجر اسود کو سفید دیکھا ہے، اہل جاہلیت جب اپنے اونٹوں کی قربانی کرتے تو اسے گوبر اور خون سے لت پت کر دیتے۔ *
ابوموسیٰ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: یہ عجیب حدیث ہے۔

۹۰۹۳ * وازع *

ابو نصر بن ماکولا * کا قول ہے، بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، ان سے ان کے بیٹے ذریعہ نے روایت کیا، اسی طرح ابن اشیر نے اپنے استدراک میں مختصر ان کا ذکر کیا ہے، خطیب نے مؤلف میں بطریق ابی نجیہ سکونی ان کا ذکر کیا ہے، بحوالہ عمر بن عبدالعزیز، انہوں نے ابو وازع ذریعہ بن وازع سے، عن امیہ نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔“ *
میں کہتا ہوں: اس متن کا دوسرا طریق ہے، اسے ابو نعیم نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہایت ضعیف سند سے نقل کیا ہے، اس میں مصحف کے بجائے کتاب اللہ کے الفاظ ہیں۔

۹۰۹۴ * وازع عبدی *

ام ابان کے والد ہیں، ان کے والد وازع کی سوانح میں ان کی حدیث کے بارے میں اختلاف کا بیان گزر چکا ہے۔ احمد، ابن قانع، ابوبکر بن ابی وعلیٰ اور دوسرے راویوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۹۵ * وازم بن زکلبی *

یحییٰ بن یونس اور مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق محمد بن یزید بن زبّان بن واسع بن علی بن وازم بن زکلبی نقل کیا ہے، وازم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے، ابن مندہ نے ان کا نام وڈان لیا ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔ ابن ماکولا * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۹۶ * واسع بن حبان *

ابن مخنف انصاری۔ عدوی کا قول ہے: بیعت رضوان اور بعد کے واقعات میں شریک ہوئے، حرہ * کے دن قتل ہوئے۔

* مجمع الزوائد (۳۸/۸) کنز العمال (۲۵۴۰۵) مختصر تاریخ دمشق (۲۴۲/۲۶) جامع المسانید والسنن (۳۴۴/۱۲)

* اسد الغابہ (۵۴۲۴) * اسد الغابہ (۳۰۲/۴) * اسد الغابہ (۵۴۲۵) * الإكمال (۲۹۷/۷)

* اللالی المصنوعة (۱۷۹/۱) * اسد الغابہ (۵۴۲۷) * الإكمال (۷۱۰۲) * اسد الغابہ (۵۴۲۸) تجرید (۱۲۵/۲)



میں کہتا ہوں: یہ راوی کے علاوہ ہیں جیسا کہ میں گمان کرتا ہوں، کیونکہ وہ تابعین میں مشہور ہیں۔ ان کی حدیث صحیح مسلم میں ہے، ابن فتحون نے استیعاب کے ذیل میں ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔

۹۰۹۷ واسع سلمیٰ

بنو سلیم کے وفد میں سے ہیں، عباس بن مرداس نے شعروں میں ان کا ذکر کیا ہے، جو مشق کی سوانح میں گزر چکے ہیں۔

۹۰۹۸ واقد بن حارث

ابو حارث، بغوی کا قول ہے: محمد بن اسماعیل نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن مندہ کا قول ہے: انصاری ہیں۔ اہل مصر میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابن مبارک نے زہد میں فرمایا: ہم سے رشد بن سعد نے بحوالہ قیس بن رافع بیان کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جمع ہوئے اور خیر و بھلائی کی باتیں کرنے لگے، اس سے ان کے دل نرم پڑ گئے، حضرت واقد بن حارث خاموش تھے، انہوں نے ان سے کہا: تم بات چیت کیوں نہیں کرتے؟ میری عمر کی قسم! تم ہم سے چھوٹے نہیں ہو؟ انہوں نے کہا: میں باتیں سنتا ہوں، کیونکہ خوفزدہ کے قول کا اعتبار کیا جاتا ہے، میں فعل دیکھتا ہوں کیونکہ مطمئن شخص کے فعل کا اعتبار ہوتا ہے۔

۹۰۹۹ واقد بن سہل انصاری اشہلی

اموی نے مغازی میں بحوالہ ابو اسحاق یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۰۰ واقد بن عبد اللہ

ابن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یزید بن یزید بن مالک بن زید مثنیٰ بن قیس حنفی، یزیدی، بنو عدی بن کعب کے حلیف ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں فرمایا: واقد ہیں، بعض کا قول ہے: واقد ان، بدر میں شریک ہوئے، ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے مغازی میں فرمایا: مجھ سے یزید بن رومان نے بحوالہ عروہ بن زبیر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جحش کو نخلستان کی طرف بھیجا... پھر قصہ ذکر کیا، اس میں ہے: جب انہیں لوگوں نے دیکھا تو واقد بن عبد اللہ انہیں جھانک کر دیکھنے لگے، ان کا سرمٹا ہوا تھا۔ جب ان لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہنے لگا: عمار ہیں، تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب۔

لوگ انہیں قتل کرنے کے لیے جمع ہو گئے، واقد بن عبد اللہ بن عمرو بن حضری کو نیزہ لگا جس سے وہ شہید ہو گئے، اس پر یہ

آیت اتری ﴿تم سے حرمت والے مہینے کے بارے میں پوچھتے ہیں...﴾ (الآیۃ)

تجريد (۱۲۵/۲) * اسد الغابہ (۲۴۳۰) استيعاب (۲۷۴۲) تجريد (۱۲۵/۲)

اسد الغابہ (۳۰۳/۴) * اسد الغابہ (۵۴۳۲) السيرة النبوية (۱۸۵/۲) (۲۴۷/۲)

سورة البقرة الآية (۲۱۷)

ابو نعیم نے یہ قصہ بطریق ابو سعد نقل، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طویل نقل کیا ہے۔ اسی طرح طبری نے اسے بطریق اسباط ابن نصر، بحوالہ سندی نقل کیا ہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے: بنو ربیع اس بات پر فخر کرتے تھے ان میں سے حالت اسلام میں پہلے شخص نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو مارا۔

اس کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ص
 ”ہم نے ابن حضرمی سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا، اس نخلستان میں جس میں واقد نے جنگ چھیڑی تھی۔“
 عبدالعزیز بن مختار نے بحوالہ سعید بن مسیب فرمایا، فرماتے ہیں: مجھ سے ابن عمیر نے اپنے بیٹے سالم کا نام سالم مولیٰ ابو حذیفہ پہ اور اپنے بیٹے واقد کا نام واقد بن عبداللہ ربیعی پر رکھا۔
 ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا ہے: یہ خلافت عمر کے آغاز میں وفات پا گئے۔

۹۱۰۱) واقد * (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی * نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق زاذان، بحوالہ واقد مولیٰ رسول اللہ ﷺ نقل کیا: ”جس نے اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا، اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے کم ہوں۔“ (الحديث)

۹۱۰۲) واقد لیثی

ان کی کنیت ابو مرواح ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابو داؤد ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بطریق ربیعہ ابن عثمان، بحوالہ واقد ابی مرواح لیثی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز وجل فرماتے ہیں: ہم نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کے لیے مال دیا ہے۔“

۹۱۰۳) وائل بن حجر *

ابن ربیعہ بن وائل بن بھر، بعض نے کہا: ابن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن حارث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شریحیل بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید حضرمی، ان کے والد یحییٰ کے بہادر تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور زمین کا ٹکڑا مانگا۔ آپ ﷺ نے وہ انہیں عطا فرما دیا، اور ان کے ساتھ معاویہ کو بھیجا تا کہ وہ اسے ان کے سپرد کر دیں، ان کا ان کے ساتھ قصہ معروف ہے۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کوفہ میں فروکش ہوئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، ان سے ان کے دونوں بیٹوں علقمہ اور عبدالجبار نے اور ان کی زوجہ ام یحییٰ نے، ان کے مولیٰ نے اور کلیب بن شہاب، حجر بن عمنس اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا، وائل خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔

ابونعیم کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے انہیں منبر پر کھڑا کیا، انہیں زمین کا ٹکڑا دیا اور انہیں تحریر لکھ کر دی، فرماتے ہیں: یہ وائل بہادروں کے سردار تھے، پھر وائل کو فروسکش ہوئے وہاں ان کی اولاد ہے۔

ابن حبان کا قول ہے: بادشاہوں کی باقی ماندہ اولاد میں سے تھے، جو حضرت موت میں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے وفات سے پہلے انہیں خوشخبری دی، انہیں زمین کا ایک ٹکڑا دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا، انہوں نے ان سے کہا: مجھے اپنے پیچھے بٹھاؤ، انہوں نے کہا: تم بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ ان کے پاس گئے۔ جب ان کی ملاقات ہوئی تو آپ نے ان کا اکرام کیا، وائل کہنے لگے: میں نے چاہا کہ کاش! میں انہیں اپنے آگے سوار کرالیتا۔ *

۹۱۰۴ وائل بن اہلج

بعض کا قول ہے: وہ ابو قیس کا لقب ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن مندہ نے اپنے طریق سے پھر بروایت یحییٰ ابن ابی کثیر، بحوالہ عکرمہ نقل کیا ہے کہ ابو قیس وائل بن اہلج نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت مانگی..... (الحدیث) ابن مندہ نے اسی طرح بروایت ابی حریز، بحوالہ حکم بن عیینہ نقل کیا ہے کہ عراق بن مالک نے ان سے بیان کیا ہے کہ فلاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، انہوں نے ان سے پردہ کیا، وائل بن ابو قیس کی زوجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تھا، ابن مندہ کا قول ہے: اسے شعبہ وغیرہ نے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے کہ فلاح ابو قیس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت طلب کی..... (الحدیث) فرماتے ہیں: یہی صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: شعبہ وغیرہ کی روایت سے جو صحیح ثابت ہے کہ فلاح ابو قیس کے بھائی ہیں، لہذا ابو قیس کا نام اگر وائل ہے تو یہ عنوان سوانح میں ہے۔

۹۱۰۵ وائل بن رباب

ابن حذیفہ بن محشم بن سعید بن سہم قرشی سہمی۔ انہیں اور ان کے دونوں بھائیوں معمر اور حبیب کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ایک قوی روایت سے ان کا ذکر ثابت ہے جسے فاکہی، یعقوب بن شیبہ، دارقطنی وغیرہ نے بطریق حسین معلم، بحوالہ عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رباب بن حذیفہ سہمی نے ام وائل بنت معمر بن حبیب بن دھب بن حذیفہ بن مخجج سے نکاح کیا، جس سے تین بیٹے ہوئے: وائل، معمر اور حبیب۔ ان کی والدہ وفات پا گئیں۔ ان کے بیٹے ان کے مکانات، اور ان کے موالی کے وارث ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تینوں کو شام لے گئے، وہاں وہ تینوں طاعون عمواس میں فوت ہو گئے، پھر حضرت عمرو بن العاص ان کے وارث ہوئے، وہ ان کے عصہ رشتہ دار تھے۔ فرماتے ہیں: جب وہ واپس آئے تو بنو معمر اور بنو حبیب آ کر ان سے جھگڑا کرنے لگے کہ انہیں ان کے موالی کی ولاء واپس کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس کے مطابق میں تمہارے درمیان فیصلہ

الاصول فی تفسیر القرآن (جلد ۱)

کر کے رہوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کا جو کچھ مال ہے وہ اس کے عصہ کے لیے ہے جو بھی ہو۔“ ﴿۳۹۰﴾ فرماتے ہیں: اس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا اور ہمارے لیے اس کے بارے میں تحریر لکھ دی جس میں حضرت عبدالرحمن بن عوف، زید ابن ثابت رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کی گواہی تھی۔ فرماتے ہیں: ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ عبدالملک بن مروان خلیفہ بنے اور ہمارا ایک مولیٰ فوت ہو گیا اور ایک ہزار دینار چھوڑ گیا۔ انہوں نے ہمارا جھگڑا ہشام بن اسماعیل کے سامنے پیش کیا، ہم عبدالملک کے پاس یہ معاملہ لے کر گئے، میں ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر لے کر آیا، میں نہیں سمجھتا کہ اہل مدینہ یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ اس فیصلے میں شک ہے۔

یعقوب بن ابی شیبہ کی روایت میں ان کا نام موجود نہیں۔ اسی طرح ابوداؤد نے بطریق حسین معلم اسے نقل کیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا۔ ان کے ہاں اس کے آخر میں ہے، عبدالملک کا قول ہے: میں بھی یہی فیصلہ درست سمجھتا تھا اور بعد والی بات ذکر نہیں کی، درست اس کا اثبات ہے، اس کی تقدیریوں ہے: میں نہیں سمجھتا کہ یہ فیصلہ بھلایا جائے۔

باب واؤ کے بعد باء

﴿۹۱۰﴾ ویر بن مشہر حنفی

بخاری، ﴿۹۱۰﴾ ابن سکین اور ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، انہوں نے اور ابن ابی عاصم، ﴿۹۱۰﴾ ابن سکین اور طبرانی ﴿۹۱۰﴾ نے بطریق حاجب بن قدامہ، بحوالہ ویر بن مشہر حنفی نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں بتایا کہ مسیلمہ نے انہیں ابن نواحہ اور ابن شقاف حنفی کو بھیجا، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ویر کا قول ہے: وہ دونوں مجھ سے عمر میں بڑے تھے، ان دونوں نے گواہی دی پھر رسول اللہ ﷺ کے لیے گواہی دی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور مسیلمہ ان کے بعد رسول ہے، فرماتے ہیں: پھر میری طرف متوجہ ہو کر پوچھا: اے لڑکے! تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس چیز کی گواہی دیتا ہوں جس کی آپ گواہی دیتے ہیں، اور اس چیز کو جھٹلاتا ہوں جس کو آپ جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ فرمایا: میں مٹی کے ذروں کے برابر گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ جھوٹا ہے، ویر نے کہا: جس کی آپ نے گواہی دی، میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں نکال دیا گیا۔ ویر بن مشہر رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ کر قرآن سیکھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی ان کے دونوں ساتھی واپس چلے گئے۔

﴿۹۱۰﴾ ویر بن یحسین کلبی

ابن حبان کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، واقدی کا قول ہے: ۱۰ھ میں ویر بن یحسین کلبی نبی کریم ﷺ

﴿۹۱۰﴾ ابوداؤد (۲۹۱۷) ابن ماجہ (۲۷۳۲) ﴿۹۱۰﴾ اسد الغابہ (۵۴۳۹) استیعاب (۲۷۴۶) تجرید (۲۲۶/۲)

﴿۹۱۰﴾ التاریخ الکبیر (۱۸۳/۴) ﴿۹۱۰﴾ الاحاد والمثنائی (۱۶۸۵) المعجم الکبیر (۱۵۳/۲۲)

﴿۹۱۰﴾ اسد الغابہ (۵۴۴۰) استیعاب (۲۷۴۵) تجرید (۲۲۶/۲)

کے پاس سے عجم میں مقیم عربوں کے پاس آئے، وہ نعمان بن بزرج کی بیٹیوں کے پاس فروکش ہوئے وہ اسلام لے آئیں اور فیروز دیلی کی طرف پیغام بھیجا، وہ اسلام لے آئے اور مرکبہ کے پاس پیغام بھیجا وہ بھی اسلام لے آئے، ان کے بیٹے عطاء پہلے شخص تھے جنہوں نے یمن میں قرآن جمع کیا تھا۔ ابن قحون کا قول ہے: واقدی رحمہ اللہ نے اہل سباء میں سے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن سکین اور ابن مندہ نے بطریق عبدالملک بن عبدالرحمن زماری، بحوالہ نعمان بن بزرج نقل کیا ہے کہ دیر بن یحسین فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم صنعاء آؤ تو اس کی اس مسجد میں آؤ جو صنعاء کے پہاڑ حیا الہفیل میں ہے اور اس میں نماز پڑھو“۔ ابن سکین نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے، جب اسود کذاب کو قتل کیا گیا، وہ فرماتے ہیں: یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس میں مسجد بنائوں۔ ابن مندہ کا قول ہے: زماری اس حدیث کی روایت میں تنہا ہیں۔

۹۱۰۸) ویرہ بن سنان جہنی

ابوالعباس ضریر نے مقامات التنزیل میں ان کا ذکر کیا ہے، بعض کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مزدور بحال غفاری سے حوض کے بارے میں جھگڑا کیا، ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے﴾۔ (الآیہ)

۹۱۰۹) ویرہ بن قیس خزرجی

رشاطی نے انساب میں اشعثی کی سوانح میں ذکر کیا ہے کہ جب اشعث بن قیس، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر تشریف لائے، جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا نکاح ان سے کر دیا تھا، تو انہوں نے اپنی تلوار سنت لی اور بازار میں جو اونٹ، گھوڑا، خچر، بکری، اور نقل نظر آیا اس کے گھر کاٹ ڈالے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: وہ مرتد ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا: دیکھو! وہ کہاں ہیں؟ تو وہ انصار کے ایک بالا خانے میں تھے، لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ اور وہ کہہ رہے تھے، یہ میرا ولیمہ ہے، اگر میں اپنے ملک میں ہوتا تو ایسا ولیمہ کرتا کہ میری طرح کسی نے نہ کیا ہوتا، جس کو جو چیز ملے، اسے لے لو، کل تمہیں اس کی قیمت مل جائے گی۔ مدینہ کے گھروں میں سے کوئی گھرا یا نہ رہا جس میں گوشت نہ گیا ہو، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ اس کے بارے میں ویرہ بن قیس خزرجی فرماتے ہیں: ﴿

”کندی نے اپنی طاقت کے دن وزن اٹھانے والے کے بوجھ کی وجہ سے ولیمہ کر دیا، جو تلوار پیام میں تھی۔ اس نے اسے سونت لیا، جو جنگوں میں کھوپڑیوں کے وقت نکالی جاتی تھی، پھر اس نے وہ تلوار ہراونٹ، بیل، گدھے، خچر میں، اس کی انتہیوں اور پایوں میں گھسیڑ دی، تو بکری نو جوان سے کہہ دینا جب تو اس سے ملے کہ اولاد آدم کی بلند بزرگی کو تو لے آؤ“۔

میں کہتا ہوں: ان اشعار کے علاوہ یہ قصہ مشہور ہے، اس کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے کہنے والا وہ شخص ہے جس

کے سامنے قصہ پیش آیا، لہذا وہ صحابی ہیں، کیونکہ وہ انصار میں سے خزرجی ہیں۔ انصار میں سے جس نے بھی حالت اسلام میں نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایادہ صحابی ہے۔

۹۱۱۰) وبرہ بن یحٰنَس خُزاعی

ابو عمرؓ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ ﷺ کے ان لوگوں کی طرف قاصد تھے جنہوں نے اسود بنی سہیل کو قتل کیا تھا، وہ یحٰنَس بن وبرہ سہلی کے علاوہ ہیں۔ قسم اول میں جن کا ذکر گزر چکا ہے، سیف نے فتوح میں فرمایا: ہم سے ضحاک بن یزید نے بحوالہ ابن عباسؓ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسود، سیلمہ، طلحہ اور اس طرح کے لوگوں کے ساتھ جہاد کے لیے قاصدوں کو بھیجا۔ وبرہ بن یحٰنَس کو فیروز کی طرف اور یحٰنَس کو دلمیوں کی طرف بھیجا۔

باب واؤ کے بعد حاء

۹۱۱۱) وحذ بن غالبؓ

ابن عمرو، ابوقلیہ، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلیبیؓ کا قول ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۱۲) وحشی بن حرب حبشیؓ

مولیٰ بن نوفل، بعض کا قول ہے: مولیٰ طیمہ بن عدی ہیں، بقول بعض: ان کا بھائی مطعم کا مولیٰ ہے، وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں، انہیں غزوہ احد میں شہید کیا۔ بخاریؓ نے اپنی صحیح میں ان کی شہادت کا طویل قصہ نقل کیا ہے۔ اس میں ان کے اسلام لانے کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ آپ ﷺ کے سامنے نہ آئیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس اہل طائف کے وفد کے ساتھ آئے تھے، اس کے آخر میں ذکر کیا کہ وہ سیلمہ کے قتل میں شریک تھے، ان کی کنیت ابوسلمہ ہے، بعض کا قول ہے: ابو حرب ہے۔ حضرت وحشی یرموک میں شریک ہوئے، پھر حمص میں رہے، وہیں وفات پا گئے۔ ان سے ان کے بیٹے حرب، عبداللہ بن عدی بن خیار، جعفر بن عمرو ضرری نے روایت کیا، حضرت وحشی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔

۹۱۱۳) وحوح بن اسلتؓ

وہ عامر بن بھشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک انصاری ہیں، ابوقیس کے بھائی ہیں، عبداللہ بن محمد بن عمارہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ غزوہ خندق اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔

- استیعاب (۲۷۴۴) * استیعاب (۱۱۲/۴) * اسد الغابہ (۵۴۴۱) * اسد الغابہ (۳۰۷/۴)
 اسد الغابہ (۵۴۴۲) تجرید (۱۲۷/۲) * المعجم الكبير (۱۳۹/۲۲) مجمع الزوائد (۱۲۲/۶)
 بخاری (۴۰۷۲) * اسد الغابہ (۵۴۴۳) تجرید (۱۲۷/۲)

۹۱۱۳ وحوح بن ثابت انصاری

خزیمہ ذی الشہادتین کے بھائی ہیں، بطبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب واؤ کے بعد وال

۹۱۱۵ وداعہ بن حرام انصاری

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن کلبی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو جوک سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اور ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا۔

۹۱۱۶ وداعہ بن ابی زید انصاری

ابن کلبی نے انصار میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے والد احد کے دن قتل ہوئے۔

۹۱۱۷ وداعہ بن ابی وداعہ سہمی

ابن کلبی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ نے بطریق ابن کلبی، بحوالہ وداعہ سہمی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: گرمیوں میں ایک دن رسول اللہ ﷺ مکہ آئے، بیت اللہ کا طواف کیا، پھر فرمایا: ”کیا پینے کی کوئی شے ہے....“۔ (المحدث)

۹۱۱۸ وذان بن زکلبی

وازم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۱۱۹ ودقعہ بن ایاس

ابن عمرو انصاری، بنو لؤذان بن غنم سے ہیں، ابن اسحاق ؒ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اس کے لکھنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا: فاء کے ساتھ ہے، ایک قول ہے: قاف کے ساتھ ہے، اکثر کا قول ہے کہ وہ دال کے ساتھ ہے، ابن ہشام نے راء کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اسی طرح موسیٰ بن عقبہ کی کتاب کے بعض نسخوں میں ہے۔

۹۱۲۰ ودیعہ بن خذام

خذام بن ودیعہ میں گزر چکے ہیں، بخاری ؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہم سے عبید بن یعیش نے بحوالہ عبد اللہ بن ودیعہ بن خذام نقل کیا ہے، وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سالم مولیٰ ابوحذیفہ کی میراث لے کر آئے۔ آپ نے ودیعہ کو بلایا،

❖ استیعاب (۲۷۷۰) ❖ استیعاب (۲۷۷۱) تجرید (۱۲۷/۲)

❖ السيرة النبوية (۲۵۵/۲) ❖ اسد الغابہ (۵۴۴۴) تجرید (۱۲۷/۲)

الْاَصْنَافُ فِي تَرْغِيبِ الصَّالِحِينَ وَتَنْهٰی الْمُنْكَرِ (جلد ۱) ۳۹۲

آپ نے فرمایا: تم سالم کی ولاء کے زیادہ حق دار ہو۔ انہوں نے کہا: ہماری رشتہ دار نے اسے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا تھا، ہمیں نہیں چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بیت المال میں شامل کر لیا۔

۹۱۲۱) ودیعہ بن عمرو

ابن یسار ابن عوفی بن جر اد بن یرویج بن طخیل بن عدی بن رجبہ بن رشدان بن قیس بن جھینہ جھنی، بنوسواد بن مالک بن غنم کے حلیف ہیں، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ؓ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی ؓ نے فرمایا: بدر میں شریک ہوئے، بنونجار کے حلیف ہیں۔

۹۱۲۲) ودیعہ بن عمرو

ابن حبان نے کہا: بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، احتمال ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، بظاہر وہ کوئی اور ہیں۔

باب واؤ کے بعد راء

۹۱۲۳) ورد بن خالد

ابن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن نمیر بن سلیم سلمیٰ بکلی۔ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ کے لشکر میں بائیں دستے پر امیر مقرر تھے، ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۲۴) ورد بن عمرو

ابن مرداس، بنوسعد بن حدیم میں سے ہیں، طبری نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ وادی قریٰ کی طرف کسی سریہ میں شہید ہوئے۔

۹۱۲۵) ورد بن قتادہ

بنو مداس بن عبد اللہ بن ذبیان بن حارث بن سعد ہدیم سے ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے ام قریظہ فرزاریہ کو دو گھوڑوں کے درمیان باندھ کر دو گلوے کروایا تھا، یہ زید بن حارثہ کے حکم پر تھا جب انہوں نے بنو فزارہ سے جہاد کیا اور ام قریظہ کو قیدی بنالیا، ابن کلبی کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ نے بنو فزارہ کی طرف وادی قریٰ کے کسی حصے میں شاخ پر خط لکھا، انہوں نے نبی کا پھول لے لیا، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ”بے آب و گیاہ وادی اور شیروں کو چھوڑ دو“۔ اور فرزاری کو اس کے عوض عطاء کیا، یہ قصہ حرف سین میں سمعان کی سوانح میں گزر چکا ہے، اس کے بعد وہ اسلام لے آئے اور حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ جہاد کیا اور شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ وہ بعد والے ہوں۔

۹۱۲۶) ورد بن مداس عذری

مدائی نے ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ سمعان کی سوانح میں گزر چکا ہے، پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ پہلے والے ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ اموی نے مغازی میں بحوالہ ابن اسحاق * ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

۹۱۲۷) وردان بن مغرم عنبری *

ان کے بھائی حیدہ اور ربیعہ بن رفیع میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۱۲۸) وردان بن مغرم تمیمی عنبری *

ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو حسن مدائی، کئی راویوں سے متعدد اسناد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب عیینہ بن حصن نے بنو عمر پر حملہ کیا تو ان کا وفد آیا وہ چلا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیخ و پکار کیا ہے؟“ کہا گیا: بنو عمر کا وفد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں چاہیے کہ آرام سے بیٹھیں۔“ یہ بات ان سے کہی گئی تو انہوں نے کہا: ہم اپنے سردار وردان بن مخرم کا انتظار کر رہے ہیں، وہ لوگ جلدی میں تھے اور اپنی سواریوں کے پاس جمع تھے، رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: وردان نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، یہ وہی شخص ہے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تم اپنی قوم کے سردار ہو، مجھے ان کے بارے میں بتاؤ، اس نے کہا: یہ مسلمان ہو کر آنے والے نہیں ہیں نہ ہی پیٹھ پھیرنے والے مشرک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں میرے لیے علیحدہ کر دو۔“ فرماتے ہیں: وہ جوانوں کو ایک طرف کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ مسکرائے پھر فرمایا: اے بنو تمیم! ہر ایک کا حق اور رشتہ داری ہے۔ میں ایک تہائی تمہیں دے دوں گا، ایک تہائی آزاد کروں گا اور ایک تہائی لے لوں گا۔ اس پر عیینہ اور اقرع میں جھگڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چار سو (۴۰۰) ادا کرے وہ چلا جائے۔“

۹۱۲۹) وردان * (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

ابو نعیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حسن بن عمارہ بحوالہ ابن ابن ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: مولیٰ رسول اللہ ﷺ اور وردان تھے سے گر پڑا اور مر گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی سرزمین کا کوئی آدمی ڈھونڈو اور اسے اس کی مہراث دو۔ لوگوں کو ایک آدمی مل گیا، انہوں نے وہ اسے دے دی۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ ابویسیٰ ترمذی کی کتاب میں بحوالہ مجاہد بن وردان مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت ان کے پاس ہے، اور باقی اصحاب سنن کے پاس۔ حدیث سفیان ثوری بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے لیکن انہوں نے مذکورہ مولیٰ کا نام نہیں لیا۔

* السيرة النبوية (۲/۶۶۱) * تجرید (۲/۱۲۸)

* اسد الغابہ (۵۴۵۶) استیعاب (۲۷۷۴) تجرید (۲/۱۲۸)

* اسد الغابہ (۵۴۵۴)

۹۱۳۰ وردان

قرات بن یزید بن وردان کے دادا ہیں، ابن اسحاق نے طائف سے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ابان بن سعید کے سپرد کر دیا تاکہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں، اور انہیں قرآن سکھائیں۔ ابوسعید خدری کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے انہیں طائف سے قیدی بنایا پھر انہیں آزاد کر دیا۔

۹۱۳۱ وردان جلی

ابن مردویہ نے تفسیر سورہ جن میں بطریق مستمر بن ریان، بحوالہ ابن مسعود ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس لیلۃ الجن میں گیا، یہاں تک کہ جن میں آئے، نبی کریم ﷺ نے میرے گرد ایک لکیر کھینچی، پھر ان کی طرف تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے پاس ہجوم کیا۔ ان کے سردار جسے وردان کہا جاتا تھا اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں ان کو آپ کے پاس سے لے نہ جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے سوا مجھے کوئی ہرگز پناہ نہیں دے سکتا۔“

۹۱۳۲ ورقہ بن ایاس

ورقہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۱۳۳ ورقہ بن حابس تمیمی

اقرع کے بھائی ہیں، حاکم نے نیشاپور سے آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان میں اقرع بن حابس، ورقہ بن حابس دونوں تھے ہیں، پھر بطریق عباس بن مصعب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: غزوہ سے آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اقرع اور ورقہ ہیں، اور وردان اخف کے ساتھ آئے۔ احمد بن سنان نے بحوالہ مدائنی فرمایا: اقرع اور ان کے بھائی ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تالیف قلب کی گئی۔

۹۱۳۴ ورقہ بن نوفل

ابن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اُسدی، نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد ہیں۔ طبری، یعقوبی، ابن قانع اور ابن سکین وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سب نے بطریق روح بن مسافر جو ایک ضعیف راوی ہے، بحوالہ ورقہ ابن نوفل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے محمد! جو تمہارے پاس آتا ہے وہ کیسے آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس آسمان سے جو آتا ہے، اس کے دونوں پر لؤلؤ کے ہیں، اس کے قدموں کا اندرونی حصہ بزر ہے۔“ ابن عساکر کا قول ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ورقہ سے نہیں سنا، اور مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے یہ کہا ہو کہ وہ اسلام لے آئے۔

اسد الغابہ (۵۴۵۵) اسد الغابہ (۵۴۵۳) اسد الغابہ (۳۱۱/۴) اسد الغابہ (۵۴۵۸) تجرید (۱۲۸/۲)

طبرانی (۱۵۳/۲۲) مجمع الزوائد (۲۵۶/۸) جامع المسانید والسنن (۳۸۹/۱۲) السیرۃ النبویہ (۱۸۹/۲) (۱۸۰/۲)

مختصر تاریخ دمشق (۲۷۱/۲)

الْاِسْمَاءُ فِي تَقْدِيرِ الْقَضَاءِ وَالْاِسْمَاءُ (الْمَدْر)

طبری نے اس حدیث کے راوی اور ورقہ بن نوفل اسدی میں فرق کیا ہے۔ لیکن یہ قصہ اس قصے سے مختلف ہے، جو صحیحین میں بطریق عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سے پہلے..... یہ حدیث حضرت جبرائیل علیہ السلام کے غار حرا میں آنے کے بارے میں ہے۔ اس میں ہے: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد تھے اور جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے..... (الحدیث)

اس میں ہے، ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا، اے کاش! میرے اندر طاقت ہوتی، اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، اس کے آخر میں ہے: ورقہ تھوڑے ہی عرصے میں وفات پا گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا اقرار کیا تھا، لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے سے پہلے وفات پا گئے، ان کی مثال بھیرا کی ہوگی۔

ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، لیکن زیادات مغازی میں بروایت یونس بن بکر بحوالہ میسرہ مروی ہے، ان کا نام عمرو بن شریل ہے، وہ اکابر تابعین میں سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”جب میں تمہا ہوتا ہوں تو پکارنے کی آواز سنتا ہوں، اللہ کی قسم! مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا، اللہ کی قسم! آپ امانتیں ادا کرتے ہیں..... (الحدیث) ان سے ورقہ نے کہا: خوشخبری ہو، پھر خوشخبری ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کی حضرت ابن مریم علیہ السلام نے خوشخبری دی، آپ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ناموس آتا ہے، آپ نہی مرسل ہیں۔ اس دن کے بعد عنقریب آپ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا، اگر میں نے وہ وقت پایا تو آپ کے ساتھ ضرور جہاد کروں گا، جب وہ وفات پا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت میں ٹہس کو دیکھا ان پر ریشم کے کپڑے تھے، کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔“

یہی نے اسے دلائل ۱۱۱ میں اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ روایت منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں: جو کچھ زبیر بن بکار نے ذکر کیا اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ہم سے عثمان نے بحوالہ عروہ بن زبیر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ بنو حنیہ کی عورت کے غلام تھے، وہ انہیں مکہ میں تپتی ریت پر تکلیفیں دیتے تھے۔ ان کی پیٹھ کو تپتی ریت پر لگا دیتے تاکہ وہ شرک کریں وہ اُحد، اُحد کہتے تھے۔ ان کے پاس ورقہ گزرے وہ اسی حالت میں تھے، انہوں نے کہا: اے بلال! اُحد، اُحد کہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم لوگ اسے قتل کر دو گے تو میں اسے یاد کرتا رہوں گا۔

یہ مرسل جید ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ورقہ اس وقت تک زندہ رہے جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا یہاں تک کہ بلال اسلام لے آئے، اس حدیث اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ ان کے قول کو ورقہ جلد ہی وفات پا گئے، اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ اسلام کے پھیل جانے سے اور نبی کریم ﷺ کے جہاد کا حکم دینے سے پہلے وفات پا گئے، لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے جو محمد بن عائد نے مغازی میں بطریق عثمان بن عطاء خراسانی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، وحی کی ابتداء

الاصول فی تفسیر الصحاح (جلد اول) (۲۹۸)

کے بارے میں نقل کیا، اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ کے ساتھ اسی طرح واقعہ منقول ہے جیسے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے، اس کے آخر میں ہے: اگر یہ وہی ہوا، پھر اپنی دعوت ظاہر کی، اور میں زندہ رہا تو میں ضرور اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ میری ذات کو اپنے رسول کی فرمانبرداری اور اس کی بہترین مدد کے لیے آزمائے پھر ورقہ نصرانیت پر فوٹ ہوئے، لیکن عثمان ضعیف راوی ہے۔

زبیر کا قول ہے: ورقہ کو بتوں کی عبادت ناپسند تھی، وہ اطراف میں صحیح دین کی تلاش میں نکل گئے، کتابیں پڑھی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھتی تھیں، وہ کہتے: میرے خیال میں وہ اس اُمت کے نبی ہیں جس کی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔ ابن اسحاق کے مغازی الکبیر میں ہے، اسے حاکم نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان بن علاء بن حارثہ ثقفی نے بیان کیا، ان کے چرواہے تھے، فرماتے ہیں: ورقہ بن نوفل نے، جو کچھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ذکر کیا تھا، اس کے بارے میں کہا: ”مردوں، زمانے کی گردش اور تقدیر کے بہرہ پھر یہ افسوس!“

چند اشعار جن میں سے یہ ہیں: ص

”یہ خدیجہ میرے پاس آتی ہے کہ میں اسے خبر دوں جبکہ غیب کی پوشیدگی کی ہمیں کچھ خبر نہیں کہ احمد کے پاس جبرائیل آ کے یہ خبر دے رہے ہیں کہ آپ تمام انسانیت کی طرف مبعوث ہیں، تو میں نے کہا: وہ جس کی تم امید کرتی ہو کہ وہ جواب دے گا وہ بیمار ہو گیا اس کا اللہ ہے لہذا خبر کی امید رکھو اور انتظار کرو۔“

ابن عدی نے کامل میں بطریق اسماعیل بن مجالد بحوالہ جابر، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے: ”میں نے ورقہ کو جنت کے درمیان دیکھا، ان پر سندس کا کپڑا تھا۔“ ابن عدی کا قول ہے: اسماعیل بحوالہ اپنے والد اسے روایت کرنے میں تھا ہیں۔ میں کہتا ہوں: اسے ابن سکین نے بطریق یحییٰ بن سعید اموی، بحوالہ مجالد نقل کیا ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں: میں نے ورقہ کو جنت کی ایک نہر پر دیکھا، کیونکہ وہ کہتے تھے: زید کا دین ہی میرا دین ہے اور زید کا اللہ میرا اللہ ہے۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں اسی طریق سے نقل کیا ہے، بزار نے بطریق ابی معاویہ بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ورقہ کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت یونس بن کبیر کی زیادات مغازی میں ہے، اسے بحوالہ ہشام بن عروہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ورقہ کے بھائی نے کسی شخص کو گالی دی، اس شخص نے ورقہ کو گالی دی، نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ورقہ کے لیے جنت میں ایک یادو باغ دیکھے ہیں۔“ پس آپ ﷺ نے انہیں گالی دینے سے روکا۔

اسے بزار نے بطریق ابواسامہ، بحوالہ ہشام مرسل نقل کیا ہے۔ احمد نے بطریق ابن لبیہ، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس پر سفید کپڑے ہیں، میرا خیال ہے کہ اگر وہ اہل دوزخ میں سے ہوتے تو اس پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔“

۹۱۳۵ ورقہ بن نوفل دیلمی

یا انصاری، ان سے پہلے والی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب واؤ کے بعد زاء

۹۱۳۶ وزر بن سدوس طائی

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ہشام بن کلبی، بحوالہ عبید اللہ بن عبد اللہ نبھانی، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: زید خیل الطائی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کے ساتھ وزر بن سدوس اور قبیصہ بن اسود وغیرہ تھے، انہوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں۔ پھر قصہ ذکر کیا، قبیصہ کی سوانح میں گزر چکا ہے، رشاطی کا قول ہے: وہ وزر بن جابر بن سدوس ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، سدوس وہ ابن اصمغ بن ابی بن عبد اللہ بن ربیعہ بن سعد بن ثروان بن نبھان ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: ان کا لقب اسد رحیم ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے عذرہ عسی کو قتل کیا تھا، فرماتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کے پاس زید الخیل کے ساتھ آئے۔

میں کہتا ہوں: ابوالفرج اصہبانی کی کتاب میں زید خیل کی سوانح میں ہے کہ وزر بن سدوس شام چلا گیا، اپنا سرمند ادا اور عیسائی ہو گیا، اس حال میں مر گیا۔ واللہ اعلم

باب واؤ کے بعد عین

۹۱۳۷ وعلہ بن یزید

بصرہ کے دیہاتیوں میں ان کا شمار ہے، ابن سکین، ابن شاپین اور ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة روایت کیا ہے کہ ہم سے فاطمہ بنت محمد بن حلاس عقیلیہ نے روایت کیا، فرماتی ہیں: میں قبیلے کی ایک خاتون ام یزید بنت وعلہ بن یزید کے پاس گئی، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں سورہ ق اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ ابن مندہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو عاشوراء کے روزے کا حکم دیتے ہوئے سنا۔

باب واؤ کے بعد فاء

۹۱۳۸ وفاء بن عدی

ابن ریح بن ربیعہ ابن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف بن جمحی، ان کی اور ان کے بھائی ابوالعاص کی والدہ حضرت ہالہ بنت

اسد الغابہ (۵۴۵۹) تجرید (۱۲۸/۲) اسد الغابہ (۳۱۴/۴) آغانی (۴۸/۱۶)

اسد الغابہ (۵۴۶۰) تجرید (۱۲۸/۲) السیرۃ النبویہ (۳۶۱/۴)



خوید، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۳۹ وفہ بن نافر بعاشی

ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے، جسے روایت کرنے میں روح بن زباب متفرد ہیں۔ یہ جعفر مستغفری کا قول ہے۔

باب واؤ کے بعد کاف

۹۱۴۰ وقاص بن حاجب

ابن غفار، ابوبصرہ کے دادا ہیں، جمیل بن بصرہ بن وقاص وقاصی۔ قضائی نے خط میں فرمایا: دارکلاب، والد ابی بصرہ ہے، وہ، ان کے والد، ان کے دادا سحابی ہیں۔

۹۱۴۱ وقاص بن قمامہ

نوحارشہ سے ہیں، حدیث عمرو بن حزم میں ان کا ذکر ہے، یہ ابوسوی کا قول ہے۔

۹۱۴۲ وقاص بن مجزز مدنجی

ابن ہشام کا قول ہے: کئی اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ وہ غزوہ ذی قرد میں شہید ہوئے۔ رہے ابن اسحاق تو فرماتے ہیں: اس دن محرز بن نھملہ کے علاوہ کوئی شہید نہیں ہوا۔

باب واؤ کے بعد کاف

۹۱۴۳ وکیع بن عدس

ابن زرارہ تھمی، اشم بن صفی کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابوحاتم بھتانی نے معمر بن میں ذکر کیا ہے کہ وہ اور حاجب جب انہیں اشم کا نبی کریم ﷺ کی طرف نکلنا معلوم ہوا تو وہ اس کے پیچھے نکلے، جب ان کی قبر کے پاس پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے اور اذنت ذبح کئے، پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے انہوں نے ان سے کہا: تمہیں اشم نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا: انہوں نے ہمیں اسلام لانے کا کہا: ہم ان کے ساتھ اسلام لے آئے۔

صفوان بن اسید کی سوانح میں گزر چکا ہے کہ وہ قتل ہوئے تو حاجب اور وکیع جو زرارہ کے بیٹے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس ان کے قاتل کو لے کر آئے۔ گویا وکیع اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، یادہ کوئی اور ہیں، تابعین میں وکیع بن عدس ہیں: وہ عقیل بن انقی لقیط بن عامر ہیں۔

اسد الغابہ (۵۴۶۲) استیعاب (۲۷۷۵) تجرید (۱۲۹/۲) السیرۃ النبویہ (۲۲۳/۲) (۲۱۶/۴)

السیرۃ النبویہ (۲۲۳/۳) و (۲۱۶/۴)

ان کا ان کے ساتھ ذکر گزر چکا ہے، تمہی جو صحابی ہیں اور عقیلی جو تابعی ہیں، ان کا نام اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے۔

۹۱۳۳ وکیع بن مالک

سیف نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں، مالک بن نویرہ کو جو حنظلہ، بنو ربیع کے صدقات پر عامل بنایا، رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور وہ اسی حالت میں تھے۔ پھر سجاح کی موافقت کرنے لگے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جب اللہ نے اس کی جمعیت کو ختم کیا تو حضرت خالد بن ولید کے پاس اپنی قوم کے صدقات لے کر آئے۔ ان سے معذرت کی اور اسلام لائے، ان کا اسلام سنو گیا، اسی طرح طبری نے ذکر کیا ہے۔ سیف نے بھی ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وکیع داری کو صلصل بن شرییل کے ساتھ عمرو بن محبوب کی طرف بھیجا، تاکہ وہ مرتدین کے مقابلے میں تعاون کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور ہوں، صلصل کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب واؤ کے بعد لام

۹۱۳۵ ولید بن ابی امیہ مغزومی

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابوامیہ ام المؤمنین کے بھائی ہیں۔ مہاجر کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان کا نام ولید بن ابی امیہ تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل دیا جب وہ اسلام لائے۔ یہ ابن عبد البر کا قول ہے، یہ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن سلام نجفی نے ذکر کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حماد بن سلمہ اور ابن جعد بہ نے، ان کے سیاق میں اختلاف ہے، دونوں فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک شخص تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ انہوں نے کہا: میرا بھائی ولید ہے، ہجرت کر کے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مہاجر ہے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ ولید ہیں، آپ ﷺ نے دوبارہ یہی کہا۔ انہوں نے پھر وہی کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم چاہتے ہو کہ ولید کو غم بناؤ، میری امت میں ایک فرعون ہوگا جسے ولید کہا جائے گا۔“

۹۱۳۶ ولید بن جابر

ابن خالم بن حارث بن عباس بن ابی حارث بن عتود بن سحر طائی بصری۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں تحریر لکھ کر دی، وہ ان کے پاس ہے، یہ ابو عمر کا قول ہے۔

۹۱۳۷ ولید بن حارث

ابن عامر بن نوفل نوفلی، مشہور صحابی عقبہ بن حارث کے بھائی ہیں۔ بعض کا قول ہے: منذر اور میمونہ بنت ولید کے بھائی ہیں، یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ملیکہ کی زوجہ ہیں، ان کے والد عبد اللہ بن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں۔ ہم نے ان کے والد عبد اللہ کا

الاصناف في سيرة الصحابة (جلد ۲) ۲۰۲

صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ اگر ولید ان کے تانا ہیں، فتح مکہ تک زندہ رہے تو وہ اس قسم میں سے ہوں گے، اگر وہ اس سے پہلے وفات پا گئے تو ان کی بیٹی میمونہ کو ریت حاصل ہے۔ میں نساء کے حرف میم میں ان کا ذکر کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۹۱۳۸ ولید بن زہر مزنی

ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ہشام بن کلبی، بحوالہ بنو مرہ بن عوف کے ایک شخص سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ولید بن زہر، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا باندھ کر دیا، ان کی زوجہ آئی اور رونے لگی۔ ان کے چچا زاد ساریہ بن اوفی اٹھے، نبی ﷺ کی طرف چلنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے صدرہ کو بلایا اور انہیں جھنڈا باندھ دیا۔ پھر وہ بنو مرہ کی طرف چلے، ان پر اسلام پیش کیا، انہوں نے قبول کرنے میں تاخیر کی، انہوں نے ان پر تلوار چلا دی۔ جب بہت زیادہ قتل کیا تو وہ لوگ اسلام لائے، اور ان کے گرد قیس میں سے لوگ اسلام لائے، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی طرف ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ چلے۔

۹۱۳۹ ولید بن عبد شمس

ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ قریش کے معزز لوگوں میں سے تھے، زبیر بن بکار کا قول ہے: ان کی والدہ قیلہ بنت جحش بن ربیعہ ہیں جو بنو عامر بن لوی سے ہیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں فرمایا: یمامہ میں شہید ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا، جس سے سعید پیدا ہوئے۔

۹۱۵۰ ولید بن عقبہ

ابن ابی معیط، ابان بن ابی عمرو، ذکوان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی، عثمان بن عفان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ اروی بنت کریم بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ہیں۔ ان کی والدہ بیضاء بنت عبد المطلب ہیں، ان کی کنیت ابو وہب ہے، ان کا باپ غزوہ بدر سے فراغت کے بعد باندھ کر قتل کیا گیا۔ وہ مسلمانوں پر بہت سخت اور رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ ایذا دیتا تھا۔ بدر کے قیدیوں میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا: اے محمد! بچوں کا کون نگران ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آگ“۔ ولید اور ان کے بھائی عمارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ بعض کا قول ہے: یہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو﴾۔ (الآیۃ)

ابن عبد البر کا قول ہے: اہل علم کو قرآن کی آیت کی اس تفسیر میں اختلاف نہیں ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنو مطلق کی طرف تصدیق کے لیے بھیجا، وہ واپس آئے اور ان کے بارے میں خبر دی کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں، زکوٰۃ نہیں دیتے، وہ ان سے ملاقات کے لیے نکلے تھے اور ان پر ہتھیار تھے، انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان سے

اسد الغابہ (۵۶۶۵) تجرید (۱۲۹/۲) * اسد الغابہ (۳۱۴/۴) * اسد الغابہ (۵۶۶۷) استیعاب (۲۷۴۹)

اسد الغابہ (۵۶۶۸) استیعاب (۲۷۵۰) * سورة الحجرات الآية (۶) * استیعاب (۱۱۴/۳)

مختصر تاریخ دمشق (۳۳۹، ۳۳۸/۲۸)

الاصناف في سيرة النبي ﷺ (جلد ۳)

لڑائی کے لیے نکلے ہیں، لہذا وہ واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ اسلام پر ہیں، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: اس قصے کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنو مصطلق کی طرف بھیجا، ان لوگوں نے اس سے ملاقات کی، انہوں نے ان لوگوں کو پہچان لیا، پھر واپس لوٹ آئے اور کہا: وہ مرد ہو گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب وہ ان لوگوں کے قریب پہنچے تو رات کے وقت جاسوسوں کو بھیجا تو وہ لوگ اذان دے رہے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے، حضرت خالد بن ولید ان کے پاس گئے تو انہیں مطیع اور بھلائی پر پایا، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف واپس آئے اور آپ ﷺ کو بتایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسے عبد بن حید نے بحوالہ قتادہ اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

بطریق حکم بن ابان، بحوالہ عکرمہ اسی مفہوم میں نقل ہے، بطریق ابن ابی نجیح، بحوالہ مجاہد اسی طرح مروی ہے۔ اسے طبرانی نے موصلاً بحوالہ حارث بن ضرار مصطلقی طویل نقل کیا ہے۔

سند میں ایسا راوی ہے جو معروف نہیں، ابوداؤدؒ کی سنن میں بطریق ثابت بن حجاج، بحوالہ ولید بن عقبہ اس روایت سے تعارض ہے۔ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو لانے لگے، آپ ﷺ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے، مجھے بھی آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، مجھے رنگ دار خوشبو لگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اس رنگ دار خوشبو کی وجہ سے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا۔

ابن عبدالبرؒ کا قول ہے: ابو موسیٰ مجہول ہیں، فتح مکہ کے موقع پر جو بچہ ہو، فتح مکہ کے تھوڑے عرصے بعد نبی کریم ﷺ اسے تصدیق کے لیے نہیں بھیج سکتے۔ زبیر وغیرہ نے سیرت کا علم رکھنے والے راویوں سے نقل کیا ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ جب ۷ھ صلح کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کے بھائی ولید اور عمارہ انہیں واپس لوٹانے کے لیے آئے، فرماتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جو بچہ ہو تو وہ فتح سے پہلے اپنی بہن کو لوٹانے کے لیے کیسے جاسکتا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ فتح مکہ کے موقع پر آدمی تھے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ وہ اپنے والد کے چچا زاد حارث بن ابی وجزہ بن ابی عمرو بن امیہ کافدیہ لے کر آئے، بدر کے دن وہ قید ہو گئے ہیں، اس کافدیہ چار ہزار (۴۰۰۰) دیا، اسے اصحاب مغازی نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد ولید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تربیت میں بڑھنے لگے یہاں تک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہیں حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی کے بعد کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ جو لوگوں پر بہت شاق گزرا۔ ولید بہادر، شاعر اور نئی تھے۔

مصعب زبیری کا قول ہے: قریش کے رجال اور سردار تھے، صبح کی نماز میں انہوں نے لوگوں کو چار رکعت پڑھائیں یہ قصہ مشہور اور منقول ہے۔ شراب پینے کا جرم ثابت ہونے کے بعد ان کے معزول ہونے کا قصہ مشہور ہے جو صحیحین میں ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے لگانے کے بعد کوفہ سے معزول کر دیا اور حضرت سعید بن العاص کو اس کا والی بنا دیا۔ بعض نے کہا: کوفہ کے کچھ لوگوں نے تعصب کی بناء پر ناحق ان کے خلاف گواہی دی، اسے طبری نے روایت کیا ہے، ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے۔

الکتاب فی مناقب الصحابة (جلد ۲)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ولید فتنے سے الگ رہے، نہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے نہ کسی اور کے ساتھ، لیکن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی تحریروں اور اشعار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کی ترغیب دلاتے۔

اس میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب جریر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خط دے کر بھیجا، اس میں انہیں مطلع ہونے کا اور اہل شام سے بیعت لینے کا حکم دیا، ولید کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ان کی طرف شعر لکھ کر بھیجے: ﴿تمہارے پاس علی کے قلم سے لکھا ہوا خط آیا ہے، جو فیصلہ کن ہے، یا تو اس کی صلح کو قبول کر لو یا اس سے جنگ کرو، اگر تمہاری نیت اسے جواب دینے کی ہے تو اس خط کے املاء کرنے والے اور اس کے کتاب کا براہو۔﴾

نیز ان کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھیجے: ﴿تم اور علی کی طرف خط کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی دباغت کرنے والا اس وقت دباغت کرے جب چڑا سوکھ جائے۔﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر انہوں نے یہ اشعار کہے تھے: ﴿خبردار! تین افراد کے بعد سب سے بہترین شخص تجھی کا مقتول ہے جو معز سے آیا تھا، میں کیسے نہ روؤں جبکہ میرے رشتہ دار دروہے ہیں، ابو عمر کے احسانات ہم سے ڈک گئے۔﴾

انہوں نے وفات تک مقام رقدہ میں قیام کیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کیں، جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا، ان سے حارث بن مضرب، شععی، ابو موسیٰ ہمدانی وغیرہ نے روایت کیا۔

خلیفہ کا قول ہے: حضرت ولید ۲۵ھ میں کوفہ کے امیر تھے، ۲۸ھ میں انہوں نے آذربائیجان کا جہاد کیا، وہ قوم کے امیر تھے۔ ۲۹ھ میں معزول ہوئے، ابو عمرو بہ حراہی کا قول ہے: خلافت معاویہ میں وفات پائی۔

۹۱۵۱ ولید بن عمارہ

ابن ولید ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے، ابن عبد البرؒ کا قول ہے: حضرت خالد ابن ولید کے ساتھ بطاح میں ۱۱ھ میں شہید ہوئے۔ دوسرے راویوں کا قول ہے: ان کی والدہ بنت بلعاء بن قیس کنانی ہیں، ان کے والد عمرو نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریش کی طرف سے نجاشی کے پاس سفر کیا تاکہ وہ مسلمان مہاجرین کو واپس لوٹا لائیں، عمارہ نے اپنے اہل اور اولاد کو مکہ میں چھوڑا، ان میں سے ولید، ابو عبیدہ، عبد الرحمن اور ہشام ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ عمارہ کا قصہ زیر نے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ عمرو بن عاص کی باندی پہ گر گئے، حضرت عمرو بن عاص کو پتہ چلا تو ناراض ہوئے اور سخت انہیں ڈانٹا، جب نجاشی کے پاس ٹھہر گئے تو عمارہ نے نجاشی کی بیوی کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ عمارہ حسین و جمیل تھے تو وہ اس کی طرف مائل ہو گئی اور ان سے میل ملاپ کرنے لگی۔ عمرو کو اس کا پتہ چلا، اس نے نجاشی کو بتا دیا، جب اسے حقیقت معلوم

ہوئی تو ساحروں کو حکم دیا، انہوں نے ان کے ذکر کے اگلے حصے میں پھونک ماری تو وحشی ہو گئے اور جانوروں کے ساتھ رہتے، یہاں تک کہ خلاف عمر میں عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کی طرف گئے، گھات لگا کر بیٹے اور انہیں پانی پر پکڑ لیا، وہ چلانے لگے: مجھے چھوڑ دو، اگر تم نے مجھے چھوڑا تو میں مر جاؤ گا، وہ آپ کے ہاتھوں میں مر گئے۔

زحیر کا قول ہے: مجھ سے عبداللہ بن یزید ہذلی نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن محمد بن عمران طحی نے بتایا، فرماتے ہیں: جب عمارہ نے عبداللہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں کو دیکھا تو چلا کر کہنے لگے: اے مغیرہ! اے مغیرہ!

۹۱۵۲ ولید بن قاسم

ولید بن دباغ نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ابواحمد عسکری، پھر بطریق معلی بن زیاد، بحوالہ ولید بن قاسم نقل کیا ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ برے لوگ ہیں جو شبہات اور شہوات سے حرام چیزوں کو حرام کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ (الحدیث)“

۹۱۵۳ ولید بن قیس

ابن سکین نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث ثابت نہیں، اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں بطریق عبدالملک بن حسن نقل کیا ہے، بحوالہ ولید بن قیس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں برص کی بیماری تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، جس سے وہ ٹھیک ہو گئے۔ عبدالملک وہ ابوالک ہے۔ بہت ضعیف راوی ہے۔

۹۱۵۴ ولید بن ولید

ابن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی، خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ بدر میں مشرکین کے ساتھ شریک تھے، قیدی بنے، ان کے بھائیوں ہشام اور خالد نے ان کا فدیہ دیا، ہشام ان کا سگا بھائی تھا، ان دونوں کی والدہ آمنہ یا عاتکہ بنت حرمہ ہیں، جب ان کا فدیہ دیا گیا تو اسلام لے آئے۔ ان لوگوں نے اس پر عتاب کیا تو انہوں نے کہا: میں نے قبول کیا، مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ لوگ میرے بارے میں گمان کریں کہ میں قید میں گھرا گیا تھا۔ واقف دی نے اپنی اسانید سے ان کا ذکر کیا ہے، جب اسلام لائے تو ان کے ماموں نے انہیں قید کر لیا، نبی کریم ﷺ فوت نازلہ میں ان کے لیے دعا کرتے تھے، جیسا کہ صحیح میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے: ”اے اللہ! ولید بن ولید اور ان مومنوں کو نجات دے جو کمزور سمجھے جاتے ہیں۔“ جب قید سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ سے عمرہ قضیہ میں ملے، بعض کا قول ہے: وہ پیدل ہی قید سے نکل بھاگے، ان لوگوں نے انہیں تلاش کیا، لیکن انہیں پانہ سکے، بعض نے کہا: وہ ہرابی قبیلہ میں مدینہ آنے سے پہلے فوت ہو گئے۔ بعض نے کہا: جب نبی کریم ﷺ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو خالد مکہ سے نکل گئے یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہوتے نہیں دیکھا، نبی کریم ﷺ نے ولید

اسد الغابہ (۵۴۷۰) تجرید (۱۲۹/۲) کنز العمال (۵۵۸۴) جامع المسانید والسنن (۳۹۳/۱۲)

اسد الغابہ (۵۴۷۱) استیعاب (۲۷۵۲) المعجم الکبیر (۱۵۱/۲۲) اسد الغابہ (۵۴۷۲) استیعاب (۲۷۵۳) تجرید (۱۳۰/۲)

مجمع الزوائد (۱۶، ۶۶) جامع المسانید والسنن (۳۹۷/۱۲) تاریخ کبیر (۱۵۳/۴)

ابن ولید سے فرمایا: ”اگر خالد ہمارے پاس آتے تو ہم اس کا اکرام کرتے، یہ ایسا شخص نہیں ہے کہ کسی عقد میں اسلام سے نا آشنا رہا ہو۔“ ولید نے یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا، یہ ان کی ہجرت کا سبب بنا، اسے واقفی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے، زبیر بن بکار نے بحوالہ محمد بن ضحاک، عن ابیہ نقل کیا ہے، جب ولید بن ولید نے ہجرت کی تو ان کی والدہ کہنے لگیں: ”مسافت کا چوتھا کی حصہ ولید نے ہجرت کی، تو اس عورت سے ایک اونٹ اور اونٹنی خریدے اور ان کی جانب آرزوؤں کے ساتھ بلند ہو۔“

فرماتے ہیں: میرے چچا مصعب کی روایت میں ہے: ”

ان کے درمیان سے تنگ دل یا تنگ جان پھینک دے۔“

ان کے اشعار میں ایسا شعر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لے آئی تھیں۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ جوان کی چچا زاد بہن تھیں کہنے لگیں: ”

”اے آنکھ! ولید بن ولید بن مغیرہ پہ آنسو بہا، بے شک وہ قحط سالیوں میں بارش، ہم لوگوں میں روشن رحمت

تھا۔ وہ بہت زیادہ بخشش والا، عزت مند ہے۔ سخاوت کے طریق کی تلاش میں بلند ہوتا ہے، ابو الولید ولید بن

ولید جیسا شخص خاندان کے لیے کافی ہے۔“

اسی طرح زبیر بن بکار نے بحوالہ محمد بن ضحاک حزامی، عن ابیہ، انہی الفاظ میں نقل کیا ہے، انہوں نے اس قول ”وہ ہم لوگوں

میں روشن رحمت تھا“ اس کے بجائے اور الفاظ نقل کیے ہیں ”بہت زیادہ پانی والی ندی، اور ذخیرہ شدہ خوراک تھا“۔ ایک روایت میں

ہے: ”پانی سے بھری ہوئی ندی ہے۔“ ابن عدی کی کامل میں بطریق کامل بن علاء بحوالہ حبیب بن ابی ثابت مروی ہے کہ حضرت ام

سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ولید بن ولید فوت ہو گیا ہے، میں اس پر کیسے روؤں؟ فرماتے ہیں: میرا قول..... پھر شعر ذکر کیا،

یہ باطل ہے۔ گویا وہ راوی سے الٹ گیا ہے۔

طبرانی * نے بطریق عبد العزیز بن عمران، بحوالہ اسماعیل بن ایوب بخرونی نقل کیا ہے کہ ولید بن ولید بن مغیرہ مکہ میں قید

تھے، جب انہوں نے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو طائف میں اپنا مال بیچا، جب لوگ بے خبر تھے، وہ اور عیاش بن ابی سلمہ اور سلمہ بن ہشام

پیدل نکل بھاگے، انہیں تعاقب کا خوف تھا، وہ بھاگے یہاں تک کہ تھک گئے۔ ولید پیچھے رہ گئے۔ اس پر انہوں نے کہا: ”

”اے میرے قدامتو! مجھے ان لوگوں تک پہنچا دو اور آج کے بعد مجھے کبھی نہ تھکاتا۔“

جب احراس کے مقام پر پہنچے تو انہیں ٹھوکر لگی تو کہا: ”

”تو ایک خون آلود انگلی ہی تو ہے، اللہ کے راستے میں تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور کہا: یا رسول اللہ! میں تھک گیا ہوں، اور میں مرنے والا ہوں، آپ اپنے زائد کپڑے

سے جو آپ کے بدن مبارک پر ہو مجھے کفن دیجئے، پھر وہ وفات پا گئے، نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص میں انہیں کفن دیا، اور حضرت

ابن سلمہ رحمہ اللہ کے ہاں گئے، ان کے سامنے بچہ تھا، اور وہ کہہ رہی تھیں: ”ولید بن ولید بن مغیرہ پر رو“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں سے اگر ہو سکتا تو تم ولید کو ولید کی نرمی بنا لیتے“۔ پھر ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ان کا یہ قصہ مصعب زبیری نے بغیر اسناد ذکر کیا ہے۔ ولید ابن مغیرہ کی سوانح میں اس میں سے کچھ آئے گا۔

احمد نے اپنی مسند میں ان کی ایک حدیث بروایت محمد بن یحییٰ بن حبان ان کے حوالے سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہ! مجھے خواب میں ڈر لگتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سونے کے لیے لیٹو تو کہو: اللہ کے نام سے میں اللہ کے کلمات کے ساتھ اس کے غصے سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے لشکروں سے پناہ مانگتا ہوں اور میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں“۔ وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا.... (المحدث)

یہ روایت منقطع ہے کیونکہ محمد بن یحییٰ نے انہیں نہیں پایا، اسے ابو داؤد نے بروایت ابن اسحاق، بخوالہ عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جده نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ولید بن ولید نیند میں گھبرا جاتے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا.... پھر حدیث ذکر کی۔

۹۱۵۵ ولید بن یزید

ابن ربیعہ بن شمس قرظی عثمی، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے ان کا بیٹا عبداللہ بن ولید جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھا۔

باب واؤ کے بعد ہاء

۹۱۵۶ وہبان بن صفی غفاری

رہبان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۹۱۵۷ وہب بن اسود

اسود بن وہب میں گزر چکے ہیں۔

۹۱۵۸ وہب بن امیہ

ابن ابی الصلت ثقفی، ابن کلبی نے روایت نقل کی ہے، جس سے عہد نبوی میں ان کے اسلام لانے کا پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ثقیف میں سے ایک شخص فوت ہو گیا، اس کی اولاد نہیں تھی، اس کی میراث میں جھگڑا ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کی میراث وہب بن امیہ بن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف ثقفی کو دی، عبداللہ بن صفوان اکبر بن امیہ بن خلف نجفی نے بھٹہ بنت وہب ابن امیہ ابن ابی الصلت سے نکاح کیا، جس سے صفوان بن عبداللہ بن صفوان کی ولادت ہوئی۔

۹۱۵۹ وہب بن حذیفہ

ابن عباد بن خلف وغفاری، بعض کا قول ہے: عزلی ہیں، ایک قول ہے: ثقفی ہیں، مجازی ہیں، ان کی ایک حدیث ہے جسے ترمذی وغیرہ نے بطریق واسع بن حبان ان کے حوالے سے مرفوع نقل کیا ہے: ”جب کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھ کر جائے پھر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔“ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن سعد نے اہل شندق کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بحوالہ واقدیؒ نقل کیا ہے کہ وہ اہل الصفہ میں سے تھے، حضرت معاویہؓ کی خلافت تک زندہ رہے۔

۹۱۶۰ وہب بن حمزہ

ابن سکین کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث کی اسناد میں تردد ہے، پھر بطریق یوسف بن صہیب، بحوالہ وہب بن حمزہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ سفر کیا، میں نے ان میں سخت دیکھی تو میں نے کہا: میں واپس جا کر ان کی شکایت کروں گا، پھر میں واپس آیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علیؓ کا ذکر کیا اور اس کی شان میں کچھ نازیبا باتیں کیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا ہرگز نہ کہو، یہ علیؓ ہیں اور میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔“

۹۱۶۱ وہب بن خنیش

جعفر کے وزن پر ہے، شعبیؒ کے ہاں ان کی حدیث ہے، بیان، فراس اور جابر وغیرہ نے بحوالہ شعبی، ان کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے، داؤد اودی نے بحوالہ شعبی فرمایا: وہب کے بدلے ہرم ہے، پہلا قول مشہور ہے۔

۹۱۶۲ وہب بن خویلد

ابن خلوفیلم بن عوف بن عبدہ ثقفی، ان کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔

۹۱۶۳ وہب بن زمعہ

ابن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی اسدی، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، قریش کے نہایت سختی تھے، سنن ابی داؤد میں ان کی ایک حدیث ہے، جسے بطریق محمد بن اسحاقؒ نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ نے بحوالہ اپنے والد اور اپنی والدہ زینب بنت ابی لیلیٰ، دونوں نے بحوالہ ام سلمہؓ روایت کیا ہے، فرماتی ہیں: وہ رات جس میں نحر کے دن شام کو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے، آپ ﷺ میرے ہاں تھے کہ میرے ہاں وہب بن زمعہ اور آل ابی امیہ میں سے ایک شخص آیا دونوں نے قمیض پہنی ہوئی تھی، ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم عرفات سے واپس لوٹے ہو؟“۔۔۔۔۔ (الحدیث)

اسد الغابہ (۵۴۷۶) استیعاب (۲۷۵۵) ترمذی (۲۷۰۶) اسد الغابہ (۵۴۷۷) تجرید (۱۳۰/۲)

المعجم الكبير (۱۳۵/۲۲) مجمع الزوائد اسد الغابہ (۵۴۷۸) استیعاب (۲۷۵۶)

بیاض فی الاصل اسد الغابہ (۵۴۸۰) تجرید (۱۳۰/۲) السیرۃ النبویہ (۶۵۳/۱) و (۶۵۷/۱)

مسند احمد (۲۹۵/۶) صحیح ابن خزیمہ (۲۹۵۸) بیہقی (۱۳/۵)

زیر بن بکار نے بطریق یحییٰ بن مقداد بن یعقوب زعمی بحوالہ اپنے چچا موسیٰ بن یعقوب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے تو عبداللہ اصغر بن وہب بن زحما اپنے بھائی عبداللہ اکبر کے خون کا بدلہ لینے کے لیے گئے، وہ یوم الدار کو قتل ہوئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیت دی اور فرمایا: وہ فتنہ اور اختلاط میں قتل ہوئے۔

۹۱۶۴ وہب بن ابی سرح

ابن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر قرشی عامری، عمرو کے بھائی ہیں، یہ ابو عمر کا قول ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی عمرو بدر میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون نے ان کا تعاقب کیا ہے کیونکہ موسیٰ بن عقبہ میں ان کا ذکر نہیں، انہوں نے وہب بن سعد بن ابی سرح کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ اس کے علاوہ ہیں۔ یثیم بن عدی نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بلاذری کا قول ہے: یہ ثابت نہیں لیکن وہ بدر میں شریک ہوئے۔ ابو معشر کہتے تھے: ان کے بھائی معمر نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، واقدی کا قول ہے: انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی، وہ بدر میں شریک ہوئے تھے، جن کا موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور کلبی نے ذکر کیا ہے وہ عمرو بن ابی سرح ہیں۔

۹۱۶۵ وہب بن سعد

ابن ابی سرح بن ربیعہ بن حلال بن مالک بن ضہ بن حارث بن فہر فہری۔ عبداللہ بن سعد کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ اور ابن حبان نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ دونوں فرماتے ہیں: ہمیں ان کی روایت معلوم نہیں، محمد بن سعد نے طبقات میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے، موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور واقدی کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سوید بن عمرو کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا، دونوں موتہ کے دن شریک تھے، فرماتے ہیں: وہب بن سعد أحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے جس وقت شہید ہوئے چالیس (۴۰) سال کے تھے۔ پھر ابن مندہ نے بحوالہ عاصم بن عمر روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: وہب ابن سعد نے جب ہجرت کی تو کلثوم بن ہدم کے پاس فروکش ہوئے۔

۹۱۶۶ وہب بن سماع عوفی

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبوت کی علامات کے بارے میں ان کی حدیث ہے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد نے شرف مصطفیٰ میں نہایت کمزور سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے ارد گرد اصحاب تھے کہ ایک دراز قد اعراب لمبی گردن والی اونٹنی پر

اسد الغابہ (۵۴۸۱) تجرید (۱۳/۲) * اسد الغابہ (۵۴۸۲) استیعاب (۲۷۵۸) تجرید (۱۳۷/۲)

طبقات الکبریٰ (۲۹۶/۳) * السیرۃ النبویہ (۳۸۸/۲) * اسد الغابہ (۵۴۸۳) الاستیعاب (۲۷۶۰) تجرید (۱۳۷/۲)

الاستیعاب (۲۷/۳)

آیا، لوگوں کی گردنیں چلائیں، رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور گفتگو کرنے لگا، کئی بار اس کی طبیعت میں جوش آیا، یہاں تک کہ اسے سکون مل گیا تو اس نے چند اشعار سنائے جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم وہب بن سماع ہو؟“ اس نے کہا: ہاں! میں وہب ابن سماع عوفی ہوں، سخت دفاع کرنے والا اور روکنے والا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم وہی ہونا جس کی زیادہ تر قوم جنگوں میں ضائع ہو گئی۔“ پھر اس کے حالات کی کئی چیزوں کا ذکر کیا تو اس نے کہا: چیز کے بعد اس کا اثر نہیں رہتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اپنے بت کے ساتھ اپنا قصہ ذکر کیا، اور آپ ﷺ کے سامنے یہ اشعار کہے: ص

”اے وہب! اے ابن مالک! جلدی نہ کر، ایسی چیز آچکی ہے جسے دور نہیں کیا جاسکتا۔“

پھر اشعار ذکر کئے، فرماتے ہیں: وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام سنو رہا۔

۹۱۶۷ وہب بن عبد اللہ

ابن سعد بن ابی سرح، زبیر بن بکار کا قول ہے: مؤتہ کے دن قتل ہوئے، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور ان کی اولاد کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا، پھر فرمایا: ابو سرح وہب کی اولاد میں سے وہب بن عبد اللہ ہیں، پھر ان کا ذکر کیا، ابن عساکر رحمہ اللہ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ مؤتہ میں وہب بن سعد شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ وہ دونوں اکٹھے شہید ہوئے ہوں اور ان کا نام اپنے چچا وہب کے نام پر رکھا گیا ہو۔

۹۱۶۸ وہب بن عبد اللہ

ابن قارب، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابو نعیم کا قول ہے: شرف صحابیت اور رؤیت قارب اور ان کے بیٹے عبد اللہ کو حاصل ہے، رہے وہب تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے روایت کی، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔

۹۱۶۹ وہب بن عبد اللہ

ابن مسلم بن جنادہ بن حبیب بن سواہ سوای، ابن عامر بن صعصعہ، ابو حنیفہ سوای۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آخری عمر میں آئے اور آپ ﷺ سے احادیث یاد کیں۔ پھر اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے، جب وہ خلیفہ بنے تو انہوں نے کوفہ کی پولیس کا نگران بنایا تھا۔

صحیح میں ان سے مروی روایت ہے: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے، آپ نے ہمیں تیرہ (۱۳) اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا۔ ہمارے اونٹنیاں لینے سے پہلے آپ ﷺ وفات پا گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نام وہب الخیر رکھا۔

اسد الغابہ (۵۴۸۵) تجرید (۱۳۱/۲) * کنز العمال (۳۸۰۰۷) جامع المسانید والسنن (۴۰۳/۱۲)

اسد الغابہ (۵۴۸۶) تجرید (۱۳۱/۲)

انہوں نے نبی کریم ﷺ حضرت علی اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے: عون، شعبی، ابواسحاق سمعی، سلمہ بن جبیل، اسماعیل بن ابی خالد، علی بن ارقم اور حکم بن عیینہ وغیرہ نے روایت کیا۔
واقفی کا قول ہے: عراق پر بشری گورنری میں وفات پائی، ابن حبان کا قول ہے: ۶۴ھ میں وفات پائی۔

۹۱۷۰ وہب بن عبداللہ

ابن محسن اُسدی، ابوسنان ہیں۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا، بعض کا قول ہے: ان کا نام عبداللہ بن وہب ہے، بعض کا قول ہے: وہ وہب بن محسن ہیں، پہلے قول پر مسلم نے اعتماد کیا۔

۹۱۷۱ وہب بن عثمان

ابن ابی طلحہ عبدری، ان کا والد اُحد کے دن حالت شرک میں قتل ہوا۔ انہوں نے بنت عبد بن زمعہ سے نکاح کیا اس سے عبد الرحمن کی ولادت ہوئی۔ شیبہ اور عبداللہ بھی ان کے بیٹے ہیں، زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے ام جمیل بنت شیبہ بن ربیعہ سے شادی کی۔

۹۱۷۲ وہب بن عمرو اُسدی

یونس بن کبیر نے مغازی میں آغاز ہجرت میں ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو نعیم نے جائز کہا ہے کہ وہ ثقف ابن عمرو ہوں، احتمال ہے کہ وہ ان کے بھائی ہوں۔

۹۱۷۳ وہب بن عمیر

ابن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن حُج قرشی جمحی۔ موطائیں، بحوالہ ابن شہاب مروی ہے کہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خواتین ایسی بھی تھیں کہ اپنے علاقے میں اسلام لائیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی، ان کے شوہر کافر تھے، ان میں سے ولید بن مغیرہ کی بیٹی جو صفوان بن امیہ کی زوجہ تھیں، فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں، ان کا شوہر صفوان ابن امیہ بھاگ گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اس کے چچا زاد وہب بن عمیر کو بھیجا اور اسے اسلام کی دعوت دی.... پھر حدیث ذکر کی۔ معروف یہ ہے کہ یہ قصہ ان کے والد عمیر بن وہب کا تھا، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے اہل مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابوسعید بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے، بنی جمح کی حویلی میں ایک حوض تھا اس میں پانی جمع ہوتا تھا، حضرت عمرو بن عاص کہنے لگے: میرے بھتیجے یعنی وہب بن عمیر کا میری جانب خط کھینچ دو، پھر اس حوض کا دھانہ بند کر دیا گیا اور اس کا نقشہ کھینچ دیا گیا، یوں یہ بنو جمح کی حویلی بن گئی، فرماتے ہیں: غزوہ عمرو یہ ۲۳ھ میں وہب بن عمیر کو مصر کے سمندر کا

گمران مقرر کر دیا گیا۔

بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان سے کوئی حدیث مروی نہیں، ابو بکر بن درید نے اخبار مشورہ میں کہا: وہب بن عمیر لوگوں میں سب سے زیادہ حافظے والے تھے، قریش ان کے بہت زیادہ حافظے کی وجہ سے کہتے تھے، ان کے دو دل ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے﴾۔

جب بدر کا دن ہوا تو شکست کھا کر آگئے، ایک جو ان کے ہاتھ میں تھا، اور دوسرا جوتا پاؤں میں تھا، لوگوں نے پوچھا: لوگوں کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: شکست کھا گئے، انہوں نے کہا: تمہارا جوتا کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: میرے پاؤں میں ہے۔ انہوں نے کہا: تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں، تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے دو دل نہیں ہیں۔

ثعلبی رحمہ اللہ نے یہ قصہ جمیل بن معمر کے بارے میں ذکر کیا ہے، اور جو شخص ان سے ملا اور سوال کیا وہ اوسفیان تھے، ابن کلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سنداً روایت کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: جمیل بن اسد ہیں۔

۹۱۷۳ وہب بن قابس

یا قابوس مزی، ابن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن طلحہ بحوالہ محمد بن حصین بن عمرو بن سعد بن معاذ، عن ابیہ عن جده نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مزینہ کا وہب بن قابس نامی ایک آدمی عرج مقام پر ملا، اسلام لائے اور بیعت کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس ٹھہر گئے یہاں تک کہ جب اُحد کا دن ہوا تو اپنی بکریوں کی رشی پکڑ کر نکلے، یہاں تک کہ مدینہ پہنچے تو اسے خالی پایا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے کہا: وہ اُحد کے قریب جنگ کے لیے گئے ہیں، اس نے ان کی رشی پھینک دی اور اُحد کی طرف چلے، اتنے میں گھوڑے سامنے آئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ان گھوڑوں کو ہم سے کون دور کرے گا؟ اللہ اسے جنت میں میرا ساتھی بنا کر دے گا۔“ وہب آگے بڑھے اور تلواروں کے وار سے انہیں واپس لوٹا دیا، یہاں تک کہ انہوں نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ ہم فارغ ہوں، جب فارغ ہوئے تو انہیں تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہب بن قیس سے بڑھ کر مجھے کوئی شخص محبوب نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا سامنا اس کے عمل سے کروں۔

واقفی رحمہ اللہ نے اسی مفہوم میں ان کا ذکر کیا ہے، حارث بن عقبہ بن قابس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

میں نے صاعد لغوی کی کتاب الفصوص میں پڑھا، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس اُمت میں سب سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اعمال نامے سے ملوں، آپ نے یہ بات وہب بن قابس مزی کے بارے میں فرمائی، پھر مختصر قصہ ذکر کیا۔

۹۱۷۵ وہب بن قیس

ابن ابان ثقفی۔ ان کے بھائی سفیان بن قیس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۱۷۶ وہب بن کلدہ

بنو عبد اللہ بن غطفان سے ہیں، ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۷۷ وہب بن مالک

ابن سواد بن جذیہ بن دارع بن عدی بن تمیم دارداری، تمیم کے قبیلے سے ہیں، ابن اسحاق نے تمیم داری کے ساتھ آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسلام لائے۔

۹۱۷۸ وہب بن محسن اُسدی

وہب بن عبد اللہ بن محسن ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے، بعض نے انہیں اپنے دادا کی طرف منسوب کیا ہے۔

۹۱۷۹ وہب (بے نسبت)

مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میرا خیال ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۹۱۸۰ وہب

دوسرے ہیں، بے نسبت۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مجالد، بحوالہ وہب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ عرفہ میں مقیم تھے، اس نے آپ سے آپ کی چادر مانگی آپ نے وہ اسے عطا کر دی، وہ اسے لے کر چلا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوال کرنا جائز نہیں سوائے ایسے فقری وجہ سے جو ہلاک کر دے یا ایسا قرض جو لاچار کر دے۔“

۹۱۸۱ وہیب : ابن اسود، وہب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۱۸۲ وہیب بن سماع : وہب انصاری میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

القسم الثانی از حرف واؤ

باب واؤ کے بعد لام

۹۱۸۳ ولید بن عبادہ

ابن صامت انصاری، ابن سعد کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ولادت ہوئی، انہوں نے اپنے والد، ابو سمر انصاری وغیرہ سے روایت کی۔

ان سے ان کے بیٹے عبادہ، محمد بن یحییٰ بن حبان، عطاء، سلیمان بن حبیب، عمارہ بن عمیر وغیرہ نے روایت کی ہے۔

در الکتاب فی تہذیب الصحاح (جلد ۱) ۳۱۳

ابن سعد کا قول ہے: خلافت عبدالملک میں فوت ہوئے، وہ ثقہ اور کم احادیث روایت کرتے والے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس روایت میں وہم ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، احمد کے ہاں بطریق سیار، بخوالہ عبادہ بن ولید، عن ابیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے حکم سننے اور تنگی فراخی، نشاط اور ناپسندیدگی میں اطاعت کرنے پر بیعت کی۔۔۔۔۔ (الحدیث)

یہ حدیث عبادہ کی ہے جو ان کے والد ہیں، شاید ان کے قول عن ابیہ سے مراد عن جدہ ہے، اسے مؤطا، شیخین، احمد نے بھی اور نسائی نے کئی طرق سے بخوالہ عبادہ روایت کیا ہے، ترمذی نے عبدالواحد بن سلیم کے طریق سے نقل کیا ہے کہ میں مکہ آیا اور عطاء بن ابورباح سے ملا، عطاء نے فرمایا: میں ولید بن عبادہ بن صامت سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، میں نے کہا: آپ کے والد نے وفات کے وقت کیا وصیت کی تھی؟ پھر حدیث ذکر کی، اگر اسے ولید کی صفت بناتے ہوئے نصب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا تقاضا ہے کہ وہ صحابی ہوں اگر عبادہ کی صفت بناتے ہوئے جر کے ساتھ پڑھا جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

۹۱۸۴ ولید بن عدی اصغر

ابن خیاری بن عدی بن نوفل قرشی نوفلی، ان کا والد حالت کفر میں مر گیا۔ ولید کا یہ بیٹا تھا، اس کا نام عمارہ تھا، اپنے گھرانے کے شاعر تھے۔ زیر بن بکار نے کتاب النسب میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۸۵ ولید بن ولید

ابن ولید بن مغیرہ، عبداللہ نامی لوگوں میں ان کا نام گزر چکا ہے۔

۹۱۸۶ ولید بن یزید

ابن عدی بن ربیعہ بن عبدالعزی بن عبد شمس، ابن کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے بیٹے عبداللہ جمل کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شہید ہوئے، عبداللہ، ابن داریہ کے نام سے معروف تھے۔

القسم الثالث از حرف واؤ

باب واؤ کے بعد راء

۹۱۸۷

ابن یسار بن ثعلبہ بن بھیمان بن لام طائی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا۔ ان کا بیٹا جم ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کوفہ

بخاری (۷۱۹۹، ۷۲۰۰) مسلم (۶۱) نسائی (۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲) ابن ماجہ (۲۸۶۶)

اسد الغابہ (۵۲۷۲) استیعاب (۲۷۵۳) تجرید (۱۳۰/۲)

اسد الغابہ (۵۴۶۷) استیعاب (۲۷۴۹)

میں اونٹوں کو چارہ ڈالنے میں بددیانتی کی تھی اور حجاج کے زمانے میں سمندروں کے لیے بوجھ لادتے تھے۔
ان پر سبیب بن عمرو بن کریم نے غارت گری کی جو ایک قصے میں ہے، جس کی طرف عمرو بن کریم میں اشارہ گزر چکا ہے، ابن کلیبیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب واؤ کے بعد عین

۹۱۸۸ وعوہ بن سعید

ابن قرط بن عبد بن ابی بکر بن کلاب، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ان کے بیٹے مرلیخ نے جریر کی مدد کی، فرزدق نے اسے ڈانٹا تو کہا:
”فرزدق کا گمان ہے کہ مرلیخ عنقریب قتل ہوگا، اے مرلیخ لمبی سلامتی کی خوشخبری ہو۔“
ابن کلیبیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب واؤ کے بعد فاء

۹۱۸۹ وفاء بن اشعر تمیمی

ابن لسان مخرہ کے نام سے مشہور ہیں، فصاحت کی وجہ سے مشہور تھے، ان کی کنیت ابو کلاب تھی۔ معمر بن میں ان کا ذکر ہے۔
یہ وہی ہیں جنہوں نے معاویہ سے کہا: جب انہوں نے ان سے ان کے علم کے بارے میں پوچھا تھا، میں نے اسے سوال کرنے والی زبان اور عقلمند دل سے حاصل کیا ہے۔

باب واؤ کے بعد لام

۹۱۹۰ ولید بن محسن دریکی

تغیر کے ساتھ ہے، وہمہ نے رذہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ صاحب رائے اور عقلمند تھے، انہوں نے بلخ خطبہ دیا جس میں ملوک کندہ کو مرتد ہونے سے منع کیا، انہوں نے قبول نہ کیا، ان کی جھک کی اور وہاں سے نکال دیا۔

باب واؤ کے بعد ہاء

۹۱۹۱ وہب بن اسود

حضرت عمرؓ سے ملے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے روایت کیا ہے، بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۱۹۲ وہب بن اکیدر دومہ

ابن عساکر رحمہ اللہ نے عمرو بن یحییٰ بن وہب بن اکیدر کی سوانح میں بطریق عمرو بن محمد بن حسن، بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن وہب، عن ابیہ، عن جدہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میرے والد کی طرف خط لکھا، اس کے ساتھ مہر نہ تھی۔ آپ ﷺ نے مٹی کی مہر لگائی۔

۹۱۹۳ وہب بن خالد

ابن عاصم بن غاضرہ سعدی، مولیٰ عبید، والد ابو جرہ شاعر، مخضرمی ہیں۔ محمد بن سلام نجی نے بحوالہ یونس بن عبید کہا، ابو جرہ کے والد عبید قیدی تھے، انہیں ذی الحجاز کے بازار میں جاہلیت میں بیچا، اسے وہب بن خالد نے خرید لیا، وہ ان کے پاس بہت عرصہ رہے، ان کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ پھر عبید نے اپنے مولیٰ کی اونٹنی کے تھن پر مارا اور اسے زخمی کر دیا وہب نے ان کے چہرے پر طمانچہ مارا، وہ ناراض ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! میں بنو ظفر کا آدمی ہوں، جاہلیت میں مجھے قیدی بنا لیا گیا، میں معروف النسب ہوں، اسلام میں عربی کو غلام نہیں بنایا جاتا، ان کے مولیٰ آئے اور کہا: اے امیر المومنین! میرا یہ غلام میرے مال کا نگران ہے۔ اس نے برا کیا، اس لیے میں نے اسے مارا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ اس کے علاوہ میں نے اسے کبھی مارا ہو، آدمی اپنے بیٹے کو اس سے زیادہ مارتا ہے تو کیا اس سے کم اپنے غلام کو نہیں مار سکتا؟ میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے تم پر احسان کیا ہے اور گالی کی مشقت کو دور کر دیا ہے، اگر تمہیں پسند ہو تو اس کے ساتھ رہو، اس کا تم پر احسان ہے، اگر تم پسند کرو تو اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، تو وہ ان کے ساتھ رہے، پھر نہ نب بخت عرفہ حزیہ سے نکاح کیا، اس سے ان کے ہاں ابو جرہ اور اس کا بھائی پیدا ہوئے، ابو جرہ نے اپنے والد کے حوالے سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارتداد کے سال ان کے پانی طلب کرنے کا قصہ نقل کیا ہے۔

القسم الرابع از حرف واؤ

باب واؤ کے بعد الف

۹۱۹۴ وادع

تجربہ میں ان کا ذکر بحوالہ ابن قانع ہے۔ وہ وازع زاء کے ساتھ ہے۔ پہلے گزر چکا ہے۔

۹۱۹۵ واسع بن حبان

بغوی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق حبان بن واسع بن حبان، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے

مرکب سے پانی سے کرتے ہوئے دیکھا۔ * یہ خطا ہے جو رہ جانے سے پیدا ہوئی، وہ یہ ہے کہ مسلم نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ حبان بن واسع، عن ابیہ، عن عبد اللہ بن زید، اسے طویل نقل کیا ہے، اسے ابو داؤد، ترمذی نے مختصر نقل کیا ہے۔ پہلی قسم میں واسع بن حبان کی سوانح میں گزر چکا ہے۔

۹۱۹۶ واصله بن حبان *

واصلہ میں گزر چکے ہیں، بعض نے لفظی غلطی کی ہے۔

۹۱۹۷ واقد بن عبد اللہ یربوعی *

ابن امین کا قول ہے: ابن مندہ نے ان کے اور واقد بن عبد اللہ حنظلی کے درمیان فرق کیا ہے۔ وہ دونوں ایک ہیں۔

۹۱۹۸ واقد *

بے نسبت۔ ابن مندہ کا قول ہے: ابو مسعود نے بحوالہ عبد اللہ بن واقد، عن ابیہ ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی عورت کو مساجد سے منع نہ کرو۔“ *

ابو مسعود کا قول ہے: وہ میرے نزدیک وہم ہے، وہ واقد بن عبد اللہ بن عمر، عن ابیہ ہیں۔ میں کہتا ہوں: ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے کہا:

۹۱۹۹ وائل الثقیل *

ابن شاپین ان کے ذکر کرنے میں تباہ ہیں، بطریق ابن اسحاق، بحوالہ وائل قیل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں رکھے ہوئے تھے۔ * ابو موسیٰ نے ذیل میں فرمایا: وہ وائل بن حجر ہیں، ان میں کوئی شک نہیں۔



* ابو داؤد (۱۲۰) ترمذی (۳۵) احمد (۳۹/۴) (۴۰/۴) جامع المسانید والسنن (۳۴۷/۱۲)

* تجرید (۱۲۵/۲) * اسد الغابہ (۵۴۳۲) تجرید (۱۲۶/۲) * اسد الغابہ (۵۴۳۵)

* المعجم الكبير (۳۹۹/۱۲) السنن الكبير (۱۳۲/۲) تغلیق التعليق (۳۵۳)

* اسد الغابہ (۵۴۳۸) تجرید (۱۲۶/۲)

* مسند احمد (۳۱۶/۴) مجمع الزوائد (۱۰۴/۲) الحکامل فی الضعفاء (۲۴۰/۱/۶)

آخری حرف یاء

قسم اول از حرف یاء

www.KitaboSunnat.com

باب یاء کے بعد الف

۹۲۱۱ یاسر الغنسی

آل مخزوم کے حلیف، یمن سے آئے تھے، ابو حذیفہ بن الغنصرہ کے حلیف بنے تو انہوں نے اپنی باندی سے ان کی شادی کر دی جس کا نام سمیہ تھا۔ جس سے عمار نامی لڑکا پیدا ہوا۔ تو ابو حذیفہ نے اسے آزاد کر دیا، پھر عمار اور ان کے والد اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔ حاکم کی بطریق عقیل عن الزہری عن اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر بحوالہ ان کے والد روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یاسر، عمار اور حضرت عمار کی والدہ کے ہاں سے گزرا ہوا جنہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر ازیتیں دی جا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: یاسر کے گھرانے والو! صبر کرو! یاسر کے گھرانے والو! صبر سے کام لو تمہارا مقام جنت ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں بطریق یوسف بن مائل مرسل روایت کی ہے اور حارث نے اپنی مسند میں، حاکم اور ابن مندہ نے بطریق اعش عن سالم بن ابی الجعد عن عثمان روایت کی ہے جو منقطع ہے۔ جبکہ حاکم نے اور طبرانی نے الاوسط میں بروایت ابی زبیر عن جابر مرفوع نقل کی ہے جسے ابن کلبی نے تفسیر میں ابو صالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا۔ اور عبد اللہ بن یاسر اور مزید یہ الفاظ ہیں: ابو جہل بد بخت نے حضرت سمیہ کی ناف کے نیچے نیزہ مارا جس سے وہ فوت ہو گئیں اور یاسر تکلیفیں اٹھاتے رخصت ہو گئے، اور عبد اللہ کے تیر لگا جس سے وہ گر گئے۔

۹۲۱۲ یاسر بن سوید الجہنی

ابن حبان، ابن السکن اور طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی حدیث ان کی اولاد سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عبد اللہ بن داؤد بن ولہاٹ بن سمرع بن یاسر اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا وہ بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، ان کے متعلق جرح کا ذکر نہیں کیا۔ ابن السکن اور طبرانی نے اسی سند سے جو سمرع بن یاسر تک پہنچتی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کسی مہم پہ روانہ فرمایا، انہیں ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں آپ نے ان پہ اپنا دست

رحمت پھیر اور یہ دعا دی: ”اللہ ان کے مرد بڑھا، ان کے گناہ گھٹا، انہیں کسی گناہ میں نہ پھنسا، اور فرمایا: اس کا نام مسرع رکھنا اس لیے کہ اس نے اسلام میں جلدی کی ہے۔“ ❀

۹۲۱۳ یاسر

ابو الزبید البکوی مولاء براء بن عمرو بن عمارہ بن عطیہ البکویہ۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے اور صحابی ہیں۔ مصر میں ان کی اولاد ہے پھر بطریق سعید بن عفیر روایت کی ہے کہ ابوالبراء یا سربلی کی ایک خاتون کے غلام تھے ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے، اس وقت وہ اپنی مالکن کی بکریاں چرا رہے تھے جن میں ان کی دو بکریاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے (پانی) مشروب طلب فرمایا تو انہوں نے اپنی دو بکریاں دو ہیں، پھر واپس لائے تو وہ پھر سے دودھ سے بھر گئیں۔ انہوں نے اپنی مالکن کو بتایا تو اس نے انہیں آزاد کر دیا۔ انہوں نے ابوالبراء کنیت رکھی۔ ابوبشر دولاہی اور ابن مندہ نے بحوالہ ابوسلمان سوئی ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کی ہے کہ ابوالبراء نے ان سے بیان کیا کہ ان میں سے کسی شخص نے شراب پی لی جسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگوائے، اس نے دوسری بار پھر پی لی، پھر اسے لایا گیا تو پھر کوڑے لگوائے۔ اس نے تیسری بار بھی اس سے منہ لگایا۔ مجھے معلوم نہیں تیسری یا چوتھی بار کیا ہوا۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے کنوئیں کی پٹی پہ رکھا گیا تو اس کی گردن اتار دی گئی۔

دولاہی نے یہ نام میم اور وال سے لکھا ہے، عبدالغنی فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے، یہ نام توباء اور ذال نقطہ دار سے ہے۔ میں کہتا ہوں: بغوی نے ”الغنی“ میں میم اور وال سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: مصر کے رہائشی تھے پھر بطریق ابن لہیعہ ان کی حدیث نقل کی، اس کے سیاق میں فرماتے ہیں: عن ابی سلمان یہ ایک روایت میں ہے جبکہ دوسری میں ہے: عن ابی سلمان۔ متن میں فرماتے ہیں: پھر اسے جہاں تک میرا خیال ہے تیسری یا چوتھی بار لایا گیا، آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے کنوئیں کی لکڑی پہ رکھا گیا اور اس کی گردن قلم کی گئی۔

۹۲۱۴ یامین بن عمیر ❀

ابن کعب ابوکعب النضری۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اسلام لائے تو ان کا مال محفوظ ہو گیا۔ بنی نضیر میں سے ان کے اور ابوسعید بن عمرو بن وہب کے علاوہ کسی کا مال محفوظ نہ رہا۔ یہ بات ابن اسحاق نے عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے نقل کی ہے۔ ابن اسحاق ہی فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ یامین بن کعب ابولہی عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مفضل سے ملے تو وہ دونوں رورہے تھے، پوچھا تو انہوں نے بتایا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے پاس سواری کا کوئی جانور نہیں ملا، تو انہوں نے ان دونوں کو ایک آب بردار اونٹ دیا۔

ابن اسحاق ❀ کا قول ہے: آل یامین کے کسی شخص نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یامین سے فرمایا: تم نے اپنے چچا زاد

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۲۰)

عمر بن حشاش کو دیکھا نہیں اور جو اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا، یعنی واقعہ بنی نضیر میں، اس نے آپ پہ پتلی کا پاٹ گرا کر آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو آگاہ کر دیا۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھ گئے تو یامین نے ایک شخص کو عمرو بن حشاش کے قتل کے لیے انعام دے کر تیار کر لیا جس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۹۲۱۵ یامین بن یامین اسرائیلی

ابن فہون نے استیعاب پہ اپنے ”ذیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے، بحوالہ ماوردی نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام اسلام لے آئے تو یامین بن یامین نے کہا، میں بھی ایسی گواہی دیتا ہوں جیسی عبداللہ نے دی۔ جس پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اس کی گواہی جیسی گواہی دی“ ﴿سملہ بن سلام کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ان کے بارے میں نازل ہوا ہے ”اے وہ لوگو! جو (موسیٰ پہ) ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پہ ایمان لاؤ“ ﴿بروایت ابن کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس سعد بن شعبہ کے بارے میں ہے۔

باب یاء کے بعد ثاء

۹۲۱۶ یثربی البلوی

ابورمہ کے والد جن کا نام زفاعة بن یثربی ہے۔ طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے ابوداؤد اور طبرانی نے بطریق سفیان ثوری عن زیاد بن لقیط السدوسی روایت کی ہے کہ میں نے ابورمہ کو فرماتے سنا: میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں جی فرمایا: کیا اس سے محبت کرتے ہو؟ لیکن یاد رکھنا اس کے جرم کے تم اور تمہارے کیے کا یہ ذمہ دار نہیں۔ ﴿

باب الباء جس کے بعد حاء

۹۲۱۷ یحوم الکندی

مولیٰ اشعث بن قیس۔ اشعث جب اسلام لائے تو ان کے ساتھ تھے رشاطی بوارطہ ہمدانی نسب یمن میں شخصی سے بحوالہ قریش ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی کے دروازے پہ کھڑے تھے اچانک کندہ کا دند آ گیا لوگ جھانک کر دیکھنے لگے۔ فرماتے ہیں: مجھان سے بہتر وضع قطع والا کوئی نظر نہیں آیا۔ جب ان میں سے درمیانے قد والا شخص داخل ہوا جس کے پال کندھوں تک گر رہے تھے تو میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اشعث بن قیس۔ میں نے کہا: اشعث اللہ کا لشکر ہے جس نے اپنے دین کی مدد کی اپنے نبی کو غلبہ عطا کیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں اور تمہاری قوم کو اس دین میں داخل کر دیا۔

﴿سورة الاحقاف: ۱۰﴾ سورة النساء: ۱۳۶ ﴿اسد القابۃ (۵۴۹۸) تجرید (۱۳۲/۲)

﴿مسند احمد (۲۲۹/۲) المعجم الكبير (۷۱۳/۲۲) مشکاة المصابيح (۳۴۷۱)

اتنا ہی کہا تھا کہ ایک سیاہ قام غلام مجھ پہ لپک پڑا جسے محکوم کہا جاتا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ ضرور مجھے مار دے گا۔ لیکن درمیان میں چند لوگ آ گئے اور انصار کی ایک جماعت بھڑک اٹھی۔ اشعث نے چیخ کر کہا: رک جاؤ تو وہ مصیبت میرے سر سے ٹلی۔ پھر اشعث نے مجھ سے ملاقات کرنا چاہی تو وہ نوجوان مجھے دے دیا ساتھ میں کچھ چاندی اور چند بکریاں تھیں میں نے یہ اشیاء قبول کر لیں البتہ وہ غلام واپس کر دیا، پھر یہ لوگ کچھ ایام مدینہ منورہ میں رہے اونٹ کا خر کر کے لوگوں کو گوشت کھلاتے رہے۔

۹۲۱۸ یحییٰ بن النبال

ابن اسحاق * نے طائف میں سے محاصرے کے دوران نبی کریم ﷺ کے پاس آ جانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے اسلام لے آئے بعد میں ان کا آقا بھی مسلمان ہو گیا تو آپ نے ان کا ولاء اسے دے دیا وہ ثقیف میں سے آل سیار بن مالک کے غلام تھے۔ واندی کا بیان ہے یہ خود سیار بن مالک کے غلام تھے۔

۹۲۱۹ یحییٰ بن ویرہ الازدی

اسوی نے بحوالہ ابن کلیبی ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسود کی بیوی کے ساتھ مل کر جو ان کی رشتہ دار تھی۔ ان کے قتل کی چال چلی تھی۔ ویرہ بن مخنسن کا تذکرہ ہو چکا ہے شاید یہ ان کے بیٹے ہیں یا نام الٹ گیا ہے۔ ابن فتون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۲۰ یحییٰ بن اسعد بن ذراہ انصاری

ان کے والد ہجرت کے پہلے سال فوت ہو گئے تھے بقول ابن حبان: صحابی ہیں، ابن مندہ: صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ جبکہ ابن ابی عاصم * اور ابنوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے سب نے بطریق محمد بن عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ روایت کی ہے ہم میں سے جو شخص بھی نبی ﷺ کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسعد بن زرارہ کو داغ لگایا تھا..... الحمد للہ

۹۲۲۱ یحییٰ بن اسد

ابن خضیر انصاری ابن القدرہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اپنے والد کے ہمراہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: یاد رکھنے کی عمر میں تھے لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں۔ ان کے والد انہی کے نام سے کنیت رکھتے تھے صحیح مسلم میں بطریق عبد اللہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری ان کا ذکر ثابت ہے کہ اسید بن خضیر ایک دفعہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا کودنے لگا فرماتے ہیں: مجھے خدشہ ہوا کہیں بچی کو نہ کچل دے۔ یعنی ان کے بیٹے کو۔

* اسد الغابۃ (۵۴۹۹) تجرید (۱۳۲/۲) * السیرۃ النبویۃ (۱۰۱/۴)

* اسد الغابۃ (۵۵۰۰) تجرید (۱۳۲/۲) * اسد الغابۃ (۵۵۰۱) تجرید (۱۳۲/۲)

* الاحاد المثنائی (۲۱۹۷) * اسد الغابۃ (۵۵۰۲) استیعاب (۲۷۷۷)

* استیعاب (۱۲۹/۴)

۹۲۲۲ یحییٰ بن حکیم

ابن حرام قرشی اسدی ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حکیم بن حزام اور ان کے بیٹے ہشام، خالد یحییٰ اور عبید اللہ فتح مکہ کے موقع پہ اسلام لائے اور شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوئے۔

۹۲۲۳ یحییٰ بن الحظلیہ

بقول ابن مندہ: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یزید بن ابی مریم عن ابیہ بحوالہ یحییٰ ابن الحظلیہ۔ جنہیں بیعت رضوان میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔ روایت کی کہ ان کی اولاد نہیں ہوئی تھی، وہ کہنے لگے: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر اسلام میں میرا بیٹا پیدا ہوا جس کی وجہ سے میں ثواب کی امید رکھوں مجھے دنیا اور اس کی چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۹۲۲۴ یحییٰ بن سعد بن زرارہ انصاری

ابن مندہ نے ان کے چچا اسعد بن زرارہ کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور بطریق بشران کے چچا زاد عن شعبہ عن محمد ابن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ عن عمہ یحییٰ بن سعد روایت کی ہے کہ میں نے اپنے چچا اسعد بن زرارہ (جو محمد بن عبدالرحمن کے نانا ہیں) کو فرماتے سنا کہ انہیں حلق میں ذبح نامی بیماری ہوئی (جس سے حلق (گلے) میں درد رہتا ہے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ابوامامہ کی طرف سے معذور ہو کر رہوں گا“۔ پھر ایک نے انہیں اپنے ہاتھ سے داغا..... (حدیث)

میں کہتا ہوں: حضرت اسعد کی وفات ہجرت کے پہلے سال ہوئی تو جب یحییٰ اس عمر میں ہوں کہ ان سے سماع کر رہے ہوں تو پھر وہ لامحالہ صحابی ہوئے، لیکن مسند نے اپنی مسند میں عن یحییٰ القطان عن شعبہ عن محمد بن عبدالرحمن انہوں نے اپنے چچا یحییٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد کو داغ لگایا..... (حدیث) اس میں یہ نہیں کہا کہ میں نے اسعد کو فرماتے سنا۔ واللہ اعلم

۹۲۲۵ یحییٰ بن عبدالرحمن الانصاری

ابو موسیٰ نے ”الذیل“ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہشام بن حسان عن محمد بن عبدالرحمن عن یحییٰ بن عبدالرحمن الانصاری روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے علی سے زندگی اور موت کی حالت میں محبت کی اس کے لیے امن و امان لکھ دیا جائے گا“..... (حدیث) اس سند میں احمد بن محمد بن غلیل کا غلام ہے جو حدیثیں گھڑنے میں مشہور ہے۔

۹۲۲۶ یحییٰ بن عمیر

ابن حارث بن زائدہ بن کندہ بن ثعلبہ بن حارث انصاری۔ ابن حبان لکھتے ہیں: شرفِ صحابیت سے شرف ہیں، ان کے

اسد الغابۃ (۵۵:۲) استیعاب (۲۷۷۸) تجرید: () استیعاب (۱۲۹/۴)

اسد الغابۃ (۵۵:۴) تجرید (۱۳۳/۲) استیعاب (۳۲۷/۴) تجرید (۱۲۲/۲)

ابن ماجہ کتاب الطب باب من اکتوی (۳۴۹۲) استیعاب (۵۵:۸) تجرید (۱۳۳/۲)

جامع المسانید والسنن (۴۱۰/۱۲) استیعاب (۵۵:۹) تجرید (۱۳۳/۲)

والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۲۲۷ یحییٰ بن یحییٰ

بقول بعض نقیر۔ یہ تاریخ حمص کے مصنف کا قول ہے۔ پہلا قول ابن ابی حاتم نے کسی سے نقل کیا ہے اور یہ ابو یزید ہیر نمیری کا نام ہے۔ لکھتے ہیں: میرے والد اس کے بارے نابلد ہیں۔ بقول بعض ان کا نام فلاں بن شریحیل ہے کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں (ت ۹۹۳۷) میں تذکرہ ہونا ہے۔

باب یاء کے بعد راء

۹۲۲۸ یربوع بن عمرو

ابن کعب بن عیس بن حسیب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ عدوی اور طبری کا بیان ہے: أحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں۔ ابن فقیہون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۲۹ یربوع (الجعد کے والد)

بقول ابن مندہ: ان سے ان کا بیٹا الجعد ایک منکر حدیث بروایت عبد اللہ بن محمد یعنی بلوی * روایت کرتا ہے۔

باب یاء کے بعد زاء

۹۲۳۰ یزید بن الاخنس السلمي

ان کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوا ہے، اور کئیوں میں ابو الاخضر السلمي کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔ طبرانی کی بطریق بقیہ بحوالہ یزید بن الاخنس روایت ہے کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو سوائے ایک خاتون کے ان کے تمام اہل خانہ اسلام لے آئے۔ جس پہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پہ یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اور تمہیں بھی کافر عورتیں روک رکھنے کی ضرورت نہیں﴾ *۔ حدیث ابی امامہ میں بھی ان کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔“ * تو یزید بن الاخنس کہتے ہیں: اللہ کے رسول! اتنے لوگ تو آپ کی امت میں ایسے ہیں جیسے کھیلوں میں سرخ کھٹی اور ایک روایت میں ہے جیسے نیلی کھٹی۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور سند صحیح ہے۔

* اسد الغابہ (۵۵۱۳) تجرید (۱۳۳/۲)

* جامع المسانید والسنن (۴۱۱/۱۲) اسد الغابہ (۳۲۹/۴)

* اسد الغابہ (۵۵۱۵) استیعاب (۲۷۸۰) * سورة الممتحنة (۱۰)

* مسند احمد (۲۵۰/۵) المعجم الكبير (۱۵۵/۸) کنز العمال (۳۲۱۰۲) البداية والنهاية (۸۲/۲)

کتاب السنة (۲۶۲/۱) الترغیب والترہیب (۴۱۸/۴)

امیر خالد بن عبد اللہ القسری کے دادا۔ ابن سعدؒ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبقہ چہارم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والوں میں سے ہیں۔ امام بخاریؒ نے لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے سماع کیا ہے۔ ابو حاتم الرازی، ابو عبد اللہ المقدسی اور ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ان کے والد اسد کا تذکرہ حرف الف میں ہو چکا ہے۔ اور ہم نے مسند عبد بن حمید میں بطریق سیار بن ابی الحکم عن خالد بن عبد اللہ القسری عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یزید بن اسد! جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی (بھلائی کی بات) دوسروں کے لیے پسند کرو“۔ حاکم نے اسے صحیح لکھا ہے۔ یحییٰ بن معین لکھتے ہیں: خالد کے گھرانے کے لوگ خالد کے دادا کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں، ہشام بن عبد الملک خالد کو ولایت ملنے پر احسان جنگلہ کے لیے طویل خط لکھتا ہے، اس میں ہے: یہ تمہارے دادا یزید بن اسد ہی تھے جو صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے خون اور دیت کو ان کے لیے آڑ بنا دیا تھا۔ تو انہوں نے ان سے کیسا برتاؤ کیا۔ اور جو امیر المؤمنین نے تم سے سلوک کیا ہے اس کے وہ قریب نہ تھے۔

ابوالفرج اصبہانی لکھتے ہیں: یزید بن اسد دور فاروقی میں مسلمانوں کی جماعتوں میں شام گئے اور وہیں رہنے لگے، اہل یمن میں ہر دلعزیز اور صاحب حیثیت تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں چار ہزار کی نفری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت و نصرت کے لیے روانہ کیا تھا جب یہ مدینہ پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ انہوں نے کچھ کے بغیر واپسی کر لی۔ صفین میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے عبداللہ بن یزید کو اپنے والد کی طرح شرافت و سبجہ حاصل نہیں تھی۔ مرد لکھتے ہیں: عبداللہ بن یزید معتبر لوگوں میں عقلمند مردوں میں سے تھے۔ عبدالملک بن مروان نے ان سے کہا: تمہارا کیا کتنا مال ہے؟ انہوں نے کہا: دو چیزیں ہیں کہ مجھے ان کے ساتھ ان لوگوں کی کوئی محتاجی نہیں۔ اللہ تعالیٰ (کی تقدیر) پہ راضی رہتا اور لوگوں سے بے نیازی۔ ابن حبان نے عبداللہ بن یزید کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

ابن سعد  لکھتے ہیں: یزید بن الاسود (اسد) نہ کو نہ فروکش ہوئے اور نہ انہیں کوئی حکومتی رقبہ ملا۔ وہاں تو خالد نے علاقہ لیا تھا۔ ابن المبارک کتاب الزہد میں فرماتے ہیں: ہمیں ابوبکر بن عیاش نے بتایا کہ عبد اللہ بن یزید بن اسد امیر معاویہ کے پاس ان کی اس بیماری میں عیادت کے لیے حاضر ہوئے جس سے ان کی وفات ہوئی، دیکھا کہ وہ بڑی بے صبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کہنے لگے: امیر المؤمنین! اتنی بے چینی کی کیا وجہ ہے؟ آپ فوت ہو گئے تو جنت ہے اور اگر زندہ رہے تو آپ جانتے ہیں لوگوں کو آپ کی کتنی ضرورت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہارے باپ رحم کرے وہ ہمارے بڑے خیر خواہ تھے، انہوں نے مجھے ابن الادب یعنی حجر  بن عدی کے قتل سے منع کیا تھا۔

❁ اسد الغابہ (۵۵۱۶) استیعاب (۲۷۸۲) تجرید (۱۳۴/۲)

✱ الطبقات الكبرى (١٤٣/٧) ✱ التاريخ الكبير (٤٩/٢)

❁ مسند احمد (٦٤/٤) مجمع الزوائد (١٣٦٦٧) اتحاف السادة المتقين (٦/٢٢٣، ٢٦٤) كنز العمال (٤٤١٥٤)

✻ الطبقات الكبرى (١٤٣/٧) ✻ عمل اليوم والليلة لابن السني (٧١٢)

۹۲۳۲ یزید بن الاسود

بقول بعض: ابن ابی الاسود العامری ایک قول ہے خراجی، قریش کے حلیف۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: مدنی ہیں۔ جبکہ خلیفہ کا قول ہے: طائف کے رہائشی ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ ﷺ جب پلٹے تو ایک جانب ہو جاتے۔ ان سے جابر بن یزید ان کا بیٹا روایت کرتا ہے، ان کی حدیث سنن ثلاثہ میں اس سند سے اور اس کے علاوہ سے مروی ہے، ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۹۲۳۳ یزید بن الاسود بن سلمہ

ابن حجر بن وہب الکندی بقول ابن کلی: ان کے والد انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے جب یہ لڑکے تھے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۳۴ یزید بن اسید

ابن ساعدہ انصاری۔ بقول ابن سعد: اپنے والد اور چچا ابوخیثمہ کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابو عمرؒ نے ان کا اتنا ہی ذکر کیا ہے۔

۹۲۳۵ یزید بن انیس

ابن عبد اللہ بن عمرو... قرشی، محارب۔ ابو عبد الرحمن اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ابن یونس لکھتے ہیں: صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے، وہیں گھر کے لیے زمین ملی اور وہاں ہی ان کی اولاد سے مصر میں ان کی کوئی روایت نہیں۔ اہل کوفہ میں سے ابوہام ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمدؒ نے بطریق ابی ہمام عبد اللہ بن یسار عن ابی عبد الرحمن القہری روایت کی ہے کہ میں غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ چلچلاتی دھوپ اور سخت گرمی والے دن روانہ ہوئے۔ پھر سایہ دار درختوں تلے اترے... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ بقول بعض: ان کا نام عبد، کردوس یا حارث ہے۔

۹۲۳۶ یزید بن اوس

شدا بن اوس کے بھائی۔ خلافت معاویہ میں وفات پائی۔ ایسا ہی ”تاریخ مظفری“ کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۵۵۱۸) استیعاب (۲۷۸۴) تجرید (۱۳۴/۲) الطبقات الکبریٰ (۳۷۸/۵)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب فیہن صلی فی منزله ثم ادرك الجماعة (۵۵۷) ترمذی (۲۱۹) نسائی (۸۵۷)

مسند احمد (۱۶۰/۴) ابوداؤد طرابلسی (۱۲۴۷)

اسد الغابہ (۵۵۱۹) استیعاب (۲۷۸۵) تجرید (۱۳۴/۲) استیعاب (۱۳۱/۴)

اسد الغابہ (۵۵۲۳) تجرید (۱۳۴/۲) مسند احمد (۲۸۶/۵)

اسد الغابہ (۵۵۲۴) استیعاب (۲۷۸۸)

یزید بن بردع (۹۲۳۷)

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر انصاری ظفیری۔ ابو عمر کہتے ہیں: * اُحد میں شریک ہوئے۔

یزید بن بہرام (۹۲۳۸)

ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: یہ اس اہل باج شخص کا نام ہے جو نبی ﷺ کے سامنے سے (گدھے پر سوار ہو کر) گزرا تھا اور آپ ﷺ کو جوک میں نماز پڑھ رہے تھے (آپ نے اس کے لیے بددعا کی تھی)۔

یزید بن تمیم (۹۲۳۹)

مولا ابی ربیعہ۔ ابن یونس نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”لوگو! دو باتیں ایسی ہیں اللہ تعالیٰ نے جسے ان دونوں کے شر سے محفوظ رکھا وہ جنت میں جائے گا۔“ آپ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے، اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں وہ دو باتیں نہیں بتاتے؟ آپ ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی، اسی میں ہے: ”جسے اللہ تعالیٰ زبان اور شرمگاہ کے شر سے بچائے۔“ * ممکن ہے یہ حدیث مرسل ہو، موطا میں اسی کا مفہوم عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار مرسل نقل کیا ہے۔ اصل موصول روایت بخاری میں حدیث سہل بن سعد سے مروی ہے۔

یزید بن ثابت (۹۲۴۰)

ابن الضحاک انصاری۔ میراث کے ماہر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ بقول خلیفہ: بدر میں شریک ہوئے، جبکہ اوروں نے اس کا انکار کیا ہے۔ مؤرخین کا کہنا ہے: یمامہ میں شہید ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح میں ایک تعلیقاً روایت میں خارجہ بن زید بن ثابت سے کتاب الجہانز میں ان کا ذکر کیا ہے، اور نسائی نے بطریق خارجہ بن زید بن ثابت، انہوں نے اپنے چچا سے جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کے بارے میں روایت کی ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ میں اسی سند سے ایک اور حدیث ہے، جب یمامہ میں ان کی شہادت ہوئی تو خارجہ بن زید نے ان سے روایت مرسل ہوگی۔ واللہ اعلم

یزید بن ثابت انصاری (۹۲۴۱)

ازہبی دینار بن النجار خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۵۵۲۵) استیعاب (۲۷۸۹) تجرید (۱۳۵/۲) * استیعاب (۱۳۲/۴)

* اسد الغابہ (۵۵۲۶) تجرید (۱۳۵/۲) * اسد الغابہ (۵۵۲۷) تجرید (۱۳۵/۲)

* ترمذی کتاب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان (۲۴۰۹) المستدرک (۸۰۵۹/۴) فتح الباری (۳۱۰/۱۱)

تجرید التہمید (۹۸) اتحاف السادة المتقين (۴۵۰/۷) تفسیر القرطبی (۳۲۷/۹) الاذکار (۲۹۶) كشف الخفاء (۲۵۷/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۲۸) استیعاب (۲۷۹۰) تجرید (۱۳۵/۲)

یزید بن ثعلبہ انصاری

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔

یزید بن ثعلبہ

ابن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک البلوی۔ ابو عبد الرحمن، بنی سالم بن عوف بن الخزرج کے حلیف۔ ابن اسحاق * نے شرم کا بیعت عقبہ ثانیہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری * لکھتے ہیں: دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے۔ ان کے جد اعلیٰ کا نام عمارہ ہے اور لفظ خزیمہ خا، زاء سے الدار قطنی نے قلمبند کیا ہے اور یہ ابن اسحاق کا قول ہے جبکہ ابن کلبی نے خزیمہ زاء کے سکون سے لکھا ہے۔

یزید بن جاریہ

ابن مجمع بن العطف بن ضعیفہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری۔ ابو عبد الرحمن، ابن سعد وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یزید بن جاریہ بقول بعض: زید، انہوں نے دونوں کو ایک قرار دیا ہے۔ درست یہ ہے کہ دونوں بھائی ہیں۔ الدار قطنی نے یزید بن جاریہ بن مجمع اور یزید میں فرق کیا ہے جن کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: یزید، بقول بعض: زید بن جاریہ۔ وہ دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ دوسری شخصیت امیر معاویہ سے اور ان سے الحکم بن مینا روایت کرتے ہیں۔ خطیب نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ ابن ماکولا * نے الدار قطنی کی بات کو درست قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں خطیب کو اس بارے میں یقینی بات کہاں سے حاصل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یزید کی الحکم سے مروی روایت ابو داؤد کی کتاب فضائل الانصار اور سنن نسائی میں ہے اور حدیث یزید بن جاریہ بن مجمع سے وہ روایت جو یغنی، ابن شاہین، ابن اسکن، ابن مندہ الازرق اور الازدی وغیرہ نے بطریق ثوری عن حاصم بن عبد اللہ عن عبد الرحمن بن یزید بن جاریہ عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اپنے غلام لونڈیوں کا خیال رکھو! اپنے غلاموں کا خیال رکھو! جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سے انہیں بھی دو۔ حدیث۔ اس کے آخر میں ہے: اگر تم انہیں معاف نہیں کرتے تو اللہ کے بندوں کو فروخت کر دو اور انہیں عذاب نہ دو۔ * اور ابن ابی ضعیفہ کی کتاب میں ان کی اپنے والد سے عن عبد الرحمن بن مہدی عن سفیان لکھا ہے.... پھر ان الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عن عبد الرحمن بن یزید عن ابیہ۔ ان کے ہاں دادا کے ذکر کے بغیر لکھی ہے تو انہوں نے انہیں یزید بن رکانہ سمجھ لیا۔ جس سے ان کا عنوان قائم کر دیا جو ان کا وہم ہے۔ ابن عبد البر * نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن اسکن لکھتے ہیں ہارون بن عیسیٰ نے ہمیں بحوالہ داؤد بتایا کہ میں نے لعام احمد سے پوچھا: کیا یزید صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں اور یہ مجمع کے بھائی ہیں۔

* اسد الغابۃ (۵۵۲۹) استیعاب (۲۷۹۰) تجرید (۱۳۵/۲) * السیرۃ النبویۃ (۵۶/۲) (۸۱/۲)

* تفسیر الطبری (۵۹۹/۲) * اسد الغابۃ (۵۵۳۰) استیعاب (۲۷۹۴) تجرید (۱۳۵/۲)

* الاحکام (۴/۲) * مسند احمد (۳۵/۴) (۳۶/۴) مجمع الزوائد (۷۲۱۲) الترغیب والترہیب (۲۱۴/۳)

الدرا المنثور (۱۶۰/۲) مکنز العمال (۲۵۰۱۳) * استیعاب (۱۳۳/۴)

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۱)

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس میں توقف اختیار کیا ہے اس واسطے کہ ان کی روایت میں لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ربی وہ روایت جس میں ہے ہم سے رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا۔ یا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جیسے الفاظ کا تقاضا ہے کہ صحابی ہوں۔ ان کی ایک حدیث وہ بھی ہے جو ابن مندہ نے بطریق یزید بن ہارون عن مجمع بن یحییٰ روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے چچا خالد بن یزید بن معاویہ نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی وہ شیخ (قلبی کنجوی) سے بڑی ہے..... حدیث

اسی سند سے مجمع بن یحییٰ تک مروی ہے ہم سے سوید بن عامر نے بحوالہ یزید بن جاریہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی رشتہ داروں کو تروتازہ رکھو خواہ (کچھ اور نہ دے سکو) سلام کرنے سے "یونس بن کبیر نے "زیادات المغازی" میں عن ابراہیم بن اسماعیل عن مجمع بن جده یزید بن جاریہ روایت کی ہے کہ ہم نے خیبر سے ملنے والے حصے کے ذریعے جوڑے کے بدلے جوڑا خریدا۔ اسے عبید بن یحیش نے یونس سے نقل کیا تو کہا: زید ابو عمر * لکھتے ہیں: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

یزید بن جاریہ: بقول بعض: سابقہ شخصیت میں ذکر ہوا ہے۔ (۹۲۳۵)

یزید بن الجراح * وہ ابن عبد اللہ بن الجراح ہیں تذکرہ ہوگا۔ (۹۲۳۶)

یزید بن جمرہ بن عوف اپنے والد کے ساتھ حرف جیم میں مذکور ہوئے۔ (۹۲۳۷)

یزید بن الحارث * (۹۲۳۸)

ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارث بن الحزرج۔ ابن فُسْحَمُ انصاری خزرجی سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور اسی طرح ابن اسحاق * نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بدر میں شہادت پائی۔ اپنے ہاتھ میں موجود چند کھجوریں پھینکیں اور مردانہ وار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ابن ہشام اور ابن کلبی کا بیان ہے فُسْحَمُ کی والدہ کا نام ہے جو بنی قین سے تعلق رکھتی تھیں۔ ابن عبد البر * نے نقل کیا ہے یہ ان کا لقب ہے۔ ایک قول کے مطابق: نبی ﷺ نے ان میں اور ذوالشمالین میں بھائی بندی قائم کی تھی۔

یزید بن حاطب * (۹۲۳۹)

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جعفر المستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: شاید یہ یزید بن حاطب ہیں جن کا حرف زاء میں تذکرہ ہوا ہے۔

* المعجم الكبير (۲۴۱/۴)، الدر المنثور (۱۹۷، ۱۹۶/۴)، زاد المسیر (۲۱۶/۸) تفسیر ابن کثیر (۳۰/۸) کنز العمال (۱۵۸۰)

* استیعاب (۱۳۳/۴) * اسد الغابۃ (۵۵۳۱) * اسد الغابۃ (۵۵۳۲) استیعاب (۲۷۹۳) تجرید (۱۳۵/۲)

* السيرة النبوية (۲۶۵۰۲۵۲/۲) * استیعاب (۱۳۴/۴)

* اسد الغابۃ (۵۵۳۳) استیعاب (۲۷۹۴) تجرید (۱۳۵/۲)

۹۲۵۰ یزید بن حُجْر : عمرو بن سعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۹۲۵۱ یزید بن حرام : ابن خدام میں ان کا ذکر ہوگا۔

۹۲۵۲ یزید بن حصین *

ابن نمیر مصری۔ نبی ﷺ سے سہا کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان سے علی بن رباح روایت کرتے ہیں ایسا ہی ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے ان کا ”مصری“ کہنا وہم ہے۔ صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ وہ مروان بن الحکم کے ساتھ مصر گئے۔ وہاں علی ابن رباح نے ان سے سماع کیا۔ بغوی، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے بطریق ابن وہب عن موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ عن یزید ابن حصین بن نمیر روایت کی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ اسبا کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے مرد تھا یا عورت؟ آپ نے فرمایا: وہ مرد تھا جس کے دس بیٹے ہوئے..... حدیث۔ بقول بعض: یہ یزید اس گورنر کے والد ہیں جو واقعہ ۳۷ھ میں یزید بن معاویہ کی طرف سے مقرر تھا جس نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ آخری قسم میں تذکرہ ہوگا لہذا ان کی حدیث مرسل ہوئی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے وہ اور ہیں۔ اس واسطے کہ علی بن رباح، حصین بن نمیر کے ہم عصر ہیں جو مذکورہ امیر یزید کے والد ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

۹۲۵۳ یزید بن حکیم *

بقول بعض: یزید ابو حکیم۔ ان کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے عن حماد عن عطاء بن السائب عن حکیم بن یزید عن ابیہ کی سند سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو چھوڑو! اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے رزق دیتا ہے اور جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے خیر خواہانہ مشورہ دے“ ایسا ہی علی بن الجعد اور ابوسلمہ البوزکی نے حماد بن سلمہ سے بحوالہ عطاء نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے کئیوں میں اس بارے میں اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۵۴ یزید بن حویرث الانصاری

ابو عمر لکھتے ہیں: ابن کلبی نے جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دینے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۵۵ یزید بن خارجة انصاری بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔

۹۲۵۶ یزید بن خالد الجرمی

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی روایت نہیں لکھی۔

اسد الغابۃ (۵۵۳۷) تجرید (۱۳۶/۲)

معجم الکبیر (۲۴۰/۱۲)

اسد الغابۃ (۵۵۳۸) تجرید (۱۳۶/۲)

مسند ابی داؤد طیالسی (۱۸۵)

۹۲۵۷ یزید بن خالد العَصْرِي

ابو موسیٰ نے ذیل میں بحوالہ ابن مردویہ ان کا ذکر کیا ہے اور ابن مردویہ نے ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ“ حدیث کے طریق میں بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة عن سعید بن عبدالرحمن بن یزید بن خالد ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ بولا تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم سمجھ لینا چاہیے۔ * اور عبدالرحمن متروک الحدیث راوی ہے۔

۹۲۵۸ یزید بن خَدَارَة بعد والی شخصیت میں تذکرہ ہونا ہے۔

۹۲۵۹ یزید بن خَدَام

ابن سبیح ابن خنساء بن شان..... انصاری السلسی۔ ابن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے مغازی موسیٰ کے نسخوں میں اختلاف ہے۔ بعض میں اسی طرح ہے اور بعض میں حرام اور خَدَارَة لکھا ہے۔

۹۲۶۰ یزید بن حَوْط حوط بن یزید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۹۲۶۱ یزید بن رُقِيش

ابن رباب بن مھر الاسدی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابو عمر * کا بیان ہے۔ جس نے انہیں اربد بن ریش لکھا ہے اس سے غلطی ہوئی۔

۹۲۶۲ یزید بن رِكَانَة

ابن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف مطلبی۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں اور دونوں کو روایت کا شرف حاصل ہے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے علی اور عبدالرحمن اور ابو جعفر الباقر روایت کرتے ہیں۔ ابن قانع بطریق یزید بن ابی صالح عن علی بن یزید بن ركانہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ركانہ کو مکہ کے بالائی حصے سے آواز دے کر فرمایا: ركانہ! اسلام لے آؤ! اگر وہ نہ مانے۔ آپ نے فرمایا: اگر میں اس درخت کو بلاؤں۔ پاس ہی ایک درخت کھڑا تھا۔ اور وہ میری بات مان لے تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں جی.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور ركانہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی تھی ركانہ کا کشتی والا واقعہ مشہور ہے۔ چنانچہ ”خطیب الموتلف“ میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یزید بن ركانہ نبی ﷺ کے پاس آئے اس وقت ان کے ساتھ تین سو بکریاں تھیں کہنے لگے: محمد! *

* اسد الغابۃ (۵۵۴۱) تجرید (۱۳۶/۲) بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۱۰۶)

مسلم (۲) جامع المسانید (۴۲۶/۱۲) * اسد الغابۃ (۵۵۴۳) استیعاب (۲۷۹۸) تجرید (۱۳۶/۲)

* السیرۃ النبویۃ (۲۴۲/۲) * استیعاب (۱۳۵/۴) * اسد الغابۃ (۵۵۴۴) استیعاب (۲۷۹۹) تجرید (۱۳۶/۲)

* استیعاب (۱۳۵/۴)

الاصحاب في سيرة النبي ﷺ (جلد ۱)

(ﷺ) کیا مجھ سے کشتی لڑو گے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اگر تمہیں بچھاڑ لیا تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے کہا: سو۱۰۰۰ بکریاں، پھر کشتی ہوئی تو آپ نے انہیں بچھاڑ لیا، پھر وہ کہنے لگے: دوبارہ کرنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اب کی بار مجھے کیا انعام دو گے؟ انہوں نے کہا: اور سو (۱۰۰) بکریاں۔ پھر کشتی ہوئی تو آپ نے دوبارہ انہیں بچھاڑ لیا۔ تیسری بار انہوں نے کہا: محمد! (ﷺ) تم سے پہلے کوئی مجھے زمین پر نہیں گرا سکا اور نہ مجھے تم سے پہلے اتنا کسی سے بغض تھا جتنا تم سے تھا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دعا دیکار اور عبادت کے لائق نہیں۔ اور آپ اللہ کے (آخری) رسول ہیں۔ آپ انہیں چھوڑ کر اٹھے اور ان کی بکریاں واپس کر دیں۔

ابن قانع ہی اور طبرانی نے بطریق حسین بن زید بن علی انہوں نے اپنے چچا جعفر بن محمد بن علی انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ یزید بن رکانہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جب جنازہ پڑھاتے تو تکبیر کے بعد فرماتے:

((اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَحْتَاجُ اِلَى رَحْمَتِكَ وَالتَّغْنَى عَنْ عَذَابِهِ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِى اِحْسَانِهِ وَ اِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ)) ❀

”اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے جو تیری رحمت کا محتاج ہے تجھے اسے عذاب دینے کی چندال ضرورت نہیں۔ اگر یہ نیکو کار تھا تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں اضافہ فرما اور اگر سیاہ کار تھا تو اس سے درگزر فرما۔“ اور جتنی مقدار اللہ چاہتا آپ دعا پڑھتے۔

ابو یعلیٰ، بغوی، ابن شایین اور ابن مندہ نے ان کے حالات میں بطریق الزبیر بن سعید عن عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق بائندہ دے دی۔ یہ واقعہ ان کے والد رکانہ کا ہے کیونکہ ضمیر علی کی طرف راجع ہے نہ کہ عبد اللہ کی جانب۔ (یعنی عبد اللہ کے دادا یزید بنتے ہیں اور علی کے دادا رکانہ) اس پہ امام شافعی کی روایت جو بطریق نافع بن عجم عن رکانہ بن عبد یزید مروی ہے دلالت کرتی ہے کہ رکانہ ❀ نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اسی طرح ابو داؤد وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔

یزید بن زعمہ ❀ (۹۷۶۳)

ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی۔ ان کی والدہ قریبہ بنت ابی امیہ، حضرت ام سلمہ کی بہن ہیں۔ سابقین میں سے ہیں۔ بقول ابن کلبی: حبشہ ہجرت کی۔ ابن سعد ❀ لکھتے ہیں: بلکہ یہ مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں۔ زبیر کا قول ہے: معروف بن خربوذ نے جاہلیت میں جن لوگوں کو قریش کی سرداری حاصل رہی، ان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اسلام لانے تک برقرار رہی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ❀ وغیرہ نے غزوہ حنین کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: طائف میں شہید ہوئے۔ زید بن زعمہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ حنین میں شہید ہوئے ہیں یہ ممکن سمجھتا ہوں کہ دونوں بھائی ہوں۔ واللہ اعلم

❀ معجم الکبیر (۲۷۷/۸) مجمع الزوائد (۳۴/۳) ❀ جامع المسانید (۴۲۷/۱۲)

❀ اسد الغابہ (۵۵۴۵) استیعاب (۲۸۰۰) تجرید (۱۳۶/۲) ❀ استیعاب الکبیر (۸۹/۳)

❀ السیرۃ النبویہ (۷۹/۴)

۹۲۶۳ یزید بن ابی زیاد

بقول بعض: یزید بن زیاد الاسلمی صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان سے یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں۔ یہ ابن یونس کا قول ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ہمیں ان کی کوئی مسند حدیث معلوم نہیں۔ نعیم بن حماد نے ”کتاب الفتن“ میں بطریق ابی قبیل عن یزید ابن زیاد الاسلمی جو صحابی ہیں۔ ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

۹۲۶۵ یزید بن زید

ابن حصین الخطمی۔ دارقطنی فرماتے ہیں: عبد اللہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ طبری لکھتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ عسکری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۶۶ یزید بن السائب

السائب بن یزید کے والد، صحابی ہیں۔ ترمذی وغیرہ کا قول ہے: یہ بعد والے ہیں۔

۹۲۶۷ یزید بن سعید

ابن ثمامہ بن الاسود بن عبد اللہ بن الحارث بن الولادہ الکندی السائب بن یزید جو ابن اخت النمر سے مشہور ہیں، ان کے والد۔ بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے۔ بقول بعض: یہ یزید بن عبد اللہ بن سعید بن ثمامہ بن شیطان بن حارث بن عمرو بن معاویہ الکندی ہیں۔ زہری فرماتے ہیں: سعید بن المسیب نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے کوئی قاضی مقرر نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ جب سیدنا عمر کی خلافت کا آدھا عرصہ بیت گیا تو آپ نے یزید ابن اخت النمر سے فرمایا: ”چھوٹے موٹے کاموں میں میری مدد کیا کرو“۔ ابن سعد لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بازار پہ مقرر کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں حدیث السائب بن یزید سے نقل کیا ہے، فرمایا: میرے والد نے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تو میں چھ سال کا تھا۔ اور ابن شاپین کی کتاب میں ان الفاظ سے لکھی ہے: ”مجھے میرے والد نے حج کرایا۔“

ابوداؤد نے بطریق حفص بن ہاشم بن عتبہ عن السائب بن یزید عن ابیہ کی سند سے دعائیں چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی مرفوع روایت نقل کی ہے۔ اس سند سے ابن ابیہ ہے۔ ان کی مسند میں ان سے آگے اختلاف ہے۔ اسی طرح ابوداؤد، امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ترمذی نے (اسے حسن قرار دیا ہے)۔ بطریق عبد اللہ بن السائب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ایک اور حدیث نقل کی ہے: ”تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کی چیز ہنسی مذاق اور سنجیدگی (Fun & Serious) میں ہرگز نہ لے۔“۔۔۔۔۔ (حدیث) *

* اسد الغابہ (۵۵۶/۲) تجرید (۱۳۷/۲) * اسد الغابہ (۵۵۴/۲)

* تجرید (۱۳۷/۲) * استیعاب (۲۸۰/۲) * مجمع الزوائد (۱۹۶/۴)

* بخاری کتاب جزاء الصيد باب حج الصبیان (۱۸۵۸)

* بخاری الادب المفرد (۲۴۲) ابوداؤد کتاب الادب (۵۰۰/۳) ترمذی کتاب الفتن (۲۱۶۰)

۹۳۶۸ یزید بن ابی سفیان

ابن محرز بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی الاموی۔ شام کے گورنر اور خلیفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ فاضل صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ایک مسلمانان فتح مکہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے بنی فراس کی زکوٰۃ وصولی پہ انہیں مقرر کیا، جو رشتے میں ان کے ماموں کہتے تھے۔ یہ ابن بکار کا قول ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: حضرت ابوسفیان کے بیٹوں میں سب سے افضل تھے، جس کی وجہ سے انہیں ”یزید الخیر“ کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ ام الحکم زہب بنت نوفل بن خلف بنی کنانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابو خالد کنیت تھی۔ سیدنا ابوبکر جب ۱۲ھ حج سے واپس ہوئے تو انہیں اجناد کا امیر مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فلسطین کا گورنر مقرر کیا۔ اور جب معاذ بن جبل کا انتقال ہوا تو انہوں نے انہیں دمشق میں اپنا نائب بنایا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا ہے۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کے پیٹ پر سے کپڑا ہٹا ہوا دیکھا تو ان کی نرم جلد نظر آئی کوڑا لہرایا۔ فرمانے لگے: کیا کسی کا فری جلد ہے؟ اسی طرح نافع سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ رگ برنگے کھانے کھاتے ہیں پھر ان کا اُن کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے: یزید! کیا کھانے کے اوپر کھانا؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم لوگ ان کے طریقے کے مخالف چلو گے تو ایسا کرنا تمہیں ضرور ان کے ڈگر سے ہٹا دے گا۔ ابن صاعد کا قول ہے: اس میں ابن المبارک منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: اہل شام کے علاوہ لوگوں میں اسماعیل ضعیف ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو عبد اللہ الاشعری، عیاض الاشعری، عبادہ بن امیہ، انہوں نے ابوسفیان کے گھرانے سے کوئی بیٹا یادگار نہیں چھوڑا۔ بقول بعض: ان کا انتقال ۱۸ھ طاعون عمواس میں ہوا، ولید بن مسلم کا قول ہے: نہیں بلکہ ان کی وفات تاخیر سے ہوئی یہاں تک کہ فتح قساریہ کے بعد ۱۹ھ میں ہوئی۔

۹۳۶۹ یزید بن السکن

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر کیا ہے، یہی ابن حبان کا قول ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں: زیاد بن السکن کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کی شہادت کا واقعہ نقل کیا۔

۹۳۷۰ یزید بن السکن

اسماء کے والد۔ ان کے دادا کا نام رافع بن امری القیس بن زید بن عبد الاشمل ہے۔ ابن سعد ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ اور ان کا بیٹا عامر دونوں اُحد میں شہید ہوئے۔ ان کی بیٹی اسماء بیعت کرنے والی صحابیات میں سے ہے اور ان کا بیٹا عمرو

اسد الغابہ (۵۵۵۰) استیعاب (۲۸۰۱) تجرید (۱۳۷/۲) استیعاب (۱۳۶/۴)

اسد الغابہ (۳۴۲/۴) استیعاب (۲۸۰۳) تجرید (۱۳۷/۲)

استیعاب (۲۸۰۳) تجرید (۱۳۷/۲) اسد الغابہ (۵۵۵۲) استیعاب (۲۸۰۴) تجرید (۱۳۷/۲)

۳۷۰ میں شہید ہوا۔

۹۲۷۱ یزید بن سلمہ

ابن یزید بن مشجعہ الجعفی۔ انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، کوفہ فروکش ہوئے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے علقمہ بن وائل، یزید بن مرہ، سعید بن اشبوع روایت کرتے ہیں۔ ترمذی وغیرہ نے بطریق سعید بن مسروق عن سعید بن عمرو بن اشبوع روایت کی ہے کہ یزید بن سلمہ الجعفی نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں آپ سے کئی احادیث سن چکا ہوں، مجھے خدشہ ہے بعد والی کی وجہ سے پہلی والی کو بھول نہ جاؤں۔ آپ مجھے کوئی مختصر سی بات تعلیم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو باتیں تمہیں معلوم ہیں ان میں اللہ سے ڈرو۔“ اس کے بعد فرماتے ہیں: اس کی اسناد متصل نہیں۔ میرے نزدیک ابن اشبوع نے یزید بن سلمہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ بنوی نے ان یزید بن سلمہ کا علیحدہ ذکر کیا ہے یہ وہ جعفی ہیں جن سے علقمہ بن وائل روایت کرتے ہیں، لیکن ان کا جعفی ہونا ترمذی کی صرف اسی روایت میں لکھا ہے، اور جیسا کہ انہوں نے کہا ہے، یہ منقطع ہے۔

۹۲۷۲ یزید بن سلمہ الضمیری

بنوی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر لکھتے ہیں: بصرہ فروکش ہوئے، ان سے ان کا بیٹا عبدالحمید روایت کرتا ہے، جس بات میں تامل ہے۔ بنوی، ابن قانع اور مستغفری وغیرہ بطریق عثمان السبیعی عن عبدالحمید بن یزید الضمیری عن ابیہ یزید ابن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (نماز میں) کوئے کی طرح ٹھوٹک مارنے، درندے کی طرح بیٹھنے، اور آدمی کو نماز کے لیے ایسی مخصوص جگہ بنانے جیسے اونٹ اختیار کرتا ہے۔ یزید بن زریع کی عثمان سے مروی ”نسب الانصار“ میں لکھی روایت میں ہے، ابن الاثیر فرماتے ہیں: جماعت کا ضمیری کہنا صحیح ہے، ابن مندہ نے یہ حدیث سابقہ شخصیت کے حالات میں لکھ دی ہے جو ان کا وہم ہے۔

۹۲۷۳ یزید بن سنان

ابن ابی حاتم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے، کعبہ کی قسم نہ کھاؤ۔ بنوی کی روایت میں ہے کسی نے ابن معین سے حدیث یزید بن سنان کے بارے میں پوچھا ”میں نے عرض کی: اللہ کے رسول!“ تو یحییٰ بن معین نے فرمایا: ان کے گھرانے کے لوگوں کا کہنا ہے ان کی نبی ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے، اور نہ آپ کو دیکھا ہے۔ بنوی بطریق عبدالرحمن بن یحییٰ بن جابر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، میں نے یزید بن سنان کو فرماتے سنا: نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے ((لا وایکب)) (تیرے باپ کی قسم)۔ یہاں تک کہ اس سے بھی منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا: ”کعبہ کی قسم نہ

ترمذی کتاب العلم باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة (۲۶۹۲) كنز العمال (۵۶۲۵) الدر المنثور (۳۷۲/۱)

اسد الغابہ (۵۵۵۳) استیعاب (۲۸۰۵) تجرید (۱۳۷/۲) استیعاب (۱۳۷/۴)

اسد الغابہ (۷۴۲/۴) استیعاب (۵۵۵۵) استیعاب (۲۸۰۷) تجرید (۱۳۷/۲)

استیعاب (۱۳۷/۴) مسند احمد (۵۳۷۵)

کہاؤ۔ اس کے ابتدائی الفاظ ابن مندہ نے بطریق محفوظ بن علقمہ عن ابیہ عن ابن عائد نقل کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: یزید بن سنان نے فرمایا..... پھر اس کا ذکر کیا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس کی اسناد میں تاثر ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

۹۲۷۴ یزید بن سويد الصدفی

بقول ابن یونس: صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ لکھتے ہیں: مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۷۵ یزید بن سيف

ابن حارثہ التمیمی الیربوعي، ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: صحابی ہیں، یہی ابن حبان کا قول ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: یزید بن سيف۔ بقول بعض: ابن یوسف التمیمی الیربوعي عریف کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان کی اولاد سے ان کی حدیث مروی ہے۔ بغوی، ابن اسکن، طبرانی اور ابن قانع بطریق مودود بن حارث بن ضریب بن یزید بن سيف بن حارثہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے ہمارے والد نے بحوالہ اپنے والد کے دادا یزید بن سيف بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میں بنی تمیم کا شخص ہوں، میرا سارا مال ضائع ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فی الحال) میرے پاس کوئی مال نہیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں تمہاری قوم کا ناظم نہ بنا دوں؟ میں نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً ناظم جہنم میں سختی سے دھکیلا جاتا ہے۔“ ابن قانع کی روایت میں ان کے دادا کے نسب سے یزید بن حارثہ لکھا ہے۔

۹۲۷۶ یزید بن شجرة

ابن ابی شجرة الزہاوی صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عباس ذوری بحوالہ ابن معین لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے، ابن حبان فرماتے ہیں۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے لکھا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض انہیں صحابی کہتے ہیں۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ابو زرہ کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں ہے اور جو لوگ صحابی نہیں کہتے ہیں ان کی بات غلط ہے۔ یزید بن ابی زیاد عن مجاہد عن یزید بن شجرة (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں۔ بقول ابو حاتم: یہ غلط ہے۔ ابو زرہ فرماتے ہیں: عن ابن فضیل عن یزید اسی جیسے الفاظ منقول ہیں۔ پھر لکھتے ہیں: ابن فضیل نے عن یزید غلط روایت کی ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: مجاہد سے ایک حدیث جہاد کے بارے میں منقول ہے، جس کی اسناد مضطرب ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث ابن فضیل کو ہم نے خرائطی کی ”مکالم الاخلاق“ میں عن علی بن حرب بحوالہ ان کے نقل کیا ہے اس سے الفاظ ہیں: یزید بن شجرة اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہو کر کہنے لگے: لوگو! صبح و شام تمہارا سبز، زرد اور سرخ رنگ کے لوگوں سے مقابلہ ہو چکا ہے، اور گھروں میں کوئی نہیں۔ تو جب تمہارا دشمن سے آنا سامنا ہو تو قدم قدم بھر کر چلنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ

اسد الغابہ (۵۵۵۶) استیعاب (۲۸۰۸) * استیعاب (۱۳۸/۴)

المعجم الكبير (۲۴۸/۲۲) الترغيب والترهيب (۵۷۰/۱) كنز العمال (۱۴۹۷۸) جمع الجوامع (۴۲۸۹)

اسد الغابہ (۵۵۵۷) استیعاب (۲۸۰۹) تجرید (۱۳۷/۲) * استیعاب (۱۳۸/۴)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) (۲۳۶)

کو فرماتے سنا ہے: ”آدی جو نبی ایک قدم بھرتا ہے تو حورین اسے جھانک کر دیکھتی ہے۔“ (حدیث) ایسا ہی ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے، بغوی لکھتے ہیں: اسے حصین نے مجاہد سے بحوالہ یزید بن شجرہ موقوفاً نقل کیا ہے، یہی درست ہے۔ میں کہتا ہوں: اسی روایت کو ہم نے ”الغلیات“ میں نقل کیا ہے کہ ہم سے محمد بن یونس، یحییٰ بن کثیر، شعبہ، اعمش، مجاہد ان کے سلسلہ سند سے یزید بن شجرہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا.... پھر اس حدیث کا ایک گوشہ ذکر کیا۔

محمد بن یونس اللدیی ضعیف راوی ہے۔ محفوظ اعمش سے موقوف روایت ہے، اسے بھی بغوی نے بطریق خالد الواسطی سے بحوالہ یزید مرفوعاً نقل کیا ہے اور ابو نعیم بطریق مسعود بن سعد بن یزید اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ ایک روایت میں فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اسے عبد اللہ بن المبارک نے ”کتاب الزہد“ میں عن زائدہ عن منصور بن مجاہد موقوفاً نقل کیا ہے، اور ابن مندہ نے بطریق اعمش عن مجاہد اور بیہقی نے بطریق شعبہ روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میری طرف منصور نے حظ بھیجا، میں نے یہ ان کے سامنے عن مجاہد پڑھی۔ پھر طویل موقوف روایت نقل کی۔ اس کے الفاظ ہیں: عن یزید بن شجرہ وہ رہا کے رہنے والے تھے، امیر معاویہ انہیں لشکروں پہ مقرر کرتے رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ہم سے خطاب کیا، حمد الہی اور ثناء کے بعد فرمایا.... اسی میں یزید بن شجرہ سے آگے ایک اور اختلاف ہے۔ جیسا کہ خدار کے حالات میں بطریق زہری عن یزید بن شجرہ عن خدار مرفوعاً بیان ہو چکا ہے۔ یزید بن شجرہ سے ایک اور حدیث بھی مروی ہے، جسے ابن مندہ نے ضعیف سند کے ذریعہ نقل کیا ہے، جو بروایت خالد بن العلاء عن مجاہد بحوالہ ان کے منقول ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے لیے نکلے تو لوگوں نے کہا: بہتر آدی تھا، اور اس کی تعریف کی۔ اسنے میں جبرائیل علیہ السلام آگئے، کہنے لگے: یہ شخص ایسا نہ تھا جیسا کہ ان لوگوں نے کہا، لیکن تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ اس کے وہ گناہ معاف کر دیئے گئے جو انہیں معلوم نہیں تھے۔ لکھتے ہیں: غریب ہے اور ان کی مسند میں دو ضعیف راوی ہیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اہل شام کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: امیر معاویہ کو خلافت کے آخری ادوار میں اٹھاون ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ واقدی ہے ابو سعید اور خلیفہ نے بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں: امیر معاویہ نے انہیں ۳۹ھ میں مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ تو یہ قثم بن عباس سے جھگڑ پڑے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں کے والی تھے۔ تو ابو سعید ان دونوں کے درمیان سفیر بنے اور اس بات پہ صلح ہو گئی کہ اس سال شیبہ انجھی لوگوں کو حج کرائیں گے، مفضل القلابی نے اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

۹۲۷۷ یزید بن شراحیل

یزید میں تذکرہ ہوا ہے۔

یزید بن شریح * (۹۲۷۸)

صحابی ہیں۔ ان سے جوے کے بارے میں روایت ہے جو ابو عمر کا قول ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے میں شک ہے اور یہ روایت نقل کی ہے: تین چیزیں جو ہیں: بے بازی، شطرنج کھیلنا اور کیوتر کو سیٹی بجا کر بلانا۔ اس روایت کو ابو داؤد نے مراسیل میں بروایت ابن عیاش نقل کیا ہے لہذا یزید بن شریح ان کے نزدیک صحابی نہیں۔ تابعین میں یزید بن شریح انحصار تابعین سے ہیں جو اصغر صحابہ رضی اللہ عنہ جیسے ابوامامہ اور اکابر تابعین جیسے کعب، ابن جہنی سے روایت کرتے ہیں۔ اگر حدیث بیان کرنے والے ہی ہیں تو یقیناً صحابی نہیں، اور اگر کوئی اور ہیں تو احتمال ہے۔

یزید بن شیبان الازدی * (۹۲۷۹)

بقول بعض: الدیلی۔ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان الجمہنی کے ماموں ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: صحابی ہیں، ان سے عمرو روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ابن مرہج آئے، ہم عرفہ میں تھے، کہنے لگے: تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے ہیں اور فرما رہے ہیں: اپنے مشاعر (جہاں رسوم حج ادا کرنے کے مقامات) پھر پھر رہو..... (حدیث) واللہ اعلم

یزید بن الصلت * (۹۲۸۰)

عدی بن کامل میں محمد بن حمران کے حالات میں ان کی حدیث ان کی عطیہ بن یزید بن الصلت کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوے میں شرکت کی تو آپ نے گھڑ سوار کو دھرا حصہ اور پیادل کو اکھرا حصہ دیا۔ اسے ابن حمران نے عن سلیمان الشاذلی کوئی (جو بہت کمزور روایتیں نقل کرتا ہے) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہیں دو مسلمانوں کی تلواریں سونپی ہوئی نظر آئیں تو اس وقت اپنے گھر سے نہ نکلتا۔“ *

یزید بن ضرار * (۹۲۸۱)

الشمناخ کے بھائی۔ مَرَدِیْن ان کا ذکر ہوا ہے۔

یزید بن ضمہرہ * (۹۲۸۲)

ابن العیص بن مقلد بن وہب الخزاعی۔ طبری نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ”الجمہرہ“ میں ان کا نسب یوں لکھا ہے: ”وہب بن بذاء بن عاصرہ بن حیثہ بن کعب۔“

* استیعاب تجرید (۱۳۸/۲) * اسد الغابہ (۵۵۶۱) استیعاب (۳۸۱۱) تجرید (۱۳۸/۲)

* ابوداؤد کتاب المناسک باب موضع الوقوف بعرفہ (۱۹۱۹) مسند احمد (۱۳۷/۴)

مشکاة المصابیح (۲۵۹۵) کنز العمال (۱۲۰۶۵)

* الکامل فی الضعفاء (۲۲۵۲/۶) تجرید (۱۳۸/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۶۴) تجرید (۱۳۸/۲)

۹۲۸۳ یزید بن طعمہ

ابن جاریہ بن لؤذان الانصاری الخطمی۔ بقول ابو عمر: ابن کلی نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۸۴ یزید بن طلحہ

طلحہ بن زید میں ذکر ہوا ہے۔

۹۲۸۵ یزید بن ظبیان السدوسی

نخام کے حالات میں ان کے آنے کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۲۸۶ یزید بن عامر

بن الاسود بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن مصعب۔ ابو حازم السوائی۔ بقول ابو حاتم: صحابی ہیں۔ نماز کے بارے میں نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، جسے ابو داؤد نے بطریق نوح بن مصعب بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ پھر طبرانی نے اسی سند سے اسے روایت کیا ہے۔ پہلے تین میں کفار کی جمعیت کے ساتھ شریک ہوئے پھر اسلام لے آئے۔

۹۲۸۷ یزید بن عامر

ابن حدیدہ بن غنم بن سواد بن کعب بن سلمہ انصاری، ابو المنذر رانخزرجی۔ ابن اسحاق نے بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابو عمر: اس میں کسی کو اختلاف نہیں، ابن اسحاق ہی نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۲۸۸ یزید بن عباہ

ابن بحیر بن خالد بن غلاس بن مرہ بن زید بن مالک بن جنادہ بن معن الباہلی۔ ابو عمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابراہیم بن المستمر نے عن زیاد بن قریع یزید بن عباہ عن ابیہ عن جدہ یزید کی سند سے نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ان کے سر پہ دست شفقت پھیرا، وہ اپنی زکوٰۃ لائے تھے۔ عباہ کا ذکر حرفین میں ہو چکا ہے۔

۹۲۸۹ یزید بن عبد اللہ البجلی

ان سے ان کا بیٹا حمید بن یزید فضیلت جریہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ ان کی حدیث ان کی اولاد سے مروی ہے۔

اسد الغابہ (۵۵۶۵) تجرید (۱۳۸/۲) اسد الغابہ (۵۵۶۶) اسد الغابہ (۵۵۶۸) تجرید (۱۳۸/۲)

اسد الایمہ (۵۵۶۹) استیعاب (۲۸۱۳) تجرید (۱۳۸/۲) اسد الغابہ (۵۵۷۰) تجرید (۱۵۸/۲)

السیرۃ النبویہ (۸۰/۲) اسد الغابہ (۵۵۷۱) استیعاب (۲۸۱۴) تجرید (۱۳۸/۲)

استیعاب (۱۳۹/۴) اسد الغابہ (۳۴۱/۴) اسد الغابہ (۵۵۷۲) استیعاب (۲۸۱۵) تجرید (۱۳۹/۲)

ابو عمر * نے ان کا بھی مختصر ذکر کیا ہے۔

۹۲۹۰ یزید بن عبداللہ *

ابن الجراح القمیری۔ ابو عبیدہ کے بھائی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عامر کے حالات میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ یہی بات مستغفری نے ان کے اتباع میں کی ہے۔ اور یہی قول ابن مندہ کا باضافہ ان الفاظ کے ہے: ہمیں ان کی کوئی سند حدیث معلوم نہیں۔ قیس بن الربیع نے عن عبد الملک بن المغیرہ عن فیروز بن بادی عن ابیہ بخوالہ یزید بن الجراح روایت کی ہے کہ انہوں نے ان کے ہاں ایک نصرانی عورت سے شادی کر لی تھی۔ شاید یہ اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔

۹۲۹۱ یزید بن عبداللہ الکندی *

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث یحییٰ بن یزید النوفلی نے عن ابیہ عن یزید بن خثیفہ بن یزید بن عبداللہ الکندی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کی ہے۔ * میں کہتا ہوں: نوفلی ضعیف راوی ہے۔

۹۲۹۲ یزید بن عبدالمدان *

ابن الدیان بن قطن بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب بن عمرو الحارثی، ابو المہذ رکنیت تھی اور والد کا نام عمرو اور دادا کا نام یزید تھا۔ عبدالمدان، اور الدیان لقب ہیں۔ بقول ابن سعد: شاعر تھے۔ مغازی میں ابن اسحاق * لکھتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے رجب الثانی یا جمادی الاولیٰ کے مہینے ۱۰ھ بنی حارث بن کعب کی طرف حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ اس کے بعد ان کے اسلام لانے کی حدیث نقل کی جس میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اس کا خط نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ جس کا جواب تھا کہ قبول کیا جائے۔ آپ کے ساتھ ان کا وفد تھا۔ جب آپ واپس آئے تو آپ کے ساتھ قیس بن الحصین ذوالقصر، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المصعب، عبداللہ بن قریط، شداد بن عبداللہ، عمرو بن عمرو التہامی تھے۔ جب یہ لوگ آئے، تو آپ نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس حدیث کو واقدی نے بطریق عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث مسند بیان کیا ہے، اس میں عبداللہ ابن عبدالمدان کے نام کا اضافہ کیا ہے۔ اور عبداللہ بن قریط کا نام عبداللہ بن قراء، اور عمرو بن عمرو کا عمرو بن عبداللہ لیا ہے۔ باقی نام اسی طرح ہیں۔ قیس بن الحصین کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۹۲۹۳ یزید بن عتر *

یزید بن عمرو بن تذرہ ہوگا۔

* استیعاب (۱۳۹/۴) * اسد الغابہ (۵۵۷۲) تجرید (۱۳۹/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۷۵) تجرید (۱۳۹/۲) * اسد الغابہ (۲۴۶/۴)

* اسد الغابہ (۵۵۷۹) استیعاب (۲۸۱۶) تجرید (۱۳۹/۲)

* السیرۃ النبویہ (۱۸۳/۲) * اسد الغابہ (۵۵۸۱) تجرید (۱۳۹/۲)

یزید بن عمرو النمیریؓ

بقول بعض: یزید بن النمیر دولابی نے بطریق ولیم المصلی، عائد بن ربیعہ روایت کی ہے کہ مجھ سے قرہ بن دعووس، قیس بن عاصم، ابو زہیر بن معاویہ، یزید بن عمرو، حارث بن شریح سب نے بیان کیا: ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے بیک زبان عرض کی: ہمیں وصیت فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، رمضان کی ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور وہ حدیث ذکر کی۔ اسے ابو عمرؓ نے اسی سند سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے عنوان سوانح میں لکھا: یزید بن عمرو النمیری، حالانکہ ایسا نہیں۔ بلکہ وہ نمیری اور ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا ہے۔ باوردی نے اسی سند کے ذریعہ عن عائد بن ربیعہ عن عباد بن زید عن قرہ بن دعووس و یزید بن نمیر پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ اسی پہ رشاطی نے جزم کیا ہے لیکن یہ بھی نقل کیا ہے کہ انہیں یزید بن عمرو بھی کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ وہ ہوں۔ مستغفری فرماتے ہیں: یزید بن عمر النمیریؓ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ایسا ہی ابن قحون نے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کے استدراک میں تاہل ہے۔ اس واسطے کہ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے البتہ انہوں نے ”یزید بن عمرو“ لکھا۔

یزید بن عمروؓ

ابن حدیدہ انصاری خزرجی۔ ابوقطبہ ابن اسحاق نے شرکاء بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن عمیرہؓ

شیب بن قرہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ بقول بعض: یزید بن عمیر ہیں۔

یزید بن قتادہؓ

بقول ابو عمر: ان سے حسان بن بلال روایت کرتے ہیں، ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ طبرانی، ابونعیم نے اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث کے سیاق میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی وضاحت نہیں، البتہ غور سے اس بات کو حاصل کیا جاسکتا ہے، قتادہ بن زید کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

یزید بن قنافہؓ

ہلب کا نام جن کا تذکرہ ہاء میں ہوا ہے (ت ۸۹۹۵ ج سوم)۔

اسد الغابہ (۵۵۸۳) استیعاب (۷۸۱۷) تجرید (۱۳۹/۲) * استیعاب (۱۶۰/۴)

اسد الغابہ (۵۵۸۴) تجرید (۱۳۹/۲) * تجرید (۱۳۹/۲) * اسد الغابہ (۵۵۸۸) تجرید (۱۳۹/۲)

اسد الغابہ (۵۵۸۹) تجرید (۱۳۹/۲)

۹۲۹۹ یزید بن قیس

ابن خارجہ بن جذیمہ داری۔ حضرت تمیم کے خاندان سے، ابن اسحاق * نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خیر کی عمدہ کھجوروں کے سووق دینے کا حکم دیا۔ طبری لکھتے ہیں: وفد میں آئے تو اسلام قبول کیا، نبی ﷺ نے خیر سے ان کا حصہ لگایا۔ واقدی کی کتاب میں نعیم بن اوس اور الطیب بن عبد اللہ داری حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۳۰۰ یزید بن قیس

ابن حطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر انصاری ظفری۔ مشہور شاعر کے فرزند۔ انہی سے اس کی کنیت تھی۔ عدوی لکھتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ اس دن ان کے جسم پر بارہ (۱۲) کاری زخم آئے۔ اسی روز آپ ﷺ نے ان کا نام ”حاصر“ رکھا۔ ابو عمر، ابن کلبی کی پیروی میں لکھتے ہیں: تمام معرکوں میں شریک رہے اور جسر ابی عید میں شہادت پائی۔

۹۳۰۱ یزید بن قیس

ابن ہانی بن حجر بن شریمل بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن سعد و طبری نے اور ابن فتون و ابن الاثیر نے اپنے اپنے استدراک میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن سعد و طبری اور ابن فتون کی کتابوں میں قیس کی جگہ کیس لکھا ہے اور ”الجمہرۃ“ کے معتبر نسخے میں یہ نام میں نے کیس لکھا دیکھا ہے۔

۹۳۰۲ یزید بن قیس

یزید بن قش میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۹۳۰۳ یزید بن قیس

سعید کے بھائی، مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مہاجرین اولین سے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۰۴ یزید بن کعبہ

تجرید میں حرف زاء کے تحت زید بن کعبہ لکھا ہے جبکہ درست یزید ہے۔

۹۳۰۵ یزید بن کعب

ابن عمرو الانصاری۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان کے والد اور ان کے بھائی حبیب صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یزید

* اسد الغابہ (۵۵۹۰) السیرۃ النبویۃ (۲۷۴/۳)

* اسد الغابہ (۵۵۹۱) استیعاب (۲۸۲۰) تجرید (۱۲۱۰/۲)

* استیعاب (۱۴۰/۴) اسد الغابہ (۵۵۹۴) تجرید (۱۲۱۰/۲)

* اسد الغابہ (۳۵۰/۴) اسد الغابہ (۵۵۹۲) تجرید (۱۲۱۰/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۹۳) تجرید (۱۲۱۰/۲)

الاصحاب في سيرة الصحابة (جلد ۲)

اور ان کے بھائی واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۰۶) **یزید بن کعب البہزی** * زید میں تذکرہ ہوا ہے۔

۹۳۰۷) **یزید بن کعب** ابن ابی السیر، تذکرہ ہوتا ہے۔

۹۳۰۸) **یزید بن کیس** * زید بن قیس میں ذکر ہوا ہے۔

۹۳۰۹) **یزید بن مالک** *

ابن عبد اللہ الجعفی۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں، اور ول کا کہنا ہے: یہ ابوسبرہ ہیں جن کا تذکرہ کنیتوں میں ہوتا ہے۔

۹۳۱۰) **یزید بن المحجل الحارثی** *

یزید بن عبد المداں اور قیس بن حصین کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۹۳۱۱) **یزید بن مربع** *

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور حدیث میں بغیر نام کے ابن مربع آیا ہے، بقول بعض: ان کا نام زید یا عبد اللہ ہے۔
ہشام بن ضرار نے یزید بن زید بن مربع بن قحطی بن عمرو بن زید بن حشم اوسی کی مدح سرائی کی ہے، شاید وہ یہی ہیں۔

۹۳۱۲) **یزید بن مسافع**

ابن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد الدار قرشی عہدری۔ ان کا والد اُحد میں کافر مارا گیا۔ زبیر بن بکار اور بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے،
دونوں کا کہنا ہے کہ وہ حرہ کے روز قتل ہوئے۔ شاید مسلمانان فتح مکہ میں سے تھے۔ ورنہ کم از کم انہوں نے ساڑھے چھ (۶۵۰) سال
پائے ہوں گے۔ اس بنا پر وہ اس قسم سے ہوئے۔ بقول ابن زبیر ان کی والدہ خزرجیہ ہے۔

۹۳۱۳) **یزید بن معاویہ**

ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ، قرشی اسدی ابو حظلہ۔ بلاذری نے دوسری بار کے مہاجرین حبشہ میں ان کا
ذکر کیا ہے۔ خیر میں شہید ہوئے، بقول بعض: طائف میں شہادت پائی۔

۹۳۱۴) **یزید بن معاویہ البکائی** *

بقول ابن حبان و مستقری: صحابی ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابن حبان اس سے بے خبر
رہے اس لیے دوبارہ تابعین میں ان کا ذکر کر دیا۔

* اسد الغابہ (۵۵۹۵) استیعاب (۲۸۲۱) تجرید (۱۴۰/۲) * تجرید (۱۴۰/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۹۷) استیعاب (۲۸۲۲) تجرید (۱۴۰/۲) * اسد الغابہ (۵۵۹۸) تجرید (۱۴۰/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۹۹) * تجرید (۱۴۰/۲)

۹۳۱۵) یزید بن معبد الیمامی

بقول ابن ابی حاتم: * انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، ان سے ان کا بیٹا معبد روایت کرتا ہے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہی ہے۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: یہ ربیع قیس ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: معبد کے دونوں بیٹے یزید اور قیس صحابی ہیں، ان کی حدیث ابن قانع، طبرانی، * اور ابن شاپین نے بطریق ایوب بن عتبہ عن معبد بن یزید عن ابیہ یزید بن معبد روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے یمامہ کے بارے میں پوچھا: ان لوگوں کی کتنی تعداد ہے؟ میں نے بنی عبداللہ بن الدؤل کے بارے میں کچھ کہنا چاہا پھر مجھے خدشہ ہوا کہیں میں آپ سے جھوٹ بول دوں گا۔ میں نے عرض کی: ان میں بنی عتبہ میں۔ آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ اہل نسب کے ربعی اور خنی کہنے میں کوئی فرق نہیں۔ اس واسطے کہ دؤل بنی حنیفہ کا بطن ہے۔ اور حنیفہ ربیعہ کا قبیلہ ہے۔ ربیع ابو عمر کی قیس کہنے کی بات تو اہل نسب نے ان پر نکیر کی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے: درست یہ ہے کہ وہ خنی ہیں۔ ابن ابی عاصم نے بطریق رباط بن عبد الحمید عن حانی بن یزید عن ابیہ روایت کی ہے کہ ان کے بھائی قیس بن معبد اور جاریہ بن ظفر کے درمیان ایک چراگاہ پہ جو ان میں مشترک تھی جھگڑا ہو گیا تو قیس نے اس کے ہاتھ پہ وار کر کے کاٹ دیا اور جاریہ نے بھی جوابی حملہ کیا، پھر دونوں اس چراگاہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرانے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنا ہاتھ دے دو“۔ اس نے انکار کیا، آپ ﷺ نے پھر مجھ سے فرمایا: ”مجھے اپنے بھائی کا وار دے دو“۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ آپ کے لیے ہے تو آپ نے مجھے رزق اور اولاد کی دعا دی اور قیس بن معبد کے مال میں جاریہ بن ظفر کے ہاتھ کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

۹۳۱۶) یزید بن المعتمر

یزید بن عمرو میں تذکرہ ہوا ہے۔

۹۳۱۷) یزید بن المنذر

ابن سرح بن شماس ابن سخان بن عبید بن عدیق بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی السلمی۔ ابن اسحاق * نے شریکاء بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے..... اور اسی طرح.....

۹۳۱۸) یزید بن ابی منصور

بقول مستغفری، بعض کا کہنا ہے: صحابی ہیں، اس میں اختلاف ہے پھر بطریق لیث عن دودید بن نافع عن یزید بن ابی منصور (جو صحابی ہیں) روایت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے بہترین لوگوں پہ تیزی طاری ہوگی“۔ * پھر لکھتے ہیں: اس میں لیث سے آگے اختلاف ہے۔

* اسد الغابہ (۵۶۰/۲) استیعاب (۲۸۲۴) تجرید (۱۴۰/۲) الجرح والتعديل (۲۸۶/۹)

* استیعاب (۱۴۱/۴) المعجم الكبير (۲۴۶/۲۲) تجرید (۱۴۰/۲)

* السيرة النبوية (۷۹/۲) اسد الغابہ (۵۶۰/۵) تجرید (۱۴۰/۲)

* المعجم الكبير (۱۹۴/۱۱) المطالب العالیة (۳۲۳۱) الكامل (۱۱۴۸/۳) العلل (۲۴۷/۲) التذكرة (۱۹۰)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱)

میں کہتا ہوں: اسے عبدالرحمن بن ابان نے لیٹ سے نقل تو کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: دوید عن ابی منصور (جو صحابی ہیں) اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں عن الریح الزهرانی بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ اور عن قتیبہ عن الیث نقل کی ہے لیکن یوں نہیں کہا: ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔“ یونس بن محمد اور علی بن غراب وغیرہ نے ان کی متابعت کی ہے اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ کتبوں میں ابو منصور کے حالات میں بیان ہوگی۔

میں کہتا ہوں: تابعین میں یزید بن ابی منصور وہ ہیں جن کا تذکرہ ابن یونس نے لکھا ہے کہ بصری ہیں، مصر پھر افریقا سکونت اختیار کر لی اس کے بعد بصرہ لوٹ آئے۔ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ذو الحجۃ کلابی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن تبع تابعین میں۔

۹۳۱۹ یزید بن مہار خسرو الیمامی

اصلاً فارسی ہیں۔ ابن السکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا اور بطریق ولید بن یزید بن مغلکی بن عباس بن یزید بن شریحیل بن یزید بن مہار خسرو، ان کی خاندانی سند سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: اہل فارس کے جوان موٹے ریشم کا لباس پہنے سونے کے حلقے (بٹن) لگائے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور یزید آپ کے پاس سفید کپڑوں میں ملبوس آئے۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ اس کی مشابہت نہیں کر سکتے جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی رغبت رکھنے والا ہے۔ ابن مندہ نے اسے تعلیقاً نقل کر کے لکھا ہے، ولید بن یزید نے یہ روایت کی ہے۔ پھر اپنی سند سے اسے مختصر ذکر کیا ہے کہ عن ابیہ عن یزید وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سفید کپڑوں میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام ”زاہد“ رکھا، یہی طرز ابو نعیم کا ہے۔

۹۳۲۰ یزید بن نبیثہ

قرشی عامری۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔ فتح دمشق میں شریک ہوئے، پھر ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک محدث کا بیان ہے یزید بن نبیثہ امیر معاویہ کے پاس آئے اس وقت انہوں نے سیاہ خضاب اپنی داڑھی پہ لگا رکھا تھا۔ امیر نے پوچھا: آپ کون؟ انہوں نے کہا: آپ کا عامل یزید بن نبیثہ۔ آپ نے فرمایا: جب تک آپ کی داڑھی اپنے اصلی رنگ میں نہیں آجاتی اس سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔

ابو الحسین رازی نے اپنے دمشق شیوخ سے روایت کی ہے کہ نبیثہ کی وہ حویلی جو بازار ریحان میں ہے وہ دمشق پہ امیر معاویہ کے گورنر یزید بن نبیثہ کی ہے۔ دمشق کے دور میں جب وہ فتح ہوا تو وہ ایک گواہ تھے، یہ قریشی صحابی ہیں جن کا تعلق بنی عامر بن لوی سے ہے، صحابی ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے داڑھی پہ سیاہ خضاب لگانے کی وجہ سے اپنے ہاں آنے سے روک دیا تھا۔

الجرح والتعديل (۲۹۱/۹)

اسد الغابہ (۵۶۰/۶) تجرید (۱۴۱/۲)

جامع المسانید (۴۴۳/۱۲)

۹۳۲۱) یزید بن نعام

بقول امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن حبان: صحابی ہیں، جبکہ ابو حاتم رازی کا قول ہے: صحابی نہیں۔ ان کی حدیث مرسل ہے، بغوی لکھتے ہیں: ہمیں ان کے بارے میں نبی ﷺ سے سماع کا پتہ نہیں۔ ترمذی "العلل" میں بحوالہ امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ بغوی پھر لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ البتہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: راویوں میں یزید بن نعام ضعیفی تابعی ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔

۹۳۲۲) یزید بن النعمان

ابن عمر وابن عرفہ بن العاتک بن امرئ القیس بن ذہل بن معاویہ الکندی۔ بقول ابن کلبی: یہ اور ان کے دونوں بھائی حُجْر اور عکس نبی ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں آئے۔

۹۳۲۳) یزید بن نعیم

طبرانی نے ان کی حدیث نقل کیے بغیر ان کا ذکر کیا ہے، اگر یہ وہی ہیں جن کے دادا "ہزأل" ہیں تو یہ تابعی ہیں۔

۹۳۲۴) یزید بن نویرہ

ابن حارث بن عدی بن جشم بن محمد بن حارث بن حارث انصاری۔ بقول ابن عبد البر، اُحد میں شریک ہوئے اور نہروان کے روز جنگ کی۔ خطیب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: نہروان کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کا پہلا سپاہی جو شہید ہوا وہ انصار کا یزید ابن نویرہ نامی شخص تھا۔ نبی ﷺ نے انہیں دو بار جنت کی بشارت دی تھی، ایک بار اُحد میں جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو ٹیلے سے آگے نکل گیا اس کے لیے جنت ہے"۔ چنانچہ یزید تلوار لیے وار کرتے ہوئے ٹیلے سے آگے نکل گئے۔ تو ان کے چچا زاد بھائی کہنے لگے: اللہ کے رسول! جو خوشخبری آپ نے میرے چچا زاد بھائی کو دی ہے مجھے بھی دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ وہ بھی لڑتے لڑتے آگے نکل گئے۔ پھر دونوں واپس آئے تو ایک مقتول میں دونوں کا اختلاف ہو گیا، جسے ان دونوں نے قتل کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم دونوں کے لیے جنت واجب ہے اور یزید تمہیں اپنے ساتھی پہ فضیلت حاصل ہے۔ ابن عقدہ نے اپنی ضعیف سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان میں شہید ہوئے۔

۹۳۲۵) یزید بن وقش

بنی عبد شمس کے حلیف۔ ابن اسحاق کا بیان ہے یمامہ میں شہید ہوئے۔ یہ اموی کی بحوالہ ابن اسحاق روایت ہے۔ ابن فقیون

اسد الغابہ (۵۶۰/۷) تجرید (۱۶۲/۲) (۱۴۱/۲) التاريخ الكبير (۳۱۳/۴)

الجرح والتعديل (۲۹۲/۹) الجرح والتعديل (۱۴۱/۲) ايضا

المعجم الكبير (۲۴۵/۲۲) اسد الغابہ (۵۶۱۰) استيعاب (۲۸۲۷) تجرید (۱۴۱/۲)

استيعاب (۱۴۲/۴) تاريخ بغداد (۲۰۴/۱)

نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے: یزید بن قیس واقفی فرماتے ہیں: سالم سوئی ابی حذیفہ کے بعد جنگ یمامہ میں علم سنبالا اور شہید ہو گئے۔

۹۳۲۶ یزید بن یحس کوفی

ابوالحسن۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ دو بروی پایا ہے لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ سیف "فتوح" میں لکھتے ہیں: جنگ یموک میں شریک ہوئے اور گھڑ سواروں کے ایک دستے کے امیر تھے۔ میں کہتا ہوں: کہ فتوحات میں صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۹۳۲۷ یزید بن ابی الیسر

ابوالیسر کا نام کعب بن عمرو تھا۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ام سعید کوفہ بنت ثابت بن عثیک (جو صحابیہ ہیں اور بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں) سے شادی کی جن سے سعید اور عروہ پیدا ہوئے۔ نساء میں اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

۹۳۲۸ یزید

معن کے والد، بنوی اور ابن شاپین نے ان میں اور یزید بن الاضس میں فرق کیا ہے۔

۹۳۲۹ یزید مولا سلیم بن عمرو

موی بن عقبہ نے انصار میں سے بنی سواد کے أحد کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے "عترة" کے حالات میں ابن اسحاق کی پیروی کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۳۰ یزید، ابو عمر

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت خطاب بن القاسم عن ابن اسحاق عن عمر بن یزید انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو کوئی (بلا وجہ) کسی چڑیا کو مارے گا تو وہ قیامت کے روز چیخ کر کہے گی: اے میرے رب! اس نے مجھے فضول قتل کیا، نہ میری جان گوانے سے کوئی فائدہ حاصل کیا اور نہ مجھے (زندہ) چھوڑا کہ میں آپ کی زمین میں زندگی بسر کرتی۔

۹۳۳۱ یزید

غضبان کے والد۔ ان کی ایک حدیث ہے جو انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے، تجرید میں ایسا ہی ہے۔

اسد الغابہ (۵/۶۱۳) تجرید (۱۴۱/۲) الجرح والتعديل (۲۹۵/۹)

تجرید (۱۴۱/۲) اسد الغابہ (۵۵۸/۶) تجرید (۱۳۹/۲)

المعجم الكبير (۲۴۵/۲۲) تجرید (۱۳۹/۲)

۹۳۳۲ یزید (بے نسبت)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حدیث سراج بن مجاہد میں ان کا ذکر ہے، ان کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جو طبرانی وغیرہ نے بطریق ہلال بن سراج بن مجاہد عن ابیہ نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یمن میں زمین عطا کی اور ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مجاہد بن مرارہ جو بنی سلیم میں سے ہے، کے لیے، میں نے تمہیں فلاں فلاں زمین دے دی ہے اب جو کوئی تم سے اس کے بارے میں جھگڑے وہ میرے پاس آ جائے۔“ وہ تحریر یزید نے قلمبند کی تھی۔
میں کہتا ہوں: احتمال ہے وہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ وہ آپ کے لیے لکھا کرتے تھے۔

۹۳۳۳ یزید الکرخی

ابن حکیم میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

باب یاء کے بعد سین

۹۳۳۴ یسار بن ازہر الجہنی

ابن الحسن: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمر: ابو الغادیہ ہیں۔ جس کی ابن فتحون نے تردید کی ہے۔ ابن الحسن اور ابن مندہ بطریق محمد بن الحسن ان کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور مجھے دو چادریں اور ایک تلوار عطا کی، ان کی بیٹی عمرہ کہتی ہیں کہ وفات تک میرے والد کا سر سفید نہیں ہوا۔

۹۳۳۵ یسار بن الاطول الجہنی

سعد کے بھائی۔ حاکم نے ان کے بھائی ابو مطرف کے حالات میں ان کا نام سعد بتایا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ سعد بن الاطول نے کہا: اور ان کے بھائی یسار بن الاطول یعنی جو عہد نبی ﷺ میں فوت ہوئے۔ ابو عمر سعد بن الاطول کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کے بھائی یسار بن الاطول عہد نبی ﷺ میں فوت ہوئے۔ یہ حدیث ابن ماجہ، اور حاکم نے بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ سعد بن الاطول نقل کی ہے کہ ان کے بھائی کا انتقال ہوا تو وراثت میں تین سو (۳۰۰) درہم اور عیال چھوڑے۔ تو میں نے ان کے اہل و عیال پہ وہ درہم خرچ کرنا چاہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی اپنے قرضے کی وجہ سے رکا ہوا ہے، اس کا قرض ادا کرو۔“ فرماتے ہیں: میں نے ان کا قرض ادا کیا۔

ابن عبد البر ان سے غافل ہو گئے باوجودیکہ سعد کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۵۶۱۴) تجرید (۱۴۱/۲) اسد الغابہ (۵۶۱۵) تجرید اسماء الصحابة (۱۴۱/۲)

اسد الغابہ (۵۶۱۵) تجرید اسماء الصحابة (۱۴۱/۲) مجمع الزوائد (۱۶۱۲۷) جامع المسانید والسنن (۵۰۱/۱۲)

اسد الغابہ (۵۶۱۶) تجرید اسماء الصحابة (۱۴۱/۲)

۹۳۳۶ یسار بن بلال

بقول بعض: ابویسٰی انصاری کا نام ہے۔

۹۳۳۷ یسار بن سبع

ابوالغادیہ الجعفی۔ بقول بعض المزنی، کتیبوں میں تذکرہ ہوگا۔

۹۳۳۸ یسار بن سوید الجعفی

مسلم بن یسار بصری کے والد۔ ابن اسکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، مسویہ نے اپنے فوائد میں، ابن اسکن اور خطیب نے المتفق میں اور ابن مندہ نے بطریق ابوالہشیم بن قیس عن عبداللہ بن مسلم بن یسار عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ موزوں پر ص ۴ اور صرف کے بارے میں چند احادیث نقل کی ہیں۔ حافظ موسیٰ بن ہارون الحمال کا قول ہے: قرہ بن حبیب سے کسی نے پوچھا: کیا یسار نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اختلاف ہے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: اس مسئلہ میں وہم ہے۔ قتادہ کی عن مسلم بن یسار عن ابی الاشعث عن قتادہ صرف کے بارے درست سند ہے۔ میں کہتا ہوں: سلمہ بن علقمہ اور محمد بن سیرین نے عن مسلم بن یسار اسی طرح نقل کیا ہے۔

۹۳۳۹ یسار بن عبد

ابن عامر بن نعیم بن ملاح بن جذیمہ... ابو عزة الہذلی۔ کتیب سے مشہور ہیں۔ ابوعلی بن اسکن وغیرہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے، لکھتے ہیں: بصرہ کے رہائشی ہیں وہیں ان کی حویلی ہے۔ ان سے ایک حدیث مروی ہے جس میں یسار بن عمرو نام بتایا جاتا ہے کہ بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ پھر وہ حدیث نقل کی، کتیبوں میں اس کا تذکرہ ہوگا۔

۹۳۴۰ یسار بن مالک الثقفی

ان کے مولا عکسٹس کے حالات میں۔

۹۳۴۱ یسار

بریدہ کے غلام مدنیین میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے اور عمر بن شبہ بطریق عبدالعزیز ابن عمران عن یحییٰ بن اٹح مولانا بنی ضمرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو فرماتے سنا وہ بتاتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر جہرت کے دوران ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اپنا یسار غلام ان کے ساتھ بھیجا۔ وہ کہتے ہیں: جب

اسد الغابہ (۵۶۱۸) استیعاب (۲۸۳۱) تجرید (۱۴۱/۲) اسد الغابہ (۵۶۲۲) استیعاب (۲۸۳۳) تجرید (۱۴۲/۲)

اسد الغابہ (۵۶۲۳) استیعاب (۲۸۳۴) تجرید (۱۴۲/۲) المعجم الکبیر (۳۷۶/۱۲) جامع المسانید (۴۵۲/۱۲)

اسد الغابہ (۵۶۲۴) استیعاب (۲۸۳۵) تجرید (۱۴۲/۲) المعجم الکبیر (۳۷۶/۲۲) التاریخ الکبیر (۴۴۱۹/۴)

اسد الغابہ (۵۶۱۷)

الْكَفَالَةُ فِي تَبْيِيهِ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ فِي تَبْيِيهِ الصَّلَاةِ (جلد ۲۳۹)

نماز کا وقت ہوا، رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر آپ کے دائیں طرف اور میں بائیں جانب کھڑا ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کے سینے پر ہاتھ مار کر اپنے پیچھے اور مجھے انہوں نے پیچھے کر دیا تو ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی۔ عمر بن شیبہ کا قول ہے: عبدالعزیز اکثر غلطیاں کرنے والا راوی ہے۔

۹۳۲۲ یسار الجئی الراعی

ابو نعیم نے ان کا نام لیا ہے اور واقدی نے بطریق یعقوب بن عبیدہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ غطفان کی ایک جماعت جو بنی ثعلبہ بن سعد سے تعلق رکھتی ہے، مکہ میں ہے۔ جب آپ اس وادی میں پہنچے تو وہاں چرواہوں کو دیکھا ان میں یسار نامی ایک غلام تھا آپ نے اس سے پوچھا: اس نے کہا: اس نے کہا مجھے اتنا پتہ ہے کہ لوگوں کی نفری پانیوں کی طرف بڑھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے جبکہ جانوروں کو حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ جب آپ نے صبح کی نماز پڑھائی آپ نے دیکھا کہ یسار نماز پڑھ رہا ہے پھر آپ نے غنیمت تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے عرض کی: ہم ان سب کو ایک ساتھ ہانک سکتے ہیں کیونکہ ہمارے کچھ لوگ اپنے حصے کے جانوروں کو ہانکنے سے عاجز ہیں۔ پھر لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر آپ کو وہ غلام اچھا لگا ہے جسے آپ نے نماز پڑھتے دیکھا ہے تو ہم اپنے حصے سے وہ آپ کو دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جیسی تمہاری خوشی؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے اسے قبول کر کے آزاد کر دیا۔ ابوعمر * بحوالہ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے اس کا نام اسلم رکھا۔ ابن الاثیر * اس کی تردید کرتے ہیں کہ اسلم تو خیبر میں شہید ہوئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوا۔

۹۳۲۳ یسار الخفاف

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: یوسف بن خورک المستملی نے اپنی کتاب الجنازہ میں بطریق حفص بن عبد الرحمن الہلالی روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کا ہر تشریف لائے، پھر ایک ایسی حویلی تک پہنچے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا تھا، آپ اس میں داخل ہوئے تو وہاں نور پھوٹ رہا تھا۔ آپ نے دیکھا، ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے وہ نور اس کے منہ سے پھوٹ کر آسمان تک جا رہا ہے۔ اس شخص نے نماز مختصر کر لی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: بنی غلام کا غلام ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: یسار۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا عمل کیا ہے؟ عرض کی: موزے چننا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے اس کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے عرض کی: آپ اس کا کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے آزاد کر دوں گا۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہم آپ کو اس کا اجر نہ سوئیں دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ راوی کا کہنا ہے: پھر ایک رات آپ اس حویلی تک پہنچے تو آپ کو فرشتے نہ نظر آئے، آپ نے دروازہ کھولا تو وہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا اور اسی حالت میں روح پرواز کر گئی تھی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو اس کے غسل کی زحمت نہیں دی چنانچہ ان لوگوں نے اسے عمدہ کفن پہنایا۔ *

* اسد الغابہ (۵۶۱۹) استیعاب (۲۸۳۹) تجرید (۱۴۱/۲) * استیعاب (۱۴۵/۴)

* اسد الغابہ (۳۵۵/۴) * اسد الغابہ (۵۶۲۰) تجرید (۱۴۱/۲) * اسد الغابہ (۳۵۶/۴)

۹۳۳۴ یسار الراعی

دوسرے ہیں۔ جنہیں عربوں نے قتل کیا تھا، صحیحین میں بغیر نام ان کا ذکر ثابت ہے جو حدیث ان سے منقول ہے اور سلمہ ابن اکوع کی حدیث میں نام ہے۔ اسے طبرانی * نے بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی عن ابیہ عن سلمہ نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کا یار نامی ایک غلام تھا۔ آپ نے دیکھا وہ بڑی اچھی نماز پڑھتا ہے تو اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنی اونٹنیاں دے کر حرہ بھیجا، عرینہ کی ایک قوم نے اسلام کا اظہار کیا تھا جو یار تھے ان کے پیٹ پھول رہے تھے۔ آپ نے انہیں یار کی جانب بھیجا تو یہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ پینے لگے پھر یار پر حملہ کر کے اسے شہید کر دیا اور اس کی آنکھوں میں کانٹے ٹھونس دیئے۔ (حدیث) احتمال ہے یہ پہلے والے ہوں جن کا ایک عنوان پہلے ذکر ہوا ہے لیکن انہیں جشی کہا ہے اور انہیں نبوی کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

۹۳۳۵ یسار

ابو ہند الخجاء۔ مولانا بیاضہ، کتبوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

۹۳۳۶ یسار

مولانا سلیم بن عمرو۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداء اُحد میں اور ابن قحون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۳۷ یسار

ابو فکیہہ مولانا صفوان۔ ابن اسحاق نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے نہ ہٹائیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں *۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کتبوں میں ذکر ہوتا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام الفلح ہے۔

۹۳۳۸ یسار (بے نسبت)

ابو داؤد طیالسی اپنی مسند میں فرماتے ہیں: جسر بن فرقہ، سلیط بن عبد اللہ بن یار کے سلسلہ سند سے مروی ہے، فرمایا: میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

۹۳۳۹ یسار ابوہریرہ

مولانا عبد اللہ بن السائب الخجاء۔ بقول ابن قانع: امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا نام لیا ہے، یہ الہزی القاری کے دادا ہیں، کتبوں میں تذکرہ ہوگا۔

۹۳۵۰ یسار مولی عثمان الثقفی

ابن فحون نے ان کا ذکر کیا ہے کہ طائف کے قلعہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اتر آئے تھے، مسلمان ہوئے آپ نے آزاد کر دیا۔ واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۵۱ یسار مولی آل عمر

ابن عمیر اشقی۔ مستغفری نے طائف کے غلاموں میں سے نکلنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ بعد میں انہوں نے بنی عقیل میں شادی کر لی۔ حجاجؓ کے گورنر ہیں، نوے (۹۰) سے زیادہ اولادیں ہوئیں۔ میں کہتا ہوں: احتمال ہے پہلے والے ہوں۔

۹۳۵۲ یاسرؓ

مولی فضالہ بن ہلال۔ ابن مندہ نے مسلم کے والد سے انہیں رلا ملا دیا ہے اور ابو عمرؓ نے دونوں میں فرق کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے مولا نے نبی ﷺ سے بیعت کی، یہی درست لگتا ہے۔ کیونکہ ان کا نسب حزنی بتاتے ہیں۔ چنانچہ ابو بکر بن ابی شیبہ عن عبد اللہ بن موسیٰ عن عبد اللہ بن مسلم بن یسار الحزنی عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ میں اپنے مولا فضالہ بن ہلال کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیے نکلا۔

۹۳۵۳ یسیر بن جابر العنکی

ابن شامہ نے یہاں ان کا ذکر کیا ہے، حرف باء میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۳۵۴ یسیر بن حارث العبسیؓ

باء میں ذکر ہوا ہے۔

۹۳۵۵ یسیر

تغیر ہے، یہ ابن عروہ ہیں اسیر میں ذکر ہوا ہے۔

۹۳۵۶ یسیر بن عمروؓ

ابن سیار بن درکمہ، جو سیار کی والدہ ہیں۔ وہ بنت عبد اللہ بن سعید بن مرہ بن ذل بن شیبان ہیں، رہے ابو یسار تو وہ بنی مزید

اسد الغابہ (۵۶۲۸) تجرید (۱۴۲/۲) اسد الغابہ (۳۵۸/۴)

اسد الغابہ (۵۶۲۵) استیعاب (۲۸۳۷) تجرید (۱۴۲/۲) استیعاب (۱۴۵/۴)

اتحاف السادة (۳۵۲/۵) اسد الغابہ (۵۶۳۲) تجرید (۱۴۳/۲)

اسد الغابہ (۵۶۳۳) استیعاب (۲۸۴۰) تجرید (۱۴۳/۲)

بن الاعم بن سعید بن مرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں، انہیں اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے انہیں اسیر بن عمرو سے ملا دیا ہے۔

باب یاء کے بعد عین

۹۳۵۷ یعقوب *

بقول بعض: یعقوب بن عریب بن عبد کلال الرعینی القصبانی۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ لوگوں کا گمان ہے فتح مصر میں شریک ہوئے، بحر کے حالات میں لکھتے ہیں: یعقوب کو آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۹۳۵۸ یعقوب بن الحصین *

بقول ابن السکن: ان سے ایک غیر مشہور حدیث مروی ہے۔ ابن ابی خثمہ، بغوی، ابن قانع، ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہ نے بروایت عبد الوہاب بن مجاہد عن ابی عن یعقوب بن الحصین روایت کی ہے، فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کے رخسار دیکھ رہا ہوں آپ دائیں بائیں سلام پھیر رہے ہیں۔ آپ بلند آواز سے سلام پھیرتے تھے۔ * ابو عمر * کا بیان ہے، اس میں ابن مجاہد جو ضعیف راوی ہے مفرد ہے۔ بقی بن خلہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

۹۳۵۹ یعقوب بن زعمہ الاسدی *

عبد اللہ بن عمرو کی حدیث میں منقطع سند سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہاں کی کسی وادی میں نماز پڑھنا چاہتے تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں شعب ابی ذب سے ایک گدھا نکلا، آپ ﷺ کو رک گئے اور تکبیر نہیں کہی اور بنی اسد کے یعقوب بن زعمہ کو اس کی طرف روانہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے لوٹا دیا۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے عن عبد الرزاق عن ابن جریج، عمرو بن شعیب، عن عبد اللہ بن عمرو اسے اسناد سے نقل کیا ہے اور ابن ابی عمر نے عن ہشام ابن سلیمان عن ابن جریج نقل کیا ہے۔

۹۳۶۰ یعقوب القبطی *

مولیٰ بنی فہر۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مقوقس نے ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھیجا تھا۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ ایک قول ہے: جب اسلام لائے تو بنی فہر سے موالا کر لی۔ میں نے سعید بن عفیر کی کتاب میں دیکھا ہے کہ یعقوب القبطی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی میں نے آپ سے زیادہ اچھی کسی کی قراءت نہیں سنی۔ ابن یونس

* تجرید (۱۴۳/۲) * اسد الغابہ (۵۶۳۷) استیعاب (۲۸۴۳) تجرید (۱۴۳/۲)

* جامع المسانید (۴۵۷/۱۲) * استیعاب (۱۴۷/۴) * اسد الغابہ (۵۶۳۸) تجرید (۱۴۳/۲)

* تجرید (۱۴۳/۲)

الاصناف في الحديث (جلد ۲) ۲۵۳

فرماتے ہیں: مجھے یہ حدیث سوائے ابن عوف کے کسی کی کتاب میں نہیں ملی۔ جسے مجھ سے حسین بن زید نے عن اسد بن سعید عن کثیر بن عوف نقل کی ہے۔

(۹۳۶۱) یعقوب القبطی (دوسرے)

ان کے مولانا مدبر بنا کر آزاد کر دیا تھا، تو نبی ﷺ نے انہیں فروخت کر دیا تاکہ ان کا قرض ادا ہو جائے۔ مسلم کی روایت میں جو بطریق ابوالزیر عن جابر مروی ہے۔ ان کا نام آیا ہے کہ ابو ذکور انصاری نے یعقوب قبطی کو خرید کر پھر مدبر بنا کر آزاد کر دیا (جب ان کی وفات ہوئی تو) نبی ﷺ نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ ان کا کوئی مال ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے انہیں عیسیٰ بن عبد اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔۔۔۔۔ حدیث صحیحین میں ہے اور لیث کی روایت عن ابی الزیر عن اشیم مروی ہے۔

(۹۳۶۲) یعلیٰ بن امیہ

ابن ابی عبیدہ بن ہمام بن الحارث التیمی الحظلی، قریش کے حلیف، انہی کو یعلیٰ بن مزیہ کہا جاتا ہے، جو ان کی والدہ ہیں۔ بقول بعض: ان کی دادی ہیں جس پہ الدار قطنی نے اعتماد کیا ہے، لکھتے ہیں: وہ معیہ بنت حارث بن جابر، امیہ کی والدہ ہیں۔ یعلیٰ کے والد اور عوام کی والدہ ہیں جو زبیر کے والد ہیں۔ یہ زبیر اور یعلیٰ کی دادی ہیں۔ انہیں روایت حاصل ہے اور ان کا ذکر ملتا ہے ان کی کنیت ابو خلف ہے یا ابو خالد یا ابو صفوان ہے۔ مدائنی عن سلمہ بن محارب عن عوف الاعرابی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے ارتداد کے فتنہ میں یعلیٰ کو حلوان کا گورنر بنایا، پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے یمن کے کسی علاقے کے گورنر رہے۔ وہاں اپنے لئے ایک چراگاہ بنائی تو آپ نے انہیں معزول کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء یمن کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور جس سال شہادت عثمان رضی اللہ عنہ ہوئی حج کیا۔ پھر جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ بقول بعض: اسی میں شہید ہوئے۔

ابن عساکر نے یہ بات ابو حسان الزیادی سے نقل کی ہے لیکن اسے بعید سمجھا ہے۔ نسائی کی روایت سے پتہ چلتا ہے ان کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے میں عتبہ بن ابی سفیان کے پاس ان کی آخری گھڑی میں آیا تو انہوں نے بواسطہ حبیبہ رضی اللہ عنہا مجھ سے حدیث بیان کی۔ خلیفہ وغیرہ کا بیان ہے عتبہ ۳۷ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت نبی ﷺ حضرت عمر اور عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کی اولاد صفوان، عثمان، محمد، عبد الرحمن، پوتے صفوان بن عبد اللہ بن یعلیٰ، عطاء مجاہد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن سعد: تنین، طائف اور تبوک میں شریک ہوئے۔ بقول حاکم نجران پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر مقرر تھے۔

❖ اسد الغابہ (۵۶۳۹) تجرید (۱۴۳/۲)

❖ بخاری کتاب کفارات الایمان باب عتق المذنب و لم الولد والمکاتب فی الکفارة و عتق ولد الزنا (۶۷۱۶) مسلم (۵۸)

❖ مسلم (۵۸) اسد الغابہ (۵۶۴۰) استیعاب (۲۸۴۴) تجرید (۱۴۴/۲)

❖ الطبقات الکبریٰ (۴۵۶/۵)

۹۳۶۳ یعلی بن جاریہ ثقفی *

بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف۔ ابو عمر * نے بحوالہ ابو مسرر ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، لکھتے ہیں: محمد ابن اسحاق نے ان کا نام حیی بن جاریہ بتایا ہے۔ واللہ اعلم!

۹۳۶۴ یعلی سیابہ *

وہی ابن مرہ۔ ابو حاتم، * ابن قانع اور طبرانی * نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: جو یعلی بن مرہ کو یعلی ابن سیابہ کہتا ہے اسے وہم ہوا ہے۔ پھر خود لکھتے ہیں: یعلی بن سیابہ۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔

۹۳۶۵ یعلی بن مرہ *

ابن وہب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی ابو المرزوم۔ یہی یعلی بن سیابہ ہیں۔ سیابہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ بقول یحییٰ بن معین: خیمہ، بیعت رضوان، فتح مکہ، غزوہ ہوازن اور طائف میں شریک ہوئے۔ بقول ابو عمر: * افضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے دونوں فرزند عبداللہ اور عثمان، نیز راشد بن سعد سعید بن راشد کے دادا اور عبداللہ بن حفص بن نہیک وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ثقیف انگوری باغ کاٹ ڈالیں تو انہوں نے کاٹ دیئے۔ *

۹۳۶۶ یعلی العامری *

طبرانی، ابن شاپین * ابو عمر عسکری نے ان میں اور یعلی بن مرہ ثقفی میں فرق کیا ہے۔ بقول بعض: دونوں ایک ہیں۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ حدیث سے ایک ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ ابن قانع اور طبرانی * کی روایت میں یعلی بن مرہ لکھا ہے۔ ابو عمر کا بیان ہے اس میں اختلاف ہے کہ یعلی بن مرہ ثقفی ہیں یا عامری۔ واللہ اعلم

۹۳۶۷ یغمر *

بنی سعد بن حذیم کے فرد، ابو خزیمہ کے والد کسی نے ایک روایت میں ان کا نام بتایا ہے جبکہ اکثر میں بہم ہے۔ یغوی کی روایت ہے کہ ابو خزیمہ بن یغمر بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں، انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جو دم ہم کرتے ہیں اس کے بارے

* اسد الغابہ (۵۶۴۱) استیعاب (۲۸۴۵) تجرید (۱۴۴/۲) * استیعاب (۱۴۹/۴)

* تجرید (۱۴۴/۲) * الجرح والتعديل (۳۰۱/۹) * المعجم الكبير (۲۷۵/۲۲)

* اسد الغابہ (۵۶۴۴) استیعاب (۲۸۴۷) تجرید (۱۴۴/۲) * استیعاب (۱۴۹/۴)

* جامع المسانید والسنن (۴۷۵/۱۲) * اسد الغابہ (۵۶۴۳) استیعاب (۲۸۴۸) تجرید (۱۴۴/۲)

* استیعاب (۱۴۹/۴) * المعجم الكبير (۲۷۲/۲۲)

* اسد الغابہ (۵۶۴۶) استیعاب (۲۸۵۵) تجرید (۱۴۴/۲)

میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ (حدیث)*

۹۳۶۸) یعیش ذوالغرة الجهنی*

اونٹوں کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو کرنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ترمذی نے بلا نام ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن السکن نے ان کا نام بتایا ہے کہ یعیش جہنمی جو ذوالغرة سے مشہور ہیں سے مروی ہے ایک دیہاتی آکر کہنے لگا: کیا آپ اونٹوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ابن شاپین نے اسی سند سے ان کا نام بیان کیا ہے ان کا سیاق اس سے مکمل ہے۔

۹۳۶۹) یعیش بن ملحظه الغفاری*

بقول ابن سعد: شامی ہیں۔ مصریوں سے ان کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ پھر بطریق ابن لہیعہ بحوالہ یعیش الغفاری یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ایک اونٹنی کے پاس آکر فرمانے لگے: اس کا دودھ کون دوہے گا؟ تو ایک صاحب اٹھے، آپ نے فرمایا: کیا نام ہے؟ کہا: مڑہ۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرا اٹھا تو پوچھا: کیا نام ہے؟ کہا: جمرہ۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ، اتنے میں تیسرا شخص کھڑا ہوا، آپ نے فرمایا: کیا نام ہے؟ عرض کی: یعیش۔ فرمایا: دوہو! ابن قانع ایک اور طریق سے عن ابن لہیعہ نقل کر کے سند میں فرماتے ہیں: عن یعیش الانصاری۔ حرب کے سوانح میں اس کے کئی طرق ہیں جو موطا میں منقول ہیں اور بزار نے یہ روایت حدیث بریدہ سے طویل نقل کی ہے۔ یہ یعیش ابن یعیش بن طلحہ کے علاوہ ہیں جو اپنے والد سے اور ان سے یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں۔

۹۳۷۰) یعیش*

مولیٰ بنی عامر بن لوی۔ ابن الامین نے اپنے ذیل الاستیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ عثمانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۷۱) یعیش*

بنی مغیرہ کے غلام۔ مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق وکیع، سفیان، عن حبیب بن ابی ثابت عن عکرمہ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ بنی مغیرہ کے ایک غلام کو قرآن پڑھاتے تھے۔ وکیع فرماتے ہیں: سفیان کا قول ہے: میرے خیال میں اسے

* ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرقی والادویۃ (۲۰۶۵، ۲۱۴۸) ابن ماجہ (۳۴۳۷)

المستدرک (۴۰۲/۴) المعجم الکبیر (۲۱۵/۳) مجمع الزوائد (۸۵/۵)

* اسد الغابہ (۵۵۴۷) استیعاب (۲۸۵۰) تجرید (۱۴۴/۲)

* مسند احمد (۶۷/۴) (۱۱۲/۵) المعجم الکبیر (۷۰۹/۲۲) مجمع الزوائد (۲۵۰/۱) شرح المعانی (۷۰/۱)

* اسد الغابہ (۵۶۴۸) استیعاب (۱۵۰/۴) تجرید (۱۴۴/۲)

* المعجم الکبیر (۱۷۱/۲۲) مجمع الزوائد (۴۱/۸) جامع المسانید (۴۹۱/۱۲)

* تجرید (۱۴۴/۲) اسد الغابہ (۵۶۴۹) تجرید (۱۴۵/۲)

بیش کہا جاتا تھا۔ جس پہ یہ آیت نازل ہوئی: ہم خوب جانتے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں: اسے (محمد ﷺ کو تو) ایک انسان سکھاتا ہے.... ﴿۹۳۶۱﴾۔ یحسب میں دیکھ لیا جائے شاید وہ یہی ہوں۔

باب یاء کے بعد غین

﴿۹۳۶۲﴾ یغوث

ایک حدیث میں جسے میں من گھڑت سمجھتا ہوں ان کا ذکر آیا ہے جو میں نے ابن ابی ملی کی کتاب طبقات الامامیہ میں پڑھی

.....

﴿۹۳۶۳﴾ یفودان بن یفد یدویہ

مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ محمد نامی حضرات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب یاء کے بعد میم

﴿۹۳۶۴﴾ الیمان بن جابر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد۔ حاء میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ ان کا نام حسل ہے اور یمان لقب ہے۔ بقول بعض: یمان حضرت حذیفہ کے دادا کا لقب ہے۔

باب یاء کے بعد نون

﴿۹۳۶۵﴾ یناق

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث علی بن حجر نے عن عمر بن ہارون عن عبدالعزیز بن عمر عن الحسن بن مسلم عن جدہ یناق کی سند سے بیان کی ہے، فرمایا: میں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ سورج ڈھلنے کے بعد لوگوں کو وعظ کہنے کھڑے ہوئے۔ ﴿۹۳۶۶﴾

﴿۹۳۶۶﴾ یناق العمانی

ابن شامین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور الدارقطنی نے ”غرائب مالک“ میں نافع مولیٰ ابن عمر کے حالات کے آخر میں بطریق عبدالرحمن بن خالد بن حجج عن حبیب کاتب مالک روایت کی ہے کہ عمان کے کچھ لوگ امام مالک کے پاس آئے، ان

﴿سورة النحل (۱۰۳)﴾ اسد الغابہ (۶۶۵۰) تجرید (۱۴۵/۲) ﴿اسد الغابہ (۵۶۵۱)﴾ تجرید (۱۴۵/۲)

﴿اسد الغابہ (۵۶۵۲)﴾ تجرید (۱۴۵/۲) ﴿جامع المسانید (۴۹۲/۱۲)﴾

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

میں صدقہ بن عطیہ بن حماس بن مجہ بن حمار بن یثاق نامی ایک شخص تھا، آپ اس کا احترام کرتے، کسی نے امام مالک رحمہ اللہ سے کہا کہ اس کے پاس چند احادیث ہیں جنہیں وہ بیان کرتا ہے تو مجھے امام مالک رحمہ اللہ نے وہ حدیث لکھنے کا حکم دیا تاکہ میں آپ کے سامنے پیش کروں۔ چنانچہ اس نے مجھے املاء کرایا: حدیثی ابی عطیہ سمعت جدی نجبة بن حمار یحدث عن جدہ یثاق، فرمایا: میں طائف میں اپنے جنگل میں اونٹ چرا رہا تھا، ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا: ”اگر تم لوگ اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دو“۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جب آپ کو نیزہ لگا تھا، چنانچہ آپ کی وفات اور دفن میں شریک ہوئے۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ اور طائف میں جو مسلمان باقی رہا وہ اس میں شریک ہوا۔

۹۳۷۷ یئۃ الجہنی

ابن السکن نے یہاں ان کا ذکر کیا ہے، باء میں ذکر ہو چکا ہے۔

۹۳۷۸ یئۃ الخمرای

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ فتح مصر میں شریک ہوئے اور حمراء کے ناظم تھے، مصر میں انہیں زائد وظیفہ ملتا تھا۔ بقول سعید بن حفیر: عبدالرحمن بن یئۃ کے والد ہیں۔
میں کہتا ہوں: فتوحات میں صحابہ رضی اللہ عنہم ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

باب یاء کے بعد واؤ

۹۳۷۹ یوسف بن عبد اللہ

بن سلام بن حارث اسرائیلی۔ یحییٰ میں نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ کی حدیث یاد رکھی ہے، ان کی حدیث سنن البوداؤد اور جامع ترمذی میں بطریق یزید بن الاعور مروی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے ردی کے گلے پہ بھجور رکھ کر فرمایا: یہ اس کا سالن ہے۔ ترمذی میں ایک اور طریق سے بحوالہ ان کے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا، یوسف اپنے والد، حضرت عثمان، عمر، علی وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد

اسد الغابہ (۵۶۵۳) استیعاب (۲۸۵۶) تجرید (۱۴۵/۲)

اسد الغابہ (۵۶۵۳) استیعاب (۲۸۵۶) تجرید (۱۴۵/۲)

ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی التمر (۳۸۳۰) شمائل الترمذی (۱۸۲) السنن الکبریٰ (۶۳/۱۰)

المعجم الکبیر (۷۳۲/۲۲) مجمع الزوائد (۳۸/۵)

ترمذی، کتاب المناقب....

الجرح والتعديل (۲۴۰/۹)

سے کہا: امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یوسف صحابی ہیں، تو میرے والد نے فرمایا: نہیں، انہیں روایت حاصل ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ کی بات زیادہ صحیح ہے۔ بغوی کا قول ہے: نبی ﷺ سے روایت کی ہے اور ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پانچویں طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق کتابیں لکھنے والی ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا ہے، خلیفہ بن خیاط فرماتے ہیں: خلافت عمر بن عبدالعزیز میں فوت ہوئے۔ حاکم کا قول ہے: واقفی نے ان کی کنیت ابو یعقوب بتائی ہے۔

۹۳۸۰ یوسف بن ہبیرہ

ابن ابی وہب الخزرجی، فتح مکہ کے بعد ان کا والد کافر مرآ، ان کی والدہ ام ہانی ہیں ان کے بھائی ہانی کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے دور نبوی پایا ہے۔

۹۳۸۱ یونس بن شداد الازدی

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کی ہے جو بروایت سعید بن بشیر ان کی سند سے ہے جسے عبداللہ بن احمد نے ”زوائد المسند“ میں بروایت سعید بن قتادہ عن ابی قتادہ عن ابی الشعثاء عن یونس بن شداد نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایام تشریق (قربانی کے تین دنوں) میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔

۹۳۸۲ یونس بن عبید

ابن اسد بن علاج انسی۔ صفیہ بنت عبید جو زیاد کی والدہ حضرت سمیہ کی مولاۃ ہیں کے بھائی، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ بچہ اسی کا ہے جس کے پاس وہ بیوی ہے جب یہ زیاد کے اسلمحاق (ملائے جانے) کے وقت حاضر ہوئے۔ انہوں نے اس کا انکار کیا۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یا تم باز آ جاؤ گے یا میں تمہاری وجہ سے ایسی بدشگونیاں لوں گا جس کا پیش آنا دیر سے ہوگا۔ تو یونس نے کہا: صرف اللہ کی طرف پھر میں واقع ہو جاؤں گا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اور میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ پھر خاموش ہو گئے۔ یہ واقعہ رشاطی نے نقل کیا ہے۔

قسم اول از حرف واؤ

باب یاء کے بعد حاء

۹۳۸۳ یحییٰ بن ثابت

ابن قیس بن شماس انصاری خزرجی۔ انہیں اپنے بھائیوں کی طرح روایت حاصل ہے، ثابت جگہ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔

التاریخ الكبير (۳۷۱/۴) * اسد الغابہ (۵۶۵۵) استيعاب (۲۸۵۷) تجريد (۱۴۵/۲)

الجرح والتعديل (۲۴۰/۹) * مسند احمد (۷۷/۴) مجمع الزوائد (۳۰۳/۳) شرح المعاني (۲۴۵/۲) جامع المسانيد (۴۹۹/۱۲)

الجرح والتعديل (۲۴۲/۹)

۹۳۸۲ یحییٰ بن خالد

ابن رافع بن مالک بن الجحان الرقی بقول ابو عمر: * ان کی احادیث اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کی کتاب میں عن علی بن یحییٰ بن خالد عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ہیں، کہ جس دن یہ پیدا ہوئے نبی ﷺ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے کھجور چبا کر دی اور فرمایا: میں اس کا ایسا نام رکھوں گا جو یحییٰ بن زکریا ﷺ کے بعد کسی کا نہیں رکھا گیا۔ پھر آپ نے ان کا نام * یحییٰ رکھا۔ ہمارے شیخ الشیوخ حافظ صلاح الدین علانی کا قول ہے: مجھے اس کی سند سے نہیں ملی۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے اس کا ذکر تو کیا ہے لیکن مرسل۔ چنانچہ بطریق حبان بن ہلال عن ہمام عن اسحاق، حدیثی یحییٰ ابن خالد فرمایا: جب میری ولادت ہوئی تو میرے والد مجھے لے کر آئے.... پھر اس کا ذکر کیا۔ ابو عمر نے وہم سے ان کا نسب کنہی بتایا ہے جس کی ابن قحون نے تردید کی ہے جو درست ہے۔

باب یاء کے بعد زاء

۹۳۸۵ یزید بن الاصم

یہ عمر و بن عبید بن معاویہ بن عبادہ بن البرکاء بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، الاصم لقب ہے۔ یزید کی والدہ برزہ بنت الحارث الہلالیہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ بقول بعض: ان کی ولادت عہد نبی ﷺ میں ہوئی۔ ابن مندہ نے ان کے متعلق یہی ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ اپنی خالہ حضرت میمونہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ، سعد بن ابی وقاص، معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے دونوں بھتیجے عبداللہ اور عبید اللہ صاحبزادگان عبداللہ بن الاصم، زہری، ابو فزارة العنسی، السبعی، قتبان، میمون بن مهران، جعفر بن برقان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد * کا قول ہے، بقول ابن کلبی: نبی ﷺ نے الاصم کا نام عبدالرحمن رکھا۔ ابن سعد فرماتے ہیں: یزید بکثرت حدیث بیان کرتے۔ ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ واقدی کا بیان ہے: تہتر (۷۳) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر انہیں روایت حاصل نہیں۔ اس حساب سے ان کی پیدائش وفات نبویہ سے تقریباً بیس (۲۰) سال بعد ہوئی ہوگی۔

۹۳۸۶ یزید بن امیہ الدؤلی

ابوستان الدؤلی۔ حضرت علی، ابو واقد اللیثی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور ان سے نافع، زہری، زید بن اسلم روایت کرتے

* اسد الغابہ (۵۵:۵) استیعاب (۲۷۷۹) تجرید (۱۳۳/۲) * استیعاب (۱۲۹/۴)

* الطبقات الکبریٰ (۵۷/۵) التاریخ الکبیر (۲۶۹/۴) الجرح والتعديل (۱۳۹/۹)

* اسد الغابہ (۵۵:۲۱) تجرید (۱۳۴/۲) * الطبقات الکبریٰ (۴۷۹/۷)

* اسد الغابہ (۵۵:۲۲) استیعاب (۲۷۸۷) تجرید (۱۳۴/۲)

ہیں۔ ابو عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ غزوہ اُحد کے سال میں موقعہ پہ پیدا ہوئے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ یہ بات انہوں نے واقدی سے لی ہے ورنہ ثابت نہیں۔

باب یاء کے بعد عین

۹۳۸۷ یعلیٰ بن حمزہؓ

ابن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ بقول زبیر: حضرت حمزہ کی نسل صرف یعلیٰ سے چلی تھی ان کے ہاں چار بڑے پیدا ہوئے لیکن وہ سب فوت ہو گئے اور کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ یوں سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کا سلسلہ نسل منقطع ہو گیا۔ ابن سعدؒ کا قول ہے: حضرت حمزہ کے ہاں یعلیٰ پیدا ہوئے اور انہی کے نام پہ کنیت رکھتے تھے۔ پھر عمارہ ہوئے جن کے نام سے بھی کنیت کرتے تھے اور عامر پیدا ہوئے۔ انہوں نے شادی کی۔ ان کی والدہ ام یعلیٰ اوسیہ انصاریہ ہیں اور عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس ہیں اور یعلیٰ کی اولاد کے نام عمارہ، الفضل، زبیر عقیل اور محمد بتائے، سب فوت ہو گئے۔

قسم الثالث از حرف یاء

باب یاء کے بعد حاء

۹۳۸۸ یحمد الخولانی

یزید بن محمد کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۹۳۸۹ یحنس

مولیٰ صہیب بن سنان۔ دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ حضرت صہیب کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ واقعے میں صہیب کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۹۳۹۰ یحییٰ بن یعمر الرعینی

بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے میں سردار کی حیثیت رکھتے تھے۔

❖ استیعاب (۱۳۲/۴)

❖ الجرح والتعديل (۳۰۱/۹)

❖ لسان الغابہ (۵۶۴۲) استیعاب (۲۸۴۶)

❖ الطبقات الكبرى (۸/۳)

باب یاء کے بعد راء

(۹۳۹۱) یرفا (دربان عمر رضی اللہ عنہ)

دورِ جاہلیت پایا ہے اور خلافتِ صدیقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں اپنی شامی سند سے بحوالہ ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ خبر ملی کہ وہ رنگ برنگ کھانے کھاتے ہیں تو آپ نے اپنے مولا یرفا سے فرمایا: جب تمہیں پتہ چلے کہ ان کے کھانے کا وقت ہو گیا ہے تو مجھے اطلاع کر دینا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ابن صاعد لکھتے ہیں: غریب ہے۔ اسے صرف ابن المبارک نے نقل کیا ہے۔ سعید بن منصور، ابوالاحوص عن ابی اسحاق بحوالہ البراء روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں اللہ کے مال سے وہی سلوک کرتا ہوں جو یتیم کا سرپرست کرتا ہے۔ جب مجھے ضرورت پڑتی ہے لے لیتا ہوں اور جب فراخی ہوتی ہے واپس کر دیتا ہوں۔ اور جب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس سے بچتا ہوں۔ ابوحنیفہ الازدی کا بیان ہے: جب حضرت عمر خلیفہ مقرر ہوئے تو ابو عبیدہ کی طرف یرفا کو خط دے کر بھیجا۔ تو یہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابو عبیدہ کے پاس جا پہنچے.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔

یرفا کا تذکرہ صحیحین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ کے زکوٰۃ کے مال میں جھگڑے والے واقعے میں ملتا ہے اور اس حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے جسے ابن ابی شیبہ ؒ نے بطریق زہری عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا اتنے میں یرفا آئے تو ہمیں اپنے پیچھے دھکیل دیا۔

(۹۳۹۲) یریم بن عامر

بن سعد بن ذہل بن الاحدس بن سہل الرضی۔ دورِ نبوی پایا ہے، بقول ابن یونس: یہ اور ان کا بھائی عتبہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔

(۹۳۹۳) یریم بن معدیکرب

ابن ابرہہ بن الصباح الاسدی۔ دورِ نبوت پایا ہے، ان کا نضر نامی ایک بیٹا تھا، بقول ابن کلیبی: اپنے دور میں حمیر کے شام میں سردار تھے، ان کے والد بنت معبد بن عباس بن عبدالمطلب ہیں۔

باب یاء کے بعد زاء

یزداد الفارسی * ازداد میں تذکرہ ہوا ہے۔ (۹۳۹۳)

یزید بن احمد المرادی ثم الزرقی۔ بقول ابن کلی، فتح مصر میں شریک ہوئے۔ (۹۳۹۵)

یزید بن الاسود الغسانی * (۹۳۹۶)

از بنی ثعلبہ بن کعب بن عمرو۔ ابن کلی نے نسب قطان کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعش کنیت تھی۔ یہی یرموک کے زمانہ میں جبلہ بن الاعمکم کے ساتھ روم میں داخل ہوئے۔ پھر وہاں غسان سے اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہو کر لوٹے۔ شام میں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔

یزید بن الاسود الجُرَشی * (۹۳۹۷)

ابوالاسود۔ بقول ابن ابی حاتم: * دور جاہلیت کے ہیں۔ مسلم فرماتے ہیں: قدیم زمانے کے ہیں۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: دور جاہلیت پایا ہے اور اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ملتا ہے، جو ثابت نہیں۔ پھر بطریق یونس بن مسمرہ روایت کی ہے کہ میں نے یزید بن الاسود سے پوچھا: ابوالاسود! آپ نے کتنا عرصہ گزارا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب میری قوم عزیٰ کو پوجا کرتی تھی اور امام بخاری رحمہ اللہ * نے اسے عن ابی مسہد عن سعید بن عبدالعزیز عن یونس نقل کیا ہے اور ابن سعد نے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان اشقات میں لکھتے ہیں: سخت * حال لوگوں میں سے تھے۔ یہی روایت ابو زرعہ دمشقی اور یعقوب بن سفیان نے اپنی اپنی تاریخ میں، بسند صحیح عن مسلم بن عامر نقل کی ہے کہ دمشق میں قحط پڑا تو امیر معاویہ یزید ابن الاسود کے وسیلے سے بارش کی دعا کرنے لگے تو ان لوگوں پہ بارش ہوئی۔

ابوزرعہ فرماتے ہیں: ابو مسہر، سعید بن عبدالعزیز کے واسطے سے ہمیں بتاتے ہیں کہ ضحاک بن قیس لوگوں کے ساتھ صلوة الاستسقاء پڑھنے لگے تو یزید بن الاسود سے کہا: اے کثرت سے رونے والے، اٹھیے! اسی سند سے مروی ہے کہ عبدالملک جب مصعب ابن الزہری کی جانب روانہ ہوا تو اس کے ساتھ یزید بن الاسود تھے۔ ابن ابی الدنیا نے بطریق ہشام بن الغار، حبان بن النضر کہ مجھ سے واثلہ بن الاسقع نے فرمایا کہ مجھے یزید بن الاسود کے پاس لے چلو، یہ ان کے پاس پہنچے تو وہ آرہے تھے۔ انہوں نے آواز دی یہ آپ کے بھائی واثلہ ہیں تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا، وہ اسے چومنے لگے، میں نے ان کی ہتھیلی اپنی ہتھیلی میں لے لی جسے وہ اپنے سینے پہ کبھی پھیرتے اور کبھی چہرے پہ۔ واثلہ کی ہتھیلی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ ہے..... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ میرا غالب گمان یہی ہے کہ یہ سابقہ شخص کے علاوہ ہیں۔

۹۳۹۸ یزید بن ائیس الہذلی

دور نبوی پایا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ عہد فاروقی میں مسجد میں قیام کرتے، یہ روایت ان سے مسلم بن جندب نے نقل کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب خلق افعال العباد میں درج کی ہے۔

۹۳۹۹ یزید بن بشر الصبغی

بشر بن یزید میں ذکر ہوا ہے۔

۹۴۰۰ یزید بن حارث الشیبانی

دور نبوی پایا ہے اور جنگ یرامہ میں شریک ہوئے۔ جس کے بارے کہتے ہیں: ”ہماری مچل عامر کے جھنڈے کے ارد گرد گھوم رہی تھی، وہ ہمیں کھلے میدان میں ملے ہوئے دیکھ رہا تھا، معد کے دونوں رکن ہماری پناہ لے رہے تھے اور ہماری وجہ سے مشارق والے موت کی تختیوں سے بچتے ہیں۔“ اس کے بعد یصرہ فروکش ہوئے، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۰۱ یزید بن حذیفہ اسدی

کتاب الرذہ میں دیمہ نے ان کا اور ان کے بیٹے زفر کا اسلام پہ ثابت قدم رہنے والوں میں ذکر کیا ہے۔ وہ بنی اسد کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ حضرت خالد بن ولید سے جا ملے انہوں نے بنی اسد کی طرف انہیں ارتداد سے ڈرانے کے لیے یہ اشعار بھیجے:

”بنی اسد! اے میری قوم! ظلیجہ میں کوئی ایسی خصلت نہیں جس کی وجہ سے اس کی بات مانی جائے۔“

۹۴۰۲ یزید بن حمزہ المازنی

حارث بن عوف میں ذکر ہوا ہے۔

۹۴۰۳ یزید بن ذی الاخرۃ الیمانی

دیمہ نے کتاب الرذہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے حکم سے الاسود غسی کے بارے میں اشعار کہے تھے، اس بارے میں وہ اسود کے قتل کے بعد کہتے ہیں: ”تیرے بقاء کی قسم! ہم عبدان کے دن برکت والے حبیبوں کی جماعت تھے نہ کہ کہینے۔ جس صبح ہم نے ایک دار سے عینس میں ناک کاٹ ڈالی اس کے ذریعے مکشوح نے ہمارا سر جدا کر دیا۔“

۹۴۰۳ یزید بن رباب الاسلمی

بقول ابن یونس: یہ اور ان کا بھائی فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۹۴۰۵ یزید بن السجوح التجیبی العامری

ابن یونس کا بیان ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ بحری جنگ کے امیر مقرر ہوئے۔ یہ مصومہ میں طحاوی گلی کی مسجد والے ہیں۔

۹۴۰۶ یزید بن شریک

ابن طارق التیمی الکوفی الفقیہ ابراہیم کے والد۔ کوفہ کے رہائشی تھے۔ حضرت عمر، علی، ابوذر، ابن مسعود، حذیفہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا ابراہیم، ابراہیم نخعی، حکم بن عیینہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن سعد: اپنی قوم کے ناظم تھے۔ بقول ابوموسیٰ: بتایا جاتا ہے دور جاہلیت پایا ہے۔

۹۴۰۷ یزید بن ضرار الاسدی

الشماخ میں ذکر ہوا ہے۔ یہ مرزدا ابوضرار بقول ابوالحسن سے مشہور ہیں۔ الشماخ کے بھائی ہیں، بڑے تھے۔ * مرزبانی لکھتے ہیں: اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہو گئے، اپنے اس قصیدے میں کہتے ہیں جس کا مطلع ہے:
”ول سلی سے صاف ہو گیا اور اب طعنہ زن بھی کم ہو گئے ہیں۔“

اسی میں کہتے ہیں:
”لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں گزشتہ زمانے میں جب جری اور طعنہ زن کو شش کرتا تو میں ہی خطیب ہوتا، سردار ہوتا جسے بد کے ہوئے اذخوں کے ذریعے پھینک دیجئے۔ جنہیں ساتھ چلنے والے گاتے اور سوار یوں کی حدی خوانی کی جاتی جس پر ان میں سے کسی ایک شعر کو تو پھینکے گا اسے واضح کر دے گا جیسے چہرے کے تل ہوئے اور تلوں کو دھو کے والا کوئی نہیں۔“

۹۴۰۸ یزید بن عبد اللہ

الاصرم بن شعبہ بن ہزم بن رویہ بن عبد اللہ بن بلال العامری ثم الہلالی، ہزم میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہم نسب ہو جاتے ہیں۔ دور نبوی ﷺ پایا ہے، بنی مروان کے دور میں ان کے بیٹے عبد اللہ بن یزید کا ذکر ہے، ان کا پوتا عاصم بن عبد اللہ ابن یزید، اسد بن عبد اللہ القسری کے پاس خراسان آیا تو اس نے انہیں قید کر لیا جس پہ اشعار کہے:
”تمہارے دوست قسری نے تمہیں قبر کے قریب کر دیا، دوستی کی بنا پر جس چیز کے قریب کر دیا وہ بہت بری ہے۔“
ابن کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، حمص کے رہائشی تھے۔

یزید بن عمرو الریاحی (۹۳۰-۹)

شاعر اخوص سے مشہور تھے۔ مرزبانی بنجم الشعراء میں لکھتے ہیں: تخری ہیں، ابن قسوة شاعر عیینہ بن مرداس کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ہے۔ ابو بشر الآمدی نے ان کا نام زید بتایا ہے۔

یزید بن عمیرہ الزبیدی (۹۳۱۰-۱۰)

بقول بعض: کنذی اکلہی۔ حص کے رہائشی تھے، بقول ابن سمیع: دور جاہلیت پایا ہے۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور معاذ بن جبل کے ساتھ رہے۔ حضرت معاذ، ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ان سے ابوادریس الخولانی، عطیہ بن قیس، ابوقلابہ، اور معبد الجعفی روایت کرتے ہیں۔ عجل لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ہیں۔ ابوسمر کا قول ہے: حضرت معاذ کے تلامذہ کے سردار مالک بن مہرہ تھے اور یزید بن عمیرہ ان کے سرداروں میں سے تھے۔

یزید بن قیس (۹۳۱۱-۱۱)

ابن تمام بن مسعود بن کعب بن علوی بن علیان بن ارحب بن عامر بن مالک بن معاویہ.... ہمدانی ارجی۔ دور نبوت پایا ہے۔ اور ان کے سردار تھے۔ مجالد بن سعید نے کہا: جب سعید بن عامر روانہ ہوئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے امیر تھے تو اہل کوفہ نے ان پہ دھاوا بول دیا۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کوفہ کے تمام قزاق ادا کئے ہوئے اور ان یزید بن قیس کو اپنا امیر بنالیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کا ساتھ دیا، انہوں نے اپنا محافظ بنالیا۔ پھر اصہبان، رے، اور ہمدان کا والی مقرر کر دیا۔ اس کے بعد شاعر امیر معاویہ کو مخاطب کر کے انہی سے مراد لیتا ہے: ص
”معاویہ! اگر آپ ہماری طرف آنے میں جلدی نہ کریں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لیں یا یزید یمانی سے۔“
بقول ابن کلبی: اس شعر کا شاعر شامہ ہے۔

یزید بن قیس (۹۳۱۲-۱۲)

ابن عبداللہ بن قیس ابن عبداللہ بن معاویہ بن الشیطان بن بکر بن عوف بن النخع النخعی۔ دور نبوت پایا ہے۔ ان کا بیٹا عبداللہ ابن یزید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں سے تھا۔ اور کوفہ میں فوت ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن قیس البہزی (۹۳۱۳-۱۳)

دور نبوی ﷺ پایا ہے۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ مورخین نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن قنان (۹۳۱۴-۱۴)

ازنی مالک بن سعد۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے فتنہ ارتداد میں اپنے ساتھیوں

کو ادھر ادھر تقسیم کیا تو انہیں کندہ بھیجا۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

یزید بن قیس (۹۳۱۵)

ابن یزید بن الصق۔ یہ لقب ہے ان کا نام عمرو بن حارث بن خویلد بن نوفل بن عمرو بن کلاب بن ربیعہ الکلابی ہے۔ بقول بعض: الصق خویلد کا لقب ہے۔ مرزبانی ^{۱۴} نے ان کے دادا یزید بن الصق کا ذکر کیا ہے اور ان کے بنی تمیم کی بنو میں بیان کردہ اشعار نقل کیے ہیں کہ وہ نعمان بن المذکر کے دور میں تھے۔ رہے یزید بن قیس تو ان کی کنیت ابو الحارث ہے۔ ان کا مرزبانی نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے انہوں نے بصرہ کے گورنروں کی شکایات پر مشتمل ایک قصیدہ تیار کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا۔ تو خالد بن غلاب نے دیا۔ اور مدائنی نے عن علی بن حماد وحمیم بن حفص وغیرہ نقل کیے ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے: ابو الحارث یزید بن قیس بن الصق نے ایسی بات کی جس میں امواز وغیرہ کے گورنروں کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شکایت کی ہے: ^{۱۵}

”امیر المؤمنین کو میری طرف سے یہ پیام پہنچا دو کہ آپ امرؤ بنی میں اللہ کے امین ہیں۔ آپ ہم میں اللہ کے امین ہیں اور جو رب العرش کا امین ہو میرا سینہ اس کے تابع ہے۔ آپ رساتق اور گاؤں والوں کو نہ چھوڑیے گا۔ جو اللہ کے مال کو چمڑے اور بہتات میں بہاتے ہیں۔ آپ حجاج کی طرف پیام بھیج کر اس کا حساب جانچیں، اسی طرح جزاء اور بشر کی طرف حکم بھیجیں! اور دونوں نافع کو ہرگز نہ بھولیں گے۔ اور نہ ابن غلاب کو جو بنی نصر کے سرداروں میں سے ہے، ان میں سے عاصم کی تھوڑی توجہ نہیں۔ اور جو بازاروں میں ہے وہ بنی بدر کا مولا ہے نعمان کی طرف خط بھیج کر اس کا حساب بھی دیکھئے۔ اور بنی غزدان کے داماد کی بے شک مجھے اطلاع ہے اور شیل کی طرف اس کے مال کے بارے میں پوچھئے۔ اور ابن محرز کیونکہ اہل رساتق میں انہی کا بڑا ذکر ہے۔ آپ ان سے مقاسمہ کیجئے۔ میری جان آپ پہ فدا اگر آپ نے آدھو آدھ تقسیم کی تو راضی ہو جائیں گے آپ مجھے گواہی کے لیے نہ بلائیے گا کیونکہ میں غائب رہتا ہوں، لیکن میں زمانے کے عجائبات دیکھتا ہوں جب یہ لوگ واپس ہوتے ہیں ہم بھی واپس ہوتے ہیں اور جب یہ جہاد کرتے ہیں ہم بھی شریک ہوتے ہیں۔“

مرزبانی نے چند اشعار پر اکتفا کیا ہے اور آخر میں ایک تیسرا شعر زاد نقل کیا ہے: ^{۱۶}

”جب ہندوستانی تاجر ملک لے کر آتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ان کی مانگوں سے بہہ رہی ہوتی ہے۔“

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے مقاسمہ کیا، ان کا آدھا مال ضبط کر لیا یہاں تک کہ ایک جو تاضبط اور ایک چھوڑ دیا۔ ان لوگوں میں ابو بکرہ بھی تھے۔ کہنے لگے: میں نے کسی کام میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: تمہارا بھائی بیت المال اور اونٹوں کا عشر لینے پہ مامور ہے وہ تمہیں مال دیتا ہے جس سے تم تجارت کرتے ہو۔ چنانچہ ان سے دس ہزار لیے۔ بقول بعض: ان کا بھی آدھا مال لے لیا۔ راوی کا بیان ہے۔ جس حجاج کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ ابن عتیک ثقفی ہیں اور وہ فرات پر مامور تھے۔ اور براء بن معاویہ اخف کے چچا جو سرف پر مقرر تھے۔ بشر بن الحباب ساہور کے لشکروں کے نگران تھے۔ دو نافع سے مراد، ابو بکر نفع اور نافع بن

الذخيرة في مناقب الصحابة (جلد ۱)

حارث بن خلدہ جو ان کے بھائی ہیں۔ اور ابن غلاب خالد بن حارث جن کا تعلق بنی دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن سے تھا وہ اصحابان میں بیت المال پر مامور تھے۔ اور عاصم بن قیس بن الصلت منازر پر تھے اور بازار پر سمرقہ بن جندب تھے جو سوق الاہواز پر مامور تھے۔ نعمان بن عدی بن نعلہ، بقول بعض: فضیلہ بن عبد العزیٰ بن حرمٰن بنی عدی بن کعب کے فرد جو دجلہ کے ضلع کے عامل تھے۔ انہیں نے کہا تھا: ﴿

”حسانہ کو کوئی یہ پیام پہنچانے والا ہے کہ اس کا خاوند اور بنی غزوہ کا داماد مجاشع بن سعد سلمیٰ ہیں۔“

ان کے عقد میں بنت عقبہ بن غزوہ تھیں۔ وہ بصرہ کی زکوٰۃ وصولی پر مامور تھے۔ اور شبل بن معبد الجبلی الاحمسی، غنیمتیں وصول کرنے پر مقرر تھے۔ اور ابن محزش ابو مریم الحنفی، رامہر مز پر فرات کے پل پر مقرر تھے۔ مرزبان کا قول ہے: خالد بن غلاب نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا: ﴿

”ابو الحجاز کو بتا دو میں نہ تمہارا رشتہ دار ہوں اور نہ داماد، میرا مال کسی ویران حکومت سے حاصل نہیں ہوا جسے تم شعروں میں شامل کرنے لگو۔“

اسی قصیدے میں چند اشعار یہ ہیں: ﴿

”دار الحفظ آگے رکھی ہوئی چیزیں کھانے کی تھیں جنگ کے دن فرمانرواؤں کے لیے، اسل اور کیکر، بھری ہوئی نیزوں کی زیادتی کو بھلا دے، میں ان چیزوں سے تیری کفایت سفید اثر والی چیز سے اپنی طرف سے کر دوں گا۔“

یزید بن محمد (۹۳۱۶)

یزید بن محمد کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

یزید بن مر (۹۳۱۷)

علی بن عبد و بن ام بن کعب الصائد بن شریمل بن عمرو بن جشم بن صاعد الہمدانی ثم الصائدی۔ ان کا بیٹا محمد، ابن الحسنیہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ مختار بن ابی عبید کی جنگوں میں اس کے ساتھ تھا۔ ابن کلیبی نے یہ بات نقل کی ہے۔

یزید بن معاویہ (۹۳۱۸)

ابن عبید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ الرواسی۔ ابوداؤد شاعر بقول مرزبانی ﴿تختری ہیں: ﴿

”کبھی تو تم سلسلہ بحال رکھتے ہو اور کبھی تو زودیتے ہو، سب سے برادوست متلون المزاج ہے۔“

ابن کلیبی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں شاعر سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

یزید بن مفضل (۹۳۱۹)

ابن عوف بن عمیر بن کلب العامری۔ نسب ان کے بھائی زہیر کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ دونوں نے دور نبوی ﷺ

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۳۶۸

پایا ہے اور دونوں ہی جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ (ابن کلبی) اور مرزبانی نے یزید بن مغل کا ذکر کیا اور ان کا یہ شعر نقل کیا ہے جب وہ حسین بن علیؑ کی طرف سے لڑ رہے تھے اور اسی گھڑی شہید ہوئے۔

”اگر تم مجھے نہیں جانتے تو میں ابن المفضل ہوں جنگوں میں اسلحے سے لیس پیچھے نہ ہٹنے والا، میرے دائیں ہاتھ میں آدمی تیز دھار تلوار ہے جسے میں گھڑ سوار پر جنگ کے درمیان میں چلا دیتا ہوں۔“
یا تو یہ دو ہیں یا ان کے شہید ہونے کی جگہوں میں سے ایک کے بارے میں قول غلط ہے۔

۹۴۲۰ یزید بن ملجم المرادی

عبدالرحمن کے بھائی۔ دور نبوی پایا ہے۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۹۴۲۱ یزید بن ناجیہ اللخمی

ازبخی بحر بن سوادہ ان میں صاحب شرافت تھے۔ دور نبوی پایا ہے۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے یزید بن عمرو الغافری روایت کرتے ہیں۔

۹۴۲۲ یزید بن نعیم

ابن ثجرہ بن یزید التجیبی قم الایدعانی، دور نبوت پایا ہے۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے اور گنے چنے شہسواروں میں سے ایک تھے۔

۹۴۲۳ یزید بن یحمد الہمدانی

عبدخیر کے والد۔ ابو عمر نے ان کے بیٹے کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بروایت عبدالملک بن سلع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے عبدخیر سے کہا: ابو عامرہ! آپ بہت بوڑھے ہو گئے آپ کی کتنی عمر ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک سو بیس (۱۲۰) سال۔ میں نے کہا: کیا آپ کو دور جاہلیت کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! مجھے یاد ہے کہ میری والدہ نے ہنڈیا پکائی، میں نے کہا: ہمیں کھانا دیجئے! کہنے لگیں ابا کو آ لینے دو، اتنے میں میرے والد صاحب آ گئے۔ وہ کہنے لگے: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا ہے۔ آپ ہمیں مردار کا گوشت کھانے سے منع کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہ ہنڈیا انڈیل دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور ابو یعلیٰ نے بروایت عبدالملک، ابن قحون فرماتے ہیں: یہ روایت ابو عمر نے ان کے بیٹے عبدخیر کے حالات میں شامل کی ہے۔ یہ ان کی شرط کے مطابق ہیں پھر ان کا الگ نہیں ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: لیکن انہوں نے ”یزید بن محمد“ کہا جسے تحریف میں بدل دیا، یہ تو محمد ہیں۔ بقول بعض: یہ عبدالرحمن بن محمد ہیں۔ شاید کسی نے ان کے دادا کے نسب سے ایسا ذکر کر دیا ہے۔

باب یاء کے بعد سین

۹۳۲۲ یسار

حسن بن ابی الحسن البصری کے والد۔ دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ خطیب بطریق ابی الجناہ عن ابی عاصمہ روایت کرتے ہیں کہ یسار اہل میسان سے تھے۔ گرفتار ہوئے اور کئی انصاری کے گھر جا پہنچے۔ یہ انصار کے مولا ہیں خلافت فاروقی کے اخیر دور میں ان کے ہاں حسن پیدا ہوئے۔

۹۳۲۵ یسار المطلبی

مولی قیس بن خرمہ۔ یہ صاحب مغازی محمد یسار کے دادا ہیں۔ ابوبکر بن المقرئ نے اپنے فوائد میں بطریق محمد بن اسحاق روایت کی ہے کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا کہ خالد بن الولید روانہ ہو کر ”عین النمر“ پہ فردکش ہوئے۔ وہاں جنگ کی اور لوگوں کو قیدی بنایا۔ قیدیوں میں سیر بن ابی عمرہ اور عبد مولیٰ بلقیں، حمران بن ابان، صالح مولیٰ ابی ایوب، اور یسار مولیٰ قیس بن خرمہ بھی تھے۔ یہ اہل خلافت صدیقی کے آغاز کا واقعہ ہے۔

۹۳۲۶ یسار بن نمیر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خزاہی۔ دور نبوی ﷺ پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کا شرف رکھتے ہیں۔ ان سے ابوالنیل، شقیق بن سلمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں بروایت ابو عاصم الغطفانی، بحوالہ یسار بن نمیر حدیث نقل کی ہے کہ ”میں نے جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آٹا چھانا، تو آپ مجھ سے ناراض ہوئے۔“ اور ہم عباس الترقی کے رسالہ میں بطریق غیلان بن جریر عن ابی اسحاق عن یسار بن نمیر مولیٰ عمر روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب پیشاب کے لیے بیٹھے تو مجھے فرماتے: کوئی چیز دے دو، تو میں آپ کو ککڑی یا پتھر دیتا درندہ آپ کسی دیوار والے باغ کے قریب آ جاتے۔ بلاذری کی روایت ہے، یسار فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارا حج میں کتنا خرچ ہوا.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔

۹۳۲۷ یسیر بن عمروؒ اسیر میں تذکرہ ہوا ہے۔

باب یاء کے بعد عین

۹۳۲۸ یعقوب بن عمرو

دور نبوت پایا ہے۔ خلافت صدیقی میں اجتادین میں شہید ہوئے۔ یہ بات میں نے تاریخ مظفری میں دیکھی ہے۔ پھر

اسد الغابہ (۵۶۳۳) استیعاب (۱۴۵/۴) تجرید (۱۴۳/۲) الطبقات (۳۶۹/۳)

التاریخ الکبیر (۴۲۰/۴) الجرح والتعديل (۳۰۷/۹) اسد الغابہ (۵۶۳۳) استیعاب (۷۸۴۰) تجرید (۱۴۳/۲)

ازدی کی فتوح الشام میں مل گئی۔ ان کا تذکرہ ان کے والد عمرو بن ضریس کے حالات میں بھی ہوا ہے۔ ابواسامیل ازدی کا قول ہے: واقعہ اجنادین میں سات مشرک قتل کیے۔ انہیں ایک نیزہ لگا، چار یا پانچ ایام تک زندہ رہے پھر زخم بہہ پڑا۔ حضرت ابو عبیدہ سے اپنے اہل و عیال کے ہاں جانے کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دے دی تو وہیں وفات پائی۔

۹۳۲۹ یعقوب بن حسان الدہلی

دور نبوی پایا ہے اور فتح قادسیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے ان کے بارے میں بیان کیا کہ میں نے یعقوب جیسا آدمی نہیں دیکھا وہ ایک دن پانچ گھڑ سواروں کو لے آئے ان میں سے ایک آدمی کو ایسا داؤ دیا یہاں تک کہ اس پر تیروں کی بوچھاڑ کردی، پھر پوری طرح اس پر غلبہ پا کر اسے مسلمان کر کے لے آئے۔

۹۳۳۰ یعلیٰ بن عمیرہ

ابن یحییٰ بن حارث بن العبدی... النہدی۔ دور نبوت نصیب ہوا، فتوحات عراق میں سے قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ شریک ہوئے۔ پھر صفین میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ساتھ دیا۔ بقول ابن کلبی بنی نہد کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔

باب یاء کے بعد نون

۹۳۳۱ یثاق العمانی

دور نبوی پایا ہے۔ الدارقطنی نے ”غراب مالک“ میں ان کی حدیث بطریق عبد الرحمن بن خالد بن نجیح عن حبیب کا تبہ مالک روایت کی ہے کہ عمان کے کچھ لوگ حج کر کے امام مالک کے پاس آئے۔ ان میں صدقہ بن عطیہ بن حماس بن نجہ بن حمار بن یثاق تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ اس کا بڑا اکرام کرتے بلند مقام پر بٹھاتے، پھر مجھے حکم دیا کہ میں اس سے وہ حدیث نقل کروں جو وہ بیان کرتا ہے اور پھر امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے پیش کروں۔ چنانچہ اس نے مجھے املا کرایا: حدیثی ابی عطیہ بن حماس قال سمعت جدی نجبة بن حمار يحدث عن جدہ یثاق۔ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر والوں کے اپنے جنگل میں اونٹ چرا رہا تھا، ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا کہ مسلمان ہو جاؤ، تو میری قوم نے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کی طرف اپنے نیک آدمی بھیجے، پھر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی۔ تو میری قوم جو پہلے ادا کرتی تھی وہ ابوبکر کی طرف بھیج دی، میں نے اپنی قوم سے کہا: مجھے سوار کر کے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس بھیج دو تو انہوں نے نہ مانا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگوں نے میرے اونٹ لے لیے، میں اپنی سواری پر بیٹھ کر مدینہ کی طرف چل پڑا..... پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: حضرت عمر بن الخطابؓ پہ قاتلانہ حملہ ہوا، فرماتے ہیں: میں مدینہ میں داخل ہوا، پھر حضرت عمر بن الخطابؓ کے گھر آپ کے آخری لمحات میں ان لوگوں سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا، جس کی لمبی حدیث ہے۔

الاصحاب في مسند الصحابة (جلد ۱) ۲۷۱

حبیب کہتے ہیں: میں امام مالک کے پاس آیا، آپ نے وہ تحریر پڑھ کر فرمایا: اسی مفہوم کی روایت مجھ سے نافع نے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کی ہے۔ پھر وہ شیخ امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ نے اس کا اکرام کیا تو آپ کی مجلس میں اس نے وہ حدیث بیان کی۔ پھر ان سے وہ واقعہ نقل کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم بنت علی بن نعیم کے بارے اختلاف ہوا، یہاں تک کہ سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ وہ حضرت حصہ بنت عمر کے پاس قیام کریں گی..... الدارقطنی فرماتے ہیں: اس میں حبیب عن صدقہ عن مالک روایت کرنے میں منفرد ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں: حبیب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

القسم الرابع از حرف یاء۔ جن حضرات کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کر دیا گیا

باب یاء کے بعد حاء

۹۳۳۷ یحییٰ بن سعید

ابن عاص۔ درمیانے درجے کے تابعی ہیں۔ ذیل میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابوداؤد نے السنن میں عن الشعبي عن مالک عن یحییٰ بن سعید یعنی انصاری عن القاسم بن محمد و سلیمان بن یسار روایت کی ہے، دونوں فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے بنت عبدالرحمن کو طلاق بائن دے دی تو عبدالرحمن انہیں لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن الحکم کی طرف پیام بھیجا وہ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے گھر لوٹا دو..... (حدیث)

ابن الاثیر فرماتے ہیں: یہ یحییٰ، عمرو بن سعید الاشتر کے بھائی ہیں۔ نہ یہ دونوں صحابی ہیں اور نہ دونوں کو دور نبوی ملا ہے۔ کیونکہ ان کے والد سعید بن عاص ہجرت کے سال پیدا ہوئے اور یحییٰ ان کے بڑے بیٹے بھی نہیں۔ بہر صورت یہ صحابی نہیں۔ تو ابوموسیٰ کو کیسے شبہ ہو گیا؟

یہ حدیث بخاری میں بھی عن اسماعیل عن مالک مروی ہے اس میں بنت عبدالرحمن بن الحکم کو طلاق دی۔ اور بطریق عبدالرحمن ابن القاسم عن امیہ نقل کی ہے کہ عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: خالہ جان! آپ نے اس عورت کو دیکھا ہے جسے اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے، پھر بھی وہ چلی گئی ہے، اس کے بارے آپ کیا کہتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس نے بہت برا کیا۔ لگتا ہے اس روایت میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئی ہیں اور ان کے خاوند کا نام نہیں لیا گیا۔ جو یحییٰ بن سعید ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ اور یحییٰ.....

۹۳۳۸ یحییٰ بن صیفی

چھوٹے تابعی ہیں۔ کوئی حدیث مرسل بیان کی ہے جس کی وجہ سے یحییٰ بن یونس نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا۔ اور

اسد الغابہ (۵۰۶) تجرید (۱۳۲/۲)

بخاری کتاب الطلاق باب فاطمة بنت قیس (۵۳۲۲، ۵۳۲۱) ابوداؤد (۲۲۹۵) مؤطا مالک (۱۲۶۰)

اسد الغابہ (۳۲۸/۴) چار نقوش کے ہتھوڑے خالی ہے۔ اسد الغابہ (۵۰۷) تجرید اسماء الصحابة (۱۳۳/۲)

الکتاب فی تہذیب الصحاح (جلد ۲)

بطریق ابراہیم بن یزید، الجوزی، عن یحییٰ بن صلیٰ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی سعادت ہے کہ اس کا بیٹا اس کے مشابہ ہو۔ * مستغفری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے اور یحییٰ کا صحابی ہونا مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی ایک اور مرسل حدیث بھی ہے جسے ابوسعید بن الاعرابی نے اپنے ”مجموع“ میں بروایت السائب بن عمر مخزومی عن یحییٰ بن صلیٰ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پہ کوئی احسان ہوا ہو تو اس پہ لازم ہے کہ وہ اس کا بدلہ دے اگر ایسا نہ کر سکے تو تعریف کر دے، اگر ایسا بھی نہ کیا تو اس نے کفرانِ نعت کیا۔ بعض نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ یحییٰ بن عبد اللہ بن صلیٰ ہیں جن کی حدیث صحیح میں بروایت ان کے عن ابی سعید مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما بحوالہ ان کے مروی ہے۔ لگتا ہے ان دونوں صحیح حدیثوں میں اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے۔ بقول ابن سعد رضی اللہ عنہ ثقہ تھے ان کی روایت سے کئی احادیث مروی ہیں، ابن حبان نے تصحیح تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۳۳ یحییٰ بن عبد الرحمن

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا اور بطریق شعبہ بحوالہ یحییٰ بن عبد الرحمن روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو داغ لگایا، ان سے غلطی ہوئی یہ تو عن عمہ یحییٰ بن اسعد بن زرارہ مروی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوئی۔

۹۴۳۵ یحییٰ بن ابی کریم

تابعی ہیں، مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا۔ عسکری لکھتے ہیں: ان کی روایت مرسل ہے۔

۹۴۳۶ یحییٰ بن ہانی

ابن عروہ المرادی۔ چھوٹے تابعی ہیں۔ کوئی مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور بطریق ابن کلبی بحوالہ یحییٰ بن ہانی بن عروہ المرادی روایت کی ہے فرمایا کہ فروہ بن مسیک کندہ کے بادشاہوں سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے..... پھر وہ حدیث * ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد ہانی بن عروہ حاضرین میں شامل ہوتے ہیں۔ حرف ہاء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے یحییٰ کو حضرت انس، نعیم بن دجاجہ اور ابو حذیفہ وغیرہ حضرات سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے شعبہ، ثوری، شریک اور ابو بکر بن عیاش وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابو حاتم رازی * لکھتے ہیں: ثقہ، صالح ہیں۔ اہل کوفہ کے سرداروں میں سے ہیں۔ ابن حبان نے معتبر تصحیح تابعین میں ان کا شمار کیا ہے، یحییٰ بن کثیر بحوالہ شعبہ نقل کرتے ہیں۔ اپنے دور میں کوفہ والوں کے سردار تھے۔ نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ان کی حدیث سنن کی تینوں کتابوں میں ہے۔

باب یاء کے بعد زاد

۹۳۳۷ یزید بن ابی اوفی

درست نام زید ہے، حرف زاء میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۹۳۳۸ یزید بن جاریہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الدباغ نے ابن عبدالمتر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، جو ان کا وہم ہے۔ کیونکہ ابن عبدالمتر نے ان کا درست نام ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں: یزید بن سیف یا یوسف، ان کے دادا کا نام نہیں لکھا، جس سے ابن الدباغ سمجھے انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا اور ابن قانع نے ان کے دادا کے نسب سے ذکر کیا ہے اور بخوی، ابن اسکن اور طبرانی نے ان کا صحیح نسب لکھا ہے اور جیسا پہلے بیان ہوا ان کی حدیث نقل کی۔

۹۳۳۹ یزید بن جاریہ

ابن عامر بن العطف۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان سے پہلے یزید بن جاریہ ابن محج بن العطف کا ذکر کر چکے ہیں، دونوں ایک ہیں۔ یہی ابن جاریہ بن عامر بن محج بن العطف ہیں جیسا کہ قسم اول میں ذکر ہو چکا ہے۔

۹۳۴۰ یزید بن جاریہ

دوسرے، قریب بن یزید بن خارجہ بن عامر میں ذکر ہوگا۔

۹۳۴۱ یزید بن حصین

ابن نمیر السکونی الحمصی۔ صفار تابعین میں سے ہیں۔ خلافت یزید بن عبدالمک ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ سلیمان بن عبدالمک نے انہیں حمص کا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گور زمر مقرر کیا تھا۔ جب مروان بن الحکم مصر داخل ہوئے تو یہ ساتھ تھے، ان کے والد حصین بن نمیر کو مسلم بن عقبہ المری نے واقعہ حرہ کے بعد اس لشکر کا امیر بنایا جس نے خلافت یزید بن معاویہ میں مدینہ نبویہ پر چڑھائی کی۔ پھر حصین نے مکہ پہ حملہ کیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں انہیں یزید بن معاویہ کی موت کی اطلاع مل گئی۔ حصین صحابی نہیں چڑھایا کہ ان کا بیٹا۔ جس کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا تو ایک صحابی کے ساتھ اشتباہ کی وجہ سے جن کا نام اور ان کے والد کا نام ایک جیسا ہے جن کا قسم اول میں ذکر ہوا ہے۔

تجريد (۱۳۵/۲) المعجم الكبير (۲۴۵/۲۲) اسد الغابہ (۵۵۳/۲) تجريد (۱۳۵/۲)

استيعاب (۲۷۹۲) تجريد (۱۳۵/۲) اسد الغابہ (۵۵۳۷) تجريد (۱۳۶/۲)

التاريخ الكبير (۳۲۶/۴) جامع المسانيد (۴۲۴/۱۲) الطبقات الكبرى (۲۹۳/۴)

۹۴۲۲ یزید بن حنظلہ

حدیث ابراہیم میں ان کا ذکر آتا ہے جو ابراہیم بن عبدالاعلیٰ عن جدته عن ابیہا یزید بن حنظلہ کی سند سے مروی ہے کہ ہم سفر پہ نکلے، ہمارے ساتھ وائل بن حجر تھے۔ انہیں ان کے دشمن نے پکڑ لیا، ان لوگوں نے قسم کھائے بغیر نہ چھوڑا۔ تو انہوں نے اللہ کی قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے۔ (حدیث) اسے بغوی نے عن ہارون السہل عن یزید بن ہارون بحوالہ ان کے نقل کیا: یزید، اور دوسری بار کہا: سوید بن حنظلہ، انہیں اس میں شک ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ نے اسے عن یزید بلا شک عن سوید نقل کیا ہے، یہی قول بغوی کا ہے۔ یزید کے علاوہ لوگوں نے اسے اسرائیل سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں کئی طرق سے عن اسرائیل اسی طرح مروی ہے۔ یزید کا اس میں ذکر کرنا وہم ہے۔

۹۴۲۳ یزید بن خارجہ انصاری

ابن قحون نے بحوالہ بغوی ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، جو لفظی غلطی سے پیدا ہونے والا وہم ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: سوید بن معاویہ عن عثمان بن حکیم عن خالد بن سلمہ عن موسیٰ بن طلحہ عن یزید بن خارجہ الخزرجی کی سند سے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم آپ پہ کیسے درود بھیجا کریں..... (حدیث) درست زید ہے، اسی روایت کو بغوی نے وہاں دو طریق سے بحوالہ عثمان نقل کیا ہے۔ اسی طرح بطریق عیسیٰ بن یونس عن عثمان مسند احمد اور نسائی میں ہے۔ اور ابن ابی عاصم نے بطریق عیسیٰ نقل تو کی ہے لیکن انہوں نے خارجہ بن یزید کہا جو الٹ ہے۔ اس میں سوید کو ایک اور وہم ہوا ہے چنانچہ ابو نعیم نے بطریق مطین، بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرمایا: یزید بن حارثہ۔ ان کے والد کا نام بدل دیا، درست خارجہ ہے۔ واللہ اعلم

۹۴۲۴ یزید بن حمیر العرنی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں حمص فروکش ہوئے۔ ابن شاکب نے ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ اس واسطے کہ یہ مشہور تابعی ہیں۔ ان کے سب سے بڑے شیخ ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۲۵ یزید بن سلمہ

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن مسروق عن ابن اشوع عن یزید بن سلمہ روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی:

ابوداؤد کتاب الایمان باب المعارض فی الیمین (۳۲۵۶) ابن ماجہ (۲۱۱۹) مسند احمد (۷۹/۴)

مسند احمد (۱۱۸/۴) نسائی کتاب السہو باب نوع آخر (۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸)

اسد الغابہ (۵۵۵۴) استیعاب (۱۳۷/۴) تجرید (۱۳۷/۲)

الاصول في تبيين الصحاح (جلد ۲۷۵)

اللہ کے رسول! میں نے آپ کی بہت سی احادیث سنی ہیں مجھے خدشہ ہے میں انہیں بھول نہ جاؤں..... (حدیث) * بخوی لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ بھی کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مندہ نے بطریق ابن اشوع نقل کیا تو کہا: عن یزید بن سلمہ الجعفی اور ترمذی نے اسی طرح روایت کی ہے۔ ہم اوّل میں درست نام بیان ہو چکا ہے۔

یزید بن صغار * (۹۳۳۶)

ابو بکر بن علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن عیاش عن ابن خثیم عن جعفر بن یزید بن صغار العبیدی عن ابیہ مرفوع روایت کی ہے: ٹھیکری، مکے اور درخت کے چمید میں (بنا) کوئی مشروب نہ پیا جائے۔ *
میں کہتا ہوں: اسماعیل سے نقل کرنے والے کسی راوی سے غلطی ہوئی ہے، یہ تو زید ہیں، ابن مندہ نے ایک اور طریق سے عن اسماعیل نقل کیا تو فرمایا: عن جعفر بن زید عن ابیہ جو درست ہے۔

یزید بن طلحہ * (۹۳۳۷)

ابن رکانہ۔ بقول المستغفری: یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مالک * عن سلمہ بن مفلح، بحوالہ ان کے مرفوع روایت کی ہے: ”ہر مذہب کے اوصاف ہوتے ہیں، دین اسلام کا وصف خاص حیاء ہے“۔ بخوی لکھتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے اور یہ یزید، محمد بن طلحہ بن رکانہ مشہور تابعی کے بھائی ہیں۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: اپنے والد اور محمد ابن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ہشام بن عبد الملک کی خلافت کے آغاز میں فوت ہوئے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ کے تمام تلامذہ کا کہنا بھی یہی ہے، صرف اکیلے و کچ کہتے ہیں: عن یزید بن طلحہ عن ابیہ انہوں نے عن ابیہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: یحییٰ بن یحییٰ البیہقی کی روایت جمہور کی طرح ہے۔ انہوں نے یزید کی جگہ زید کہا۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں: بقول و کچ حدیث مند ہے۔ اور خود استیعاب میں طلحہ کا ذکر نہیں کیا۔ جس کا ان پہ ایک اور تعاقب ہے۔ اس واسطے کہ دارقطنی نے جو روایت غرائب مالک میں بطریق و کچ نقل کی ہے وہ عن مالک عن سلمہ عن یزید بن رکانہ عن ابیہ ہے۔ اس بنا پر صحابی رکانہ ہوئے۔ دارقطنی فرماتے ہیں: اسے علی بن زید الصدائقی نے عن مالک اسی طرح نقل کیا ہے، لیکن یزید بن طلحہ بن رکانہ کہا۔

یزید بن عبد اللہ بن رکانہ * (۹۳۳۸)

ابن المطالب المظنی۔ کسی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا ہے، جس کی وجہ ایک مرسل حدیث ہے جسے بیہقی نے

* جامع المسانید (۴۲۹/۱۲) المعجم الكبير (۲۴۲/۲۲) التاريخ الكبير (۳۴۰/۴)

* اسد الغابہ (۵۵۶۳) تجرید (۱۳۸/۲) * جامع المسانید (۴۳۴/۱۲)

* اسد الغابہ (۵۵۶۶) تجرید (۱۳۸/۲) * مؤطا مالک کتاب حسن الخلق (۱۷۲۵)

* الجرح والتعديل (۲۷۳/۹)

الکتاب فی تہذیب الصحاح (جلد ۱) ۲۷۶

”الدعوات“ میں بطریق ابراہیم بن احمد عن الحسن بن زید عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن یزید بن عبد اللہ بن رکانہ بن المطلب کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی جنازہ لایا جاتا تو آپ فرماتے: اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے بندے کا بیٹا تیری رحمت کا محتاج ہے..... (المحدث)

۹۴۴۹ یزید بن عبد اللہ بن الشحیر

ابو العلماء اکابر تابعین میں سے ایک، ابو موسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندرہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن یونس بن عبید عن یزید بن عبد اللہ بن الشحیر روایت کی ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جو کچھ بندے کو عطا کرتا ہے اس میں اس کی آزمائش کرتا ہے، اگر وہ راضی رہے تو اسے برکت دیتا ہے اور اگر ناراض ہو تو برکت اٹھا لیتا ہے۔

کسی کا یہ کہنا ہے کہ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، غلط ہے، اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ یہ حضرت حسن بصری سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت حسن بصری کی ولادت خلافت فاروقی کے آخر میں ہوئی۔ لہذا یزید کی ولادت خلافت صدیقی میں ہوئی۔

۹۴۵۰ یزید بن عبد الرحمن

ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا اور یہ مرفوع روایت نقل کی ہے: اپنے غلاموں کا خیال رکھو! اپنے غلاموں کے بارے میں احتیاط برتو!..... (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: بقول بعض: یہ یزید بن جاریہ۔ ابن الاثیر نے فرمایا: یہ بلاشبہ وہی ہیں۔ مذکورہ حدیث ان کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

۹۴۵۱ یزید بن عبد المرنی حجازی

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ماجہ نے بطریق ایوب بن موسیٰ بحوالہ ان کے مرفوع روایت کی ہے: ”لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا۔“ یہ یزید تابعی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے تو یہ حدیث عن ابیہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے، نیز ان کے والد کے صحابی ہونے کا ثبوت نہیں۔

المعجم الكبير (۲۷۷/۸) المصنف لعبد الرزاق (۶۴۲-۶) * اسد الغابہ (۵۵۷۴) تجرید (۱۳۹/۲)

التاريخ الكبير (۳۴۵/۴) جمع الجوامع (۵۱۶۳) جامع المسانيد (۴۳۸/۱۲) الجرح والتعديل (۲۷۴/۹)

الطبقات الكبرى (۱۵۵/۷) * التاريخ الكبير (۳۴۵/۴) * اسد الغابہ (۵۵۷۸) تجرید (۱۳۹/۲)

مسند احمد (۳۶/۴) المعجم الكبير (۲۴۳/۲۲) مجمع لزوائد (۲۳۶/۴) كنز العمال (۲۵۰۱۳)

اسد الغابہ (۳۴۷/۴) * اسد الغابہ (۵۵۸۰) * ابن ماجہ كتاب الذبائح باب العقیقة (۳۱۶۶)

فتح الباری (۵۹۴/۹) كنز العمال (۵۵۲۸۵) جامع المسانيد (۴۳۷/۱۲)

۹۳۵۲ یزید بن عبید السملی ابو جزہ

ابن شاپین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن ابی ذعب عن عبد اللہ بن محمد بن عمرو بن حاطب عن ابی وجزہ یزید بن عبید روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ کے پاس بنی فزارہ کا وفد آیا، جن میں خارجہ ابن حصین اور حارث بن قیس تھے۔ جو سب سے کم سن تھے۔ یہ لوگ رملہ بنت حارث کی حویلی میں فروکش ہوئے۔ یہ مرسل ہے ابو جزہ تابعی ہیں جو سعدی سے مشہور ہیں۔ واقدی نے مغازی میں یہ حدیث اسی سند سے نقل کی تو اس کے سیاق میں کہا: عن ابی وجزہ السعدی۔ مرزبانی نے مرسل سے نقل کیا ہے: ابو جزہ اصلاً سملی ہیں، انہیں سعدی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ بنی سعد میں فروکش ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: حدیث ان کے مراسیل سے مذکور ہے اور ابو جزہ کی یہ حدیث السنن میں عن عمر بن ابی سلمة المنخرومی پروردہ نبی ﷺ موجود ہے۔ مشہور شاعر ہیں، مدینہ کے رہائشی تھے اور وہیں ۱۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

۹۳۵۳ یزید بن عمرو

مستغفری نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور ابن قتیون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن کہا: یزید بن عمرو، میں نے اس بارے میں اختلاف قسم اول میں بیان کر دیا ہے۔

۹۳۵۴ یزید بن عمرو

مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ایوب عن میمون بن مہران روایت کی ہے: میری طرف ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خط بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بارے میں یزید بن عمرو سے پوچھا میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”آپ نے نل (حرم سے باہر) میں ان سے نکاح کیا تھا۔“ *

میں کہتا ہوں: یہ یزید وہی یزید بن الاصم ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ قسم ثانی میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۹۳۵۵ یزید بن کعب

بقول بعض: یہ ان بھڑی کا نام ہے جن کا ذکر حدیث عمیر بن سلمہ الضمری میں ملتا ہے۔ جن کا تذکرہ ان کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ درست زید ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ الدارقطنی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

* تجرید (۱۳۹/۲) * اسد الغابہ (۵۵۸۵) تجرید (۱۳۹/۲)

* مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم (۴۸) ابوداؤد (۱۸۴۲) ترمذی (۸۴۵)

ابن ماجہ (۱۹۶۴) سنن الدارمی (۳۸/۲)

* اسد الغابہ (۵۵۹۵) استیعاب (۱۴۱/۴) تجرید (۱۴۰/۲)

* استیعاب (۱۴۱/۴)

۹۳۵۲ یزید بن محمد *

عبد خیر کے والد۔ اسی طرح ابن فحون ابن الامین اور ذہبی نے ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ درست یزید بن محمد ہے۔

۹۳۵۶ یزید بن المزین *

ابن قیس بن عدی بن امیہ انصاری الخزرجی۔ بقول ابو عمر: * یہ نام واقدی نے ذکر کیا ہے جبکہ جمہور زید بتاتے ہیں، جو درست ہے۔

۹۳۵۸ یزید بن معبد *

القیس الربعی الیمامی۔ جس نے انہیں یزید بن معبد الجعفی الدؤلی کے علاوہ قرار دیا ہے، اسے وہم ہوا ہے بلکہ یہ ایک ہی ہیں۔

۹۳۵۹ یزید بن المعتمر النمیری *

ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ یہ تو یزید بن نمیر ہیں جن کا ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

۹۳۶۰ یزید بن نعیم *

ابن ہزال الاسلمی مشہور تابعی۔ ایک مرسل حدیث بیان کی ہے تو الاثیری نے اپنے استدراک میں اور ابن الاثیر * نے ان کی خوشہ چینی میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ان کی حدیث مسند قمی بن مقلد سے شامل کی ہے جو ان کی اپنے والد سے روایت سے مروی ہے۔ امام بخاری، * مسلم، ابن ابی حاتم * اور ابن حبان وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۹۳۶۱ یزید بن نمران شامی *

ابن شاپین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا جو ان کا وہم ہے ان کی روایت تو عن المنقذ بحوالہ اس شخص کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس وقت گزرا جب آپ تبوک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: یزید بن نمران نے فرمایا: میں نے تبوک میں ایک اپاج صحابی دیکھا۔ لگتا ہے ابن شاپین نے سمجھا کہ ”لہ صحبتہ“ کی ضمیر یزید کی طرف ہے حالانکہ وہ اپاج شخص کی طرف راجع ہے۔

۹۳۶۲ یزید ابو عبد اللہ *

پہلے بیان ہوا یہ غلط ہے۔

* تجرید (۱۴۰/۲) اسد الغابہ (۵۶۰۰) استیعاب (۲۸۲۳) تجرید (۱۴۰/۲)

* استیعاب (۱۴۱/۴) اسد الغابہ (۵۶۰۲) استیعاب (۲۸۲۴) تجرید (۱۴۰/۲)

* اسد الغابہ (۵۶۰۹) تجرید (۱۴۱/۲) اسد الغابہ (۳۵۳/۴)

* التاریخ العکبر (۳۶۴/۴) الجرح والتعديل (۲۹۲/۹)

* الجرح والتعديل (۲۹۲/۹) تجرید (۱۳۹/۲)

یزید ۹۳۶۳

عبداللہ الحنفی کے والد یہ حدیث ”مصیبت زدہ تو وہ ہے جس نے آگے کوئی اولاد نہیں بھیجی۔“ انما الرقوب.... روایت کی ہے۔ اس میں تامل ہے۔ ابن مندہ اور ابن الاثیر نے اسی طرح نقل کیا ہے جو ان کا وہم ہے اس لیے محدثین نے ان کا ذکر کیا ہے وہ یزید بن حصین ہیں۔

یزید ابوہانی الحنفی ۹۳۶۴

ابوسوی نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہانی بن یزید عن ابیہ روایت کی ہے کہ ان کے بھائی بشر بن معبد و حارث بن ظفر کی لڑائی ہوگئی۔ انہیں ان کا اپنے استاد راک میں شامل کرنے سے وہم ہوا کیونکہ یہ تو وہی یزید بن معبد ہیں جن کا ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔

یزید العقیلی ۹۳۶۵

ایک مرسل حدیث بیان کی ہے جس کی وجہ سے مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کر دیا ہے اور لکھتے ہیں: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم نے جزم سے لکھا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے جسے یقیہ نے عن نافع بن یزید عن نافع بن سلیمان عن یزید العقیلی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حدود (مکی) کو بند رکھے گا۔“ (حدیث)

یزید (حکیم کے والد) ۹۳۶۶

ان کی حدیث حماد بن سلمہ نے عن عطاء بن السائب عن حکیم بن یزید عن ابیہ کی سند سے نقل کی ہے، درست یوں ہے: عن حکیم بن ابی یزید، جیسا کہ کتابوں میں بھی تذکرہ ہوگا۔

باب یاء کے بعد سین

یسار بن نمیر ابوہلی ۹۳۶۷

مولیٰ بنی عمرو بن عوف۔ فرضی نے المؤلف میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر لیا ہے اور

اسد الغابہ (۵۵۷۶) استیعاب (۱۴۳/۴) تجرید (۱۳۹/۲) اسد الغابہ (۳۴۷/۴)

اسد الغابہ (۵۶۱۱) تجرید (۱۴۱/۲) اسد الغابہ (۵۵۶۷) تجرید (۱۳۹/۲)

الجرح والتعديل (۳۰۱/۹) اسد الغابہ (۵۵۳۸) استیعاب (۲۸۲۹) تجرید (۱۳۶/۲)

تجرید (۱۴۳/۲)

تجربہ میں انہی کی خوش چینی کی گئی ہے۔ یہ ابولہی عبد الرحمن کے والد ہیں، جس نے ان دونوں میں فرق کیا ہے، اسے وہم ہوا۔ ابو عمر نے ان کے نام میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ ان کے متعلق تمام اقوال میں سے ایک قول ہے ”یسر بن نمیر“ جو امام بخاریؒ اور کافول ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔

۹۳۶۸ یسر

ابن عبد اللہ، جھوٹوں میں سے ایک جس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حسین بن خارجہ کا گمان ہے اس کی مصر میں ملاقات ہوئی ہے اس نے اس سے ذکر کیا کہ اس کی عمر تین سو (۳۰۰) سال ہے۔ حافظ ابن عساکرؒ نے ”الطبایع“ میں بطریق حسین بن خارجہ بحوالہ اس کے کئی احادیث نقل کی ہیں۔ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں: اس تک کی سندیں غلط ہیں۔ میرے دو مشہور اشعار میں اس کا ذکر ملتا ہے جس کے مطلع میں حدیث ابن مسعودؓ اور یسر اور نعیم ہے۔ وہ نعیم بھی یسر ہے، کچھ ہی دیر بعد نعیم ذکر ہوگا۔

۹۳۶۹ الیسع بن المغیرہ المخزومی

چھوٹے مشہور تابعی ہیں، حاکم نے ان کی حدیث اپنے مستدرک میں نقل کی ہے جسے بطریق اسماعیل بن ابی اویس عن محمد بن طلحہ التمیمی عن عبد الرحمن بن ابی بکر بن المغیرہ نقل کیا ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ ہزار میں ایک آقا کے پاس سے گزرے جو بازاری نرخ سے کم بھاؤ پہ اناج بیچ رہا تھا.....“۔ (حدیث) جس سے حاکم نے سمجھ لیا یہ صحابی ہیں، یہ تو تابعی ہیں۔ حالانکہ ابوداؤد نے مراسل میں ان کی حدیث بطریق الزبیر بن سعید عن الیسع بن المغیرہ نقل کی ہے کہ خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر کی تنگی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: رونے میں کشادگی اختیار کرو، طبرانی نے اسے الیسع مذکور روایت میں عن ابیہ عن خالد بن ولید موصولاً ذکر کیا ہے۔ الیسع کو عطاء بن ابی رباح، محمد بن سیرین وغیرہ سے بھی روایت حاصل ہے۔ ابوحاتم الرازی ان کے بارے میں کہتے ہیں: قوی نہیں۔ جبکہ ابن ابی حاتمؒ اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۳۷۰ یسیرؒ ابن العنبر انصاری

ابن الاثیرؒ نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کا وہم ہے، یہ نام تو نون سے ہے، پہلے درست بیان ہو چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۹۳۷۱ یسیر بن یزید انصاری

تبعی نے لشب میں بطریق محمد بن اسحاق البلخی عن عمرو بن قیس عن ابیہ عن جدہ عن خالد روایت

تجريد (۱۴۳/۲) * التاريخ الكبير (۴۲۰/۴) * الجرح والتعديل (۳۰۸/۹)

اسد الغابہ (۵۶۳۵) تجريد (۱۴۳/۲) * اسد الغابہ (۳۶۰/۴) * استيعاب (۲۸۴۱)

الکتاب فی تبيين الصحاح (رد المحتار) (جلد ۱)

کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسحق محروم ہوا“۔ پھر بیعتی اپنے شیخ حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ قیس کے دادا کا نام یسیر بن یزید انصاری ہے اور ان کی اسانید بہت شتم ہیں، بیعتی نے اپنے شیخ پر اس کی نکیر کی ہے وہ لکھتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم میں یسیر بن یزید نامی کوئی بھی نہیں۔ یہ تو یسیر بن عمرو ہیں مخزومی تابعی ہیں۔ پھر مذکورہ حدیث بطریق یعقوب بن سفیان عن ابی سعید الاشج عن عمرو بن قیس انہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ مرفوع بیان نہیں کی۔ فرماتے ہیں: ایک مقوف زیادہ صحیح ہے۔ قسم ثالث میں یسیر بن عمرو کا ذکر ہو چکا ہے اس کا اول (پہلا حرف) ہمزہ سے بدل جاتا ہے، حرف الف میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

باب یاء کے بعد عین

۹۴۶۲ یعقوب بن اوس الثقفی

مشہور تابعی ہیں۔ بقول بعض: ان کا نام عقبہ ہے۔ ابن ابی خثیمہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جو وہم ہے۔ بغوی ان کی شبہ عمد کے بارے میں مرفوع روایت کرتے ہیں: بغوی لکھتے ہیں: یہ سند ابی خثیمہ سے شک کے ساتھ ہے اور ہم سے یہ روایت احمد بن ابی خثیمہ نے عن ایہ بیان کی اس میں انہوں نے یہ نہیں کہا: یا کسی صحابی سے۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی خثیمہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یعقوب صحابی نہیں۔ یہ روایت تو انہوں نے عبد اللہ ابن عمرو سے نقل کی ہے۔ اور یہ حدیث ابوداؤد کی کتاب میں بروایت حماد بن یزید و وہیب بن خالد دونوں عن خالد الحذاء عن القاسم بن ربیعہ عن عقبہ بن اوس عن عبد اللہ بن عمرو دی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطاب فرمایا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: ”خطا کی دیت شبہ العمد جب تک کوڑوں اور لاشی سے مارا گیا ہو سو (۱۰۰) اونٹ ہے ان میں چالیس حاملہ اونٹیاں رہی ہوں گی۔“ یہی روایت نسائی نے بطریق حماد بن زید نقل کی تو کہا: عن عقبہ بن اوس عن رجل من الصحابة اور بطریق ابن ابی عدی عن خالد عن القاسم عن عقبہ بن اوس نقل کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا.... پھر وہ حدیث مرسل ذکر کی۔ جو بطریق بشر بن الفضل و یزید بن زریع دونوں عن خالد وہیب کی روایت جیسی روایت کرتے ہیں لیکن صحابی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ اور قاسم کے شیخ کا نام یعقوب بتایا ہے۔ ابوداؤد نے اس میں قاسم بن ربیعہ سے آگے ایک اور اختلاف بھی ذکر کیا ہے۔ آیا یہ عبد اللہ بن عمرو ہیں یا ابن عمر؟ اس لیے کہ قاسم اور ان کے درمیان کوئی نہیں۔

۹۴۶۳ یعلیٰ بن حازم الثقفی

حلیف بنی زہرہ، یمامہ میں شہادت پائی۔ تجرید میں اسی طرح لکھا ہے جو وہم ہے ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا ہے یہ تو ابن جاریہ ہیں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اسد الغابہ (۵۶۳۶) استیعاب (۲۸۴۲)

ابوداؤد کتاب الدیات باب فیمین قتل فی عمیاء بین قوم (۴۵۹۱)

نسائی کتاب القسامۃ باب من قتل یحجر او سبوط (۴۸۰۳)

تجرید (۱۴۱/۲)

۹۴۷۲ یعلیٰ بن صفوان

ابن امیہ، ابن فتحون نے بحوالہ مغازی اسوی ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد یعلیٰ بن صفوان بن امیہ اپنے بیٹے کو ہجرت کی بیعت کرانے نبی ﷺ کے پاس لائے۔ ابن قانع نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے جو اٹھ ہے اس میں کسی راوی کو وہم ہوا ہے، درست ہے۔ عن مجاہد عن صفوان بن یعلیٰ بن امیہ ہے کہ یعلیٰ اپنے بیٹے کو لائے، اس سے ابن فتحون نے خبردار کیا ہے۔ صفوان ابن یعلیٰ بن امیہ مشہور تابعی ہیں۔

۹۴۷۵ یعلیٰ بن طلق

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، جو وہم ہے۔ یہ تو علی بن طلق ہیں چنانچہ ابن قانع اپنی سند سے عن جعفر بن عوف عن یحییٰ بن سعید عن محمد بن المنکدر عن یعلیٰ بن طلق مرفوع روایت کرتے ہیں: ”آدی نماز تو پڑھتا ہے لیکن جو اس کا (اصل) وقت رہ جاتا ہے وہ اس کے اہل و عیال اور مال سے زیادہ افضل ہے۔“

۹۴۷۶ یعلیٰ (بے نسبت)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن مسلم عن سفیان عن عمرو بن یعلیٰ عذابہ کی سند سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میرے ہاتھ (کی انگلی) میں سونے کی انگلی تھی۔ فرمایا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیا اس کی بھی زکوٰۃ ہے؟ آپ نے فرمایا: (پھر تو) یہ موٹا انگارہ ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ یعلیٰ ابن ابی مرہ ہیں جیسا کہ طبرانی نے جب یہ حدیث نقل کی تو اعتماد سے کہا۔ جبکہ درست یہ ہے ان سے روایت کرنے والے عمر جو ہیں وہ اپنے دادا کے نسب عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن ضر سے ذکر ہوئے جو مشہور ہیں ان کے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا کئی احادیث ہیں۔ ریاح ثقفی کے حالات میں اس متن پر کچھ بحث ہو چکی ہے۔

۹۴۷۷ یعلیٰ (بے نسبت، دوسرے)

ابن فتحون نے بحوالہ یحییٰ بن یحییٰ حمی عن عمرو بن عثمان عن ابیہ عن یعلیٰ، ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ میں ایک تنگ مقام پر پہنچے، جہاں آپ نے انہیں اپنی سواری پہ نماز پڑھائی، سجدہ رکوع اشارے سے تھا، سجدہ کا جھکاؤ رکوع کی بہ نسبت زیادہ تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ یعلیٰ بھی ابن مرہ ہیں، ترمذی نے یہی روایت نقل کر کے تبصرہ کیا ہے کہ غریب ہے اس میں عمر بن الرماح

تجرید (۱۴۴/۲)

مجمع الزوائد (۶۶/۳) السنن الکبریٰ (۱۴۵/۴) کنز العمال (۱۷۳۰۱)

اسد الغابہ (۵۶۴۵) تجرید (۱۴۴/۲)

مسند احمد (۱۷۱/۴) مجمع الزوائد (۶۶/۳) السنن الکبریٰ (۱۴۵/۴) کنز العمال (۱۷۳۰۱)

تجرید (۱۴۴/۲)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب النطوع علی الرحلة والوتر (۱۲۲۷) نسائی (۱۱۸۸) ابن ماجہ (۱۰۱۸) مسند احمد (۳۳۴/۳)

منفرد ہے اور اسے الدار قطنی نے اسی سند سے نقل کیا تو کہا: یعلیٰ بن امیہ ہمارے شیخ شرح ترمذی میں شاہد کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ہر تقدیر و صورت یہ یعلیٰ اور ہیں۔

باب یاء کے بعد واو

۹۳۷۸ یوسف الانصاری

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا: ”لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی اذیت نہیں پہنچائی تو تم لوگ بھی اس بات کی وجہ سے ان کا لحاظ کرنا“۔۔۔ (حدیث) ہمارے شیخ الشیوخ العلامی فرماتے ہیں: یہ وہم ہے درست عن سہل بن یوسف بن سہل بن ابیہ عن جدہ ہے، ان کے دادا کا نام سہل بن حنیف ہے۔ ابن قانع نے یہی روایت دوسرے مقام پر بطریق محمد بن یونس عن خالد بن عمرو صحیح نقل کیا ہے۔ علامی فرماتے ہیں: یہ زیادہ مناسب ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن عساکر نے پہلے کی طرح نقل کیا ہے، جبکہ زکریا بن یحییٰ نے عن سلیمان بن داؤد عن خالد بن عمر عن سہل بن یوسف بن سہل بن مالک عن ابیہ عن جدہ اسی طرح زعفرانی نے عن زکریا نقل کیا ہے۔ خلیعات میں ہمیں بطریق ابی سعید الاعرابی عن الزعفرانی لکھی ملی ہے۔

۹۳۷۹ یونس انصاری ظفری ابو محمد

بقول ابن مندہ اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر انہوں نے، ابن مندہ اور ابو نعیم نے بطریق ابن ابی ذئب عن اوریس بن محمد بن یونس ظفری عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موتیں کاٹا کرؤ“۔ ہمارے شیخ الشیوخ علامی نے فرمایا: یہ وہم ہے، درست اوریس بن محمد بن یونس بن انس بن فضالہ عن ابیہ عن جدہ یونس عن ابیہ محمد بن انس بن فضالہ ہے۔ یہ سند ابن مندہ نے محمد بن انس کے سوانح میں درست نقل کی ہے، جیسا قسم اول میں بیان ہو چکی ہے۔

میں کہتا ہوں: کئیوں کے آخر میں بیان ہوگا کہ ابن ابی عاصم نے یہ عنوان ابو یونس کے لیے قائم کیا ہے اور اسی طریق سے عن اوریس بن محمد بن یونس عن جدہ یونس عن ابیہ روایت کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک تھے، اس وقت وہ بیس (۲۰) سال کے تھے، اس سے علامی کے اعتراض کو تقویت ملتی ہے۔ واللہ اعلم

اس کتاب کے مؤلف (اللہ ان سے راضی ہو) فرماتے ہیں: میری کتابت حواشی کے ساتھ تین ذوالحجہ ۴۷۷ھ مکمل ہوئی۔ جس

تجريد (۱۴۵/۲)

المعجم الكبير (۱۲۶/۶) مكنز العمال (۳۳۱۳۹) (۳۵۶۴۵) لسان الميزان (۴۲۴/۲) (۷۱۹/۴)

مختصر تاريخ دمشق (۱۲۹/۶)

اسد الغابہ (۵۶۵۶)

السنن الكبير (۱۵۰/۱) مكنز العمال (۱۷۲۲۲) جامع المسانيد والسنن (۵۰۰/۱۲)

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) ۲۸۲

کی ابتداء آٹھ سو نو (۸۰۹) میں ہوئی تھی جو چالیس کے قریب ہے، لیکن اس کی کتابت تاخیر سے ہوئی۔ جو ترتیب میں نے اختیار کی تھی اس کی وجہ سے مسودات میں تین بار ہوئی۔ اب یہ تیسری بار ہے یہ نسخہ بھی مسودہ ہی ہے کیونکہ اس میں بکثرت الحاق کیا گیا ہے دوسرے ناموں کے شامل کرنے سے ناامیدی حاصل نہیں ہوئی۔ پہلے میں نے سرفی پھر زردی سے پھر خالص صورت سے پھر اس سے حتیٰ جلتی صورت سے اسامہ کو ممتاز کیا۔ یہ سب کچھ رجال و نساء کی فصل میں مبہم سے پہلے کی کتاب ہے یہ مصنف کے الفاظ تھے انہی کے قلم سے ہم نے نقل کیے ہیں۔

والحمد لله رب العالمین حمداً لا نهایة له وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم
تسلیمًا کثیرا۔ آمین



www.KitaboSunnat.com





